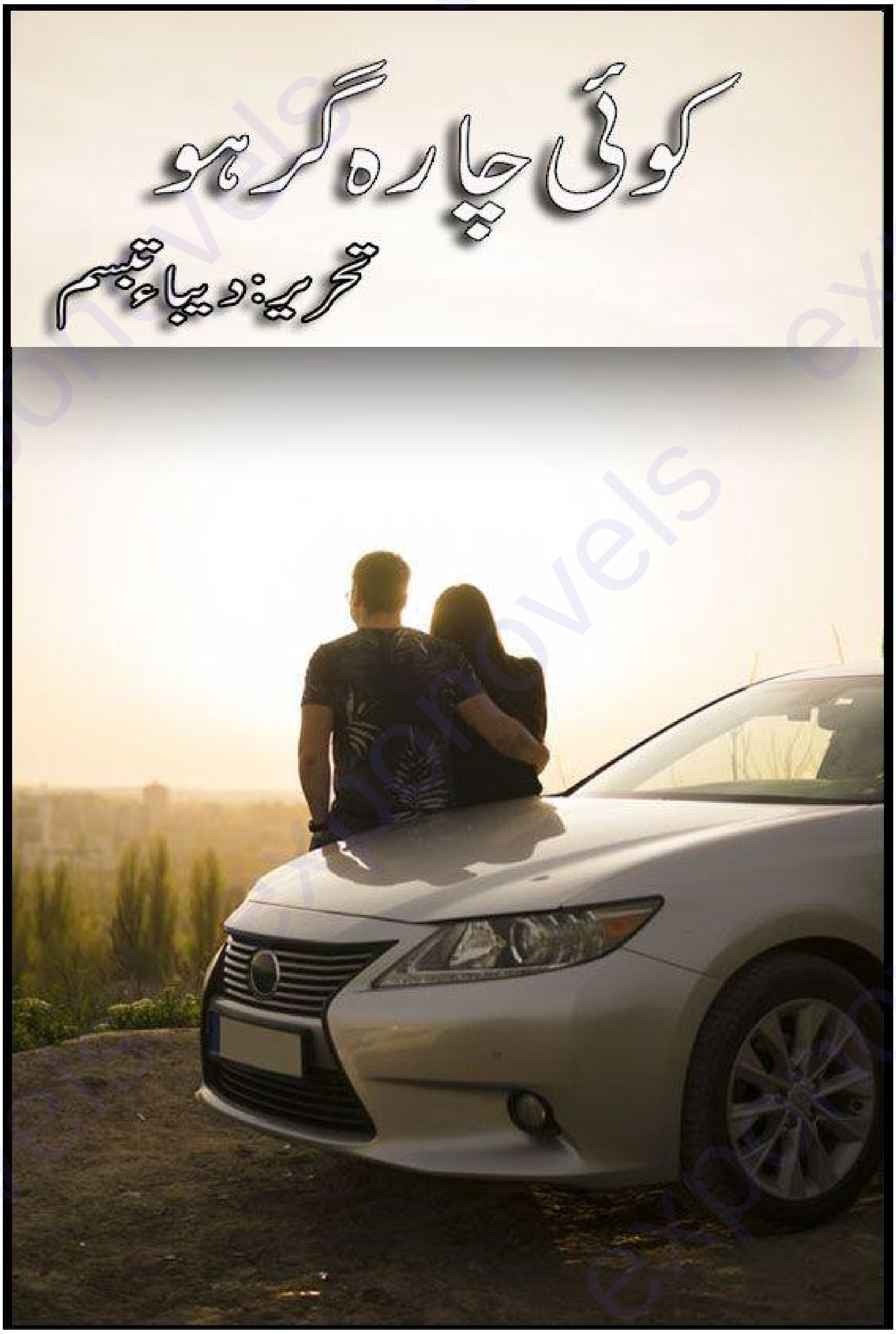

For more visit (exponovels.com)

ا

کوئی چارہ گر ہو

زدیباء تبسم

موسمِ گرما کی تیز چلچلاتی دھوپ نے لاہور کے باسیوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا---گرمی کی زیادتی کے باعث لوگ سڑکوں پر آوارہ گھومنے سے پرہیز کرنے لگے تھے تبھی لاہور میڈیکل ڈینٹل کالج سے چند گلیاں دور اس تنگ اور ویران گلی میں ہونے والے حادثے کا کوئی چشم دید گواہ ملنا ناممکن تھا

بارہ سال کا بچہ سڑک پر ٹماٹر دھنیے کے شاپر کو گول گول گھماتا اُچھلتا ہوا جا رہا تھا----سورج اسکے سر پر چمک رہا تھا وہ سڑک پر سیدھا چلتا زیرِ لب گیت گنگنا رہا تھا جب دو قدم آگے نکل کر اسے ٹھٹھک کر رُک جانا پڑا---سفید لباس اور خون آلود گلی دیکھ کر اسکی آنکھیں باہر کو اُبل پڑی تھیں--- تھیلی سے سبزیاں سڑک پر گِر چکی تھیں اور نظر سامنے گلی پر تھیں---ٹماٹر سڑک پر چکرا رہے تھے

"اااا---ابااااااا" بچے کے منہ سے چیخ بلند ہوئی تھی ساتھ ہی اس نے واپسی کو دوڑ لگا دی---ایک ٹماٹر اسکی چپل کے نیچے آکر کچلا گیا تھا

یہ پنجاب طب قانونی ادارہ (punjabforensicscienceagency) ہے جو لاہور میں واقع ہے--- یہ تیس اکتوبر دو ہزار نو میں تعمیر ہوئی تھی ایشیا کی پہلی بڑی فرانزک لیب ہے جبکہ دنیا کی دوسری بڑی--- یہ اویڈنس رسیونگ یونٹ ہے جہاں مختلف کرائم انویسٹیگرز اور پنجاب تھانوں کے اہلکار اپنے نمونے جمع کروانے جا رہے ہیں--- سامنے ایجنسی سے متعلقہ ڈسپلن کے لحاظ سے مختلف کاؤنٹرز بنے ہیں ویسے تو پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی میں چودہ فرانزک ڈسپلنز ہیں مگر ہم چلیں گے کرائم سین انویسٹیگیشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب--- یہ موک کرائم سین ایریا ہے--- جہاں ٹرینرز کو کرائم سین کے حوالے سے تربیت دی جا رہی ہے--- گہری نیلی جینز پر پیازی رنگ کا ڈھیلا ڈھالا کرتا پہنے, بالوں کا جوڑا بنائے وہ چار بندوں پر مشتمل ایک گروپ کے پاس کھڑی تھی جو ایک اسٹور کو جائے وقوعہ تصور کر کے وہاں پر ہونے والی ڈکیتی کے شواہد اکھٹے کرنے میں مصروف تھے--- کوئی پیروں کے نشانات کی پیمائش کر رہا تھا تو کوئی تصاویر اُتار رہا تھا ایک لڑکی پاس کھڑی ڈاکیومنٹیشن کا کام سرانجام دے رہی تھی--- وہ ان کی ایک ایک نقل و حرکت کو بخوبی نوٹ کر رہی تھی جب انٹرکام کے کھڑکنے کی آواز آئی اور سامنے میز پر بیٹھی ایک خاتون نے آواز لگائی

"این الصبا" پیازی کُرتے میں ملبوس لڑکی نے گردن گھما کر دیکھا اور پھر ایک نظر اپنے کام پر لگے گروپ پر ڈال کر ان کی جانب بڑھ گئی

"آپ کیلیے ایمرجنسی کال آئی ہے سر شارق کی" خاتون کے اطلاع دیتے ہی وہ سر ہلا کر تیزی سے باہر نکل گئی---لاکر سے اپنا بیگ نکال کر تین چار منٹ میں وہ نیچے پارکنگ ایریا میں کھڑی وین کے پاس پہنچ گئی تھی جہاں سر شارق کے علاوہ دانی, علی اور عینی پہلے سے موجود اپنی اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے---وہ بھی وین میں چڑھ کر بیٹھ گئی---اسکے ساتھ عینی جبکہ سامنے کی نشستوں پر دانی اور علی براجمان تھے

"کیا کیس ہے؟؟؟" این الصبا نے ناہموار سانسوں کے درمیان پوچھتے سوتی کپڑے کا لیا مفلر سر پر درست کیا جسکے دونوں پلو آگے آرہے تھے

"ڈیتھ کیس ہے ابھی تک تو اتنا ہی پتہ چلا ہے" دانی نے اپنے لیب کوٹ کی جیب سے دستانے نکال کر پہنتے جواب دیا

"میل یا فی میل" اس نے جنس پوچھی

"فی میل" اب کی بار بھی دانی نے ہی جواب دیا تھا

"عینی ڈرو مت, تم ڈوکیو منٹیشن کا کام کرنا "asusual علی نے عینی کی گھبرائی شکل دیکھ کر مسکراہٹ دباتے کہا

"ویری فنی، بہت ہنسایا آپ نے" عینی نے چڑ کر جواب دیا

"یہاں مت شروع ہو جانا یہ نا ہو کہ سر شارق تم دونوں کو وین سے باہر پھینک دیں" دانی نے انہیں ڈپٹا عینی کی آواز بے حد تیکھی تھی علی جان کر اسکے ساتھ پنگے لیتا تھا

"اس بِگ بی کو باہر پھینکنے سے کم از کم وین کی اسپیڈ بڑھ جائے گی ہونہہ" عینی نے علی کی تھوڑی بھاری جسامت پر نشانے بازی کی

"ہماری کوئل زیادہ نہیں کوک رہی آج؟؟؟" علی نے بھی اسکی آواز پر چوٹ لگائی

"عینی اب تم نہیں بولی گی---خاموش بالکل" اسے جوابی کاروائی کیلیے منہ کھولتے دیکھ کر این الصبا نے ٹوک دیا تو وہ دانت پیس کر رہ گئی جبکہ این الصبا نے کیمرہ کٹ کھول کر اسے درست کرنا شروع کر دیا تھا

****

"آپکی صاحبزادی ہے آپ جانیں وہ جانے مجھے اس معاملے سے دور رکھیں---میرے ہاتھ ویسے ہی اوپر ہیں" کچن کاؤنٹر سے سفید باؤل اُٹھاتے ایک ہاتھ سے سمارٹ فون سنبھالے خاتون نے کہا

"آپ نے اُسے صرف فوٹوگرافی کی اجازت دی تھی خان" وہ کال پر دوسری جانب موجود شخص سے مخاطب، ڈائننگ ہال تک آگئیں

"اُس نے UMT (یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور) سے فرانزک سائنس میں بی ایس کی ڈگری لی تب آپ نے کچھ کہا؟؟؟ اُس نے فوٹو جرنلسٹ کے طور پر کام کیا تب آپ بولے؟؟؟ پی ایف ایس اے کا ٹیسٹ اُس نے مجھ مارنے کو تو نہیں دیا تھا آپ جانتے تھے کہ اسکے بعد وہ سی ایس اے کے عہدے پر فائز ہو جائے گی مگر نہیں آپ کی چلتی کہاں ہے؟؟؟ وہ آپکی نہیں سُنتی تو مجھے کس گنتی میں شمار کرے گی؟؟؟ معاف کیجیے گا خان صاحب آپکی بیٹی کو بغاوت کی عادت ہو گئی ہے اپنے اصول ہیں اُسکے اور اپنی زندگی جس میں نہ وہ آپ کی مداخلت برداشت کرتی ہے اور نہ میری دخل اندازی سہے گی" وہ ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں سامنے سیڑھیوں سے سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا گیلے بالوں میں تازہ دم نیچے اُترتا آرہا تھا

"ہاں تو کب کرنی ہے اُسکی شادی؟؟؟ ماسٹر کرلیا ہے اب ایم فِل کروانا ہے پھر پی ایچ ڈی؟؟؟ یعنی کہ حد ہو گئی ہے لڑکی کی عمر گزرتی جا رہی ہے مگر آپ کو کوئی فکر نہیں ہے--- خاندان سے دور رہتے رہتے آپ نے تو ساری روایات کا گلہ گھونٹ دیا ہے" عورت نے شیشے کے جگ سے فریش جوس گلاس میں اُنڈیلا اور سامنے کھڑے اپنے بیٹے کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

"بڑے لالہ اسفندیار کا رشتہ تلاش کر رہے ہیں --- میں این الصبا کا سوچ رہی تھی" اب کی بار عورت کے لہجے میں نرمی گُھل چکی تھی

"خان صاحب میرا خاندان دولت و رتبے میں کسی سے کم نہیں ہے --- زمینیں ہیں ہماری, کئی کنال پر مشتمل آبائی حویلی ہے, لاہور میں بھی عباس نے گھر لے رکھا ہے فارم ہاؤس ہیں --- کس چیز کی کمی ہے ؟؟؟ "وہ برہمی سے دریافت کرنے لگیں --- عمر پاستہ کھاتے گاہے بگاہے ان پر بھی نظر ڈال لیتا

"اب پہلی بیوی مر گئی ہے تو کیا وہ دوسری شادی نہ کرے ؟؟؟ خوبرو جوان ہے ---- دس شادیاں بھی کر لے تو اُسکی صحت پر اثر نہ پڑے --- خیر میں نے تو بات آپ کے کان میں ڈال دی ہے آگے آپ جانیں آپکی بیٹی --- اتنا اچھا رشتہ ٹھکرانا کفرانے نعمت نہیں ہے تو کیا ہے ہونہہ "انھوں نے فون کاٹ کر میز پر پٹخنے کے انداز میں رکھا

"این الصبا کی شادی کر رہے ہیں ؟؟؟ "عمر نے لاپرواہی سے پوچھا

عورت نے بیٹے کو غصیلی نگاہوں سے گھورا تو وہ کندھے اُچکا تا پھر کھانے میں مشغول ہو گیا

****

این الصبا کھٹا کھٹ مردہ وجود کی تصویریں اُتار رہی تھی اور دانی جائے وقوعہ پر موجود فزیکل اویڈنس اکٹھے کرنے میں مصروف تھا --- عینی ہمیشہ کی طرح نوٹ پیڈ اور پین لیے کھڑی

تھی--- علی نے ٹول کِٹ کھول رکھی تھی اور اس میں سے پیلے رنگ کی ٹیپ نکال کر گلی کے آخر پر لگا دی جس پر بڑا بڑا کرائم سین سیاہ رنگ سے لکھا ہوا تھا

این الصبا تصویریں کھینچنے کیلیے ایک گھٹنہ زمین پر ٹِکانے لگی جب اسے کچھ چبھا تھا--- وہ ایک چھوٹا سا ٹاپس تھا جسکا ڈیزائن پتے کی مانند تھا--- اس نے ائیر سٹک کی مدد سے لاش سے کچھ دور جمے خون کے قطروں کو کھرچتے دانیال کو آواز لگائی

"دانی این الصبا کے پکارتے ہی دانیال اسکے پاس آ گیا

"کیا یہ اس لڑکی کا ہے؟؟؟" دانی نے ایک نظر لڑکی کے خالی کان دیکھتے دوسری نگاہ این الصبا پر ڈالی

"کچھ کہا نہیں جا سکتا مگر مجھے لگتا ہے یہ کسی لڑکے کا ہے" اسی دوران سر شارق ان کے پاس آئے

"ہمیں ڈیتھ باڈی ساتھ لے جانے ہوگی--- مجھے یہ صرف مرڈر کا کیس نہیں لگتا"

"سیم تھنکنگ" این الصبا نے کھڑے ہوتے ان کی بات سے اتفاق کیا--- دانی نے پلاسٹک بیگ این الصبا کی طرف بڑھایا جس میں اس نے ٹاپس ڈال دیا

"سر مجھے لگتا ہے لڑکی کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے کی کوشش کی گئی ہے" این الصبا بولتے بولتے لاش کے پاس آئی

"اسکی گردن پر موجود نشانات اور یہ" این الصبا نے آہستگی سے لڑکی کا بازو نیچے کیا جو ڈھلک سا گیا

"یہ ناخنوں کے نشان صاف بتا رہی ہیں کہ لڑکی نے اپنے بچاؤ کی بھرپور کوشش کی ہے---اسکا جھلسا ہوا چہرہ اور تیزاب کی بوتل صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ مجرم وِکٹم کو پہلے سے جانتا تھا یہی نہیں بلکہ اِسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ یہاں آئے گی" این الصبا نے اپنی طرف سے کیس سلجھانے کی کوشش کی

"یس, این الصبا یو آر رائٹ" علی نے ٹیوزران کے سامنے کرتے کہا جس میں ایک بٹن اور چند بال جکڑے ہوئے تھے

"سر ممکن ہے کہ یہ بٹن مجرم کا ہو اور یہ بال بچاؤ کی کوشش میں مصروف لڑکی کے" دانی نے اسکے قریب آتے ہی ایک خاکی لفافہ تھمایا جس میں علی نے احتیاط سے بٹن ڈال دیا کیوں کہ یہ مائیکرو اویڈنس کا حصہ تھا

"این الصبا فوٹ پرنٹس کلکٹ کرو" quickly سر شارق کے حکم پر اس نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلایا--- دانی بھی اسکے ساتھ ہی ٹول کِٹ تک پہنچا--- دانی نے سڑک پر موجود ہلکے ہلکے پیروں کے نشانات پر اسپرے کرنا شروع کی تو وہ صاف صاف سیاہ پیروں کے

نشانات اُبھر آئے این الصبا نے کیمرے کی مدد سے تمام نشانات محفوظ کر لیے جبکہ علی ان تمام نشانات کی پیمائش کرنے میں مصروف ہوگیا

"سر فوٹ پرنٹس بتاتے ہیں کہ اس واقعے کے دوران یہاں تین افراد موجود تھے" علی نے تینوں مختلف سائز کے پیروں کے نشانات پر پیلے رنگ کی پیمائشی ٹیپ لگا رکھی تھی

"عینی نوٹ اِٹ" سر شارق نے اُنگلی سے فُٹ پرنٹس کی جانب اشارہ کرتے کہا تو عینی تیزی اس جانب آئی--- علی اب ایکسرے جیسی شیٹ ان نشانات پر رکھ رہا تھا جسکی وجہ سے نشانات شیٹ پر چسپاں ہو رہے تھے

"سر یہ گلاس کا ٹکڑا" محدب عدسہ (چیزوں کو بڑا کر کے دیکھانے والا شیشہ جسے میگنیفائنگ گلاس بھی کہتے ہیں) سے جائے وقوع کا معائنہ کرتے علی نے آواز لگائی

"عینی ٹیوزر دینا" عینی نے ٹول کِٹ سے موچنا لا کر انہیں دیا

"یہ تیزاب کی بوتل کا شیشہ ہوسکتا ہے" موچنے میں پھنسے شیشے کے ٹکڑے کا جائزہ لیتے انہوں نے اندازہ لگایا

"نو سر ایسڈ کی بوتل براؤن شیڈ کی ہے موٹا شیشہ ہے وہ اور گہرے بھورے رنگ کا" این الصبا نے ان کے پاس گھٹنے ٹکا کر بیٹھتے شیشے کے ٹکڑے کو تنقیدی نگاہوں سے جانچا

"ہوسکتا ہے یہ کسی کے گلاسز کا ہو---لیب میں لے جا کر دیکھ لیں گے تم لوگ جلدی کرو"
انہوں نے مزید وقت ضائع کرنے کے بجائے انہیں تیزی سے کام نبٹانے کا حکم دیا
علی نے تمام اویڈنس کی sealing اور پیکنگ کا کام کر کے ان پر کیس نمبر درج کیا اور جو ثبوت جس انویسٹیگیٹر کے ہاتھ لگا تھا اُسکے دستخط کروائے
اسٹریچر لایا گیا تو علی اور دانی نے لڑکی کی لاش اُٹھائی
"این الصبا اور عینی آپ دونوں میرے ساتھ کار میں چلیں علی اور دانیال وین میں اسٹریچر رکھیں گے تو ایڈجسٹ ہونا مشکل ہو جائے گا" سر شارق نے ان دونوں سے کہا جو ٹول کِٹ اور کیمرہ کِٹ سنبھالے مین سڑک پر آ رہی تھیں جہاں پی ایف ایس اے کی وین اور اسکے برابر ہونڈا سِوک کھڑی تھی
"یس سر" عینی نے تابعداری سے جواب دیا--ان سب کا پسینے سے برا حال ہو چکا تھا--- تپتے چہرے تھکن کے مارے بے حال ہو رہے تھے ---لاش سے اُٹھنے والی بدبو کے باعث این الصبا نے اپنا ماسک دوبارہ ناک تک چڑھاتے اویڈنس بیگ دانی کو تھمایا جو وین کے اندر بیٹھا تھا--- علی بھی اسکے ساتھ ہی تھا--- جیسے ہی ان کی وین آگے بڑھی سر شارق نے بھی اپنی کار ان کے پیچھے لگا دی سڑک پر جمع شدہ لوگ اب اپنے اپنے کاموں کی جانب روانہ ہو چکے تھے

****

"خان لالہ سفید رنگ کی وین ہے اس پر پی ایف ایس اے لکھا ہوا ہے---ڈیتھ باڈی تو اسی میں ہے سر مگر ثبوت کہاں ہے یہ نہیں پتا چلا" ایک اہم شاہراہ پر سب سے آگے وین اسکے پیچھے سر شارق کی کار اور ان سے دس پندرہ فٹ کے فاصلے پر ایک اور گاڑی تھی جس میں موجود ہٹے کٹے آدمیوں میں سے ایک نے فون پر کسی سے کہا تھا

"خان لالہ آدھے بندے کار میں ہیں آدھے وین میں اب اکٹھے کیے ہوئے تمام ثبوت کار میں ہیں یا وین میں مجھے نہیں پتا" اس نے بے چارگی سے کہا

"دونوں گاڑیاں سامنے ہی ہیں---

ہم نے ابھی ابھی اپنی گاڑی اُن کے پیچھے لگائی ہے" آدمی نے ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ایک اور آدمی کو ہاتھ سے اسپیڈ بڑھانے کا کہا

"دونوں گاڑیوں پر؟؟؟"

"جو حکم خان لالہ" آدمی نے رابطہ منقطع کرتے جھک کر رائفل اُٹھا لی اسکی دیکھا دیکھی پیچھے بیٹھے دونوں آدمیوں نے بھی اپنی بندوقیں اُٹھا لیں---گاڑی کی رفتاری مزید بڑھا دی گئی تھی اور گاڑی کی کھڑکیوں کے تمام شیشے نیچے کر دیے گئے تھے

****

"یہ کیس اتنا معمولی نہیں ہے جس لڑکی کی لاش ملی ہے یہ بریگیڈئیر کی بیٹی ہے--- ممکن ہے کہ یہ کیس کسی ڈی آئی جی کے انڈر جائے" سر شارق نے پیچھے بیٹھی دونوں لیڈیز کو انفارم کیا--- این الصبا جو کار ونڈو سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی فوراًان کی جانب متوجہ ہوئی

"سر پولیس کو انوالو کرنے سے کیس حل کیا ہونا ہے اور complicated ہو جائے گا--- پنجاب پولیس تو ایک واردات کے بیس مجرم پکڑ لیتی ہے" این الصبا کے تبصرے پر ان کے ہونٹ پھیل گئے

"اور کیا نہیں تو کچھ دن پہلے پولی گراف ٹیسٹ کیلیے پولیس نے تین suspects بھیجے جن میں سے ایک نے اپنا جرم قبول بھی کر لیا تھا مگر polygraphist نے بتایا کہ ان تینوں میں سے مجرم کوئی بھی نہیں اور جو کہہ رہا قتل میں نے کیا ہے جھوٹ بول رہا ہے--- ہاہاہا" عینی کی ہنسی کا ساتھ این الصبا نے مسکرا کر دیا تھا--- پولی گراف ٹیسٹ ایک مشین کے ذریعے کیا جاتا ہے جو انسان کا سچ اور جھوٹ پتا لگا لیتی ہے اسے liedetector test بھی کہتے ہیں

"سر مجھے لگ رہا ہے یہ کار ہمیں فولو کر رہی ہے" سر شارق کے ڈرائیور نے رازداری سے بتایا--- عینی سر کو خم دیتے پیچھے دیکھنے لگی تھی جب این الصبا نے اسکے ہاتھ پر اپنا دباؤ ڈالتے نفی میں سر ہلایا

"سر دانی---" این الصبا کی بات ابھی منہ میں ہی تھی یکایک فضا فائرنگ کی آواز سے گونج اُٹھی ڈرائیور نے کار روڈ سے اُتار کر کچی سڑک کی جانب دھکیل دی جہاں جھاڑیاں اور سوکھے درخت کھڑے تھے

پانچ منٹ بعد جب فائرنگ کی آواز بند ہوگئی تو وہ سب اوپر اُٹھ گئے--- پسینے میں شرابور، خوفزدہ گھبرائے ہوئے چہرے لیے وہ چاروں ہمت نہیں کر پا رہے تھے باہر نکلنے کی بالآخر سب سے پہلے سر شارق نے اپنی جانب کا دروازہ کھولا تھا--- سامنے روڈ پر وین اُلٹی پڑی تھی اور آگ نے مکمل اسے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا--- آگ کے شعلے بلند ہوتے جا رہے تھے--- سڑک سنسان پڑی تھی--- وہ سب بھی باہر نکل آئے تھے

"سر؟؟؟ سر، دانی" این الصبا کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں--- عینی کے تو جسم میں گویا جان ہی نہیں تھی

"علی"

"دانی" این الصبا کی بلند چیخوں کے جواب میں خاموشی تھی--- سر شارق نے وین کی جانب دوڑ لگائی جب آگ نکل رہی تھی

****

اسکا فون مسلسل بج رہا تھا مگر این الصبا نے تو گویا قسم کھا رکھی تھی فون نہ اُٹھانے کی---وہ ایک پرائیوٹ ہسپتال کے کوریڈور میں انتظار کے سخت ترین لمحات سے گزر رہے تھے سامنے والی بینچ پر سر شارق اور عینی بیٹھے تھے جبکہ این الصبا بار بار کوریڈور کا چکر لگاتی یا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو جاتی---پریشان صورت حال میں بیٹھنا اسکے لیے دنیا کا شکل ترین کام تھا

"ڈاکٹر ہمارے پیشنٹ؟؟؟" سر شارق نے ایمرجنسی وارڈ سے نکلتے ڈاکٹر کو مخاطب کیا

"دونوں مریض بری طرح زخمی ہوئے ہیں جبکہ ڈرائیور ٹریٹمنٹ دینے سے قبل ہی دم توڑ گیا" ڈاکٹر نے افسردگی سے اطلاع دی

"سر رپورٹ باہر تک پہنچ گئی ہے---میڈیا حادثے کو نمک مرچ لگا کر بتا رہا ہے اور حادثے کو ہماری یونٹ کی نااہلی ثابت کرنے پر تُلا ہے" این الصبا نے اپنے سمارٹ فون پر کسی کا پیغام پڑھتے کہا

"میڈیا کو آگ لگاؤ---اور خبردار کسی بھی صحافی کے کسی بھی نوعیت کے سوال کا جواب دیا تو---ہمارا دماغ خراب ہے جو خود اپنے اوپر جان لیوا حملہ کروائیں گے ہمیں ضرورت ہی کیا ہے؟؟؟" سر شارق کا بی پی ہائی ہونے لگا تھا

"ٹیک اِٹ ایزی سر" عینی منمنائی

"پہلی بار اتنی پیچیدہ صورتحال سامنے آئی ہے ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پی ایف ایس اے کی وین ہی جلادی گئی ہو----لاش بھی خاکستر ہوگئی--ڈرائیور جان سے گیا---مجرم جو کوئی بھی ہے اُسے ہماری آمد کا پتا تھا اُسی نے حملہ کروایا ہے اُسے یہ بھی پتا تھا کہ لاش وین میں ہے "سر شارق پھر سے بینچ پر مایوسی کے انداز میں گر گئے

"سر شکر کریں کہ جس بیگ میں ثبوت تھے دانی نے اُس بیگ کے ساتھ وین سے چھلانگ لگائی "این الصبا نے منفی پہلوؤں پر غور کرتے سر شارق کو ایک مثبت پہلو دکھایا

سر شارق نے ہونٹ بھینچتے سر اثبات میں ہلاتے بینچ کے ساتھ ٹیک لگالی

"اللہ کرے علی اور دانی جلدی سے صحتیاب ہوجائیں "عینی نے دعا کی تو سر شارق اور این الصبا نے آمین کہتے اس کا ساتھ دیا

****

"آپ کا کام کردیا ہے---وین ہی جلاڈالی نہ لاش بچی ہوگی نہ ثبوت---سب خلاص "تین آدمی گاڑی سے باہر نکل آئے---یہ چائے کا ڈھابہ تھا جہاں بہت سے ٹرک اور گاڑیاں چلانے والے چارپائیاں بچھائے چائے کی پیالیوں سے چسکیاں بھر رہے تھے

"چھوٹے تین چائے لے آ---ایک بڑی پیالی تیز پتی مار کے "فون کان سے تھوڑا ہٹا کر اس نے بلند آواز میں آرڈر دیا

"میں کیا تُسی فکرای نہ کرو--- سب جل گیا ہے جی--- جب بانس ہی نہیں رہا تو بانسری کیسے بجے گی جی؟؟؟ جب لاش نہیں، ثبوت نہیں تو مقدمہ کیسا؟؟؟ مجرم کون؟؟؟ "اسکی باتوں سے یہی معلوم ہو رہا تھا کہ دوسری جانب موجود شخص کی تسلی نہیں ہو رہی تھی

"کام ہو گیا ہے اب تُسی مہربانی کرو اور بقیہ رقم بھیجییں "اس نے بھی کو لمبا کھینچا

"شکریہ جی شکریہ "اس کا باچھیں چیر گئی تھیں

"چھوٹے چار پانچ سموسے بھی لے آ، گرم گرم "اس نے فون کُرتے کی جیب میں ٹھونستے ایک اور حکم دیا

****

"یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا؟؟؟ "رات کے پونے بارہ پر اسے مین گیٹ سے اندر آتے دیکھ کر مسکا بیگم نے سخت لہجے میں سوال کیا--- وہ لانج میں دروازے کے قریب کھڑی تھی جبکہ مسکا بیگم سیکنڈ فلور کی سیڑھیوں پر سیاہ رنگ کے سلیپنگ گاؤن میں ملبوس کھڑی تھیں--- این الصبا نے ایک نظر ان کے اُکھڑے اُکھڑے چہرے کو دیکھا اور پھر اپنی ازلی بے نیازی ظاہر کرتی سامنے موجود اپنے کمرے میں بند ہو گئی

"یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا؟ اب این الصبا ان کے اشاروں پر چلے گا؟؟؟ "وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے شوز اُتارنے لگی--- کمرے کا انٹرئیر سفید اور مہرون تھا--- بیڈ شیٹ،

پردے, وال کلاک, صوفہ سیٹ, لیمپ سب مہرون اور سفید کنٹراسٹ میں تھا---الماری سے اپنا شب خوابی کا لباس لے کر وہ کمرے سے ملحق باتھ روم میں گھس گئی

بیس پچیس منٹ بعد گیلی زلفوں کو تولیے سے لپیٹتی باہر نکلی--- سنگھار میز کے پاس ٹھہر کر کچھ دیر بال خشک کیے پھر کمرے سے باہر نکل گئی--- آج کے اعصاب شکن دن کے بعد ایک مگ اسٹرانگ کافی پینا تو بنتا تھا

****

وہ اپنی یونٹ میں تھی جب سر شارق نے اسے اپنے روم میں بلوایا

"این الصبا آپ نے بائیولاجیکل اویڈنس جمع کروادیے؟؟؟" اپنے ٹیبل کی دراز کھولتے انہوں نے مصروف انداز میں پوچھا

"نہیں سر" این الصبا نے دانت کچکچائے

"وہاٹ؟؟؟ وہ سیدھے ہوتے حیران کُن نظروں سے اسے گھورنے لگے

"سر کل وہ--" این الصبا کو سمجھ نہیں آئی کیا جواب دے---اسے پتا تھا کہ سر شارق جانتے ہیں کہ کل کا پورا دن کن حالات میں گزرا ہے مگر پھر بھی وہ رعب ڈالے بغیر نہیں رہیں گے

"جائیں تمام سیمپل ڈی این اے اینڈ سیرولاجی ڈیپارٹ میں دے آئیں" انہوں نے بگڑے تیوروں کے ساتھ حکم صادر کیا

"بٹ سر اُس میں کچھ ٹریس کیمسٹری بھیجنے والے ہیں اور کچھ لیٹنٹ فنگر پرنٹس ڈیپارٹمنٹ میں اور سر" این الصبا کی بات سر شارق نے نہایت جھنجھلائے انداز میں کاٹی

"جب سب آپ کو پتا ہے تو یہاں کیوں کھڑی ہیں؟؟؟ آپ سب اپنا اپنا کام وقت پر کیوں نہیں کرتے؟؟؟" غصہ ان کے ہر ہر انداز سے جھلک رہا تھا--- این الصبا جانتی تھی کہ وہ آج ان کے غصے کا شکار ہونے والی ہے کیوں کہ کل والے حادثے کی وجہ سے سر شارق پر پیچھے سے بہت دباؤ پڑ رہا تھا--- کچھ دیر پہلے ان کے آفس سے ڈی آئی جی اور بریگیڈئیر نکل کر گئے تھے--- این الصبا سر جھکائے کھڑی رہی

"یو مے گو ناؤ" انہوں نے فائل زور سے میز پر مارتے کہا تو وہ جھپاک سے باہر نکل گئی تمام نمونے اُن سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹس میں جمع کروا کر--- میم رخشندہ کو اپنے ہسپتال جانے کا بتا کر آ گئی

****

مسلسل ہارن کی آواز سُن کر کمرہ نشین عمر ایل ای ڈی کا ریموٹ بیڈ پر اُچھال کر بالکنی میں آ گیا وہ سلیولس شرٹ اور شارٹ میں ملبوس تھا--- بالکنی کی ریلنگ پر دونوں ہاتھ جما کر اس

نے لان میں داخل ہونے والی چمچماتی کرولا کو دیکھا وہ تو ڈیڈ کی کار ہے----اسکے ذہن نے کلک کیا--چوکیدار اب دروازہ بند کر رہا تھا---جب کار ڈور کھولتے ایک آدمی باہر نکلا

"ڈیڈ" عمر نے دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھی---جذبات سے بھیگی اس پکار پر نیچے کھڑے بارعب شخصیت کے مالک شخص نے اوپر دیکھا تو وہ بجلی کی رفتار سے سیڑھیاں پھلانگتا نیچے پہنچا تھا

"وہاٹ آ بیوٹی فُل سرپرائز ڈیڈ" ان کے گلے لگ کر وہ خوشی کے مارے اپنے جذبات و حرکات پر قابو نہ رکھ سکا

"آپ کو پتا ہے میں نے کتنا مِس کیا آپ کو" اس نے ابھی بھی ایک ہاتھ ان کی کمر کے گرد ڈال رکھا تھا

"کتنا؟؟؟" انھوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"اتنا اااااسارا" عمر نے دونوں ہاتھوں کے درمیان لمبا سا فاصلہ پیدا کرتے کہا---وہ ہنسنے لگے

"اسلام و علیکم" مسکا بیگم نے لانج میں قدم رکھا

"و علیکم السلام---کیسی ہیں آپ؟؟؟" لہجے میں بشاشت سموتے پوچھا

"الحمداللہ" انداز میں مسرت جھلک رہی تھی--- وہ سامنے والے سنگل صوفے پر بیٹھ گئیں جبکہ عمر باپ کے ساتھ براجمان تھا

"مما آپ کو پتا تھا ڈیڈ آج آرہے ہیں مجھے کیوں نہیں بتایا؟؟؟"

"سرپرائز تھا" دونوں ایک ساتھ بولے تو عمر مسکرائے بنا نہ رہ سکا

"آپ فریش ہوجائیں میں کھانے کی میز لگواتی ہوں" مسکا بیگم نے کھڑے ہوتے کہا

"کھانے کی گنجائش نہیں فلائٹ میں کھالیا تھا--- ایک کپ اسٹرانگ چائے بس "کوٹ اُتار کر میز پر رکھا اور شرٹ کے بازو فولڈ کرتے اُٹھ گئے--- مسکا بیگم نے ان کا کوٹ اور ہینڈ بیگ اُٹھالیا

"این الصبا کو میرے آنے کا نہیں پتا تھا؟؟؟" انہیں این الصبا کی غیر موجودگی کھٹکی--- پورے تین ماہ بعد وہ دوبئی سے واپس آئے تھے اور ان کی بیٹی ان کے استقبال کیلیے گھر پر موجود نہیں تھی

"اُس کے منہ لگ جائے بندہ تو بی پی ایسے ہی ہائی ہوجاتا ہے--- آپ کے آنے کا کیا بتاتی اُسے رات بارہ بجے گھر تشریف لاتی ہے اور صبح صادق کے وقت نکل جاتی ہے"

این الصبا کے ذکر پر ان کا حلق تک کڑوا ہوگیا

"تم نے اُس سے اسفندیار کے متعلق کوئی بات تو نہیں کی؟؟؟"ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے انھوں نے پوچھا---الماری میں ان کا بیگ رکھتی مسکا بیگم گھوم کران کے سامنے آئیں
"آپ کو میں اتنی بے وقوف لگتی ہوں؟؟؟خان اگر میں نے این الصبا سے اس موضوع پر بات کی تو وہ سو فیصد انکار کر دے گی تبھی آپ سے کہہ رہی ہوں اُس پر شادی کیلیے دباوَ ڈالیں بہت لی لیں ڈگریاں ,ہو گئیں نوکریاں اب بس این الصبا کو اُسکے گھر کا کریں---میں کب تک اُسکی رکھوالی کروں؟؟؟"مسکا بیگم تلخ ہو رہی تھیں پرویز خان نے انہیں گھوری سے نوازا
"رکھوالی سے کیا مراد ہے تمہاری؟؟؟"آنکھیں سُکیڑ کر دونوں بازو پسلیوں پر ٹکا دیے
"لڑکوں کے ساتھ پڑھتی رہی ہے,اُنہیں کے ساتھ کام کرتی ہے --دیکھیں خان میں این الصبا کو غلط نہیں کہہ رہی میں آپ کو معاملے کی نزاکت سمجھا رہی ہوں---اس سے پہلے کہ وہ برادری سے باہر کوئی لڑکا پسند کر لے اُس کو اسفندیار کے ساتھ بندھن میں باندھ دیں---اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے فاخرہ کی بیٹی کو اپنے خاندان کا حصہ بنانے کا"نرمی و ملائمت بھرے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی
"این الصبا میری بیٹی ہے اور میرے خاندان کا حصہ ہے سمجھیں آپ؟؟؟"پرویز خان نے لال انگارہ آنکھوں سے ان کے جھکے سر کو گھورا اور گھوم کر الماری کا دایاں پٹ

کھول کر کھڑے ہو گئے---مسکا بیگم نے ان کی پُشت پر نظریں جماتے ایک سرد آہ بھری

****

پرائیوٹ ہسپتال کے ایک لگژری روم میں داخل ہوتی این الصبا کے ہاتھ میں خوبصورت مہکتے ٹیولپ کا بُکے تھا---آہستگی سے کھنکار کر اس نے مریض کو اپنی جانب متوجہ کیا

"Howdoyoufeelnow???"

این الصبا نے مسکراتے ہوئے بُکے اسکے سرہانے رکھتے دانی کی حالت دریافت کی

"cananyonebesickaftersayingyou???"

دانیال کی نگاہوں میں اسکے لیے وہ مخصوص جذبات ہلکورے لے رہے تھے جن کو وہ روزِ اول سے ہی نظرانداز کرتی آرہی تھی

"تمہاری فیملی کہاں ہے؟؟؟کوئی نظر نہیں آرہا" این الصبا نے اسٹول کھینچ کر دانی کے بیڈ کے قریب رکھا اور بیٹھ گئی

"امی ظہر ادا کرنے گئی ہیں اور باجی کینٹین "

"تمہیں اکیلا چھوڑ دیا" این الصبا نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں میں چھپائے پوچھا تو دانی نے نفی میں سر ہلاتے اسے گہری نظروں سے دیکھا

"میں کبھی اکیلا نہیں ہوتا کوئی ہے جو ہر پل میرے ساتھ ہوتا ہے "

"شیطان" این الصبا نے پلکیں جھپکاتے بے ساختگی سے جواب دیا

"مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ تمہارا نِک نیم شیطان ہے" دانیال نے بات کو اپنی پسند کا جامہ پہنا دیا تھا

"میرا ایک ہی نام ہے این الصبا" اس نے عادتاً ناک سکیڑی

"حاضر دماغ تو خیر تم شروع سے ہی رہے ہو مگر اس بار تو تمہارے ایکشن نے تمہیں سراہنے پر مجبور کردیا--- ہماری کار پر جیسے ہی حملہ ہوا ہمارے ذہنوں نے تو کام کرنا ہی بند کردیا تھا جبکہ تم نے ایسی خطرناک صورتحال میں بھی ثبوت بچا لیے--- سر شارق کو تو یقین نہیں آرہا تھا" این الصبا نے اسکی بہادری کو سراہا تھا

"خیر تمہارا دانی کسی ہیرو سے کم تھوڑی ہے" اس نے فرضی کالر جھاڑے

"زیادہ نہیں ہوگیا؟؟؟" این الصبا نے تنک کر پوچھا

"بالکل بھی نہیں" اس نے معصومیت سے کہا تو وہ ہونہہ کر کے رہ گئی

"ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کار تو ہمارے پیچھے تھی تو اُس نے فائر وین پر کیوں کیا؟؟؟"

" این الصبا نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

"تم لوگوں کے پیچھے؟؟؟ وین پر حملہ تو آگے سے ہوا ہے" دانی اُلجھا

For more visit (exponovels.com)

"تم نے پولیس کو کیا بیان دیا ہے مجھے بتاؤ" این الصبا نے سنجیدگی سے پوچھا--- دانی کو کل رات دس بجے کے قریب ہوش آیا تھا پولیس نے اسکا اور علی کا بیان ریکارڈ کر لیا تھا جبکہ کسی بھی اور شخص کو ان سے بات کرنی کی اجازت نہیں ملی تھی

"یار بتانا کیا تھا جو مجھے پتا تھا صاف صاف کہہ دیا--- ہم لوگ ڈیتھ باڈی کے ساتھ تھے دائیں طرف میں اور بائیں طرف علی بیٹھا تھا جب اچانک فائرنگ کی آواز گونجی وین کی ونڈ اسکرین پر گولی لگی تھی شیشہ ٹوٹنے کی اور ڈرائیور کے چلانے کی آواز پر میں اور علی گڑبڑا گئے--- جلدی سے وین کا دروازہ کھولا--- فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی--- علی نے چلتی وین سے چھلانگ لگا دی میں بھی اسی کی پیروی کرنے لگا تھا جب اچانک میرے ذہن نے کام کیا اور میں نے وین کی سیٹ کے نیچے پڑا اویڈنس بیگ اُٹھا لیا--- میرے وین سے باہر کودتے ہی وین اُلٹ گئی میں روڈ پر بل کھاتی--- کچی سڑک پر خاردار جھاڑیوں میں پھنس گیا تھا شاید سر کسی پتھر سے ٹکرایا تھا مجھے اسکے بعد کچھ یاد نہیں رہا" دانیال نے مکمل واقعہ اسکے گوش گزارا

"سر شارق بتا رہے تھے کہ اس کیس کو ڈی آئی جی کے انڈر دیا گیا ہے--- اس بات کی تصدیق کی جائے گی کہ وین پر حملہ کس نے کیا اور کیوں اور ہماری ٹیم میں سے کوئی اس حادثے میں ملوث تھا یا نہیں" این الصبا نے لمبی سانس کھینچی

"کتنی عجیب بات ہے کہ کرائم سین انویسٹیگیٹرز پر ہی شک کیا جارہا ہے اگر ہم ملوث ہوتے تو اپنی جان پر کھیل کر ان ثبوتوں کو نہیں بچاتے" دانیال کو دُکھ ہوا تھا اس بے اعتباری پر

"ہم جونیئرز ہیں--- سر شارق کو افسوس ہے کہ ہماری جگہ اُنہیں سینئر گروپ کو لے جانا چاہیے تھا" این الصبا نے نچلا لب دانت سے کاٹا

"ہم جونیئرز ہیں--- سر شارق کو افسوس ہے کہ ہماری جگہ اُنہیں سینئر گروپ کو لے جانا چاہیے تھا" این الصبا نے نچلا لب دانت سے کاٹا

"ہماری فیلڈ ہی ایسی ہے کہ کسی پر اعتبار نہیں کر سکتے--- ہمیں عادت ڈالنی ہوگی اس سب کی" دانیال نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو این الصبا سر ہلا کر رہ گئی

"علی کو تو ڈاکٹر نے شام تک ڈسچارج کرنے کا کہہ دیا ہے پتا نہیں مجھے کیوں باندھ رکھا ہے" دانیال کی بڑبڑاہٹ کافی واضح تھی--- این الصبا نے اسکی بیزار شکل دیکھ کر اپنی اُمڈ آنے والی مسکراہٹ چھپائی اسی وقت دانیال کی امی اور باجی اندر داخل ہوئی تھیں--- این الصبا ان سے سلام دعا کر کے واپس آ گئی

****

لیب کوٹ پہنتے وہ اپنے ڈیپارٹ کی جانب تیزی سے قدم بڑھا رہی تھی بریک ٹائم سے زیادہ وقت وہ ہسپتال دے آئی تھی---لیب کوٹ پر پی ایف ایس اے کا لوگو لگا تھا---لیب کوٹ کے بازو فولڈ کرتی وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب عینی اسکے ساتھ چلنے لگی

"تم دانی اور علی سے ملنے گئی تھی مجھ سے نہیں پوچھا" عینی نے منہ بناتے شکایت کی

"تمہاری ڈیوٹی تھی" این الصبا نے اسے یاد کروایا

"تو تم کچھ دیر انتظار کرلیتی اکٹھے چلے جاتے "

"اچھا معاف کردو" این الصبا فوٹ نے جان چھڑوائی

"بِگ بی ٹھیک ہے صحیح سلامت, تم فکرمند نہ ہو" این الصبا نے ہنس کر پیچھے چلتی عینی کے چہرے پر نظر ڈالتے کہا

"استغفراللہ کیسے سوچ لیتے ہیں لوگ ایسی باتیں" عینی اسکی معنی خیز بات سمجھ چکی تھی

"ایک ریسرچ کے مطابق جو لوگ زیادہ لڑتے ہیں ان کے مابین محبت بھی اتنی ہی گہری ہوتی ہے" این الصبا نے سنجیدگی نے ریسرچ بتائی

"ایسی فضول قسم کی ریسرچ این الصبا ہی کر سکتی ہے" عینی نے منہ بگاڑا---وہ جیسے ہی اپنی یونٹ میں پہنچیں میم رخشندہ نے سر شارق کا پیغام دیا کہ انہیں میٹنگ روم میں بلایا

ہے---میٹنگ روم میں درمیانی عمر کا ایک شخص موجود تھا,ریشم سر شارق اور ڈی آئی جی صاحب کے علاوہ دو حولدار بھی تھے---جو دونوں ان کے اندر آتے ہی باہر نکل گئ

"Takeaseat"

ڈاکٹر شارق نے این الصبا کو مخاطب کیا تو وہ ان کے سامنے والی کُرسی کھینچ کر بیٹھ گئ---عینی نے بھی اسکی تقلید کی---گول لمبی سی میز کی دائیں طرف کی تین کُرسیوں پر ڈی آئی جی, سر شارق اور ایک آدمی بیٹھا تھا جبکہ بائیں طرف عین ان کے سامنے این الصبا اور عینی موجود تھیں

"قراۃ العین؟؟؟"بیس رینک کے ڈپٹی انسپیکٹر جنرل پولیس آفیسر نے اپنے سامنے پڑے ایک رجسٹر پر دیکھ کر نام پڑھا تو عینی نے سر ہلا کر انہیں دیکھا

"این الصبا؟؟؟"اس نے بھی عینی کی طرح سر کو ہلکا سا خم دیا

"مِس عینی آپ پانچ منٹ تک ڈیپارٹمنٹ کا راؤنڈ لگا کر آئیں گی؟؟؟"ڈی آئی جی صاحب کے بازو پر لگے پولیس کے نیوی بلیو اور لال لوگو بیج کو گھورتی عینی نے زبردستی مسکرا کر شیور کہتے اپنی نشست چھوڑی اور باہر نکل گئ

"پانچ منٹ میں راؤنڈ لگا کر آجائیں---آوارہ گرد سمجھ رکھا ہے اپنی طرح---بندہ جنات کے ہتھے چڑھ جائے مگر کبھی پنجاب پولیس سے واسطہ نہ پڑے" عینی مسلسل بڑبڑاتی راہداری سے باہر نکل رہی تھی

"جی مس این الصبا کیا آپ ہمیں کیس 306502 کے متعلق شروع سے سب بتا سکتی ہیں کہ کس وقت آپ تفتیش کیلیے گئے اور کیسے حادثہ پیش آیا؟؟؟" ڈی آئی جی کے سوال پوچھتے ہی سر شارق بھی میٹنگ روم سے باہر چلے گئے

"سر میں موک کرائم سین ایریا میں تھی جب میم رخشندہ نے----" این الصبا نے انہیں ہر بات کُھل کر بتانا شروع کردی

"ہمیں جیسے ہی اس بات کا احساس ہوا کہ وہ کار ہمیں فالو کررہی ہے اُسی وقت فائرنگ کی آواز آنا شروع ہوگئی ڈرائیور نے کار کچی سڑک پر اُتار دی"

"کار کا ماڈل پتا ہے یا کمپنی؟؟؟" این الصبا نے نفی میں سر ہلایا

"سر شارق کو پتا ہوسکتا ہے یا ڈرائیور کو کیونکہ اگلی سیٹس پر وہی موجود تھے اور کار کو فالو کرتے بھی انھوں نے ہی محسوس کیا تھا" اسکا بیان صاف اور بغیر ہچکچاہٹ کے ریکارڈ کرلیا گیا تھا جو آدمی ڈی آئی جی کے ساتھ براجمان تھا وہ اسکی ویڈیو ریکارڈ کررہا تھا

"تھینک یو مِس این الصبا" انہوں نے ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ دیا تو وہ پروفیشنل
مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے میٹنگ روم سے روانہ ہوگئی
اسکے باہر نکلتے ہی انتظار میں کھڑی عینی اندر آئی اس نے بھی الف سے یے تک سارا قصہ
سنانا شروع کردیا
"جب سر شارق نے بتایا کہ کوئی کار ہمیں فالو کررہی ہے تو میں نے فوراً گردن گھما کر پیچھے
دیکھنا چاہا تھا مگر این الصبا نے میرا ہاتھ پکڑ کر اشارے سے منع کردیا----" وہ مزید بولنے
لگی تھی جب ڈی آئی جی نے اسے ٹوک دیا
"ون منٹ, این الصبا نے آپ کو فالو کرتی کار دیکھنے سے منع کیا؟؟؟" ان کے سوال نے
عینی کو احساس دلایا کہ وہ کچھ غلط کہہ چکی ہے
"منع نہیں کیا مطلب اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر سیدھا بیٹھنے کا"
"این الصبا نے آپ کو پیچھے دیکھنے دیا؟؟؟" ڈی آئی جی نے اسکی بات پھر کاٹ دی انہیں
اپنے مطلب کا جملہ مِل چکا تھا
"نہیں" عینی نے ہاتھ مسلے, اعتماد سے بھرپور شخصیت کی مالک عینی بھی ان کے روعب میں
آچکی تھی
****

"اسلام و علیکم "این الصبا نے ڈائننگ روم میں داخل ہوتے نرم ہلکی آواز میں سلام کیا اور اپنی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئ--- چکن منچورین کی ڈش اُٹھاتے پرویز خان نے بھرپور مسکراہٹ سے اسکے سلام کا جواب دیا

"کیسا ہے میرا بیٹا؟؟؟ اتنے دنوں بعد بابا گھر آئے ہیں، بابا سے گلے نہیں ملے گا؟؟؟" پرویز خان نے نہایت محبت سے پوچھتے اپنی کرسی چھوڑی اور این الصبا کی کرسی کے پاس ٹھر گئے این الصبا اپنی جگہ سے اٹھی نہیں تھی انہوں نے بیٹھی ہوئی این الصبا کے شانے پر اپنا بازو پھیلایا اور جھک کر اسکے ماتھے پر شفقت بھرا بوسہ دیا--- این الصبا نے اپنی سانس تک روک رکھی تھی--- آنسوؤں کا دریا تھا اور نین کٹورے کوزہ،کیسے دریا میں روانی آتی؟؟؟ جمود تھا بس ایک اب تو طغیانی بھی جانے لگی تھی--- دل ٹوٹ کر رو رہا تھا مگر چہرہ لاپرواہ تھا بے نیاز

"خان اب آجائیں کھانا کھائیں "این الصبا کی جانب سے کسی بھی قسم کی گرمجوشی نہ پاکر مایوس سے کھڑے پرویز خان کو مسکا بیگم نے پکارا--- این الصبا اپنی پلیٹ میں مِکس سبزیوں کا سالن نکالنے لگی

"ماما آپ نے پاستا نہیں بنایا" وائٹ رائز میں کانٹا چلاتے عمر نے منہ بسورتے کہا

"پاستا کے علاوہ بھی دنیا میں کھانے بستے ہیں اُن پر بھی کبھی نظرِ کرم کر دیا کرو" مسکا بیگم کے جواب پر اس نے منہ کو مزید بگاڑا

"این الصبا کہاں جا رہی ہو؟؟؟ مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے---فری ہو کر لانج میں آ جانا" وہ کھانا کھا رہے تھے ابھی کہ این الصبا نے ڈائننگ ٹیبل چھوڑ دیا---اسے دوبارہ آنے کا حکم دے کر وہ پھر سے کھانے میں مصروف ہو گئے تو این الصبا نیپکین پھینکنے کے انداز میں رکھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دی

وہ اپنے بیڈ کے وسط میں ٹانگیں نیچے لٹکا کر لیٹی ہوئی تھی بلیک لائننگ والے ٹراؤزر پر کھلا سا سفید رنگ کا گھٹنوں سے اوپر تک کُرتا پہن رکھا تھا اور بالوں کا ہمیشہ کی طرح جوڑا بنا رکھا تھا----این الصبا نے بیڈ کے سائیڈ دراز پر پڑی تصویر اُٹھائی وہ ایک پینتس کی عمر کے لگ بھگ عورت تھی---پُرکشش نین نقش اور ملائمت بھرا چہرہ--

"میری مما تو آپ ہیں" اس جملے کی ادائیگی لبوں سے نہیں دل سے ہوئی تھی---یک لخت ہی اسکا چہرہ سُرخ ہو چکا تھا آنکھیں دھندلانے لگیں

"مما آئی لو یو, آئی لو یو سو مچ, پلیز کم بیک" تصویر پر جا بجا اپنے ہونٹوں کا کپکپاتا لمس چھوڑتے اس نے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے احساسات بیان کیے--- جانے وہ کب تک اس

تصویر پر سر رکھے یونہی آڑی ترچھی لیٹی رہتی جب دروازے پر دستک ہوئی---اس نے نہایت تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے اور اوندھی ہو کر لیٹ گئ

"این الصبا خان بلا رہے ہیں تمہیں" مسکا بیگم نے دروازے کے پاس کھڑے ایک ہاتھ ہینڈل پر ٹکائے آواز لگائی

"این الصبا" آواز میں نرمی تھی

"میں سونے لگی ہوں پلیز لیو" اس نے گردن موڑے بغیر جواب دیا

"این الصبا آپ کے بابا----" این الصبا جھٹکے سے اُٹھی اور انہیں گھورنے لگی

"نیکسٹ ٹائم میرے کمرے میں مت آئیے گا" ٹھہرے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں اِنکے پاس رُکتے اپنا حکم سنایا اور ان کا ہاتھ ہینڈل سے جھٹک کر ٹھک سے دروازہ بند کر کے لانج کی جانب بڑھ گئ

****

پی ایف ایس اے کا قیام کوئی آسان کام نہیں تھا یہ حکومتِ پنجاب کیلیے ایک بڑا چیلنج تھا جسے مکمل کرنے میں تقریباً تین سے چار سال لگے---اس لیب نے پاکستان میں دہشت گردی، چوری ڈکیتی کی واردات، جنسی زیادتی اور دیگر جرائم کی روک تھام میں بڑا کردار ادا کیا ہے اسکے علاوہ اس لبارٹری نے پاکستان کے عدالتی نظام کو بھی بہتر بنانے کی کوشش

کی ہے--- حکومت نے اپنا کچھ فرض مکمل کیا اب عوام اور اس ادارے سے منسلک افراد کی بھی کچھ ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ بھی مکمل توجہ, محنت اور انصاف کے ساتھ کام کریں--- کئی بار ایسے مقدمات بھی پی ایف ایس اے کے پاس آئے ہیں کہ ایک مجرم کی تلاش کیلیے ہزار تک افراد کا ڈی این اے کیا جاتا رہا ہے پی ایف ایس اے نے مکمل طریقے کے ساتھ کام دو ہزار بارہ میں شروع کیا تھا--- ان کے پاس لاکھوں کی تعداد میں کیس آ چکے ہیں--- دو ہزار سولہ میں ہی دو لاکھ سے زائد کیس آ چکے تھے

"فائر آرمز اینڈ ٹول مارکس ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر شارق آپ کی کار اور وین پر حملہ ایک ہی بندق سے نہیں کیا گیا--- اور آپ کی کار پر فائر بھی تقریباً پانچ چھ فٹ کے فاصلے سے کیا گیا ہے" فائر آرمز اینڈ ٹول ماکس ڈیپارٹمنٹ کا کام اسلحے کی جانچ پڑتال ہوتا ہے کہ گولی کس بندوق کی ہے؟؟؟ یہ اسلحہ کہاں کہاں سے مل سکتا ہے اور کسی بھی چیز یا انسان کو چھو کر گزرنے والی گولی کس پسٹل یا رائفل کی ہو سکتی ہے؟؟؟

"ممکن ہے کہ آپ کو آگے اور پیچھے سے مکمل گھیرنے کیلیے دو گاڑیاں ہوں ایک نے آپ کی کار پر حملہ کیا اور ایک نے وین پر" ڈی آئی جی صاحب نے رپورٹ بند کرتے اپنی کرسی سے ٹیک لگائی پیون دروازے پر دستک دے کر اندر آیا اور چائے رکھ کر چلا گیا

"کل این الصبا انسپیکٹر حیدر کے ساتھ لاہور میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج جائے گی اور سی ایس آئی دانیال جیسے ہی جوائن کرے آپ مجھے اطلاع کریں گے" ڈی آئی جی صاحب نے چائے کا کپ ٹرے سے اُٹھایا

"سر این الصبا, قراۃ العین, علی اور دانیال کا گروپ پچھلے ایک سال سے کرائم ڈیپارٹ کے ساتھ کام کررہا ہے---ماشاءاللہ ہونہار بچے ہیں---کوئی ایجنسی کے توسط سے آیا ہے تو کوئی لاانفارسمنٹ میں کام کرچکا ہے---انٹرنشپ بھی ایسے ہی اداروں کے ساتھ کی ہے---جونیرز ہیں مگر قابلِ بھروسہ ہیں" سر شارق کو ان کا این الصبا پر بے بنیاد شک کرنا برا لگا تھا

"پی ایف ایس اے میں اس وقت دو سو سے زائد فرانزک سائنٹسٹ کام کررہے ہیں ڈاکٹر شارق ان میں سے اگر ایک بھی غدار نکل آئے تو پورے ادارے کا نظام درہم برہم ہوکر رہ جائے گا اسی طرح اگر کیس کی کے انویسٹیگیٹرز ہی مشکوک ہوں تو مقدمہ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے گا" چائے کا کپ میز پر رکھ کر انھوں نے دونوں بازو میز پر رکھے ڈاکٹر شارق کو دیکھا

"این الصبا آپ کو مایوس نہیں کرے گی"

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں"

****

وہ لانج میں آئی تو پرویز خان چائے کی چسکیاں لیتے اونچی آوازمیں لگے نیوز چینل پر نظریں جمائے بیٹھے تھے---جدید اسٹائل کے آرام دہ دو صوفہ سیٹ اور بڑا سا دیوار میں لگا ایل ای ڈی اور ایک شیشے کی میز کے سوا لانج صاف اور کشادہ تھا---سنہری رنگ کی ٹائلز سے فرش چمک رہا تھا---این الصبا کے سائیڈ والے صوفے پر بیٹھتے ہی انہوں نے ایل ای ڈی کا والیم بند کر دیا

"مسکا بیگم اس کیلیے بھی چائے لے آئیں "انہوں نے چائے این الصبا کے سامنے میز پر رکھنی چاہے تو وہ ناگواری سے بولی

"Idon'tneedit"

مسکا بیگم کے چہرے پر کچھ پل کیلیے غصہ جھلکا پھر کپ لے کر چلی گئیں---پرویز خان نے اس کے سرد رویے کو بغور دیکھا اور پچھلے تیرہ چودہ سال سے دیکھتے آرہے تھے

"این الصبا آپ نے اپنا ماسٹر کرنے کے بعد جاب بھی شروع کر دی اب تو آپ کی جاب کو بھی سال سے اوپر ہو گیا ہے اور آپکی عمر کے لحاظ سے بھی وقت آگیا ہے کہ میں آپ کے فرض کو نبھا کر سرخرو ہو جاؤں "انہوں نے این الصبا کے سنجیدہ چہرے کو نظروں میں لیتے کہا جوان کے مزید کہنے کی منتظر تھی

"آپ کیلیے ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے---اور خوشی اس بات کی ہے کہ اپنا خاندان ہے، اچھا لڑکا ہے، خاندانی ہے، اپنے والد کا کام سنبھالتا ہے" وہ رُکے تو این الصبا نے زبان کھولی

"ایم سوری ڈیڈ، اول تو میں شادی ہی نہیں کرنا چاہتی دوئم آپ کے خاندان میں تو بالکل نہیں کرنا چاہتی" بے لچکل لہجے میں اپنا فیصلہ سُنا کر وہ اُٹھنے لگی تھی کہ پرویز خان نے روک لیا

"این الصبا" وہ رُک گئ مگر پلٹی نہیں

"میں آپ کے ساتھ کسی قسم کی زبردستی نہیں چاہتا--- بہتر یہی ہوگا کہ آپ مجھے مجبور مت کریں--- بڑے لالہ اور اسفندیار شاید آنے والے ہفتے میں چکر لگائیں آپ اسفندیار سے مل کر اپنی تسلی کر لینا باقی معاملات بڑوں کے درمیان طے پا چکے ہیں" این الصبا کی ہٹ دھرمی نے انہیں جھوٹ بولنے اور جال تنگ کرنے پر مصر کر دیا تھا

"جب سب آپ نے طے کر لیا ہے تو مجھ سے پوچھنے کا ڈرامہ کیوں کر رہے ہیں؟؟؟" ہمیشہ کی طرح ٹھہرا ہوا سرد لہجہ تھا اسکا

"ہم نے صرف اتنا طے کیا ہے کہ اس سال این الصبا کی شادی کرنی ہے اور وہ بھی اپنی برادری میں باقی اسفندیار کو ریجکٹ کرنا ہے یا سیلکٹ یہ آپ پر منحصر ہے" انہوں نے

صاف صاف لفظوں میں اپنا فیصلہ سنایا تھا این الصبا نے تاسف بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا

بکھر بکھر گئے الفاظ سے ادا نہ ہوئے
یہ زمزمے جو کسی درد کی دوا نہ ہوئے
سفر میں گوش بر آواز تھا ہر اک ذرہ
کھلا تھا سامنے صحرا ہمیں صدا نہ ہوئے
نئی ہوا میں مہک ہے پرانے پتوں کی
جو خاک ہو گئے پر شاخ سے جدا نہ ہوئے
ہوا کے ساتھ کئی اشک سے اڑے تو سہی
کسی تو رتیلی مٹی کا آب و دانہ ہوئے
غزل میں تھے بہت آزادہ رو ظفر لیکن
تلازمات کی زنجیر سے رہا نہ ہوئے

****

"اسلام و علیکم میم رخشندہ" سفید رنگ کا لیب کوٹ اور ہاتھوں میں پرو ٹیکٹو گلوز پہنے, ناک پر چڑھے ماسک کو نیچے کھسکاتے کہا

"این الصبا گیارہ بجے جانا ہے آپ کو سر شارق نے کہا ایک بار پھر ریمائنڈر کروادوں" گلوز اُتارتی این الصبا نے فقط سر ہلادیا

"کیس 306502 کی ڈی این اے کی رپورٹس آئی ہیں؟؟؟" میم رخشندہ کی میز کے پاس پڑی کرسی کھسکا کر بیٹھتے اس نے پوچھا

"ابھی sexualassault کا ایک کیس چل رہا کل بھی اُس سلسلے میں چالیس پچاس آدمیوں کا ڈی این اے ٹیسٹ ہوا تھا آج بھی ڈی این اے کا ڈیپارٹ اسی کام میں مصروف ہے مگر آپ فکر نہ کریں شام تک رپورٹس آجائیں گی" میم رخشندہ نے اپنے میز کی دراز سے ایک رجسٹر نکالتے وضاحتی جواب دیا

"یہ اُسی آٹھ سال کی بچی کا کیس ہے جسکو جنسی زیادتی کے بعد گندے نالے میں پھینک دیا تھا سوشل میڈیا پر تو اس واقعے نے آگ لگا رکھی ہے" این الصبا نے رجسٹر میں کچھ تلاش کرتی میم رخشندہ سے پوچھا

"جی وہی مقدمہ ہے"

"اللہ کرے اسکا مجرم جلد پکڑا جائے اور ایسی عبرت ناک سزا حاصل کرے کہ دنیا دیکھے--- ہوس کے پجاری سات آٹھ سال کی بچی کو نہیں بخشا-- اللہ کی لعنت پڑے ,اُسکا عذاب اُترے ایسے لوگوں پر" کرائم سین انویسٹیگیٹر ہونے کے باوجود اسکا دل روز ایسے واقعات

سُن کر خون کے آنسو رونے لگتا کہ یہ بھیانک عمل سر انجام دینے والا کوئی انسان ہو سکتا ہے بھلا؟؟؟ درندے ہوتے ہیں ایسے لوگ

"این الصبا کینٹین چلو یار سر پھٹ رہا ہے--- چائے پی کر آتے ہیں اور ہاں تمہیں جانا بھی تو ہے انسپیکٹر حیدر کے ساتھ" عینی نے روم میں داخل ہوتے تھکے ہوئے انداز میں کہا

"ہاں چلو" این الصبا نے الوداعی مسکراہٹ سے میم رخشندہ کو نوازا تھا پھر عینی کے ساتھ روم سے باہر نکل گئی

"عینی تم بھی ساتھ چلو، میں انٹرویولوں گی تم ریکارڈ کرنا بھلا یہ انسپیکٹر کو کیوں گھسیٹ لیا ہے" این الصبا نے ہمیشہ دانیال اور علی کے ساتھ کام کیا تھا اسکے علاوہ پولیس جب بھی کسی کیس میں انوالو ہوتی تو زیادہ تر دانیال اور علی ہی ان کے ساتھ آوَٹ ڈور ڈیوٹی دیتے تھے

"سر شارق نے پرمیشن نہیں دی یار" عینی نے اسے اصل بات سے بے خبر رکھا

"اُففف دانی بھی ٹھیک ہونے کو نہیں آرہا" وہ دونوں سیڑھیاں اُتر رہی تھیں جب این الصبا نے ٹھنڈی آہ بھرتے کہا

"مِس کر رہی ہو" این الصبا کے کندھے سے اپنا کندھا مِس کرتے عینی معنی خیزی سے مسکرائی

"جاگ گیا تمہارے اندر کا شکی کیڑا" این الصبا نے لاپرواہی سے کہا

"شکی نہیں جناب --- مکمل مشاہدے کے بعد رپورٹ جاری کرتا ہے یہ ذہین و فطین کیڑا"

"نجومی کیڑا" این الصبا نے چڑانے والے انداز میں کہہ کر اپنے لیب کوٹ سے سمارٹ فون نکالا

"اوہ نو گیارہ بجنے میں تو پانچ منٹ رہتے ہیں" وہ واپس اوپر بھاگی تھی

"این الصبا چائے" عینی کی فریاد پر اس نے کان نہیں دھرا تھا

****

این الصبا اور انسپیکٹر حیدر وائس چانسلر کے روم میں موجود تھے --- این الصبا نے انگوری رنگ کا لان کا کرتا اور ہلکا گلابی رنگ کا کھڑا پجامہ پہن رکھا تھا اور پجامے کا ہم رنگ دوپٹہ مفلر کی طرح گلے میں ڈال رکھا تھا بالوں کا جوڑا اس انداز میں بنا تھا کہ ایک بال بھی ماتھے پر نہ آئے --- کشادہ پیشانی ہر قسم کی شکن سے پاک تھی --- ہونٹوں پر گہری سُرخ لپ اسٹک کے سوا اس نے کوئی سنگھار نہیں کر رکھا تھا

"آپ کے تعاون کا بہت شکریہ اگر آپ victim کا ریکارڈ تھوڑا جلدی دے دیں تو میرے پاس زیادہ وقت بچے گا اسٹوڈنٹس سے بات چیت کرنے کا" این الصبا نے اپنی کلائی پر بندھی نفیس سی گھڑی دیکھتے کہا

"فائل آپ کو مل جائے گی آپ چاہیں تو پہلے اسٹوڈنٹس سے گوسپ کر سکتی ہیں" وائس چانسلر نے رائے دی---این الصبا نے انسپیکٹر حیدر کو دیکھا

"او کے تھینک یو سر" اسٹوڈنٹس سے بات چیت کی اجازت لے کر وہ ڈین کی ہمراہی میں بی ڈی ایس کی تھرڈ ائیر کی کلاس کی جانب بڑھ گئے--- کلاس میں موجود ٹیچر پہلے ہی انہیں این الصبا اور انسپیکٹر حیدر کی آمد سے آگاہ کر چکا تھا

"میں کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا ہوں--- یہاں آپ سے ملیحہ کے mysterious کیس کے متعلق چند باتیں کرنے آئی ہوں" این الصبا نے پُر اعتماد انداز میں اونچی آواز میں کہا

"یہ انسپیکٹر حیدر ہیں--- آپ سب سے گزارش ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہمیں ہمارے مطلوبہ سوالات کا جواب دیجیے گا" وہ پہلی ڈسک کے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اور کلاس میں موجود چند بچوں کو پوائنٹ آوٹ کر کے اُن کے نام اور رول نمبر پوچھنے لگی

"آپ تھرڈ لاسٹ ڈسک" اس نے سیاہ سرٹ میں ملبوس معصوم سے لڑکے کو کھڑا کیا

"کیا نام ہے آپ کا؟؟؟؟"

"مدثر" لڑکا کھڑا ہو گیا تھا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال رکھے تھے--- کلاس میں سناٹا تھا

"مدثر کو کھانے میں کیا پسند ہے؟؟؟" وہ چل کر تھوڑا آگے آچکی تھی تقریباً کلاس کے درمیان میں کھڑی تھی---اسکے سوال پر چند چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی

"شوارما" مدثر نے خوش ہوتے بتایا

"کس ریسٹورینٹ کا زیادہ پسند ہے؟؟؟" این الصبا نے دوستانہ مسکراہٹ سُرخ باریک لبوں پر سجاتے پوچھا

"بٹ جی شوارما، ابو شوارما (کلاس میں ہلکے ہلکے قہقہوں کی آواز آنے لگی) ان دونوں جگہوں پر مزیدار شوارما ملتا ہے" وہ پُرجوش انداز میں جواب دے رہا تھا

"ملیحہ کی فیورٹ ڈش کیا ہے؟؟؟" وہ اپنے مطلب پر بڑی چالاکی سے پہنچی

"ہاہاہا یہ تو شبی، حرا لوگ ہی بتا سکتے ہیں مجھے کیا پتا" کافی سارے اسٹوڈنٹس نے مُڑ کر پیچھے بیٹھی ایک لڑکی کو دیکھنا شروع کیا

"شبی اور حرا لوگ کون ہیں؟؟؟" اس نے کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر پوچھا تھا

"حرا، شبی، ارسل، ملیحہ ان چاروں کا گروپ ہے---سب دوست ہیں" دوسری ڈسک پر بیٹھی ایک لڑکی نے کہا این الصبا اس کے پاس ہی کھڑی تھی

"تو کیا آپ لوگ دشمن ہیں ملیحہ کے؟؟؟" این الصبا نے معصومانہ انداز میں پوچھا تو لڑکی کنفیوز سی ہو گئی

"ایکچوئلی وہ چاروں بیسٹ فرینڈ تھے تو ملیحہ کو ہم سب سے زیادہ وہی جانتے ہیں" کلاس میں ایک اور لڑکے کی آواز گونجی

"اور یہ وہی کون ہیں؟؟؟" وہ ایک ہی سوال کو گھما گھما کر کر رہی تھی

"شبی,ارسل اور حرا" کافی ساری آوازیں آئیں

"شبی,ارسل اور حرا اس ہی کلاس میں ہیں؟؟؟" اس نے کلاس روم پر طائرانہ نگاہ ڈالتے سوال کیا تو ایک لڑکی نے ہاتھ کھڑا کیا

"میں ہوں حرا"

"شبی اور ارسل کہاں ہیں؟؟؟" اس نے پھر کلاس کو مخاطب کیا مگر جواب حرا کی جانب سے آیا تھا

"جس دن ملیحہ والا واقعہ ہوا شبی اُس روز شام کو اپنے گھر جانے والا تھا وہ ہاسٹل میں رہتا ہے" این الصبا نے سر ہلایا

"اور ارسل؟؟؟" حرا خاموش رہی

"وہ تو آج نہیں آیا" وہی لڑکا پھر بولا

"وہ تو کل بھی ایبسنٹ تھا" ایک اور آواز آئی

"کلاس میں اور کس کے ساتھ حرا کی زیادہ دوستی تھی یا کسی اور ٹیچر کے ساتھ؟؟؟" اس نے کھوجنے والے انداز میں پوچھا---ایک لڑکی نے دو تین اساتذہ کا نام لیا تھا--- دس پندرہ منٹ مزید سوالات کرنے کے بعد اس نے انسپیکٹر حیدر کو دیکھا جو بڑی توجہ سے اسے سُن رہا تھا---این الصبا اسکے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اسٹوڈنٹس کی جانب اسکی پُشت تھی جبکہ انسپیکٹر حیدر کا چہرہ

"مجھے حرا سے اکیلے میں چند سوالات کرنے ہیں---مجھے لگتا ہے کہ اگر یہ کام آپ کی غیر موجودگی میں ہو تو وہ زیادہ کمفرٹیبل رہے گی رسپونس کرنے میں" این الصبا کا ہر انداز پروفیشنل تھا

"شیور---باقی اسٹوڈنٹس کو باہر بھیج دیتے ہیں" انسپیکٹر حیدر نے اسکی بات سے اتفاق کرتے آگے کا لائحہ عمل بتایا

"تھینک یو سو مچ اسٹوڈنٹس---اب سب جا سکتے ہیں" انسپیکٹر حیدر کے کہتے ہی سارے طلبہ کلاس سے نکلنے لگے--جیسے ہی حرا دروازے کی طرف بڑھی این الصبا نے اسے پکار لیا---وہ اسکی جانب چلی آئی باقی اسٹوڈنٹس توجہ دیے بغیر آپس میں باتیں کرتے انسپیکٹر حیدر کو خدا حافظ کرتے نکل گئے

****

"میں نے تجھے کہا تھا کہ بات کر؟؟؟ اپنی مرضی چلائے گی اب؟؟؟" مسکا بیگم لانج میں ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھیں ایک ہاتھ میں ریموٹ تھا جب کہ دوسرے ہاتھ میں موبائل فون پکڑے کسی سے گفتگو کرنے میں مصروف تھیں

"انیا ایسی بات نہیں ہے --- این الصبا بہت اچھی لڑکی ہے اسی لیے"

"اسی لیے تم نے سوچا کہ اُس شہری لڑکی کو پٹھان برادری کا ستیاناس کرنے بھیج دو--- دیکھو مسکا لور (بیٹی) تم نے شادی کی شہر گئی تمہارا شوہر تھا گھر بار تھا مگر ہم شہری لڑکی کے حق میں نہیں ہے اور اسفندیار خان ویسے ہی شہری لڑکیاں پسند نہیں کرتا" انہوں نے گویا بات ہی مکمل کر دی

"انیا ایسا تو نہ کہیں--- میں نے بڑے لالہ کی اجازت پر ہی بات کی ہے" انہیں سمجھ نہیں آئی کہ وہ پہلے خاموش رہیں اور جب رشتے کی بات ڈال دی تب انکار کر رہی ہیں

"لڑکی پولیس والوں کے ساتھ کام کرتی ہے--- بتایا کسی نے مجھے؟؟؟ ہماری نسلوں پر ان وردی والوں کی کبھی پرچھائی نہیں پڑی اور میں اپنی بڑی بہو ہی تھانے دارنی لے آوں؟؟؟"

ان کی آواز میں روعب و دبدبہ تھا ساتھ خفگی بھی شامل تھی

"انیا وہ تھانے دارنی نہیں ہے آپ غلط سمجھ رہی ہیں" مسکا بیگم کا دل چاہا اپنا سر پیٹ ڈالیں

"مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں اپنی سوتن کی بیٹی کو میرے خاندان کا ٹیکہ نہ بنا جس عورت کو کبھی ہمارے خاندان نے قبول نہیں کیا میں اسکی بیٹی کیلیے اپنے گھر کے دروازے کیسے کھول دوں؟؟؟" وہ ایک بار پھر سختی سے بولیں

"انیا وہ میری بھی بیٹی ہے اور میں خان کو کسی پریشانی میں نہیں دیکھ سکتی وہ این الصبا کے حوالے سے بہت فکر مند ہیں--- بڑے لالہ کو رشتہ کی منظوری دینے سے پہلے آپ سے پوچھنا چاہیے تھا---اب آپ مجھے خان کے سامنے بے عزت کریں گی؟؟؟ کیا سوچیں گے وہ میرے بارے میں--- آپ این الصبا کے بارے میں غلط اندازے مت لگائیں وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اور تھانے دارنی نہیں ہے" مسکا بیگم نے نتھنے پھولنے لگے

"اسفندیار بھی راضی نہیں اس رشتے پر باپ کی وجہ سے اب تک خاموش ہے--- میں نے خاموش کروا رکھا ہے ورنہ وہ کسی کے روعب میں نہیں آنے والا--- اسی لیے کہہ رہی ہوں کہ بات مزید بڑھانے سے پہلے ہی ختم کردو--- اسفندیار کو تو شہر کی باغی لڑکیوں سے سخت نفرت ہے اگر دوسری شادی کرے گا بھی تو اپنی برادری میں اور اپنے علاقے کی

لڑکی سے جو یہاں کے رسم و رواج سے واقف ہو" انہوں نے اسفندیار خان کی ناپسندیدگی صاف بتا دی

"اسفی کو میں سمجھا لوں گی---اُسکے دماغ میں جو شہری لڑکیوں کا غلط امیج بنا ہے وہ این الصبا سے ملنے کے بعد خود ہی دور ہو جائے گا" وہ کسی بھی طرح این الصبا کو رخصت کرنے کے چکروں میں تھیں

"مجھے تو جیسے پتا ہی نہیں ہے کہ وہ لڑکی کتنی اچھی ہے---اُسکی حرکتوں پر پردے ڈالنا بند کر میری بچی اور اپنے بھتیجے اور ہمیں ایسی جلاد قسم کی لڑکیوں سے محفوظ رکھ---خدائی پامان" انہوں نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا---مسکا بیگم نے سر پکڑ لیا

****

وہ اور حرا آمنے سامنے کلاس روم میں بیٹھے تھے ان کے علاوہ وہاں کوئی موجود نہ تھا

"حرا کیا آپ اس کیس کے حوالے سے اپنی اہمیت سمجھتی ہیں؟؟؟ آپ کا ایک ایک لفظ آپ کی ایک ایک گواہی آپ کی دوست کو انصاف دلا سکتی ہے---اُسکے مجرم تک پہنچنے کیلیے آپ کے ایک ایک لفظ کی سچائی درکار ہے ہمیں" این الصبا نے تمہید باندھنا شروع کی

"ارسل اور شبی کے ساتھ حرا کی محض دوستی تھی یا کچھ اور بھی تھا؟؟؟" این الصبا کی نظریں اسکے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں---

"ہم چاروں آپس میں صرف دوست ہیں" حرا نے بے لچک لہجے میں جواب دیا

"ارسل کیوں نہیں آرہا دو دن سے؟؟؟ آخر آپ اُسکی دوست ہیں آپ کو پتا ہونا چاہیے بلکہ آئی ایم شیور آپ کو پتا ہوگا" این الصبا کا انداز کسی پولیس آفیسر سے کم سخت نہیں تھا اس نے ایک ہی سوال میں جج کر لیا تھا کہ مقابل کو کس طرح ٹریٹ کرنا ہے

"وہ بیمار ہے" صاف جواب دیا

"آج ملیحہ کا سوئم ہے---اُسکے دوستوں کو اُسکے گھر پر ہونا چاہیے تھا نہیں؟؟؟"

"میں تو کالج سے واپسی پر جانے والی ہوں--- شبی اور ارسل کا مجھے نہیں پتا"

"شبی اپنے گھر گیا ہوا ہے اُسے ملیحہ کی ڈیتھ کے بارے میں آپ نے بتایا؟؟؟" این الصبا کے سوال پر حرا کے ماتھے پر شکنیں اُبھریں

"میں نے بتایا تھا اُسے مگر وہ آ نہیں سکا---ایکچوئلی وہ ایمرجنسی میں گیا تھا اُسکی دادو کی کنڈیشن سیریس تھی"

"ایک دوست خود بیمار ہے دوسرے کی دادو بیمار ہیں" این الصبا کی مسکراہٹ طنزیہ تھی

"حرا کی کسی اور کے ساتھ دوستی یا زیادہ بات چیت؟؟؟"

"اپنے سینئرز جونئیرز کے ساتھ تو سب ہی کانٹیکٹ میں رہتے ہیں ملیحہ بھی تھی اسکے علاوہ اُسکے سرکل میں بہت سے لوگ تھے---پارٹیز کی شوقین تھی ہر ہفتے ہی اُسکی فرینڈ لسٹ اپ ڈیٹ ہوتی رہتی تھی" حرا کے جواب پر این الصبا نے سر ہلایا---پھر ایک الوداعی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے مصافحے کیلیے ہاتھ بڑھایا جسے زبردستی مسکراتے ہوئے حرا نے تھام لیا

"آپکے تعاون کا بہت بہت شکریہ اگر مزید آپ کی ضرورت پڑی تو بہت جلد رابطہ کریں گے---اپنا نمبر نوٹ کروائیں گی؟؟؟" حرا اپنی نشست سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بیگ سے موبائل نکالنے لگی---اپنا نمبر نوٹ کروانے کے ساتھ اس نے این الصبا کے کہنے پر شبی اور ارسل کا نمبر بھی دے دیا---این الصبا نے کیمرہ آف کیا اور اسٹینڈ فولڈ کر کے اسے بیگ میں سیٹ کرنے لگی وہ کیمرہ کٹ بند کر چکی تھی جب انسپیکٹر حیدر اندر داخل ہوئے

"انویسٹیگیٹر این الصبا میں نے ملیحہ ,شبی ,ارسل اور حرا کا ڈیٹا نکلوالیا ہے جب تک اسٹوڈنٹ کنٹرول آفس سے رپورٹس آئیں گے بہت ٹائم لگ جائے گا آپ اس کاپی سے ہی کام چلالیں---ہمیں ایک میٹنگ بریگڈئیر کی فیملی سے بھی کرنی ہے جو کل ہی ہو سکتی ہے آج ملیحہ کا سوئم ہے تو مشکل ہے کہ ہم اطمینان سے اپنا کام کر سکیں" انسپیکٹر حیدر

کے ہاتھ سے تمام فائلز لے کر ان کے کور ریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اسکی بات بھی سُن رہی تھی---اس نے جلدی جلدی میں فائلز نہیں کھول کر دیکھیں

"ملیحہ کا سیل فون اُسکے بیگ میں نہیں مِلا نہ ہی جائے وقوعہ پر موبائل فون کی موجودگی کے کوئی شواہد ملے ہیں مجھے لگتا ہے کہ ملیحہ کا فون بھی مجرم کے پاس ہے" این الصبا نے ایک اور نقطہ اُٹھایا

"میں پولیس اسٹیشن جاتے ہی آپ کو ملیحہ کی کال لسٹ سینڈ کردوں گا---اس حادثے سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اُس نے ایک نمبر پر کال کی تھی اور اس نمبر پر اُس کو بہت کالز آتی جاتی تھیں اور مسیجز بھی مزید ابھی غور نہیں کیا میں نے آپ دیکھ لیجیے گا ہوسکتا ہے وہ نمبر ارسل,حرا میں سے کسی کا ہو" انسپیکٹر حیدر کی بات پر وہ بار بار سر ہلاتی غور سے سُن رہی تھی

"ٹھیک ہے میں آپ کو پی ایف ایس اے چھوڑ دیتا ہوں چلیں" این الصبا نے فائلز بیگ میں ڈالیں اور سیاہ رنگ کا اسٹوڈنٹ بیگ بائیں کندھے پر ڈال لیا---

****

"این الصبا ڈی این اے فنگر پرنٹنگ کی رپورٹس آگئی ہیں ڈاکٹر زوار کے کیبن میں چلی جائیں" وہ ابھی یونٹ میں آئی تھی کہ میم رخشندہ کا اگلا حکم جاری ہوگیا

"اللہ یہ دانی اور علی کب جوائن کریں گے" وہ کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی تھی--- تھکن ہو رہی تھی اسے

"عینی لیٹنٹ فنگر پرنٹ سیکشن میں ہے وہاں بھی 306502 کیس کے کچھ اویڈنس گئے تھے اُنہیں کی کلیکشن کیلیے گئی ہے" میم رخشندہ کے بتانے کا مقصد شاید یہی تھا کہ عینی بھی فارغ نہیں ہے کہ اس کام کو جا سکے--- این الصبا نے کولر سے ٹھنڈے پانی کا گلاس بھرا اور پی کر کچھ سکون لیا اور اپنی نوٹ بُک لے کر ڈی این اے اینڈ سیرولاجی ڈیپارٹمنٹ کی جانب چل دی وہاں ڈاکٹر زوار کے روم پر اجازت لی

"انویسٹیگیٹر این الصبا آئیں آئیں" انہوں نے خوشدلی سے اسے بلایا تو وہ مسکرا کر اندر داخل ہوئی

"ہیو آ سیٹ پلیز" این الصبا کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"این الصبا ڈی این اے فنگر پرنٹنگ رپورٹس آ گئی ہیں آپ پہلے مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے یہ بلڈ ڈراپس کہاں کہاں سے کلیکٹ کیے تھے؟؟؟" ان کے سوال پر این الصبا شش و پنج میں پڑ گئی

"سر کیس رپورٹ تو لائی نہیں میں" اس نے شرمندگی سے بتایا

"اوہ"---

"میری ای میل آئی ڈی اوپن ہوجائے گی یہاں؟؟؟"

"ہاں کیوں نہیں "انہوں نے اپنا لیپ ٹاپ این الصبا کے سامنے کیا اس نے جلدی سے رپورٹ ڈاؤنلوڈ کی اور انہیں بتانے لگی

"سر کچھ بلڈ ڈیتھ باڈی کے پیٹ سے نکلتے خون سے لیا تھا اور کچھ روڈ سے اور ایک تیزاب کی بوتل بھی تھی اُس پر بھی خون کے چند دھبے تھے "این الصبا نے لیپ ٹاپ سے سر اُٹھا کر انہیں دیکھا جو کہنی میز پر ٹکا کر اس پر ٹھوڑی رکھے اسکی بات پوری توجہ سے سُن رہے تھے

"ہوں "انہوں نے لیپ ٹاپ لینے کو ہاتھ بڑھایا تو این الصبا نے لیپ ٹاپ اُٹھا کر انہیں دے دیا وہ سکرول ڈاؤن کر کے رپورٹ دیکھنے لگے

"بوتل پر خون آلود اُنگلیوں کے نشان تھے اُس کا ڈی این اے سڑک پر گرے خون سے بھی میچ کرگیا ہے سارے اویڈنسز سے صرف دو طرح کے ڈی این اے سامنے آتے ہیں ایک victim کا ہے اور دوسرا"----

"اوبویسلی مجرم کا ہوگا"این الصبا نے انکی بات بیچ سے ہی اُچک لی

"آپ مجھے دونوں رپورٹس دے دیں اور اُن پر اویڈنس مینشن کردیے ہیں؟؟؟"

"ہوں یہ لیں "ڈاکٹر زوار نے اسے دو فائلز تھمائیں تو وہ ان سے مزید ڈسکشن کرنے کے بعد واپس آ گئی

وہ فرانزک لیب میں بیٹھی ملیحہ کی کال لسٹ چیک کر رہی تھی جو انسپیکٹر حیدر نے ابھی سینڈ کی تھی جب عینی اندر آئی آرام آرام سے قدم دھرتی وہ اسکے پاس پڑا اسٹول کھینچ کر بیٹھ گئی

"یار فنگر پرنٹ رپورٹس لے آئی ہوں "عینی نے سرگوشی نما آواز میں کہا

"لیٹنٹ فنگر پرنٹ "این الصبا نے اسکی تصیح کی

"اچھا جی کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا "عینی نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا

"اچھا ایک گڈ نیوز سنو گی ؟؟؟ "وہ چہکتی ہوئی آگے کی جانب جھک کر بولی

"اتنی ساری بیڈ نیوز میں کوئی گڈ نیوز ہو ہی جائے "این الصبا نے مسکرا کر لیپ ٹاپ سے نظر ایک پل کو ہٹا کر اسے دیکھتے کہا

"بِگ بی کل سے جوائن کر رہا ہے "بالوں کی پونی سے نکلتی چند لٹوں کو اُنگلیوں پر لپیٹتے بولی

"اوہ تو چہکنے کی وجہ یہ ہے "این الصبا نے شوخ نظروں سے اسے دیکھا

"چلو بیدار ہو گئی تمہاری اندر شکی عورت "عینی نے منہ بگاڑا

"اگر تم لوگوں کے درمیان ایسی ویسی کوئی بات نکلی نہ تو دیکھ لینا وہ کان کھینچوں گی کہ ساری زندگی یاد رکھو گے "این الصبا نے آنکھیں سکیڑتے دھمکی دی

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ انسپیکٹر حیدر کیسا بندہ ہے؟؟؟" عینی نے آنکھ مارتے اسے ایک دھموکا رسید کیا

"حد ہوگئی ہے، یہ یہ، یہ بہت چیپ تھا عینی بہت زیادہ، توبہ ہے" این الصبا نے کانوں کو ہاتھ لگایا

"بہت غور شور سے دیکھتا ہے تمہیں--- نہیں؟؟؟" عینی نے اسکے لیپ ٹاپ پر جھکے چہرے کو تھوڑا سا جھک کر دیکھا "عینی بہت ہوگیا چلو واپس کام پر آؤ" این الصبا نے کچھ سختی سے کہا تو وہ ہونہہ کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"چلو جلدی سے یہ کام کرو پھر ان فنگر پرنٹس کی رپورٹس کو ڈسکس کرتے ہیں" عینی ٹیڑھی ہو کر بیٹھ گئی

"این الصبا میں سوچ رہی تھی کہ کتنی اذیت ہوئی ہوگی اِس لڑکی کو جس کے ساتھ پہلے زیادتی کی کوشش کی گئی پھر تیزاب سے جلایا گیا، اسکے پیٹ پر چھرا گھونپا اور اور جب اس سب سے بھی تسلی نہیں ہوئی تو اسکی لاش تک کو آگ لگا دی--- جلا کر خاکستر کر دیا-- کیا ظلم کرنے والے اتنا ظلم بھی کر سکتے ہیں؟؟؟ اتنا؟؟؟" عینی ایک غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے بول رہی تھی--- این الصبا کے ہاتھ حرکت کرنا بند کر گئے

For more visit (exponovels.com)

"پتا نہیں بیچاری کا کیا قصور ہوگا؟؟؟کس گناہ کی پاداش میں اُسے اتنی اذیت ناک اتنی کرب ناک سزا ملی ہے"عینی جیسا بندہ بھی اس پوری دنیا میں نہیں ہوگا پل میں موضوع بدلتے تھے اسکے پل میں تاثرات

"فنگر پرنٹس شو کر رہے ہیں کہ جائے وقوعہ پر وکٹم کے علاوہ دو لوگ اور بھی تھے"عینی نے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"ایسڈ کی بوٹل سے دو ڈفرینٹ فنگر پرنٹس ملے ہیں"عینی نے رپورٹس این الصبا کو تھمائیں جو کاؤنٹر پر پڑی تھیں

"مطلب ان میں سے ایک شخص کا خون بہا تھا جسکا ڈی این اے پتا لگ گیا ہے اور دوسرا زخمی نہیں ہوا"این الصبا نے رپورٹ کے پنے آگے پیچھے کر کے دیکھنا شروع کیے

"مطلب اس سازش میں دو آدمی ملوث تھے؟؟؟"عینی نے سوال کیا

"شاید"این الصبا نے رپورٹ لیپ ٹاپ کے پاس رکھی اور اسکرین پر جھک کر غور سے دیکھنے لگی

"ملیحہ کی کال لسٹ بتاتی ہے کہ حادثے سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اُس نے شبی کو کال کی تھی"این الصبا نے عینی کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا

"اور اُسی روز شبی ہاسٹل سے گھر چلا گیا اُسکی دادو بیمار ہو گئی تھیں" این الصبا کڑیاں ملانے لگی

"انسپیکٹر حیدر کو انفارم کرو" عینی نے مشورہ دیا

این الصبا نے ایک آفیشل میل (نوٹس) ٹائپ کرنا شروع کی اور سینڈ کرنے کے بعد لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر دیا

"چلو" دونوں لیب سے باہر آ گئیں -- این الصبا نے انسپیکٹر حیدر کو کال کر کے شبی پر اپنے شک کا اظہار کیا

"آپ کو کیا لگتا ہے شبی ملیحہ پر ایسا خطرناک حملہ کرے گا بقول حرا کے وہ سب دوست ہیں" انسپیکٹر حیدر کے سوال پر این الصبا کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی

"گھرے دوست سے بڑا دشمن کوئی نہیں ہوتا انسپیکٹر حیدر" این الصبا کے لہجے میں کچھ چبھن تھی درد بھری کاٹ

"بہت برا مشاہدہ ہے آپکا، نہیں؟؟؟"

"برا نہیں، تلخ اور حقیقت پر مبنی" "ٹھیک ہے شبی کے ریکارڈ سے اُسکے گھر کا پتہ معلوم ہو جائے گا اسکے علاوہ اور کچھ؟؟؟"

"میں نے ایک نمبر سینڈ کیا ہے آپ کو جس سے اُسی روز گیارہ بجے کے قریب ملیحہ کو کال آئی تھی وہ شبی ,ارسل حرا میں سے کسی کا نہیں ہے---آپ کو چیک کرنا پڑے گا کہ یہ سِم کس این آئی سی پر رجسٹر ہے پھر نادرا کی بھی شاید مدد لینی پڑے" این الصبا نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اِسے کیا کرنا ہے انسپیکٹر حیدر مسکرا کر اسے سُن رہا تھا---ذہن کی اسکرین پر تیز تیز چلتے سُرخ ہونٹ اُبھر رہے تھے

"او کے ڈن آپ کو مزید کسی ہیلپ کی ضرورت پڑے تو بتا ئیے گا" انسپیکٹر حیدر نے اسے کھلی آفر کی

"ضرور" این الصبا نے رابطہ منقطع کر دیا

****

"خان" پرویز خان روم ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھے سگریٹ سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب مسکا بیگم ان کے ساتھ والے صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں

"ہوں؟؟؟" انھوں نے ہنکارا بھرا نظریں ہنوز اسکرین پر جمی تھیں

"میں سوچ رہی تھی کہ این الصبا کی مرضی کے بغیر ہمیں کوئی فیصلہ نہیں لینا چاہیے" وہ اندر سے ڈر بھی رہی تھیں کہ کہیں خان کو اصل بات نہ پتا چل جائے

"اور کچھ؟؟؟" مطلب وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہیں کرنا چاہتے تھے

"اصل میں---" وہ تھوڑا آگے کو کھسک کر بیٹھ گئیں ان کا ارادہ ابھی اسفندیار کے رشتے کو ٹالنے کا تھا

"بڑے لالہ کب آرہے ہیں؟؟؟" ان کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی گئی

"دو دن بعد" مری مری آواز میں جواب دیا

"اسفندیار آرہا ہے اُن کے ساتھ؟؟؟" نظریں اب بھی اسکرین پر تھیں--- چینل سرچنگ کرتے پوچھا

"اُسکا کنفرم نہیں" اگر خان کو پتا چل گیا کہ اسفی اس رشتے پر راضی نہیں تو کتنی سبکی کا سامنا کرنے پڑے گا انہیں--- این الصباہر لحاظ سے اسفی کے برابر تھی بلکہ اُسکی تو یہ پہلی شادی تھی جبکہ اسفی ایک بیوی بھگتا چکا تھا

"کنفرم کر کے بتائیں مجھے" ان کا طرزِ تخاطب بتا رہا تھا کہ وہ مزید نہ بولیں--- مسکا بیگم سر ہلا کر اُٹھ گئیں--- خان نے ذرا کی ذرا نظر اُٹھا کر انہیں دیکھا وہ کمرے سے باہر جا رہی تھیں--- سر جھٹک کر انھوں نے ایک اور سگریٹ کو شعلہ دکھایا

ٹی وی لانج میں آکر انھوں نے حویلی فون کھڑکایا

"اسلام و علیکم بڑے لالہ" مسکا بیگم نے ادب سے سلام کیا پھر خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد اصل مدعے پر آئیں

"بڑے لالہ آپ نے ہی این الصبا کے حوالے سے پوچھا تھا مجھ سے میں خان سے بات کر چکی ہیں مگر صبح انیا کا فون آیا تھا---انھوں نے این الصبا کے حوالے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اسفی کی اس رشتے میں رضامندی نہ ہونے کا بھی بتا دیا مجھے---اب آپ بتائیں کہ میں کس طرف جاؤں آپ کے کہنے پر میں نے خان کے دماغ میں بات ڈال دی وہ تو راضی ہیں بس اسفی سے رسمی سا ملنا چاہتے ہیں مگر حویلی والے خوش نہیں ہیں اس رشتے سے" مسکا بیگم نے اپنی پریشانی بتائی

"تمھیں اپنے بڑے لالہ پر بھروسہ ہے؟؟؟" کڑک دار لہجہ تھا مقابل کا

"لالہ آپ پر ہی تو---" مسکا بیگم انگلیوں سے صوفے کی سطح کھرچتی رہ گئیں

"بس پھر---میری بہن نے مجھے اپنی پریشانی بتائی---میں نے حل کر دی---این الصبا حویلی کی بڑی دلہن بنے گی---تم بے فکر رہو" ان کی بات مکمل ہو چکی تھی اور مسکا بیگم کی تسلی بھی ہو چکی تھی---وہ فون رکھ کر پلٹیں تو این الصبا گاڑی کی چابیاں شہادت کی اُنگلی میں گھماتی مین گیٹ سے اندر آ رہی تھی

"آج جلدی آ گئی؟؟؟" انھوں نے نرمی سے پوچھا---این الصبا جو سیدھی اپنے روم کی جانب جانے والی تھی پلٹ کر انھیں دیکھنے لگی

"میرے جلدی آنے سے آپ کو کوئی پرابلم ہے؟؟؟" سنجیدہ مگر بر فیلا سرد لہجہ, آنکھوں میں ایسی نفرت دہک رہی تھی کہ مسکا بیگم ضبط کرتی رہ گئیں

"یہ کیا بدتمیزی ہے این الصبا؟؟؟" سیڑھیوں کی جانب اسکی پُشت تھی تبھی وہ زینے اُترتے پرویز خان کو نہیں دیکھ سکی---ان کی آواز پر پلٹ کر انہیں شکایتی نظروں سے دیکھا اور طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتی سر جھٹک کر اندر اپنے روم کی جانب چل پڑی---پرویز خان اب مزید اُلجھ گئے تھے انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح این الصبا کو ڈیل کریں وہ تو ان سے اتنے فاصلے پر چلی گئی تھی جتنا انھوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا---این الصبا کی ویران زندگی کئی بار ان کا دل چیر کر رکھ دیتی تھی---اس نے کبھی باپ سے اپنی کوئی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا, ماں بچپن میں ہی چلی گئی تھی تو سوتیلی ماں کو کبھی قریب نہیں آنے دیا---کوئی بہن بھائی نہیں تھا---کبھی نانی کے گھر رات نہیں گزاری تھی---کبھی کسی کزن سے دوستی نہیں کی---کبھی حویلی نہیں گئے---رشتے داروں سے نہیں ملی---ایسا لگتا تھا جیسے اس نے اپنے آس پاس اونچی اور سخت دیواریں کھڑی کر رکھی تھیں کہ کوئی ان کے اندر کودنا تو دور کی بات جھانک بھی نہیں سکتا تھا

پرند شاخ پہ تنہا اداس بیٹھا ہے
اڑان بھول گیا مدتوں کی بندش میں

****

اگلے دن علی اور این الصبا انسپیکٹر حیدر کے ہمراہ بریگڈ ئیر کی فیملی سے ملنے آئے تھے---
سفید رنگ کا چھوٹا مگر انتہائی خوبصورت بنگلے کے پورچ میں ان کی پولیس جیپ آکر ٹھر گئی-
-- علی سب سے پہلے اُترا تھا--- این الصبا کو ویسے تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا کہ کوئی اسے گھور رہا ہے یا مسلسل اس سے تکلم کا خواہش مند ہے مگر انسپیکٹر حیدر کی بولتی آنکھیں کئی بار اسے ناگوار گزرتی تھیں اس بار علی کی موجودگی میں وہ کم ہی اس سے مخاطب ہوا تھا

این الصبا بھی کار سے باہر نکل آئی اس کے بائیں ہاتھ میں مینی لیپ ٹاپ تھا اور اسٹائل ویسا ہی تھا-- بالوں کا جوڑا، گلے میں مفلر، ہونٹوں پر گھری سرخ لپ اسٹک--
بریگڈ ئیر کی فیملی بہت اچھی تھی خصوصاً بریگڈ ئیر کی مسز وہ اسے ملیحہ کی ہر ہر بات بتا رہی تھیں-- ان کا لفظ لفظ بتا رہا تھا کہ جانے والی کتنی زندہ دل اور زندگی سے بھرپور تھی--- زمین کتنی پتھر دل ہے کیسے کیسے پھول اپنے اندر دفن کر لیتی ہے
"اسکا سوشل سرکل بہت وسیع تھا--- میں آپ کو اُسکے کالج اور آوٹ سائیڈ فنکشنز کا البم دکھا دیتی ہوں" مسز بریگڈ ئیر نے ملیحہ کی وارڈراب کھولنا شروع کی--- این الصبا کمرے کا جائزہ لینے لگی جانے والی کو آسمانی رنگ بہت پسند تھا شاید--- اسکا کمرہ اور اسکی تصاویریں

اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھیں---این الصبا نے اسکے بیڈ کی سائیڈ ڈراپر پڑی تصویر اُٹھائی---ہلکا آسمانی اور سفید لباس پہنے وہ آرمی یونیفارم میں ملبوس اپنے باپ کے گلے لگی ہوئی تھی---اسکے گلے میں وائٹ گولڈ کی موٹی سی چین تھی

"یہ رہا البم" ان کی آواز پر این الصبا چونکی اور البم لے لیا--- باہر علی کے پاس آکر بیٹھ گئ اور دونوں البم دیکھ کر اس کے مختلف کا نٹیکٹس اکٹھے کرنے لگے

"حرا صحیح کہہ رہی تھی ان کی آپس میں بہت گہری دوستی ہے---ہر تصویر ان کی فرینکنس شو کر رہی ہے---یہ دیکھو" علی نے ایک تصویر پر اُنگلی رکھی جہاں ملیحہ ایک لڑکے کے پیچھے کھڑی تھی اور اونچی ہو کر اسکے سر پر دو اُنگلیوں سے سینگھ بناتی ہنس رہی تھی---لڑکا بھی مسکرا رہا تھا

"یہ شبی ہے" این الصبا نے بتایا کیوں کہ وہ علی کو کیس کی ساری تفصیل بتا چکی تھی مگر تصاویر اور رپورٹس نہیں دکھائی تھیں

"انسپیکٹر حیدر" این الصبا نے لانج میں گھوم پھر کر ادھر اُدھر دیکھتے انسپیکٹر حیدر کو اونچی آواز لگائی

"جی" وہ تیزی سے اسکی جانب آیا---پولیس یونیفام میں ملبوس اسکے چہرے پر دھیمی دھیمی مسکان تھی جو ہر حالات میں برقرار رہتی تھی

"آپ نے شبی کو گرفتار کیوں نہیں کیا؟؟؟ اُسے تفتیش کیلیے آج پولیس اسٹیشن ہونا چاہیے تھا" این الصبا ایسے کہہ رہی تھی جیسے وہ اسکا ماتحت ہو

"شبی اپنے گاؤں کا کہہ کر گیا تھا مگر وہ وہاں گیا نہیں ہے یا وہاں سے کہیں اور نکل گیا ہے -- میں پوری کوشش کر رہا ہوں ہمیں جلد ہی اُسکی لوکیشن پتا چل جائے گی اُسکے گھر کے باہر چند مخبر تعینات کر دیے ہیں وہ کہیں نہیں جائے گا" انسپیکٹر حیدر نے اسکے انداز کا برا منائے بغیر کہا علی اور این الصبا منہ اُٹھائے اسکی بات سُن رہے تھے کیوں کہ وہ کھڑا تھا اور وہ دونوں صوفے پر بیٹھے تھے

"آئی ڈونٹ انڈرسٹینڈ کہ آپ اس کیس کو اتنا لائٹ کیوں لے رہے ہیں--- فون نمبر ہے شبی کا لوکیشن ٹریس کریں اریسٹ کریں ڈیٹس اٹ" این الصبا برہمی سے بولی تو علی نے حیرت سے اسے دیکھا انسپیکٹر حیدر نے ہونٹ بھینچ لیے

"آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں اینڈ ون تھنگ مور مجھے یہ ٹون پسند نہیں ہے" انسپیکٹر حیدر کا ضبط جواب دے گیا تھا اپنے بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا--- اسکے واک آؤٹ کرنے پر این الصبا اپنی جگہ تلملا کر رہ گئی

"دیکھا تم نے اس دو نمبر پولیس آفیسر کو--- لکھوا لو تم یہ ملا ہوا ہے--- کل اسے بکواس کی تھی میں نے کہ شبی کو گرفتار کرے میں آج جاتے ساتھ کیس رپورٹ فارورڈ کر دوں گی اور

مینشن کروں گی کہ انسپیکٹر حیدر کیس سے سنسئیر نہیں ہیں" این الصبا بہت سنجیدہ اور سیدھے مزاج کی لڑکی تھی مگر جب اس کو غصہ آجاتا تو وہ اسی طرح آوٹ آف کنٹرول ہوجاتی تھی علی جانتا تھا اب وہ انسپیکٹر حیدر کو ٹکنے نہیں دے گی

****

وہ اپنے یونٹ میں موجود آج کا ایف آئی آر رجسٹر دیکھ رہا تھا--- پاس ہی ایک حولدار کھڑا تھا

"اے کا کے دس کتنی چوریاں اور کی ہیں؟؟؟" تفتیشی سیل سے آتی آوازوں پر انسپیکٹر حیدر نے ناگواری سے پہلو بدلا

"کتنی ڈکیتیوں کی قبولیت لینی ہے بیچارے سے؟؟؟ بخش دو بھئی اُسکو" انسپیکٹر حیدر نے اپنے کرسی پر بیٹھے ہی منہ موڑ کر اندر راہداری میں بلند آواز کہا

"صاحب ایک بھی نہیں قبوتا" اندر سے حولدار کی آواز آئی

"یہ بندہ کون سی زبان بولتا ہے؟؟؟ پنجابی میں اردو کا تڑکا--- سواگ ہی الگ ہے" انسپیکٹر حیدر نے سر جھٹکا ایک بار پھر رجسٹر کی جانب متوجہ ہوگیا

"صاحب ڈی آئی جی کے ساتھ میٹنگ ہے آج آپ کی" حولدار نے اسے بروقت یاددہانی کروائی

"اوہ شکر تم نے یاد کروادیا" اس نے گھڑی دیکھتے کہا--- پھر رجسٹر بند کر کے اُٹھ گیا--- حولدار بھی اسکے پیچھے چل دیا--- جیپ میں بیٹھ کر انسپیکٹر حیدر نے اپنی پر کشش آنکھوں کو سیاہ چشمے سے ڈھک دیا

سورج غروب ہونے کے قریب تھا آسمان پر ہلکی ہلکی سرخی چھائی ہوئی تھی--- این الصبا نے اپنی کلائی پر بندھی نازک سی گھڑی کو دیکھا

"سر شارق آ گئے ہوں گے" اس نے خود سے ہی اندازہ لگایا

"این الصبا کیس نمبر 306502 کی ویڈیو تم نے ریکارڈ کی تھی نا؟؟؟" وہ جلدی جلدی لیب میں بکھرے اپنے پیپرز سمیٹ رہی تھی جب علی کی آواز اسکی پُشت پر اُبھری

"ہاں، کیوں کیا ہوا؟؟؟" این الصبا نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا-- تیکھے کمان آبرو سوالیہ انداز میں اُٹھا رکھے تھے

"وہ---" علی کی بات بیچ میں ہی تھی جب این الصبا کے سیل فون رنگ کرنے لگا

"ویٹ" این الصبا اسے انتظار کا کہہ کر کال اٹینڈ کرنے لگی ساتھ ساتھ پیپرز بھی سپائرل میں لگا رہی تھی

"یاہ آئی ول بی دئیر" این الصبا فون پر کسی سے مخاطب تھی علی نے آگے بڑھ کر اسکی فائلنگ میں مدد کی تو این الصبا یونہی بات کرتی کرتی لیب سے باہر نکل گئی

"آپ کو کیا لگتا ہے انسپیکٹر حیدر اس کیس کی پیچیدگی کی اصل وجہ کیا ہو سکتی ہے؟؟؟ کیس اتنا سلو کیوں جا رہا ہے؟؟؟" ڈی آئی جی کے سوال پر انسپیکٹر حیدر کے ماتھے پر ناگوار لکیر اُبھر چکی تھیں

"این الصبا سر" ڈی آئی جی نے حیرت بھری نظروں سے اطمینان سے بیٹھے انسپیکٹر حیدر کو دیکھا

"آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں انسپیکٹر حیدر؟؟؟ justifyyouranswer"

"سر تفتیشی آفیسر این الصبا دراصل تفتیش کرنا ہی نہیں چاہتی--- کالج کے طلبا سے اصل موضوع پر بات کرنے کے بجائے وہ اُن سے اُنکے من پسند کھانے پوچھ رہی تھی"

"کیا یہ بات سی ایس آئی این الصبا کو مشکوک ظاہر کرنے کیلیے کافی ہے؟؟؟" انہوں دونوں ہاتھ میز پر ٹکا دیے

"سر این الصبا نے اپنی ساتھی کو حملہ کرنے والوں کی جانب دیکھنے سے بھی روکا تھا--- یہ بھی ایک منفی پہلو ہے--- اسکے علاوہ انہوں نے اقرا کے گروپ سے غائب دو لڑکوں کے بارے میں بھی مجھے حادثے کے تین چار دن بعد بتایا--- ورنہ اب تک وہ دونوں میری کسٹڈی میں ہوتے"

"انسپیکٹر حیدر آپ ایک بار پھر سوچ لیں آپ کی اس سٹیٹمنٹ کے بعد کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا کو معطل بھی کیا جاسکتا ہے"

"میرے خیال سے اس کیس کا سب سے بہترین فیصلہ ہوگا یہ" انسپیکٹر حیدر مطمئن تھا

وہ کب سے سر شارق کے روم میں موجود تھے مگر وہ اسے سامنے بیٹھا دیکھ کر بھی نظرانداز کرتے اپنے کام میں مصروف رہے تقریباً دس منٹ کا انتظار کروانے کے بعد انہوں نے این الصبا کی جانب نظر اُٹھائی اور لمبی سانس خارج کرتے سائیڈ ڈراسے ایک فائل نکال کر میز پر رکھی

"این الصبا آپ نے کیس 306502 کی جو رپورٹ دی ہے اس میں انسپیکٹر حیدر کے متعلق کیا کہانی لکھی ہے؟؟؟" ڈاکٹر شارق چبھتے انداز میں سوال کیا

"سر کہانی لمبی ہے مگر سچی ہے" این الصبا نے بغیر ہچکچاہٹ کے جواب دیا

"کیا مسئلہ ہے آپ کو انسپیکٹر حیدر کے ساتھ؟؟؟"

"سر جو لوگ ایمانداری سے کام نہیں کرتے این الصبا کو ہمیشہ ان کے ساتھ مسئلہ ہی رہتا ہے" وہ تلخی سے گویا ہوا

"سر سادہ سے الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ انسپیکٹر حیدر نے ملزم کو منظر سے غائب کردیا ہے جبکہ ہم نے انہیں گرفتاری کا نوٹس جاری کیا تھا--- میرا مطالبہ انسپیکٹر حیدر کو اس کیس سے خارج کرنے کا ہے" این الصبا نے رپورٹ میں لکھی گئی بات دہرائی تھی
****

"علی کہاں ہے؟؟؟" این الصبا نے ٹیسٹ ٹیوب میں کوئی کیمیکل ڈالتی عینی سے پوچھا--- وہ لیب کوٹ اور نیلے رنگ کے دستانے پہنے ہوئے تھی--- این الصبا سفید ٹائلوں والی سلیب کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے چہرے پر اکتاہٹ صاف نظر آرہی تھی

"کیا پرابلم ہے این الصبا؟؟؟" عینی نے ٹیسٹ ٹیوب میں موجود محلول کا معائنہ کرتے اس سے پوچھا

"مسئلہ ہو تو بتاؤں نا مسائل ہیں" این الصبا بگڑی

"مسائل میں سے اہم مسئلہ نکال کر ہی بتادو" عینی نے نوٹ پیڈ پر ٹیسٹ ٹیوب سے ملنے والا نتیجہ لکھتے حل بتایا

"انسپیکٹر حیدر بکاؤ بندہ ہے کمینہ "این الصبا بہت کم ایسے الفاظ استعمال کرتی تھی مطلب مسئلہ گھمبیر تھا

"ارے بھئی ایسا بھی کیا ہوگیا-- پرپوزور پوز تو نہیں کردیا" عینی نے ہنستے ہوئے پانی کا نل کھولا اور ہولڈر میں دبی ٹیسٹ ٹیوب دھونے لگی

"پرپوز؟؟؟ اُسکی اوقات ہے این الصبا کو پرپوز کرنے کی--- رشوت خور آدمی" دانی ٹھیک نہیں تھا ورنہ اپنی فرسٹیٹشن ہمیشہ وہ اُسکے سامنے نکالتی تھی

"یار پولیس کا تو پتا ہی ہے تمہیں کیوں خون جلا رہی ہو"

"ہر محکمے میں ایماندار اور بے ایمان لوگ ہوتے ہیں--- ہم ہر پولیس والے کو الزام نہیں دے سکتے مگر انسپیکٹر حیدر نے حد کردی اُس نے شبی کو ہی غائب کروادیا ہے اب یہ کیس کیسے حل ہوگا؟؟؟" این الصبا بہت پریشان تھی

"تم یہ بات کیسے کہہ سکتی ہو؟؟؟"

"میں نے انسپیکٹر حیدر کو نوٹس دیا تھا شبی کی گرفتاری کا مگر وہ تو غائب ہی ہوگیا" این الصبا کی آواز قدرے اونچی تھی

"گرفتار ہوگیا مجرم ,مجرم ہوگیا گرفتار "علی کی آواز پر دونوں بے اختیار مڑی تھیں---علی بھنگڑا ڈالنے والے انداز میں چلتا ان کے پاس آیا---این الصبا کی پیشانی پر پڑے بلوں میں چند مزید کا بھی اضافہ ہو چکا تھا جبکہ عینی مسکرا رہی تھی

"ڈی این اے کی رپورٹ آگئی ہے جی"علی نے سر ہلاتے مزاحیہ انداز میں کہا

"انسان بنو علی"این الصبا کو اسکا انداز ایک آنکھ نہ بھایا

"پیدا ہی انسان ہوا تھا جی"اس نے معصومیت سے کہا

"مجرم کون ہے؟؟؟"عینی نے این الصبا کے جواب کا انتظار کیے بنا اشتیاق سے پوچھا

"ہے کوئی حسینہ ماہ جبینہ ,لمبے بال ہیں گورے گال ہیں---"علی نے ایک ادا سے کہا

"واہ واہ ,ہوگئی بکواس؟؟؟"عینی نے اسکی بات کاٹ دی

"علی کوئی کام کی بات ہے تو بولو"این الصبا نے بیزاری کا مظاہرہ کیا

"جائے وقوعہ پر جو بلڈ ملا تھا وہ دو بندوں کا تھا ایک وکٹم اور دوسرا مجرم سمپل---اب وکٹم کون ہے یہ تو سب کو پتا ہے تو جو دوسرا ڈی این اے ہے وہ مجرم کا ہے اب بس مل گیا مجرم"علی نے شرافت سے بتایا

"فوریور کائنڈ انفارمیشن ہمارے پاس سسپیکٹ کے طور پر بندر بھی موجود نہیں ہے کہ جس سے ڈی این اے میچ کر جائے گا"این الصبا نے اسکی خوشی پر پانی پھیرا

"کیوں شبی پر شک تھا نہ تمہیں اُسکی گرفتاری کا کیا ہوا---اُس کو تو پولیس کسٹڈی میں ہونا چاہیے تھا" وہ حیران ہورہا تھا

"یہی تو مسئلہ ہے" این الصبا نے سر پکڑلیا

"اور ارسل اُس پر بھی ڈاؤٹ تھا" علی نے نقطہ اُٹھایا

"پولیس تعاون نہیں کررہی ہم کیا کریں ؟؟؟ ارسل کو بھی تفتیش کیلیے نہیں لایا گیا---اب کیا میں جاؤں اُسکے گھر اور بولوں پلیز آپ تفتیش کیلیے پولیس اسٹیشن آجائیں مہربانی ہوگی" این الصبا بگڑی

"خیر ڈی این اے ڈیٹا بیس پروسس کے ذریعے اتنا تو پتا چل جائے گا کہ یہ بندہ پہلے کسی جرم میں ملوث تھا کہ نہیں" ڈی این اے پروفیلنگ ایک ایسی سہولت تھی جسکی بناء پر وہ مجرم جس کا ڈی این اے پہلے بھی کسی مقدمے کی تفتیش میں لیا گیا ہو سیو رہتا تھا اس طرح نئے کیس میں تفتیش کے دوران حاصل کردہ ڈی این اے پچھلے ریکارڈ سے میچ کرلیے جاتے تھے

"ہوپ سو کہ اس پروسس میں کوئی مثبت نتیجہ نکل آئے" عینی نے ہونٹ بھینچتے اُمید لگائی تو این الصبا اور علی نے فقط سر ہلادیا

****

آج وہ وقت سے پہلے گھر پہنچ چکی تھی--- گیٹ پر ہارن دیا تو چوکیدار بھاگتے ہوئے آیا اور بڑا سا لکڑی کا جدید اسٹائل کا گیٹ کھول دیا این الصبا نے اپنی سیاہ رنگ کی چمچماتی کرولا لان میں ایک طرف بنے گیراج میں کھڑی کر دی--- اپنا ہینڈ بیگ لے کر باہر نکلی اور بنگلے کے داخلی دروازے سے اندر چلی گئی--- سیدھی راہداری کے بعد سب سے پہلے لانج آتا تھا جہاں اس وقت ایک آدمی بیٹھا تھا این الصبا اس بندے کو اچھے سے پہچانتی تھی--- سفید رنگ کے کلف دار کرتا شلوار اور کھیڑی پہنے وہ اطمینان سے سگار پی رہے تھے--- این الصبا سیدھی اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی (ہمیشہ کی طرح) مگر پرویز خان کی آواز نے اسکے بڑھتے قدم جکڑ لیے

"این الصبا بڑے لالہ آئے ہیں" ان کی آواز میں مخفی سختی اور ہدایت این الصبا کو ہی محسوس ہوئی تھی وہ شاید کسی کا فون سننے تھوڑا سائیڈ پر گئے تھے جبھی این الصبا کو لانج میں ایک ہی بندہ نظر آیا تھا--- دنیا میں اتنا برا منہ کسی نے کبھی نہیں بنایا ہوگا جتنا این الصبا نے اس وقت بنایا تھا

"اسلام و علیکم" پتھر مار انداز میں اس نے تھوڑا آگے جا کر سلام کیا--- جسکا جواب اسے تنقیدی نگاہوں سے دیکھتے سر ہلا کر دیا گیا تھا

"بڑے لالہ میز لگا دی ہے میں نے---آ جائیں" مسکاء بیگم نے اندر آتے کہا این الصبا ان کے پاس سے گزر کر باہر نکل گئی

این الصبا نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مکمل زور سے دروازہ بند کیا ٹھک کی آواز سے کمرے کی دیواریں بھی ہل گئیں---اس نے بیگ اور مفلر بیڈ پر اُچھالا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا---شوز اُتار کر وہیں پھینک دیے اور واش روم میں گھس کر ایک بار پھر ٹھک کی آواز سے دروازہ مارا---فریش ہو کر باہر نکلی تو مسکا بیگم کو اس کے شوز ریک میں رکھ رہی تھیں---این الصبا کا تولیے سے منہ پونچھتا ہاتھ رُک گیا

"کیوں آئی ہیں آپ میرے کمرے میں؟؟؟" این الصبا نے سنجیدگی سے پوچھا

"سب کھانے پر موجود تمہارا انتظار"

"مجھے بھوک نہیں ہے" بیڈ پر سے اپنا ہینڈ بیگ اُٹھایا

"پھر بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر---" مسکا بیگم نے ایک بار پھر اسرار کرنا چاہا

"جب کھانا نہیں کھانا تو کیوں بیٹھ جاوٴں منہ اُٹھا کر" اس کے تیور بگڑنے لگے

"اس سب کا فائدہ نہیں ہے---جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ بدل نہیں سکتا" مسکا بیگم بے لچک انداز میں بولیں تو این الصبا کے ہونٹ طنزیہ انداز میں پھیل گئے

"این الصبا اپنی زندگی میں صرف اپنے پسندیدہ لوگوں کو جگہ دیتی ہے اور آپ کا خاندان تو اول روز سے مجھے سخت ناپسند ہے---اگر آپ مجھے اپنے اُس چھوٹے سے گاؤں کی ٹیپیکل سی مخلوق سمجھ رہی ہیں تو ایک بات ذہن نشین کرلیں این الصبا نفرت کرتی ہے آپ سے اور آپ کے اعلٰی خاندان سے اور این الصبا کو نفرتیں قائم رکھنی آتی ہیں" این الصبا کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی نفرت اور ہونٹوں سے نکلتے زہر نے مسکاء بیگم کے عارضوں کو جھلسا دیا تھا---اسے ایک دو پل غصے سے دیکھتی وہ کمرے سے واک آؤٹ کر گئیں

گھنٹہ گزرنے کے بعد وہ کچن کی طرف چل دی--- پیٹ میں اب چوہے دوڑ رہے تھے

"سنو" اس نے دودھ اُبالتی ملازمہ کو پکارا

"جی باجی" سفید ٹی شرٹ اور گرے ٹراؤزر میں ملبوس این الصبا کو دیکھتے اس نے جواب دیا

"کون کون آیا ہے؟؟؟" فریج سے سلاد کاٹنے کیلیے سبزیاں نکالتے این الصبا نے سرسری انداز اپنایا

"بڑے لالہ آئے ہیں بس جی" مسکا بیگم کے بڑے بھائی کام کے سلسلے میں بھی شہر آتے جاتے رہتے تھے اسی لیے تمام ملازم اُن سے آشنا تھے البتہ اس بار نئے مقصد سے آئے تھے مگر این الصبا نے انہیں ایک بار پھر لفٹ نہیں کروائی تھی

"شکر ہے وہ یار خان نہیں آیا" این الصبا نے دل ہی دل میں اسفندیار خان کے نہ آنے کا شکر ادا کیا تھا

****

وہ تینوں گول میز کے کنارے لگی کرسیوں پر بیٹھے تھے ان کے لیب کوٹ میز پر دھرے تھے---این الصبا کے سامنے مینی لیپ ٹاپ پڑا تھا اسکے علاوہ میز پر فائلز اور سب کا مشترکہ نوٹ پیڈ موجود تھا

"فنگر پرنٹس رپورٹ کے بعد ہمارے پاس دو ملزم ہو گئے ہیں--- مطلب جب یہ حادثہ پیش آیا وکٹم کے علاوہ ایک اور شخص زخمی ہوا تھا جسکا خون تیزاب کی بوتل پر سے بھی ملا ہے" این الصبا ایک رپورٹ تھامے اس پر کچھ دیکھتے ہوئے بولی

"ممکن ہے کہ وہ شخص وکٹم کو بچانے کیلیے آیا ہو تبھی زخمی ہوا" عینی نے بات آگے بڑھائی

"اگر ایسا ہوتا تو وہ جائے وقوعہ سے کبھی غائب نہیں ہوتا" علی نے تردید کر دی

"ہوسکتا ہے وہ خوفزدہ ہوگیا ہو" این الصبا نے کہا

"اور وہ جو گلاس کا ٹکڑا ملا تھا وہ یا تو کسی کی گھڑی کا شیشہ ٹوٹا ہے یا پھر کسی کے گلاسز کا" این الصبا نے رپورٹ کے پنے اُلٹائے

"اہمم اہمم "کسی نے کھانس کران سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا وہ تینوں جو فائلوں میں سر دیے بیٹھے تھے منہ اُٹھا کر آواز کے تعاقب میں دیکھنے لگے

"آآآآ" تینوں کے مونہوں سے بے اختیار ہلکی سی چیخیں بلند ہوئیں---چہرے پر خوشی کے آثار با آسانی دیکھے جا سکتے تھے---سب سے پہلے علی اس سے بغل گیر ہوا

"وہاٹ آ پلازنٹ سرپرائز یار پہلے کیوں نہیں بتایا" علی اسکی کمر تھتھپا تا پیچھے ہٹ گیا

"اگر بتا دیتا تو خوشی سے تمتماتے چہرے کیسے دیکھتا" اس نے خاص کر این الصبا کو دیکھا تھا جو اس کو تندرست دیکھ کر مطمئن اور مسرور نظر آ رہی تھی

"ایک چہرہ تو سب سے زیادہ خوش ہے--" عینی نے شرارت کی این الصبا نے فوراً سنجیدگی طاری کر لی

"ویلکم بیک ہیرو---" عینی نے بائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر دانی کے بازو پر ہلکے سے ماری

"ہیلو" این الصبا کو خاموش کھڑے دیکھ کر اس نے پاس آکر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی رسماً مسکائی

"کیا چل رہا تھا؟؟؟" ایک کرسی پیچھے کو کھینچ کر وہ بھی ٹک گیا

"کچھ نہیں یار کیس ڈسکس کر رہے تھے" علی نے بھی اپنی کرسی سنبھالی

"کتنے ملزم ہیں؟؟؟" دانی نے سب سے اہم سوال کیا جس مقدمے میں جتنے کم ملزم ہوں اُتنا ہی کیس حل کرنا آسان ہوتا ہے

"ایک بھی نہیں" تینوں اکٹھے بولے--- دانی نے این الصبا کو دیکھا تو اس نے بھی کندھے اچکا دیے جیسے کہہ رہی ہو کیا کیا جا سکتا ہے

"کیوں بھئی؟؟؟" دانی اُلجھا

"اس بار جن انسپیکٹر کے تعاون سے مقدمے کو حل کیا جا رہا ہے وہ تعاون کر ہی نہیں رہے اُلٹا الزام تراشی کر رہے ہیں--- اب دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے--- آج میٹنگ ہے بریگیڈئیر، ڈی آئی جی، ڈاکٹر شارق اور ڈریکٹر کی" جو اُڑتی خبر ان تک آئی تھی وہی علی نے دانی کو سنائی

"کیا مطلب؟؟؟ کس نوعیت کی میٹنگ؟؟؟"

"انسپیکٹر حیدر کی شکایت درج کروا چکی ہیں سی ایس آئی این الصبا" علی نے این الصبا کی جانب آبرو اُٹھا کر اشارہ کیا

"ٹو دی پوائنٹ بات یہ ہے کہ ارسل اور شبی دو سسپیکٹس تھے کیس کے اور دونوں ہی انسپیکٹر حیدر کی غفلت کے باعث فرار ہو چکے ہیں" این الصبا کو یہ نہیں پتا تھا کہ انسپیکٹر حیدر بھی اسکے خلاف جال بچھا چکا ہے

"تمہیں یہ بات سر شارق کو بہت پہلے ہی بتا دینی چاہیے تھی" دانی کو پریشانی ہونے لگی

"کیا بتاتے ؟؟؟ وہ تو جلے پڑے ہیں ,وین کو آگ لگنے والے دن کے بعد سے ہی توے پر بیٹھ گئے ہیں اُترنے کا نام ہی نہیں لے رہے" عینی نے اپنی بھڑاس نکالی--- دانی اور علی کی ہنسی نکل گئی

"کوئل کی مرمت ہوئی ہے شاید ہاہاہا" علی نے مزاق اڑایا

"شٹ اپ---- انسانوں کی طرح ہنسو-- دھرتی ماں پر رحم کھاؤ-- بِگ بی" چبا چبا کر ایک ایک لفظ بولا

" پہلے تم لوگ لڑلو--- کام تو ہوتے رہیں گے" این الصبا نے طنز کیا

"کھٹی مٹھی نوک جھونک کو تم لڑائی کہہ رہی ہو--- پھپھو نہ بنو یار" علی نے حساب چکتا کیا

"چلو این الصبا سر شارق سے نات کر کے آتے ہیں" دانیال نے کھڑے ہوتے اسے بھی بازو سے پکڑا

"مگر کیوں؟؟؟" این الصبا اپنی جگہ سے اُٹھنے کے بجائے اُلجھ کر پوچھنے لگی

"انسپیکٹر کی حقیقت بتانے"

"بتا تو دی ہے" این الصبا نے چڑ کر کہا

"ایک بار بتانے سے کیا ہوگا اُسے مقدمے سے ہی باہر نکلوا دیتے ہیں"

"ہمارے باپ کا راج نہیں ہے" اینالصبا نے اپنا بازو چھڑوالیا

اس سے پہلے کہ دانی اُسے کوئی جواب دیتا میم رخشندہ نے اینالصبا کو ڈاکٹر شارق کا پیغام پہنچایا کہ وہ اسے میٹنگ روم میں بلا رہے ہیں

****

"سر مے آئی کم ان؟؟؟" اینالصبا نے میٹنگ روم میں داخل ہونے کی اجازت لی--- پتا نہیں وہاں کون کون سے افراد موجود تھے اسے تو انسپیکٹر حیدر کا چہرہ دیکھ کر ہی تاؤ آنے لگا

"کم ان" اے سی کی ٹھنڈک بھی فی الحال اسے ٹھنڈا کرنے کو ناکافی تھی--- انسپیکٹر حیدر کے خلاف ایک لمبی شکایتی لسٹ وہ اپنے دماغ میں دہرانے لگی--- ڈاکٹر شارق کے اشارے پر وہ اپنی کرسی پر ٹِک گئی

"کرائم سین انویسٹیگیٹر اینالصبا آپ پر چارج ہے کہ آپ حال ہی میں درج ہونے والے کیس 306502 کے کام کو لیکر سنسیئر نہیں ہیں--- آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی ہیں؟؟؟" ڈی آئی جی نے اسکے ہوائیاں اُڑتے چہرے کی جانب دیکھتے سوال کیا--- جہاں بے یقینی ہی بے یقینی تھی--- اگر وہ کمزور اعصاب کی مالک ہوتی تو شاید کبھی اپنے اوپر لگے الزام کی وجہ نہ پوچھتی مگر وہ اینالصبا تھی جسے سوالوں میں سے سوال نکالنے آتے تھے

"پہلے تو میں یہ جاننا چاہوں گی کہ کس پیمانے سے آپ نے میرے کام کی دیانتداری اور ایمانداری کو جانچا ہے---میں اس چارج کی ٹھوس وجہ سننا چاہتی ہوں" این الصبا کے دماغ کی رگیں پھڑپھڑا رہی تھیں--- ہمیشہ سچ کا ساتھ دینے والوں کو ہی اپنی جگہ سے دھکا دے دیا جاتا ہے کیوں؟؟؟ انسپیکٹر حیدر نے جانے کیسا جال بچھایا تھا کہ وہ سب اسکے خلاف ہو چلے تھے

"آپ کی ورکنگ اچھی نہیں ہے---- نا آپ کو انویسٹیگیشن کرنی آتی ہے اور نہ آپ کو اپنے قانونی اداروں اور ایجنسیوں کے ساتھ کام کرنے کا طریقہ ہے---- آپ کا نان پروفیشنل انداز دیکھ کر کم از کم میں اس کیس میں آپ کی موجودگی نہیں چاہتا---ڈاکٹر شارق کو اپنی ٹیم پر پورا بھروسہ ہے--- ہر ٹیچر کو ہوتا ہے مگر یہ کیس تجربے کار ٹیم کی طلب کر رہا ہے" اپنا فیصلہ سنا کر انھوں نے ڈاکٹر شارق کو دیکھا

"این الصبا آپ ابھی نئی ہیں--- غلطیاں ہر انسان سے ہوتی ہیں آپ ڈس ہارٹ مت ہوں--- آپ، عینی اور علی مزید اس کیس پر کام نہیں کریں گے" تو گویا انھوں نے این الصبا کے ساتھ ساتھ سب کو ہی فارغ کر دیا تھا اب اس کیس کی انویسٹیگیشن ان سے تجربہ کار گروپ کرنے والا تھا--- این الصبا نے محض سر ہلا دیا--- کچھ بھی کہنے کا فائدہ نہیں تھا-- انسپیکٹر حیدر تو ایک بہانہ بنا تھا ورنہ ڈی آئی جی اور بریگیڈئیر اس کیس کیلیے اول روز سے

تجربہ کار گروپ چاہ رہے تھے---اس میٹنگ روم میں این الصبا کے عینی اور اسکے بعد علی کو بلایا گیا تھا---ڈاکٹر شارق کا کہنا تھا کہ ان تینوں نے انہیں بہت مایوس کیا ہے اتنے ثبوتوں کے باوجود ابھی تک کوئی رزلٹ نہیں جب کہ انسپیکٹر حیدر نے بھرپور تعاون کیا ہے

****

وہ کرائم سین فرانزک بائے روبرٹ سی شیلر کا مطالعہ کررہی تھی مگر آج پہلی بار ہوا تھا کہ اپنی پسندیدہ فیلڈ پر مبنی ایک بہترین کتاب بھی اسکی توجہ اپنی جانب نہیں کرپارہی تھی---کتاب کے سیاہ سرورق کی طرح اسکی زندگی میں بھی سیاہی گھلی ہوئی تھی تنہائی کے سیاہ اندھیرے میں اپنے آپ کو مقید کیے وہ اس دنیا اور یہاں کے لوگوں سے بہت خفا معلوم ہوتی تھی---دروازے پر دستک ہوئی تو این الصبا نے آجاؤ کی آواز لگا کر کتاب بند کردی---کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اس نے آنے والے کو دیکھا

"باجی آپ کو خان صاحب بلا رہے ہیں" ملازمہ نے اسے پرویز خان کا حکم دیا---

"تم جاؤ" اس نے ملازمہ کو واپس بھیج دیا پھر چادر اپنے اوپر سے ہٹا کر بیڈ سے نیچے اُتری---ہاتھ میں ڈالی پونی سے بال قید کیے ڈھیلی سی پونی بلیک کھلے ٹراوزر کے ساتھ ڈھیلی ڈھالی

گھرے رنگ کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی---بستر چھوڑ کر اس نے پیروں میں سلیپرز پہنے آنکھوں پر لگا نظر کا چشمہ اُتارا اور کمرے سے باہر نکل گئی

"آپ کو جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے این الصبا بچی نہیں ہے اور وہ این الصبا کا ددھیال بھی ہے---" اس نے دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا تھا اندر سے بحث کی آوازیں آرہی تھیں مزید ٹھہر کر سننے کے بجائے این الصبا دستک دے کر اندر داخل ہوگئی--- پرویز خان کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھے کچھ فائلز کا مطالعہ کر رہے تھے جبکہ مسکاء بیگم الماری کھولے کھڑی تھیں

"آپ نے بلایا تھا ڈیڈ؟؟؟" این الصبا نے کھڑے کھڑے ہی پوچھا

"ہاں آؤ بیٹھو--" انہوں نے اپنے پہلو میں اشارہ کیا

"نہیں, آپ کام بتا دیں مجھے بہت نیند آرہی ہے" اجنبی سے انداز میں اس نے پرویز خان کی آفر رد کر دی

"این الصبا بیٹھ کر خان کی بات سن لو---" مسکاء بیگم کو اس کی ہٹ دھرمی ایک آنکھ نہ بھائی---این الصبا نے بحث کرنے کے بجائے خاموشی سے ان کی بات مان لی

"بڑے لالہ کو انیا کا فون آیا تھا وہ چاہ رہی ہیں کہ آپ کچھ دن حویلی میں اُن کے ساتھ گزارو---مجھے بھی لگتا ہے کہ آپ کو ایک بار حویلی جانا چاہیے اسفندیار سے ملاقات کے بعد ہی

آپ کوئی فیصلہ لے سکیں گی مگر ایک بات یاد رکھیے گا--اسفندیار کو ریجکٹ کرنے کی آپ کے پاس کوئی وجہ ہونی چاہیے ٹھوس وجہ---"انہیں پتا تھا کہ این الصبا بچپن میں ان کی جانب سے ملنے والے دھوکے کا بدلہ ضرور لے گی وہ بیٹی کی ناراضگی سے بے خبر نہیں تھے اور نہ ہی ناراضگی کی وجہ سے لاعلم تھے

"میں حویلی نہیں جانا چاہتی" این الصبا صوفے سے کھڑی ہو چکی تھی

"وجہ؟؟؟" انہوں نے سختی سے پوچھا

"وجہ یہی ہے کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی---" این الصبا نے اپنے ازلی سنجیدہ اور ٹھنڈے لہجے میں کہا اسکا یہی اطمینان بھرا انداز اگلے کو آگ لگانے کیلیے کافی ہوتا تھا

"شادی تو آپ کی ہونی ہے اور اسی سال ہونی ہے---بحث میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے جا کر اپنی پیکنگ کرو--- بڑے لالہ اور آپ کل شام کو گاؤں جا رہے ہیں" این الصبا ان کے فیصلے پر دنگ رہ گئی تھی وہ ہمیشہ اسکی ضد پر اسے سپیس دیتے تھے مگر آج انہوں نے سختی سے کام لیا تھا

این الصبا پیر پٹختی ان کے کمرے سے نکل گئی

کمرے میں آ کر مارچ کرنا شروع کر دیا--- جیسے جیسے دماغ سوچتا جا رہا تھا ویسے ویسے اسکی رفتار بڑھتی جا رہی تھی--- غصے سے میز پر مکہ مار دیا--- پھر اپنا ہی ہاتھ پکڑ کر رونے لگی---

نمکین پانی صاف شفاف گالوں پر بہنے لگے---جب دل دکھی ہو تو سب کو رونا آتا ہے---
ہم انسان ہیں---ہمیں درد ہوتا ہے اپنوں کی بے رخی بے اعتنائی پر, ہمیں دکھ ہوتا ہے
اپنے اوپر مسلط کیے گئے فیصلوں کو برداشت کرنے پر, ہمیں تکلیف ہوتی ہے ناپسندیدہ کام
زبردستی کروائے جانے پر---اسے بھی ہو رہی تھی---اس نے گھر میں کبھی کسی سے اپنے
دل کی بات شئیر نہیں کی تھی دوستوں کو کبھی اتنا اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اسکے مسائل پوچھیں
یا ڈسکس کریں---آجا کر ایک دانیال ہی تھا جو اسکے چہرے سے اسکی پریشان جانچ لیتا---
کبھی وہ بتا دیتی تو کبھی چھپا لیتی---پی ایف ایس اے میں ہونے والی آج کی میٹنگ نے
اسے اتنا افسردہ کر دیا تھا کہ پھر اس نے پورا دن کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ دانی
کے ٹیکسٹ اور کالز کا بھی جواب نہیں دیا---اسکا دل چاہ رہا تھا کہ آج پھٹ پڑے جا کر
پرویز خان کو بولے کہ آپ این الصبا سے پوچھتے کیوں نہیں ہیں کہ وہ شادی کیوں نہیں کرنا
چاہتی؟؟؟آپ کیوں نہیں پوچھتے کہ این الصبا کے لہجے میں اتنی تلخی کیوں ہے؟؟؟کیوں
نہیں پوچھتے این الصبا سے؟؟؟اپنے آپ سے لڑتے لڑتے کب اس نے نیند کی وادی
میں قدم رکھا خبر ہی نہیں ہو سکی

اب تو خوشی کا غم ہے نہ غم کی خوشی مجھے
بے حس بنا چکی ہے بہت زندگی مجھے

****

"این الصبا"

"این الصبا"

اسکے نام کی مسلسل تکرار ہو رہی تھی مگر وہ پہلے سے بھی تیز رفتار سے سیڑھیاں اُتر رہی تھی---جو گرز کا یہ فائدہ ہوتا ہے بندہ تیز تیز چھلانگے مار سکتا ہے این الصبا بھی یہی کر رہی تھی دائیں بازو پر اس نے کوٹ لٹکا رکھا تھا---دانی مسلسل اسکے پیچھے تھا بالآخر اسکا راستہ کاٹتا آگے آکر کھڑا ہو گیا--این الصبا نے دائیں طرف سے گزرنا چاہا تو وہ اس طرف ہو گیا بائیں طرف سے جانے لگے تو اس نے بازو پھیلا دیا

"کیا پرابلم ہے--- مجھ سے کس بات کا جھگڑا ہے؟؟؟" دانیال نے اسکے جھکے سر کو دیکھا---این الصبا تیزی سے اسکے ساتھ سے نکل گئی دانی بھی اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگے اسکے ہم قدم اسکی رفتار کے برابر

"این الصبا بات کو سمجھو سر شارق اگر تم لوگوں کو اس کیس سے نہ نکالتے تو آخر میں سارا قصور تم لوگوں کا ہی نکالا جاتا اُنھوں نے تو ایک طرح سے تم لوگوں کو سیو کیا ہے---ویسے بھی ہمیں کہاں تجربہ ہے بمشکل دو تین مقدمے حل کیے ہیں اور" وہ بول رہا تھا جب این الصبا رُک گئی دانی بھی ساتھ ہی ٹھہر گیا

"ہم لوگوں کو تجربہ نہیں ہے مگر دانیال احمد کو بہت تجربہ ہے---وہ اس کیس میں ہے اور ہم سب نہیں "این الصبا طنزیہ مسکرائی

"Anywayscongratsforthisachievement"

این الصبا نے نہایت اجنبی انداز میں اسکو مبارک باد دی اور پھر چل دی---کیا وہ اسکی کامیابی سے جل رہی تھی مگر کیسی کامیابی؟؟؟

"میں لیو پر تھا اب میری ٹیسٹ کی باری ہے اس لیے میں فی الوقت ٹیم میں ہوں---تم اس سچویشن کو بالکل غلط انداز میں لے رہی ہو---" دانیال نے ایک بار پھر اسے سمجھایا--این الصبا پھر چلتے چلتے رُک گئی---دانی بھی ایک بار پھر اسکے ساتھ ہی اپنے قدموں کو روک چکا تھا

"ہماری اتنے سالوں کی دوست کا یہ صلہ دیا ہے تم نے؟؟؟ سر شارق نے ہم تینوں کو کیس سے نکال دیا مگر تم پھر بھی اس کیس پر کام کر رہے ہو"---

"تو کیا مجھے منع کر دینا چاہیے تھا؟؟؟" دانی کے ماتھے پر شکنیں اُبھریں

"اف کورس---اُنھوں نے ہماری انسلٹ کی ہے "این الصبا چیخی

" یہ میری جاب ہے این الصبا میں ایک امپلائی ہوں" دانیال بھی تلخ ہو گیا

"گُڈ بائے" این الصبا نے سن گلاسز لگائے دانیال اسکی آنکھوں میں اپنے لیے خفگی اور ناراضگی نہیں دیکھ سکا تھا--- وہ واپس پلٹا تھا جب عینی تیزی سے اپنی طرف آتے دکھائی دی

"کہاں گئی این الصبا؟؟؟ چلی گئی کیا؟؟؟" پھولی ہوئی سانسوں کے مابین دریافت کیا--- دانیال نے لمبی سانس کھینچتے سر کو اثبات میں ہلایا

"این الصبا کو نجانے کیا ہوگیا ہے اتنی ڈس ہارٹ کیوں ہو رہی ہے---- تمہیں پتا ہے پورے ایک منتھ کی لیو لے کر گئی ہے اور سر شارق نے دے بھی دی" عینی نے حقیقتاً دانیال کے سر پر بم پھوڑا تھا

"ایک ماہ کی چھٹی؟؟؟" اسنے آنکھیں پھاڑ کر پوچھا

عینی نے زور زور سے سر ہلا کر اسکے جملے کی تصدیق کی تھی

****

کمرے میں اے سی فل اسپیڈ پر چل رہا تھا--- بیڈ پر اسکا سفری بیگ پڑا تھا الماری کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا چند کپڑے بیڈ پر بکھرے تھے وہ ایک قمیض تہہ لگا رہی تھی--- وہ اپنے آپ سے مخاطب تھی اسکے پاس ایسا کوئی نہیں تھا جس سے یہ ساری باتیں کرتی جو اسکے اندر ایک لاوا تخلیق کرتی جا رہی تھیں

میں نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ میں اُس حویلی جاؤں گی اُن لوگوں میں جنھوں نے کبھی میری ماں کو قبول نہیں کیا--- میری مما ایک پڑھی لکھی, عقل و شعور رکھنے والی ایک ذمہ دار خاتون تھیں اُن میں وہ ساری خصوصیات تھیں جو کسی بھی شریف اور عزت دار آدمی کو اپنی بیوی میں چاہیے ہوتی ہیں مگر نہیں اُن میں ایک کمی تھی اور وہ کمی اُن کی ساری خوبیوں پر بھاری پڑ گئی پتا ہے کیا کمی تھی؟؟؟

وہ میرے بابا کی برادری سے نہیں تھیں وہ پٹھان فیملی سے نہیں تھیں--- یہ خامی بہت بڑی تھی اتنی بڑی کی میرے بابا نے ہمیں دھوکہ دیتے ایک بار نہیں سوچا--- بابا چاہتے ہیں کہ میں اُن کی برادری میں شادی کروں--- میں این الصبا, جسکی ماں کو حویلی والوں نے دھتکار دیا آج اُن ہی کے در پر جائے قبولیت کی سند لینے---اُن کی اونچے برادری کا نام لینے این الصبا کوئی عام لڑکی نہیں ہے این الصبا حویلی والوں کو برا بن کر دکھائی گی--- حویلی والوں کا دن کا آرام اور رات کی نیند نہ حرام کی تو میں بھی این الصبا نہیں

جس دن مجھے پتا چلا تھا کہ میری مما کو اس بنا پر ریجکٹ کیا کہ وہ پرویز خان کے خاندان کی نہیں تھیں میں نے اسی دن سوچ لیا تھا این الصبا کبھی اپنے خاندان میں شادی نہیں کرے گی--- کبھی نہیں!!!

اپنے آپ سے ہزاروں وعدے کر کے اس نے حویلی جانا تھا---وہ لوگ اب سونے کی بھی بن جائیں این الصبا انہیں اپنے ڈھیروں ماہ و سال کا نقصان معاف نہیں کرے گی وہ محبتیں معاف نہیں کرے گی جو انہوں نے فقط خاندان اور برادری کے نام پر اس سے چھین لی تھیں--- پاور بینک، چارجر بیگ کی اوپر والی پاکٹ میں ڈال کر اس نے اپنی پیکنگ مکمل کر لی تھی---زپ بند کر رہی تھی جب بیڈ پر پڑا اسکا سیل فون بجنے لگا---انسپیکٹر حیدر کالنگ دیکھ کر این الصبا ایک ان دیکھی آگ میں جل گئی تھی---زور سے لال رنگ کے نشان پر ٹچ کر کے اس نے کال ریجکٹ کر دی---کال پھر آنے لگی---این الصبا نے کچھ سوچ کر کال رسیو کی

"اسلام و علیکم" اسکی آواز بتا رہی تھی وہ مسکرا رہا ہے

"ناراضگی اپنی جگہ سلامتی تو بھیج دیں" این الصبا کا بس چلتا تو وہ اسکے منہ پر اپنے ہاتھوں سے سلامتی بھیجتی

"whyhaveyoucalledme???"

اپنے اوپر ضبط کرتے اس نے پوچھا

"ReasonableQuestion"

وہ کرسی گھماتے بولا

"Answershouldbereasonable"

این الصبا نے دانت چبائے

"میری والدہ چاہ رہی ہیں کہ میں شادی کرلوں" وہ ٹھہرا

"تو؟؟؟" این الصبا نے کاٹ کھانے والے انداز میں پوچھا

"تو یہ کہ مجھے آپ جیسی لڑکی پسند ہے اگر آپ کی کوئی بہن----" اس نے بہن کو لمبا کھینچا

"تمھاری اوقات ہی نہیں ہے کہ تم سے تمیز سے بات کی جائے اپنی یہ فضول کامیڈی اپنے پولیس اسٹیشن تک ہی محدود رکھو تو اچھا ہے دوسری بات اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم پی ایف ایس اے کے کرائم سین انویسٹیگیٹرز کو شکست دے دو گے تو یہ تمہاری بھول ہے سینئر ٹیم کے آتے ہی تمہارا پتہ بھی صاف ہو جائے گا---وش یو بیسٹ آف لک اینڈ ون تھنگ مور این الصبا جیسی لڑکی تمھیں کہیں نہیں ملے گی---این الصبا اپنے نام کا ایک ہی پیس ہے اس سات ارب کی آبادی میں---" دوسری جانب وہ کچھ کہنے والا تھا یا نہیں مگر این الصبا مزید انسپیکٹر حیدر کو سننے کے موڈ میں نہیں تھی

****

شام کے سائے لہرا رہے تھے---طویل کچی مگر سیدھی سڑک پر جیپ تیز رفتار دوڑ رہی تھی---دائیں بائیں حدِنگاہ تک پہاڑ ہی پہاڑ تھے-----ویران سناٹوں کے علاوہ سردار اسفندیار خان کے ساتھ اسکا بچپن کا دوست بھی تھا---سرخ وسپید رنگت پر کاٹن کا کلف

دار سفید کُرتا شلوار اور خاکی چادر اسے کسی قبیلے کا سردار ہی ثابت کر رہی تھی--- مضبوط کسرتی بازو اسٹیرنگ سنبھالے ہوئے تھے--- جبڑے اور دہانے کی ساخت اسکے چہرے پر روعب سا قائم کرتی تھی جبکہ بڑھی ہوئی شیو کے بھورے بال چہرے کو دلکش اور خوبصورت بناتے تھے--- اپنے چہرے اور شخصیت سے وہ صاف پٹھان معلوم ہوتا تھا مگر کچھ لوگوں کو بلوچی لگتا تھا

"اسفی تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ سب آخر کیا چل رہا ہے؟؟؟" فرنٹ سیٹ پر اسکے ساتھ بیٹھے ازمیر نے خفگی بھرے لہجے میں سوال کیا

"کیا سب؟؟؟" اسفند کا دھیان سڑک پر تھا--- جتنا وہ قریب جا رہے تھے پہاڑی علاقہ اُتنا طویل ہوتا جا رہا تھا

"تم پولیس اسٹیشن میں کیا کر رہے تھے؟؟؟" وہ سختی سے پوچھ رہا تھا

"متاڈولہ کر رہا تھا" اس نے غصے میں پٹھانوں میں مقبول خاص رقص کا نام لیا

"اسفی انیا کو اگر اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی کہ سردار اسفندیار خان کو پولیس تفتیش کیلیے لے کر گئی تھی تو جانتے ہو کیا ہوگا؟؟؟ ہمارے اپنے قانون ہیں--- اپنی عدالتیں ہیں اگر کوئی مسئلہ ہے تو بڑے سردار کو بتاؤ جرگہ بیٹھے گا اور فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا--کیوں ان وردی والوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے؟؟؟"

"اگر ہم قبائلی علاقوں کے سردار ہیں تو وہ شہروں کی طاقتور ہستیاں ہیں--- عدالتیں بھی اُن کی لگیں گی--- فیصلے بھی وہی سنائیں گے" اسفندیار کے ہونٹ طنزیہ پھیل گئے

"تمہاری باتیں میرے سر پر سے جا رہی ہیں--- تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کب سے شہری لڑکیوں کے ساتھ دوستیاں شروع کر دیں--- بڑا کہتا تھا ڈگریاں لے کر گردن میں سر یے فِٹ کرنے والی شہری لڑکیاں سردار اسفندیار خان کو تسخیر نہیں کر سکتیں اب کیا ہوا؟؟؟ حُسن اُوور لوڈِڈ ہو گیا کیا؟؟؟" ازمیر نے بھگو بھگو کر تیر مارنے شروع کیے ایک وہی تھا جسکی اسفندیار سُن لیتا تھا

"میں اب بھی وہی کہتا ہوں جو پہلے کہتا تھا" اسفند نے گویا قسم کھا رکھی تھی اسے اصل بات سے بے خبر رکھنے کی

"انسپیکٹر پھر کیوں کہہ رہا تھا کہ تمہارے نمبر سے اُس لڑکی کو حادثے سے کچھ گھنٹے پہلے کال کی گئی تھی؟؟؟" ازمیر نے شکی انداز اپنایا

"میرے نمبر سے نہیں کی گئی تھی--- جس نمبر سے کی گئی تھی وہ سم میرے شناختی کارڈ پر رجسٹرڈ ہے" اسفندیار نے اسکے شک کی تردید کی

"زیادہ فرق نہیں دونوں باتوں میں"

"تم مجھ پر شک کرے رہے ہو؟؟؟؟" اسفند نے جیپ کو بریک لگا کر چہرہ اسکی جانب موڑتے غصے سے پوچھا

"بالکل کر رہا ہوں--- تمہیں بچپن سے جانتا ہوں--- تمہارا ہر انداز بتا رہا ہے کہ تم اس پُراسرار کہانی کا حصہ ہو" ازمیر پُریقین تھا

"میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا" اسفندیار کے چہرے پر غیض و غضب جھلکنے لگا

"تم نے بہت بڑی بے وقوفی کی ہے اسفی وہ شہر کے لوگ ہیں--- بات بے بات سڑکوں پر نکل آتے ہیں تمہارا گاؤں نہیں ہے وہ جہاں رسم و رواج کی بھینٹ چڑھ کر لوگ خاموش ہوجاتے ہیں" ازمیر دھاڑا---اسفندیار نے زور سے مکہ اسٹیرنگ پر مارا پھر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں اپنے بالوں میں گھسا کر خود کو رام کرنے لگا

"میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا مگر حالات کے ہاتھوں مجبور ہوگیا تھا ازمیر" اسفندیار کی نشیلی بھوری آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہونے لگا--- تھکے ہوئے انداز میں اس نے سر سیٹ کی پُشت سے ٹکا دیا--- مغرب میں غروب ہوتے سورج نے تاسف سے اسے دیکھا---اسفندیار خان کے ایک گناہ نے حویلی کا چراغ بجھا دینا تھا--- حویلی والوں کی شان و شوکت غروب ہونے والی تھی

رسم دنیا ہے عجیب یارو

غم ہی غم ہے یہاں خوشی کیسی

****

سردار بدر الزمان جنہیں مسکاء بیگم اور اسکے والد پرویز خان بڑے لالہ کہتے تھے دراصل یوسف زئی پٹھانوں کے ایک بڑے قبیلے کے سردار تھے--- پرویز خان ان کے چچازاد بھائی ہیں--- این الصبا کے دادا دادی انتقال کر چکے تھے--- جبکہ پرویز خان انیا کو اپنی ماں کی جگہ دیتے تھے---ان کا ہر حکم سر آنکھوں پر رکھتے--- پشاور ائیر پورٹ پر اُتر کر وہ اب مالاکنڈ کی جانب روانہ تھے---ائیر پورٹ پر پراڈو سمیت ڈرائیور ان کے انتظار میں تھا--- ایک گھنٹے کا سوار این الصبا نے ونڈو اسکرین سے باہر کی جانب دیکھتے گزارا تھا لاہور میں ابھی گرمیاں تھیں لیکن یہاں کا موسم سفر کے گزرتے گزرتے ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا--- پشاور بائی پاس سے گزر کر چغل پورہ پار کر لیا تھا---- کار اب موٹروے پر رواں دواں تھی--- چارسدہ اور مردان مالاکنڈ کے آس پاس ہی لگتے تھے---این الصبا نے مردان کی تاریخ کے بارے میں بہت کچھ پڑھ رکھا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ یہاں آئی ہے تو مردان دیکھے بغیر نہیں جائے گی---ان کی کار شیر گڑھ اور سخاکوٹ کے درمیان تھی--- بس حویلی سے کچھ ہی دور---این الصبا زندگی میں پہلی بار خیبر پختونخواہ کی جانب آئی تھی--- آسمان کی بلندیوں سے باتیں کرتے پہاڑ اور سرسبز و شاداب علاقے اسے اپنے حصار میں لینے لگے--

-باہر کے مناظر دیکھتے وہ ذہنی طور پر بہت پُرسکون ہو چکی تھی مگر یہ سکون زیادہ وقت قائم نہ رہا اور حویلی کا راستہ شروع ہو گیا--- حویلی آنے سے پہلے موجود پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے مکانات بنے تھے--- رنگ برنگے دھاگوں سے بنے کام والی لمبی لمبی کھلی کھلی پوشاکیں پہنے کانوں کے پیچھے اُڑیس کر دوپٹہ لیے لڑکیاں این الصبا نے محض ڈوکیومنٹریز میں دیکھی تھیں--- این الصبا جیسے جیسے ان لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی ویسے ویسے ہی اسے جھرجھریاں آرہی تھیں--- کپاس کی سوکھی جھاڑیوں کو بڑے سے دوپٹے میں باندھ کر کمر پر رکھ کر ڈیڑھے میڑھے راستے چڑھتی لڑکی این الصبا سے بھی کئی سال چھوٹی ہوگی--- وہ ان سب کو بہت دور سے دیکھ رہی تھی--- حویلی کا بڑا سا لوہے کا گیٹ دو آدمیوں نے کھولا تھا--- جیکٹیں پہنے بندوقیں لٹکائے وہ بھی اسی علاقے کے تھے--- یہاں ہر بندہ سفید چمڑی کا تھا بھلا وہ نوکر ہو یا مالک--- حویلی کے اندر بھی کچا راستہ تھا جس پر گاڑی چڑھائی گئی اور بالآخر تین چار اور کھڑی گاڑیوں کے پاس لا کر اسے روک دیا گیا--- این الصبا سب سے پہلے اُتری تھی--- یہ حویلی کتنے کنال پر مشتمل ہوگی؟؟؟ این الصبا نے اندازہ لگانے کی کوشش کی--- حویلی کی دیواریں حویلی والوں کی گردنوں جتنی ہی اونچی ہیں---- این الصبا نے نخوت سے سوچا

"آؤ---" سردار بدرالزمان نے ملازم کو اپنا لیپ ٹاپ بیگ تھماتے اسے کہا---این الصبا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگی---آگے بڑا سا لان تھا---جسکے دوسری طرف باغیچہ تھا---پتھر سے تراشی سفید رنگ کی کرسیاں پڑی تھیں---این الصبا کو حویلی کی ہر شے مغرور لگی یہاں تک کہ اندر آنے والی کچی سڑک بھی---حویلی کا داخلی دروازہ لکڑی کے خوبصورت ڈیزائن کا تھا---اندر داخل ہوتے ہی این الصبا نے یوسف زئی خاندان کی شان و شوکت کا حقیقی منظر دیکھا تھا--

"غریب تو میری مما بھی نہیں تھیں مگر حویلی والوں جتنی امیر بھی نہیں تھیں نا ہی ان کے خاندان کا نام یوسف زئی تھا"

ہاری اور مزارعے کی عورتیں اپنے اپنے کاموں میں مصروف بڑے بڑے تھال اُٹھائے ادھر سے اُدھر جا رہی تھیں تو کچھ کپڑوں کی گھٹڑیاں اُٹھائے نظر آ رہی تھیں--- مغرب کی اذان کو ابھی دس منٹ گزرے تھے---حویلی کے بالکل درمیان میں لانج سا بنا تھا--- جہاں گول دائرے میں سنہری رنگ کے صوفے پڑے تھے بیچ میں بڑی سی گول شیشے کی میز تھی---جب تک ملازمہ پانی لے کر آئی سردار بدرالزمان اپنی نشست سنبھال چکے تھے پانی کا گلاس اُٹھاتے انہوں نے ملازمہ سے انیہ کے بارے میں پوچھا وہ حویلی کی بڑی تھیں---گھر والے انہیں انیا جبکہ گاؤں والے بی بی کہتے تھے

"بی بی نماز ادا کر رہی ہیں" ملازمہ نے پشتو میں جواب دیا تھا این الصبا کو سمجھ نہیں آئی

"تم اسے انیا سے ملوا دینا--" بدر الزمان نے ملازمہ کو حکم دیا

"انہیں مہمان خانے میں ٹھرانا ہے؟؟؟" ملازمہ نے پوچھا

"ایسے سوال حویلی کی عورتوں سے پوچھا کرو" وہ گرج کر بولے

ان کے جاتے ہی ایک بزرگ عورت سامنے سے آتی دکھائی دی---لانج کے سامنے دو سیڑھیاں بنی تھیں جو اوپر کی منزل تک جاتی تھیں---اور سیڑھیوں کے دائیں بائیں کمرے اور ایک راہداری تھی جس میں مزید کمرے تھے---عورت نے ہاتھ میں تسبیح تھام رکھی تھی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں--ہلکے سکن رنگ کی قمیض شلوار پر سلیقے سے اسی رنگ کا دوپٹہ لیا تھا اور دائیں کندھے پر مہرون کڑھائی والی چادر لے رکھی تھی---موٹے موٹے بازوؤں میں طلائی کنگن سج رہے تھے--گلوبند بھی پہن رکھا تھا---این الصبا نے اپنے آپ کو دیکھا---جیک کے کرتے اور بلیک جینز کے ساتھ سیاہ رنگ شوز تھے--بالوں کا جوڑا اور ہونٹوں پر گہری سُرخ لپ اسٹک وہ عام دنوں میں بھی ایسے ہی تیار ہوتی تھی---جیولری کے نام پر اس نے تنکا بھی نہیں پہنا تھا

عورت اسکے قریب آتی گئی این الصبا ابھی تک کھڑی تھی---انیا نے اپنی مخصوص نشست سنبھالی پھر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیا---اسے وہ لڑکی کے

علاوہ کوئی بھی مخلوق کہہ سکتی تھیں---لڑکی ہو کر اس نے لڑکوں جیسا کُرتا پہن رکھا تھا شوز، جینز اور دوپٹہ ندارد

"تم ہو این الصبا؟؟؟" تمسخرانہ انداز میں پوچھا---این الصبا نے جواب نہیں دیا

"بیٹھ جاؤ" ہاتھ سے اپنے سامنے والے صوفے کی جانب اشارہ کیا

"مجھے میرا کمرہ بتا دیں---میں بہت تھک گئی ہوں" این الصبا نے ایک گھٹنہ زمین پر ٹکا کر نیچے بیٹھتے کہا وہ اپنے شوز کے تسمے کھول رہی تھی---شوز اُتار کر جب وہ کھڑی ہوئی تو انیا کے چہرے پر سُرخی پھوٹتے دیکھی

"جتنی بھی ڈگریاں لے لو---اپنی حیثیت دکھا دیتے ہو تم لوگ" ان کا اشارہ این الصبا کا زمین پر بیٹھنے کی جانب تھا حالانکہ کچھ دیر قبل وہ خود زمین پر سجدہ کر کے آئیں تھیں---مقصد فقط این الصبا کو نیچا دکھانا تھا

"میری ڈگریاں مجھے زمین پر بیٹھنے سے نہیں روکتیں---ہاں اگر آپ نے مجھے اب کمرے کا نہیں بتایا تو میں یہیں سو جاؤں گی" این الصبا نے اطمینان سے جواب دیا

"گلّے اسے دوسری منزل پر جو خالی کمرہ ہے وہ دکھا دو" ملازمہ نے جھک کر این الصبا کے شوز اُٹھانے چاہے تو اس نے رہنے دو کہہ کر شوزوں میں دو اُنگلیاں پھنسائیں اور اُٹھا کر آرام سے سیڑھیاں چڑھنے لگ گئی

این الصبا انہیں پہلی نظر میں ہی سخت بری لگی تھی---انیا کی مرضی کے بغیر این الصبا کم از کم اسفندیار خان کی زندگی میں شامل نہیں ہو سکتی تھی

****

آسمان رات کی سیاہ چادر اوڑھے کھڑا تھا--- یہ وہ وقت تھا جب علاقے میں جنگلی جانوروں کے علاوہ کسی کی سسکی تک کی آواز نہیں آتی تھی--اس وقت سردار اسفندیار خان کی جیپ حویلی میں آکر رُکی تھی---ازمیر خان کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرنے اور اپنی مجبوریاں بتانے کے بعد وہ اب کافی پُرسکون ہو چکا تھا کتنی عجیب بات ہے نا کسی کے گھر والوں کو بچھڑنے والے کی جلی لاش بھی نہ ملی تھی اور یہاں کوئی اپنے گناہوں کو مجبوریوں کا نام دے کر پُرسکون ہو چکا تھا مگر قسمت اسفندیار خان پر ابھی اتنی مہربان نہیں ہوئی تھی یہ سکون چند گھڑیوں تک ہی محیط تھا

وہ فریش ہو کر دو تین گھنٹے کے آرام کے بعد اُٹھی تھی کھانے کی طلب تھی نہیں--- ملازمہ اسے جگانے آئی تھی کہ سب کے ساتھ ڈائننگ ہال میں کھانا کھائے مگر این الصبا نے اسے جھڑک کر بھیج دیا تھا--- کچھ دیر پہلے گرم دودھ ملازمہ لے کر آئی تھی دودھ کا مگ لے کر وہ دوسری منزل پر بنی بالکنی سے حدِ نگاہ تک نظر آتے پہاڑ اور درخت دیکھ رہی تھی--- اندھیرے میں یہ سب کچھ خوفناک نظر آتے تھے--- دوسری منزل پر آتا اسفندیار ٹھٹک

کر رُک گیا--- بالکنی کے پردے ہٹے ہوئے تھے ہوا کے دوش پر اُڑ رہے تھے--- ہلکے آسمانی رنگ کی کاٹن کی بے شکن قمیض کے ساتھ سفید رنگ کا ٹراوزر پہنے کھڑی لڑکی کی پُشت اسکی جانب تھی--- بالوں کا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا--- منڈیر پر کہنیاں جمائے وہ نیچے دیکھ رہی تھی

"کک کون ہے وہاں--" اسفندیار کو پسینے آنے لگے--- اسکی پیشانی ٹھنڈی پڑ گئی--- حلق سے آواز اتنی مدھم نکلی تھی کہ پیٹھ موڑے چند فاصلے پر کھڑی این الصبا تک نہ سن سکی

"کک کون ہو تم؟؟؟" اسفندیار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا--- کانپتے ہاتھوں سے کُرتے کی جیب سے پسٹل نکال لیا--- اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کر کے این الصبا آہستگی سے مڑی--- لڑکی کا چہرہ دیکھ کر سردار اسفندیار خان ڈھیلا پڑ گیا--- کہنی موڑ کر ماتھے پر سے پسینہ صاف کیا-- این الصبا غور سے اسکی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھی--- اپنے اوپر جمی اسکی گہری نظریں محسوس کر کے اسفندیار نے اسکی جانب دیکھا

"اے لڑکی کون ہو تم؟؟؟" کانپتا لہجہ فوراً رعب دار بن چکا تھا--- این الصبا اب اسکے ہاتھ میں پکڑے پسٹل کی جانب دیکھ رہی تھی--- وہ اسکے خوف کی وجہ سمجھ نہیں سکی تھی

"ہوں تو انسان ہی اور اس بات کا تم بھی اعتراف کر چکے ہو لڑکی کہہ کر تو گھبرا کیوں رہے ہو لڑکے؟؟؟" این الصبا نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا ہمیشہ کی طرح پُر اعتماد انداز تھا-- سفید

رنگ کے مگ پر اس کی مخروطی اُنگلیاں جمی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں --- اسکے انداز بتا رہے تھے وہ حویلی کی مخلوق نہیں ہے اسفندیار نے ایک نظر اسکے سراپے پر ڈالی اور پھر سیدھا راہداری میں گھس گیا

"اے لڑکے اس ریوالور کا لائسنس ہے تمہارے پاس ؟؟؟" این الصبا اسکے پیچھے آئی تھی وہ اندر کی جانب جا رہا تھا این الصبا کی نظریں اسکی چوڑی پُشت پر تھیں --- اسفندیار نے اپنے آپ کو قابو کرتے بمشکل پیچھے مُڑنے سے روک رکھا تھا اس وقت کسی کا بھی سامنا کرنا اسے مشکل میں ڈال سکتا تھا اور یہ لڑکی کون تھی ابھی وہ یہ بھی جاننا نہیں چاہتا تھا

این الصبا جانتی تھی کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اسلحہ کتنا عام ہے --- یہاں کے مرد بندوقیں ساتھ رکھنا مردانگی کی علامت سمجھتے ہیں ویسے بھی یہاں کے قبائلی طویل جھگڑوں سے بچنے کیلیے اسلحہ ساتھ رکھنا ان کے لیے عام بات ہے --- زیادہ تر اسلحے کا کام بھی قبائلی علاقوں میں ہوتا ہے اور اسکے لائسنس پولیٹکل ایجنٹ دیتے ہیں یہ ایک طویل سیاسی اور پیچیدہ بحث ہے --- سردار اسفندیار خان اندر راہداری میں گم ہو چکا تھا این الصبا کندھے اُچکاتی واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی

اندھی راہوں کی الجھن میں بیچاری گھبرائی رات

پہلے لہو میں پھر آنسو میں پھر کرنوں میں نہائی رات

اک پردے کو اٹھ جانا تھا اک چہرے کو آنا تھا
کتنی حسیں تھی کتنی دل کش شرمائی شرمائی رات
ہر شاخ گل میں تھی یہ نرمی غنچے تک گر جاتے تھے
آج ہر اک ٹہنی پتھر ہے کیسی آندھی لائی رات
ایک کرشمہ اک دھوکا تھا ایک تحیر سازی تھی
لیکن اک عالم نے یہ سمجھا کہ دن سے ٹکرائی رات
ایک نیا در ایک نیا گھر ایک نیا ہنگامہ ہے
ایک نئے رہزن کے گھر اک نیا مسافر لائی رات
****

انسپیکٹر حیدر بنیان اور ٹراوزر میں ملبوس سگریٹ جلائے بیٹھا تھا---کمرے میں تاریکی تھی--بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے اسکی نظروں کے سامنے این الصبا کا چہرہ تھا---تیز تیز ملتے اسکے ہونٹ کچھ کہہ رہے تھے--- مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی

"گرین چلی" این الصبا کو ایک دلچسپ سا نام دے کر وہ مسکرایا

اسی وقت موبائل پر رنگ ہونے لگی---اسکا موڈ خراب ہوا

"کسے اتنی رات کو موت پڑی ہے" بڑبڑاتے ہوئے اس نے سیل فون پر کال کرنے والے کا نام دیکھا

"اسفندیار کو پولیس تفتیش کیلیے کیوں لے کر گئی؟؟؟" نہ دعا نہ سلام سیدھا سوال کیا گیا تھا

"جب آپ کو اتنا پتا چل گیا ہے کہ پولیس اُسے لے کر گئی تھی تو کیوں لے کر گئی تھی یہ بھی معلوم کر لیتے---" اس نے سگریٹ لبوں کو لگا کر زبردست دھواں چھوڑا

"اسفندیار دوبارہ پولیس کے ہاتھ لگا تو---" وہ دھمکی دے رہے تھے

"تو کیا؟؟؟" انسپیکٹر حیدر دھاڑا

"تو کیا؟؟؟"

"ایک پولیس والے کو دھمکا رہے ہیں آپ--وہ بھی اُسکو جس پر ڈی آئی جی صاحب کی خاص کرم نوازی ہے" انسپیکٹر حیدر ہنسا

"بہت کمینے نکلے تم" دوسری جانب سے شکوہ کیا گیا---انسپیکٹر حیدر نے قہقہہ لگایا

"سیدھی سی بات ہے آپ کا کیس پی ایف ایس اے کے ہتھے چڑھا ہے بچنا مشکل ہی نہیں کافی حد تک ناممکن ہے---این الصبا کو میں نے کال لسٹ تب دی تھی جب آپ نے رابطہ نہیں کیا تھا اُس نے کال لسٹ اپنے ریکارڈ میں رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی سنئیر ٹیم کے حوالے بھی کر دی یہی نہیں میں نے اُسے ملیحہ کے دوستوں کا کاپی ریکارڈ دیا تھا اُس

نے اپنی سینئر ٹیم کو اوریجنل ریکارڈ دیا ہے --- ساری رپورٹس دی ہیں اور نادرا سے کچھ ڈوکیومنٹس کی تصدیق کا نوٹس بھی لکھ کر گئی ہے --- چچ چچ مجھے بہت ترس آرہا ہے آپ اپنے بیٹے کیلیے کچھ نہیں کر پا رہے --- مجھے لگا وہ غصے میں سب چھوڑ جائے گی مگر وہ اس کیس سے نکل کر بھی نہیں نکلی "انہیں سمجھ نہیں آیا کہ انسپیکٹر حیدران کی جانب ہے کہ این الصبا کی طرف

"تم میری مدد کرو گے کہ نہیں؟؟؟" انسپیکٹر حیدران کے سوال پر ہنسا

"این الصبا کو نقصان پہنچانے کے سوا ہر کام کروں گا اور اپنے ہر کام کا منافع بھی لوں گا" اس نے اپنا مطالبہ ان کے سامنے رکھا

این الصبا کا اتنا بڑا نقصان کر کے وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسے نقصان پہنچانے کے سوا ہر کام کرے گا

****

این الصبا کی یہ خوبی سمجھ لیں یا خامی وہ فارغ نہیں بیٹھ سکتی تھی اپنے آپ کو مصروف رکھنا اسکی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت تھی --- فجر کی نماز پڑھ کر اس نے لباس بدلہ --- جینز کے کپڑے کی بند شرٹ کے ساتھ اس نے بلیو ہی جینز چڑھالی --- ہمیشہ اپنی پسند کا لباس پہنا تھا وہی پہنا جس میں خود کو کمفرٹیبل محسوس کیا --- نہ پرویز خان نے کبھی ٹوکا نہ مسکاء بیگم

نے دھیان دیا--- ہمیشہ کھلے کُرتے قمیضوں کے ساتھ مفلر لے لیتی مگر یہاں آکر اس نے مفلر / دوپٹہ سرے سے ہی لینا چھوڑ دیا تھا--- کئی بار ہم دوسروں سے دشمنی نبھاتے نبھاتے اپنے اصول توڑ دیتے ہیں--- این الصبا بھی یہی کر رہی تھی--- جانتی تھی یہاں کے لوگ لباس سے ہی انسان کی پاکیزگی کو ناپتے ہیں--- انیا جیسا شہری لڑکیوں کو سمجھتی تھی وہ انہیں ویسا بن کر دکھانا چاہتی تھی--- اپنے آپ کو بہت مجبور سمجھنے والی این الصبا درحقیقت بہت امجبور تھی اور یہ بات سچ ہے محبت اور نفرت میں ہماری مجبورٹی کہیں دور رہ جاتی ہے

بالوں کا جوڑا بنا کر اس نے لپ اسٹک لگائی اپنا کیمرہ اُٹھایا--- اور چھوٹا سا ہینڈ بیگ گردن میں سے گزار کر بائیں طرف لٹکا لیا

"یہاں کے لوگوں پر تو نیچر کا بھی اثر نہیں پڑا مگر این الصبا اتنے خوبصورت پہاڑوں کو اپنے کیمرے میں قید کیے بغیر نہیں رہ سکتی" جوگرز پہنتے وہ بہت پُرجوش تھی--- نیچے لانج میں پہنچ کر اس نے آس پاس نظریں دوڑائیں اکا دکا ملازم نظر آرہے تھے

"بڑے محنتی لوگ ہیں" انہیں صبح صبح کام پر لگے دیکھ کر این الصبا نے تعریفی جملہ کہا

"معاف کریں چھوٹی بی بی ہم بڑے سردار کی اجازت کے بغیر دروازہ نہیں کھول سکتے"

"میں نے آپ سے کہا نا کہ مجھے باہر جانا ہے دروازہ کھولیں" اسکے بار بار کہنے پر بھی دروازے پر ایستادہ کھڑے آدمیوں نے نوٹس نہیں لیا

"حویلی نہیں زندان ہے یہ ,قید خانہ ہے جہاں یہ لوگ جیتے جاگتے انسانوں کو زنجیریں ڈال کر پھینک دیتے ہیں" این الصبا نے یہاں کے رسم و رواجوں کے بارے میں بہت کچھ سُن رکھا تھا بڑبڑاتی ہوئی واپس جارہی تھی جب دور گاڑیوں پر اسکی نظر پڑی

"یہاں بھی اپنی فوٹوگرافی آزمائی جا سکتی ہے" اس نے سوچتے ہی وہاں کی جانب قدموں کو موڑا

دو پراڈو کھڑی تھیں ,ایک جیپ تھی دو اور ماڈلز کی گاڑیاں تھیں--- ابھی اس نے کیمرے کا فوکس ہی سیٹ کیا تھا کہ پیچھے پیچھے ہوتی ایک دروازے میں لگی--- اگر زیادہ زور سے لگتی تو دروازہ کھلنے سے نیچے گر چکی ہوتی

"اللہ بچت ہوگئی" اس نے کپڑے جھاڑے--- تھوڑے سے کھلے ہوئے دروازے سے باہر جھانکا---- تھوڑا اور کھول کر دیکھنے لگی

سامنے کچا سا میدان تھا--- ایک طرف چارے اور گھاس کا ڈھیر اور چارہ کاٹنے والی مشینیں تھیں--- سامنے کوئی شخص سفید رنگ کے گھوڑے کی پیٹھ سہلا رہا تھا--- پاس پانی والے دو ٹب بھی پڑے تھے--- این الصبا کو وہ گھوڑوں کا اصطبل لگا تھا وہ دروازہ کھول

کراندر آگئی--- میدان کے درمیان مٹی کی چھوٹی سی دیوار کر رکھی تھی دوسری جانب بھینسوں اور بکریوں کا باڑا تھا--- ایک آدمی وہاں پائپ پکڑے بھینسوں کو نہلا رہا تھا--- این الصبا کے ہونٹ مسکرانے لگے--- اپنے کیمرے سے اس نے بھینس کو نہلاتے آدمی کی تصویر لی اور پھر کیمرے میں اپنی لی گئی تصویر دیکھ کر ہنسنے لگی--- آدمی بھی حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگا

"آپ اپنا کام کریں--"اس نے پھر سے کیمرا سیٹ کیا

"کریں نا"وہ آدمی بھینس کو نہلانا چھوڑ کر اب ششش و پنج میں گھرا این الصبا کو دیکھ رہا تھا اسفندیار خان سے وہ کافی دور تھی اور وہ ویسے بھی اپنے سفید گھوڑے کے ساتھ مصروف تھا

این الصبا تصویریں دیکھتے ٹیڑھے میڑھے منہ بناتے مُڑ گئی--- اصطبل کے آخر میں بیرونی دروازہ تھا جو حویلی کے پیچھے کھلتا تھا این الصبا نے اسفندیار خان کو مصروف دیکھ کر آرام سے گزرنا چاہا تھا--- وہ پشتو میں گھوڑے سے باتیں کر رہا تھا---- این الصبا دبے پیر باڑے کے ساتھ ساتھ سے گزر کر دروازے تک پہنچ گئی--- اسفندیار نے اسے دروازے کی جانب جاتے دیکھ لیا تھا

"رکو"اسفندیار نے اسے آواز لگائی

"تمہیں کہہ رہا ہوں -- کہاں جا رہی ہو؟؟؟" این الصبا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی زنگ آلود کنڈی کھولنے میں اسے جتنا وقت لگا اُتنے میں اسفندیار اس تک پہنچ گیا تھا --- این الصبا نے جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا تھا جب اسفندیار نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اسے ٹھک سے بند کر دیا --- دروازے کے دو پٹ تھے --- این الصبا نے دوسرا کھولنا چاہا اس نے اُسکا بھی ہینڈل پکڑ لیا -- این الصبا ایک دم سے اسکے حصار میں آگئی تھی --- اسفندیار کے بازو لمبے نہ ہوتے تو این الصبا کی پُشت اسکے سینے سے لگی ہوتی --- یہ صورتحال سراسر اتفاقی تھی --- اسفندیار اگر ہاتھ ہٹا تا تو وہ نکل جاتی اور نہ ہٹانے کا وہ تصور نہیں کرنا چاہتا تھا کہ یہ قربت من چاہی نہیں تھی

"کیا بدتمیزی ہے یہ" این الصبا نے بھرپور قوت سے اسکے دونوں بازوؤں کا حصار توڑا اور مُڑ کر اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگی --- این الصبا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ رہا تھا

"این الصبا ہوں میں --- پرویز خان کی بیٹی اور کچھ پوچھنا ہے؟؟؟" غصے کے باعث اسکی آواز بلند ہو چکی تھی --- این الصبا نے مُڑ کر دروازہ کھولا باہر نکلنے سے پہلے اسکی جانب پھر سے مڑی

"اور آئندہ میرا راستہ مت روکنا" این الصبا کا انداز ایسا تھا گویا اسے دہکتے انگاروں پر لٹا دیا ہو --- اسکی آنکھوں میں موجود اتنی نفرت کی وجہ سردار اسفندیار خان کو سمجھ نہیں آئی تھی -

--وہ اسکے ذرا سا قریب ہوا تھا---ہاتھ تک نہیں لگا تھا اسکا این الصبا کو مگر اُسکا چہرہ غصے کی زیادتی سے سُرخ ہو رہا تھا---دروازے سے نکل کر اس نے اتنی زور سے اپنے پیچھے دروازہ مارا تھا کہ اسفندیار نے آنکھیں میچ لیں اور جب اسکے رخصت ہوتے اسکی موجودگی کی گواہ ہوا بھی بہہ گئی تب اسے ہوش آیا---وہ اسے کیا کہہ کر گئی تھی؟؟؟ اسفندیار خان کچھ بولا کیوں نہیں؟؟؟ وہ رات بھی اس سے ٹکرائی تھی تب بھی وہی بولی تھی---سر کو جھٹک کر وہ واپس گھوڑے کی جانب آیا اسے لگا کہ وہ این الصبا سے پہلے بھی کہیں مل چکا ہے اسکا یہ غصیلہ انداز وہ پہلے بھی دیکھ چکا ہے مگر کہاں؟؟؟ وہ دماغ پر زور ڈالنے لگا
****

وہ جتنے غصے میں نکلی تھی پیر اتنے ہی تیز تیز چل رہے تھے---پندرہ بیس منٹ تک اسے احساس ہوا کہ وہ حویلی سے بہت دور نکل آئی ہے----بڑے بڑے پہاڑ اور درختوں سے گھرا علاقہ---کچے مکانات---مٹی کی خوشبو ہر شے قدرت کے حُسن کا منہ بولتا ثبوت تھی---وہ اونچائی پر تھی---یہاں سے ڈھلان کی جانب جانے سے پہلے اس نے کیمرے سے اردگرد کا منظر قید کرنا چاہا تھا---کیمرے کی آنکھ میں اسے نیچے تھوڑا دور کوئی بیٹھا دکھائی دیا تھا---این الصبا نے کیمرہ نیچے کیا---اُس آدمی نے کندھوں پر بڑی سی سفید چادر پھیلا رکھی تھی جو پہاڑ کی گھاس چھو رہی تھی---وہ گنجا تھا اسکے سر پر شاید زخم بھی تھے این الصبا کو

اسکا دایاں گال نظر آرہا تھا بس وہ چہرہ جھکائے بیٹھا تھا--- سنسان علاقے میں کوئی بھی نہیں تھا این الصبا کو اب خوف محسوس ہونے لگا

"ایکسکیوز می" تھوڑا نیچے اُتر کر اسنے آدمی سے کچھ فاصلے پر رک کر جھکتے ہوئے پوچھا---

اسکے دائیں گال پر بھی این الصبا کو زخم نظر آیا تھا--- اسکی آواز پر اُس نے گھبرا کر چادر سر پر ڈالی اور منہ ڈھانپ لیا

"سنیں" این الصبا نے اسے پکارا مگر وہ ڈھلان کی جانب جاتے جاتے پیر مڑنے سے گر چکا تھا اسکے بدن پر اپنا کنٹرول ختم ہوچکا تھا وہ پہاڑ سے نیچے گرتا جارہا تھا--- جس رفتار سے وہ گر رہا تھا اس سے زیادہ تیز اور بلند آواز میں این الصبا چیخی تھی--- اسکی چیخ کی آواز پلٹ کر اس تلک ہی واپس آچکی تھی--- این الصبا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اسکا کیمرہ تھامے ہاتھ کانپ رہا تھا

تھر تھر کانپتی ٹانگوں سے وہ ایک زندہ انسان کو موت کی کھائی میں گرتا دیکھ رہی تھی---

ڈھلان اتنی زیادہ تھی کہ حدِ نگاہ تک سر سبز درختوں کے سوا چند جھاڑیاں نظر آتی تھیں بندہ اندازہ نہیں کرپاتا تھا کہ آگے ہے کیا؟؟؟ این الصبا نے پتھروں کا سہارا لے کر نیچے اُترنا چاہا--- ابھی اس نے اُترنا شروع ہی کیا تھا کہ پیچھے سے کسی کی زوردار آواز آئی

For more visit (exponovels.com)

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟؟؟" پتھر کو جھک کر پکڑے نیچے اُترنے کی کوشش کرتی این الصبا نے ناگواری سے پیچھے مڑ کر اسفندیار خان کو دیکھا

"آپ اتنی دور کیوں آ گئی ہیں---واپس چلیں" وہ بھی اب پہاڑ سے ڈھلان کی جانب سفر کرنے لگا

"آپ میرا پیچھا کرتے کرتے یہاں تک آئے ہیں؟؟؟" این الصبا ابھی تک اُسی پوزیشن میں کھڑی تھی

"آپ کو یہاں کے راستے، یہاں کے لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم لہٰذا اکیلے گھومنے کی بے وقوفی آئندہ مت کیجیے گا" سنجیدہ لب و لہجے میں کہتے اس نے این الصبا کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ اسے اوپر کھینچ سکے---این الصبا کی تیوری چڑھ گئی---اسکی پیش کش کو نظرانداز کر کے وہ پھر نیچے اُترنے لگی تھی جب اسفندیار نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچ لیا---پھر اسی طرح اسے بازو سے پکڑے اوپر لے آیا---این الصبا کو اس سے اتنی جرأت کی توقع نہیں تھی کہ پچھلی دو ملاقاتوں میں وہ اسے ٹھیک ٹھاک سنا چکی تھی---سڑک پر پہنچتے ہی اسنے گرفت ڈھیلی کی تو این الصبا نے جھٹکے سے بازو چھڑایا

"میرا جہاں دل چاہے گا میں وہاں جاؤں گی --- آپ ہوتے کون ہیں این الصبا کو روکنے والے" غصے کی وجہ سے اسکے پنکھڑی لبوں سے بلند آواز میں ادا ہونے والے جملوں نے آگے بڑھتے اسفندیار کے قدم روک لیے

"جانتا ہوں میں کہ آپ اپنی مرضی کی مالک ہیں مگر آپ بھی ایک بات جان لیں کہ آپ حویلی میں مہمان ہیں اور حویلی والوں کی ذمہ داری ہیں ہمارے مہمان کو کوئی نقصان پہنچے یہ ہمیں براداشت نہیں ہوگا" اسفندیار ایڑی کے بل گھوم کر اس تلک آیا

"ہونہہ آئے بڑے مہمان نواز" این الصبا کے ہونٹ طنزیہ مسکرائے

"یہاں کوئی بیٹھا تھا --- میں نے آواز دی تو بھاگنے لگا مگر بیچارہ پیر مڑنے سے نیچے گر گیا --- اُسی کو دیکھنے جا رہی تھی" این الصبا نے فی الحال اسے اصل بات بتا دی کہ شاید وہ کچھ مدد کر سکے مگر اسفندیار کے وجیہہ چہرے پر ناگواری و غصہ جمع ہونے لگا

"آئندہ اُس طرف مت جانا" اس نے انگلی اُٹھا کر این الصبا کو وارن کیا --- دانت ایک دوسرے پر جمائے وہ کچھ دیر پہلے والا اسفندیار بالکل نہیں لگ رہا تھا --- این الصبا نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا --- پھر ایک قدم آگے بڑھ آئی --- کیمرہ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا

"روک سکتے ہو مجھے ؟؟؟"چیلنج کرتی نظریں اسفندیار کے چہرے پر گڑھی تھیں---اس نے اُنگلی نیچے کر کے گردن کو ہلکے سے خم دیا---اپنے آپ کو کمپوز کرتے این الصبا کی جانب دیکھا جو پہلے سے ہی اسے گھور رہی تھی

"دیکھیں اُس طرف دشمنوں کا علاقہ ہے---آپ یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی بہتر ہے میری بات کو سمجھیں"اس نے اب آرام سے این الصبا کو سمجھایا مگر اس نے کندھے اچکا دیے پھر اپنے کیمرے کو آن کر کے سڑک پر ایسے چلنے لگی جیسے اسفندیار اسکے ساتھ ہو ہی نا---پورا راستہ وہ لمبے لمبے سفیدے کے درختوں کو اپنے کیمرے میں قید کرتی رہی---جگہ جگہ رُک کر کبھی بھاگتے خرگوش دیکھنے لگتی کبھی کوئل کی آوازیں سننے لگتی---اسفندیار باڈی گارڈ کی طرح اسکے پیچھے پیچھے رہا این الصبا نے اسے دوبارہ مخاطب نہیں کیا تھا نہ وہ کچھ بولا تھا

این الصبا نے اسے اتنا زچ کیا تھا کہ شاید وہ بھڑکے اور این الصبا کو بدتمیزی کرنے کا موقع مل جائے مگر وہ اپنے رویے پر ثابت قدم رہا

کوئی نہیں پچھتانے والا

مر جائے مر جانے والا

میں روکوں لیکن کیا روکوں

جائے گا گھر جانے والا

جان مری ہے جانے والی

دل ہے ان پر آنے والا

یا میں ہوں یا میرا دل ہے

روز نیا غم پانے والا

نوح محبت کی دنیا میں

ہے طوفان اٹھانے والا

****

"کہاں سے آ رہے ہو صبح صبح ؟؟؟؟" ان دونوں کو اکٹھے حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر سردار بدرالزمان نے اخبار تہہ لگاتے پوچھا--- وہ لان میں پتھر کی تراشی سفید رنگ کرسی پر براجمان تھے

"اسلام و علیکم" اسفندیار نے جھک کر ان سے سلام لیا--- اسکا مؤدبانہ انداز دیکھ کر این الصبا کی آنکھوں میں تحیر سا امڈ آیا

"اسلام و علیکم" چارو ناچار اسے بھی سلام کرنا پڑا--- سردار بدرالزمان نے سر کے اشارے سے جواب دیا--- این الصبا اندر کی جانب بڑھ گئ

وہ حویلی کے اندرونی دروازے میں داخل ہوئی تھی جب اسکا سیل فون رنگ کرنے لگا

"ہیلو" برٹش لب و لہجے میں اس نے ایک ادا سے کہا---اسکے پیچھے آتا اسفندیار رُک گیا

"بہت عجیب ہیں حویلی والے---مہمان نواز تو بالکل نہیں ہیں"

"ہاں میں کہہ سکتی ہوں"

"جب سے آئی ہوں دودھ کے ایک گلاس کے سوا کچھ کھانے یا پینے کو دیا ہو تو این الصبا کا سر قلم کر دیجیے گا"

"نہیں یہ میرا گھر ہرگز نہیں ہے میں یہاں مہمان ہوں اور جلد واپس لاہور آجاؤں گی"

دوسری جانب موجود پرویز خان اسکی تمام شکایات تحمل سے سُن رہے تھے---این الصبا مزید کچھ کہنے لگی تھی جب کوئی اسکے عقب سے نکل کر آگے چل دیا---اسفندیار کی پشت دیکھ کر اسکے لب کھلے کے کھلے رہ گئے

"جی جی" این الصبا پرویز خان کی جانب متوجہ ہوئی جو اسے وہاں سب سے اچھے سلوک کا حکم دے رہے تھے یا گزارش کر رہے تھے

"آپ کو انیا بلا رہی ہیں---" این الصبا سیڑھیاں چڑھنے لگی جب ملازمہ نے بتایا---وہ اسکے ساتھ ڈائننگ ہال میں آگئی جہاں اسفندیار ناشتہ کرنے میں مصروف تھا اور انیا سب سے بڑی اور مرکزی کرسی پر بیٹھی تھیں

"آؤ ناشتہ کرو" انہوں نے این الصبا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا--- این الصبا نے کیمرہ ٹیبل پر رکھا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی--- ناشتہ دیکھ کر ہی اس کا پیٹ بھر چکا تھا

"ایک گلاس جوس لا دو مجھے" اس نے پاس کھڑی ملازمہ سے کہا--- پراٹھے کا نوالہ بنا کر منہ میں ڈالتے اسفندیار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"ایپل شیک لے لو---" انیا نے شیشے کے جگ کی طرف اشارہ کیا

"نہیں میں کچھ لائٹ سا لوں گی" اس نے ناک چڑھائی وہ ایسی تھی نہیں بن رہی تھی

"بریڈ لے لیں بی بی--" ملازمہ نے ٹرے اُٹھا کر دی

"نہیں--- رہنے دو" اس نے ہونٹ بھینچے اسفندیار کن اکھیوں سے اسکے نخرے اور انیا کے ماتھے پر پڑنے والے بل دیکھ رہا تھا

"جوس لے کر آ رہی ہو تم کہ نہیں" این الصبا نے آبرو اٹھاتے برہمی سے دریافت کیا تو وہ اندر بھاگ گئی--- این الصبا کیمرے میں لی گئی تصاویر دیکھ رہی تھی--- آرام سے کرسی سے ٹیک لگا رکھی تھی

"صرف جوس سے کیا بنتا ہے؟؟؟
Youshouldhaveaproperbreakfast"

اسفندیار نے نیپکن سے ہاتھ پونچھتے کہا---این الصبا نے اسکی بات ایسے نظرانداز کی گویا سنی ہی نہ ہو

انیا سمجھ رہی تھیں کہ وہ اس شہری لڑکی کو رد کردیں گے پرویز خان سے کہیں گی کہ اپنی پہلی بیوی کی اولاد کو ہمارے خاندان میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں انہیں ایسی بے باک اور من مرضی والی لڑکیاں پسند نہیں---ان کے یہاں تو لڑکیاں سر جھکائے رہتی ہیں ہر حکم پر سر تسلیم خم کردینا یہی ان کو سکھایا جاتا ہے یہی ان کی تربیت ہے---این الصبا جیسی مغرور اور زمانے کے قدم سے قدم ملانے والی لڑکیاں ان کے خاندان میں رہنے کی اہل نہیں ہیں---اس سب کے برعکس این الصبا خود انہیں ریجکٹ کرچکی تھی بلکہ وہ انہیں جی بھر کر بے عزت کرنا چاہتی تھی بس ایک موقع اسے چاہیے تھا صرف ایک موقع جو بہت جلد اسفندیار اسکے ہاتھ دینے والا تھا

****

ٹریکٹر کی بھدی آواز کا شور بہت دور تک جارہا تھا---کچی گیلی زمین کی چکناہٹ دور سے پتا چل رہی تھی

"آج دیر نہیں لگادی تم نے آنے میں---" اسفندیار کو زمینوں کی جانب آتا دیکھ کر چارپائی پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھا ازمیر اٹھ گیا

"سر اسکو بند کر دیں گے کچھ وقت کیلیے؟؟؟" اسفندیار نے چارپائی پر بیٹھتے اپنے سے کافی فاصلے پر اسٹول پر رکھے ریڈیو کو بند کرنے کی گزارش کی--- جب بھی اسے طنز کرنا ہوتا وہ ملازموں کو سر کہہ کر اردو میں مخاطب کرتا--- ملازم بھاگا بھاگا آیا اور ریڈیو بند کر دیا

"کیوں تمہیں مجھ سے فصلیں لگوانی ہیں؟؟؟" اسفندیار گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

"آج صبح صبح سیر پر نکلے تھے کچھ لوگ" ازمیر نے سگریٹ کا دھواں چھوڑا--- اسفندیار کے لب نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرانے لگے

"تو تم نے دیکھ لیا؟؟؟" اسفندیار کے پوچھنے پر اس سگریٹ والا ہاتھ لمبا کر کے نیچے لٹکایا--- سگریٹ جھاڑ کر اسے دیکھنے لگا

"کون ہے؟؟؟" ازمیر کا چہرہ بے تاثر تھا

"پرویز چاچو کی بیٹی ہے" اسفندیار نے آنکھیں موندے بتایا--- ہلکی ہلکی دھوپ اور تیز ہوا بہت مزہ دے رہی تھی

"لاہور والے چاچو؟؟؟" ازمیر نے پوچھا--- اسفندیار نے سر ہلایا

"دیکھی دیکھی لگتی ہے مجھے" ازمیر کے ماتھے پر پُرسوچ لکیریں جم گئیں

"کیوں کہ تم دیکھ چکے ہو اُسے" اسفند سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"کہاں؟؟؟"

"ہم لاہور گئے تھے کریئر کاؤنسلنگ اٹینڈ کرنے جب بابا جان چاہ رہے تھے کہ میں بھی تمہارے ساتھ انگلینڈ چلا جاؤں---وہاں ہی این الصبا ملی تھی---مجھے آج بھی اسکی ہر ہر بات حرف بہ حرف یاد ہے وجہ میں خود بھی نہیں جانتا ہاں یہ ضرور ہے کہ پہلی بار میں نے شہر کی کسی لڑکی میں دلچسپی لی تھی---انیا نے ہمیشہ شہری لڑکیوں کا ایسا امیج کھینچا ہے میرے سامنے کہ اس مخلوق کو پرکھے بغیر ہی اسے برا مان گیا تھا میں مگر این الصبا میں سب سے زیادہ پُرکشش چیز اُسکا اعتماد تھا---وہ کتنی آسانی سے ہر کسی کو مخاطب کر رہی تھی پھر چاہے وہ مرد ہو یا عورت---ہر کوئی کسی نہ کسی کے ساتھ تھا مگر وہ اکیلی تھی اور اکیلی ہو کر بھی جیسے خود میں مکمل---جب مارننگ ٹاکس ختم ہوئیں اور ہم چائے کافی کیلیے گئے تب میں نے اسے ایک میز پر بیٹھے دیکھا اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا---بالوں کا جوڑا بنائے ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ مجھے زرا اچھی نہیں لگ رہی تھی---مگر میں اُس سے بات بھی کرنا چاہ رہا تھا کتنی عجیب بات ہے خیر میں اسکی میز کے پاس گیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا ویسے بھی وہ کوئی گاؤں کی شادی تو تھی نہیں کہ مرد اور عورتوں کا الگ الگ ارینجمنٹ کیا ہوتا--میرے بیٹھنے پر اس نے ایک لمحے کو سر اٹھا کر دیکھا تھا بس---میں بیٹھ تو گیا تھا مگر اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کہاں سے بات شروع کروں

"ہیلو میرا نام اسفندیار خان ہے" اف اتنا لمبا نام---میں نے کوفت سے سوچا

"ہائے---این الصبا"ہلکی سی مسکراہٹ سے جواب دے کر وہ اپنے کیمرے میں مگن ہوگئی

"کافی موٹیویشنل سیشن ہے میں خاص طور پر اس کاؤنسلنگ کیلیے مانسہرہ سے آیا ہوں"میں نے ہال پر طائرانہ نگاہ ڈالتے اظہارِخیال کیا---آخر کو بات بڑھانے کیلیے مجھے کچھ تو کہنا ہی تھا---وہ جو اپنے ڈیجیٹل کیمرے میں گھسی ایک ہی بٹن کو بار بار پریس کر رہی تھی سر اُٹھا کر دیکھنے لگی

"آپ کا feedback مختلف ہو سکتا ہے"میں جلدی سے بولا

"اچھا ہے لیکن میرے کام کا نہیں---میں آل ریڈی ہی اپنا کریئر پلان کر چکی ہوں"جملے کے اختتام پر وہ ذرا سا مسکرائی

"اوہ--کس فیلڈ کو جلا بخش رہی ہیں آپ؟؟؟"وہ میرے سے زیادہ اپنے کیمرے کی جانب متوجہ تھی

"IamdoingBSinforensicsciencefromUMTandalso workingasaphotojournalistinlocalnewspaper"

اس نے اپنی ڈگری اور کام کے متعلق بتایا پھر اچانک سے اپنے کیمرے سے دھیان ہٹا کر آنکھیں سکیڑ کر مجھے دیکھنے لگی

"میرا انٹرویو لے رہے ہیں آپ؟؟؟"

"ارے نہیں" میں اسکے انداز پر کھل کر مسکرایا

"میں تو بس بور ہو رہا ہے تھا تو---" ابھی میں نے بات بھی مکمل نہیں کی تھی کہ وہ اپنی کرسی سے اُٹھ کر میرے پاس آ کھڑی ہوئی اور اُنگلی اُٹھا کر سخت غصیلے انداز میں کہنے لگی

"این الصبا انٹرٹینمنٹ کا سامان نہیں ہے جو کسی کی بوریت دور کرنے کے کام آئے"

اسکے طیش بھرے انداز کو دیکھ کر میں فوری طور پر کوئی جواب نہ دے سکا----مجھے خونخوار نظروں سے گھورتے اس نے ٹیبل پر سے اپنا ڈسپوزیبل کافی کپ اٹھایا اور چل دی---

پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ سردار اسفندیار خان کو کسی نے بے عزت کیا تھا--- بابا جان نے بہت کہا کہ میں پرویز چاچو سے مل کر واپس آؤں مگر میں نہیں گیا اب تو شکر کرتا ہوں نہیں گیا ورنہ وہ مجھے چاچو کے سامنے بھی بے عزت کر دیتی---" اسفندیار نے پرانہ قصہ اسے سنایا--- ازمیر نے ایسے تاثرات دیے جیسے کہہ رہا ہو واہ بھئی کیا بات ہے

"تمہیں یاد رہا مجھے نہیں"

"بے عزتی میری ہوئی تھی تمہاری نہیں"

"تو کس نے کہا تھا کہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالو" ازمیر ہنسا

"خیر ایسی بھی بات نہیں" اسفندیار کی مسکراہٹ کچھ اور ہی کہہ رہی تھی

For more visit (exponovels.com)

"بس کرجاؤ ابھی ایک مسئلہ حل نہیں ہوا تم دوسرا امت کھڑا کردینا" ازمیر کے ذہن میں پچھلا حادثہ تازہ ہوگیا

"کیا بکواس ہے---تت----تم دیکھ تو لو تم بیٹھے کہاں ہو" اسفند کا اشارہ آس پاس کام کرتے ملازموں کی جانب تھا---ازمیر نے سر جھٹکا

"میں ڈیرے پر جارہا ہوں "

"جہنم میں جانے والی حرکتیں کر کے ڈیرے پر جائے گا" ازمیر بہت مدھم لہجے میں بڑبڑایا تھا

****

این الصبا لانج میں بیٹھی موبائل پر مصروف تھی---ملازم کاموں پر لگے تھے حویلی میں ایسے رش لگا پڑا تھا گویا کسی کی برات آنے والی ہو---

"سنو" چیونگم چباتے اس نے سفید تہہ شدہ کپڑے لے جاتی ملازمہ کو بلایا----پیر سامنے شیشے کے میز پر جمائے تھے (نہ یہ این الصبا کے بیٹھنے کا انداز تھا نہ این الصبا کو چیونگم کھانے کا شوق تھا)

"جی" ملازمہ واپس آئی

"آج کوئی تقریب ہے کیا؟؟؟" اس نے میسج ٹائپ کرتے پوچھا "نہیں وہ---" اس سے پہلے کہ ملازمہ جواب دیتی سامنے سے آتی انیا نے اسے ٹوک دیا

"یہاں کھڑی کیا کررہی ہو کام چور عورت" ملازمہ سر پر پیر رکھے دوڑ گئی

"سردار بدرالزمان تمہارے تایا لگتے ہیں اب تمہیں اتنا تو پتا نہیں ہوگا کہ اسفندیار کے علاوہ ان کی دو بیٹیاں بھی ہیں--- پریشے کی شادی کے سلسلے میں وہ لوگ فیصل آباد خریداری کرنے گئے ہیں--- شام تک آجائیں گے" انہوں نے صوفے پر اپنی جگہ لی--- این الصبا نے پیر ابھی تک نہیں ہٹائے تھے

"مسکاء آنٹی کے دو بھائی ہیں نا--- چھوٹے والے کہاں رہتے ہیں؟؟؟" چیونگم چباتے پوچھا

"وہ اور اسفندیار زیادہ تر بزنس کے سلسلے میں شہر در شہر سفر کرتے رہتے ہیں-- ان کی تین بیٹیاں ہیں دو ساتھ والے گاؤں میں بیاہ دی ہیں ایک ہمارے ساتھ رہتی ہے" انیا نے جواب دینے کے بعد تسبیح کے دانے گرانے شروع کردیے

"انیا یہ خان لالہ کے کُرتے کی جیب سے نکلا ہے" ملازمہ کی آواز پر عینی سے میسجنگ کرتی این الصبا اور تسبیح کرتی انیا دونوں نے سر اُٹھا کر دیکھا--- دونوں کو اپنی اپنی جگہ زبردست شاکڈ لگا تھا

---" صحیح سے دیکھ کسی اور کی جیب سے تو نہیں نکلا" انیا نے پشتو میں کچھ سخت الفاظ کہتے ملازمہ کو بری طرح جھڑک دیا

"واؤ بیوٹی فل" این الصبا سمارٹ فون رکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھ گئی

"کس کا ہے یہ؟؟؟" اس نے ملازمہ کے ہاتھ سے جھپٹنے والے انداز میں لاکٹ چین لے لیا

"کیا میں اسے پہن کر دیکھ لوں؟؟؟" بڑے اشتیاق سے اس نے پوچھا

"بالکل نہیں---ادھر دو ہمیں"

"لیکن---" این الصبا انہیں چین واپس کرنے کے موڈ میں نہیں تھی

"کیا ہو رہا ہے؟؟؟" سردار بدر الزمان اندر داخل ہوئے ان کے پیچھے ہی چار پانچ خواتین اندر آئیں تھیں----ساتھ ہی ملازم بھی ایک محفل سی لگ گئی تھی--- عورتوں نے دوپٹے ڈھیلے کرنے شروع کیے---چادریں اُتارنے لگیں---ملازموں کو آوازیں دینے لگیں--- کچھ دیر بعد سب نے این الصبا کی موجودگی کو نوٹس کیا تھا

"انیا یہ؟؟؟" پریشے نے پوچھا---گوری چٹی گھنگریالے بالوں والی پریشے این الصبا کو سر سے پیر تک گھور رہی تھی--- باقی دونوں لڑکیاں بھی اسے دیدے پھاڑے دیکھ رہی تھیں

"تمہارے شہر والے چاچو ہیں نا پرویز، اُن کی بیٹی ہے"

"اچھا وہ،" اسکے وہ میں جانے کیا پوشیدہ تھا

"کیا نام ہے تمہارا؟؟؟" ان کے ساتھ جو خاتون موجود تھیں--- نہایت حقارت سے پوچھنے لگیں

"این الصبا" ناچاہتے ہوئے بھی اس نے جواب دے دیا

"کب تک رہنے کے ارادے سے آئی ہو؟؟؟" ان کے اگلے سوال پر سردار بدر الزمان دھاڑے

"بختاور" عورت خاموش ہوگئی---اپنی نگینوں والی چادر اٹھائی اور اندر چلی گئیں

"این الصبا وہ لاکٹ چین" انیا نے پوچھا

"مجھے اسکا ڈیزائن پسند آیا ہے میں پکچر لے کر آپ کو واپس کردوں گی" این الصبا نے چہرے پر مصنوعی افسردگی چڑھاتے کہا

"کون سی چین؟؟؟" سردار بدر الزمان نے پہلی بار عورتوں کے معاملات میں مداخلت کی

"کچھ نہیں"

"یہ لاکٹ چین مجھے اچھی لگی تو---خیر میں پکچر لے لوں پھر واپس کردوں گی بس دو منٹ" انیا کی بات کاٹ کر این الصبا نے جلدی سے کہتے اپنا سمارٹ فون اُٹھایا

"آپ کو پسند آئی ہے آپ رکھ لیں---انیا کو زیورات کی کمی نہیں ہے" ان کے تکبرانہ انداز پر این الصبا کڑوے گھونٹ بھر کر رہ گئی----انیا کو بھی مجبوراً خاموش ہونا پڑا

****

جب سے وہ یہاں آئی تھی دانیال کے مسلسل پیغامات حاصل ہو رہے تھے مگر اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا این الصبا کے نزدیک صرف اپنا آپ اہم تھا اگر کوئی اس سے تعلق رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہر اُس شخص سے تعلق ختم کر دے جس سے این الصبا کو نفرت ہے یا جو این الصبا کو ناپسند ہے --- این الصبا کا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ تھا کہ وہ جسے اپنی زندگی میں اہمیت دیتی اس سے دوگنی اہمیت و مقام کا مطالبہ کرتی ---- اگر وہ دانی کو اپنا دوست سمجھ کر بچپن سے اس کے ساتھ سب کچھ شیئر کر رہی تھی تو وہ چاہتی تھی کہ دانی ہر جگہ ہر وقت اسکے ساتھ کھڑا ہو ہمیشہ اسکی سائیڈ لے ---- یہی وجہ تھی کہ دانی کا ٹیم میں کام کرنا اسے پسند نہیں آیا تھا وہ چاہتی تھی کہ دانیال احمد سر شارق کو انکار کر کے ان کی انسلٹ کا بدلہ لے جبکہ ایسا بالکل ممکن نہیں تھا یہ اسکی جاب تھی اور سر شارق باس --- اپنی انا کو کچھ وقت کیلیے ایک طرف رکھ کر این الصبا نے دانیال کو کال ملائی --- جو پہلی بیل پر ہی رسیو کر لی گئی تھی

"ہیلو کیسی ہو این الصبا ؟ ؟ ؟ کتنی کالز کیں میں نے تمہیں بندہ کوئی جواب تو دیتا ہے" اسکی ناراضگی بھری آواز فون کے اسپیکر میں گونجی

"ٹھیک ہوں" اس نے احسان کرتے بتایا

"کہاں ہو ؟ ؟ ؟" دانی کی آواز میں تڑپ تھی

"جہنم میں" این الصبا غصے سے بولی

"غصہ کیوں ہو رہی ہو؟؟؟" وہ بے چارگی سے بولا

"ایک کام ہے تم سے"

"اسی لیے کال کی" دانی اپنے جذبات کا مذاق بنتے دیکھ رہا تھا

"بالکل---کوئی مسئلہ ہے؟؟؟" این الصبا تنکی

"نہیں بھئی بتاؤ کیا کام ہے؟؟؟ یہ مت کہنا بیلنس ڈلوادو" دانی نے قہقہہ لگاتے کہا

"اتنی غربت نہیں آئی ابھی مجھ پر"

"دیہاتی غریب ہوتے ہیں جہاں تک مجھے پتا ہے"

"اپنی جی کے ٹھیک کرلو اور اب منہ بند کر کے میری بات سن لو"

"ارشاد" دانی نے شرافت کا جامہ چڑھایا

"ملیحہ کے فرینڈز البم سے میں نے چند تصاویر لیں تھیں---اوہ ڈنس والے ڈرار میں رکھی ہوں گی---اُن کی پکچرز سینڈ کرنا" این الصبا نے سرسری انداز میں کہا

"وہاٹ؟؟؟ تم دتمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے این الصبا؟؟؟" دانی نے سختی سے پوچھا

"نہیں کرنی؟؟؟" این الصبا نے دو ٹوک انداز اپنایا

"یہ میرے اصولوں کے خلاف ہے"

"مجرم کی جانب جانے والی سیڑھی پر کھڑی ہوں مدد نہیں کروگے؟؟؟" این الصبا کو اپنی بات منوانا آتی تھی

"مطلب؟؟؟"

"تم وہ تصویریں سینڈ کرو میں پوری کہانی بعد میں بتاؤں گی" این الصبا نے بات سمیٹی

"کرتا ہوں مگر یہ بات تمہارے اور میرے درمیان رہے گی اگر سر شارق یا ڈی آئی جی کو پتا چل گیا کہ تم میرے تھرو کیس میں انوالو ہو تو ہمیں اسکا بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑ جائے گا" دانی نے اسے خبردار کیا

"کم آن دانی---ٹرسٹ می---این الصبا تمہیں پھنسنے نہیں دے گی"

"ہاں اتنی بڑی ہیروئن ہوتی تم تو آج میں کنوارہ نہ ہوتا" اس نے جل کر کہا

"تمہاری مدد لینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ میں تمہاری فضولیات بھی برداشت کروں---بائے" اس نے غصے سے فون بند کیا

Idiot!

اس نے تکیے کے نیچے سے لاکٹ چین نکالی--این الصبا کو چین دیکھ کر ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہے اسکی میموری کافی شارپ تھی پھر چین بھی اتنے لوکل

ڈیزائن کی نہیں تھی کہ اسے آسانی سے بھلایا جاسکتا--- پندرہ منٹ بعد اسے دانیال کا واٹس ایپ پر مسیج موصول ہوا--- پانچ چھ تصویریں تھیں

"یہ والی قریب سے لے کر بھیجو---لاکٹ نظر آئے" اس نے ایک تصویر کے رپلائی میں کہا--- کچھ دیر بعد دانیال نے تصویر اسے بھیج دی

این الصبا نے سیل فون میں لاکٹ چین کو زوم کیا اور سامنے رکھی چین کو بھی دیکھا دونوں میں رتی برابر فرق نہ تھا--- بالکل ایک جیسے ڈیزائن کی تھیں

"تو یہ ہے آپ کے اعلیٰ خاندان کی حقیقت بابا جان" این الصبا نے شدید نفرت سے سوچا---اسکا دل چاہا ابھی جائے اور اسفندیار کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے شہر لے جائے---بلکہ اس پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دے وہ اگر انسان ہوتا تو اس گھناؤنے عمل کے بعد کبھی زندہ نہ رہتا--- این الصبا کے اندر بھانبھڑ جل رہے تھے

"کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا تمہیں بخشے گی نہیں سردار اسفندیار خان یوسف زئی خاندان کا چراغ آندھیوں کی نذر ہوچکا ہے اور آندھی بھی این الصبا جسکے پرانے بھی بہت حساب کتاب ہیں حویلی والوں پر"

اس نے اپنے آپ سے عہد باندھ لیا تھا کہ اسفندیار کو اُس کے انجام تک پہنچا کر رہے گی اور جب اس نے کہہ دیا کہ وہ کرے گی تو وہ کر کے دکھائے گی

****

شام ساڑھے چھ کا وقت ہو رہا تھا وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آگئی---اِدھر اُدھر جھانکنے کے بعد کچن میں چلی گئی---جہاں پریشے کے علاوہ دونوں لڑکیاں مزارعے کی عورتوں کے ساتھ لگی کام نبٹا رہی تھیں---ان کے کپڑے پہننے کا ڈھنگ قبائلی علاقے کے رہنے والوں سے کچھ مختلف تھا یا پھر وہ آج شہر سے آئیں تھیں تبھی لیلن کی لانگ شرٹس کے ساتھ فلازو پہن رکھے تھے---سر پر دوپٹے جمے تھے

"تم لوگ اتنا سارا کھانا کس لیے بناتے ہو؟؟؟" این الصبا نے بڑے بڑے پتیلے دیکھ کر ناک چڑھائی---بادام کاٹتی گل ورین نے اس نازک سی لڑکی کو دیکھا اسے این الصبا ضرورت سے زیادہ دبلی پتلی لگی

"کھانے کیلیے"

"وہاٹ؟؟؟ اتنا کھانا کون کھاتا ہے" این الصبا نے کچن کی سلیب سے ٹیک لگائی

"جو لوگ کھاتے ہیں ان کی صحت نظر آتی ہے---آپ بھی کھایا کریں" گل ورین نے مصنوعی مسکراہٹ سجاتے کہا

"جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنا کھا لیتی ہوں" این الصبا نے بھی ویسی ہی مسکراہٹ سے جواب دیا

"گل ورین پلاؤ میں---"بختاور بیگم جلدی جلدی بولتی آرہی تھیں---این الصبا کو کچن میں دیکھ کر خاموش ہوگئیں

"تم یہاں کیا کررہی ہو؟؟؟"ان کی تیوری چڑھ چکی تھی

"ڈسکوڈانس "این الصبا ہنسی---

"یہ کھانے بنانے یہ نوکروں والے کام کرنا مجھے نہیں آتا"ان کے تاثرات اسے مزہ دے رہے تھے---تین چار بادام اٹھا کر اس نے منہ میں ڈالے اور کچن سے باہر نکل گئی

"یہ واپس کب جائے گی تائی؟؟؟"گل ورین نے پوچھا

"چلی جائے گی یہ بھی اسکی ماں ٹک سکی تھی جو یہ رہے گی"انہوں نے ہونہہ کرتے پلو سمیٹا اور میوہ جات تھال میں نکالنے لگیں

این الصبا نے دوپہر میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا اس کے پیٹ میں اب حقیقتاً چوہے دوڑ رہے تھے جس مقصد کیلیے کچن میں گئی تھی وہ تو پورا ہوا نہیں تھا منہ لٹکائے واپس آگئی تھی---لان میں ٹہلنا شروع کیا مگر بھوک تھی کہ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی---اندر لانج میں آکر اس نے ملازمہ سے کچھ کھانے کا لانے کو کہا---وہ چائے کے ساتھ چنے کی دال کا حلوہ لے آئی---این الصبا کا دل چاہا پلیٹ اٹھا کر اسکے منہ پر مار دے---این الصبا نے اپنا سر پکڑلیا

"اسے لے جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میرا ایٹر گھوم جائے" بھوک کی شدت اتنی تھی کہ غصے سے رگیں پھڑپھڑانے لگیں

"دفع ہو جاؤ اسے اُٹھاؤ یہاں سے" اسکی دھاڑ اندر آتے اسفندیار نے بھی سنی تھی--- صوفے سے نیچے اُتر کر اس نے سلیپرز پہنے اور کچن میں آگئی

"ہٹو--ہٹو سامنے سے" چولہے کے پاس موجود گل ورین اسکے غصے کے بلنک کرتے لال نشان پر تھی

"آلو ہیں؟؟؟" ملازمہ نے اسے آلو پکڑائے---این الصبا نے پاس پڑے اسٹینڈ سے چھری اُتاری تیزی سے آلو کاٹے

"پیاز اور شملہ مرچ لادو--- دھنیہ بھی" ملازمہ اسکی مطلوبہ اشیاء لاتی رہی

ساری سبزیاں کاٹ کر کالی مرچ ڈال کر فرائی کیں-- ملازمہ نے تازی تازی روٹی بنا کر دی وہ کھا کر چائے پی پھر جا کر اسے سکون آیا--- درحقیقت حویلی والوں کو سکون آیا جب تک وہ کچن میں رہی کوئی اسکے پاس نہ بھٹکا ایک گلے کا حوصلہ تھا---اب اسے سکون سے چائے پیتا دیکھ کر اسفندیار نے جھرجھری لی اس میں حویلی والوں عورتوں جیسی ایک بھی خصلت نہیں تھی

بختاور بیگم سوچ رہی تھیں کہ جس طرح سبزیاں کاٹ کر دو چمچ آئل میں اس نے فرائی کی تھیں صاف پتا چل رہا تھا کہ اسے کوکنگ کرنی آتی ہے جب کہ وہ انہیں کہہ رہی تھی کہ یہ نوکروں والے کام اس سے نہیں ہوتے

****

سامنے دیوار گیر گھڑی کو دیکھتے اسفندیار چند دنوں پہلے ہونے والے عجیب و غریب حادثے کے بارے میں سوچ رہا تھا اسکا ضمیر اسے بار بار ملامت کرتا---رات کی نیند دن کا سکون حرام ہو رہا تھا---وہ یہ سب کر کے خوش نہیں تھا اسکا اندر تڑپ رہا تھا کوئی بار بار اسے جھنجھوڑ دیتا---چیختا کہ میرے ساتھ انصاف کرو

"یہاں کوئی بیٹھا تھا---میں نے آواز دی تو بھاگنے لگا مگر بیچارہ پیر مڑنے سے نیچے گر گیا"

این الصبا کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی---اسفندیار نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں پھر اُٹھ کر بیٹھ گیا---کشادہ پیشانی پسینے سے بھیگنے لگی---اسکا دم گھٹنے لگا وہ بھاگنے کے انداز میں کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آگیا---ابھی اس نے سانس بھی ٹھیک سے نہیں لی ہوگی کہ اونچی آواز میں گانے چلنے کی آواز آنے لگی

"دل چوری ساڈا ہو گیا

اوئے کی کریے, کی کریے

دل چوری ساڈا ہو گیا

اوئے کی کریے, کی کریے"

یہ آواز کہاں سے آرہی ہے ؟ ؟ ؟ اسفندیار نے آواز کے تعاقب میں چلنا شروع کیا---

والیم بڑھتا جا رہا تھا

"اور تیز, اور تیز" این الصبا نے ریموٹ سے آواز اور بڑھا دی ٹی وی پر لال نشان شو ہونے لگا کہ والیم ستر سے زیادہ جا رہا تھا

"نینوں میں کسی کے کھو گیا

اوئے کی کریے, کی کریے"

یہ آواز تو این الصبا کے کمرے سے آرہی ہے

"یہ آواز تو این الصبا کے کمرے سے آرہی ہے" اسفندیار اسکے کمرے کے بزدیک پہنچ گیا تھا--- گانے کی آواز بدستور فل والیم میں جاری تھی--- بائیں ہاتھ سے کنپٹی سہلاتے اسفند یار نے اپنے بکھرے بکھرے ذہن کو قابو کرنا چاہا

دروازہ زور زور سے بجایا جا رہا تھا--- این الصبا نے اپنے بیگ سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا

"لائٹر کہاں ہے؟؟؟ افففف "اس نے پورا ہینڈ بیگ الٹ دیا-- چاکلیٹس اور بسکٹس کا کچرا, لپ اسٹک, جوڑا پنز, ٹشو پیپرز اسکے علاوہ چند کارڈز سب بیڈ پر ڈھیر تھا--- سائیڈ ڈرار چیک کیے بالا آخر لائٹر مل گیا--- دروازہ پیٹنے والے کا صبر اب آخری سانسیں لے رہا تھا---

این الصبا نے جھٹ سے جا کر دروازہ کھولا-- سامنے ہی تنے نقوش لیے سردار اسفندیار خان کھڑا تھا

"کیا ہے؟؟؟ "این الصبا نے چیخ کر پوچھا--- میوزک کی تیز آواز کی بناء پر اسے چیخنا پڑا تھا--- دروازے کے دونوں پٹ تھامے وہ اسکے سامنے دیوار سی بن کر کھڑی تھی--- اسفندیار اسے سائیڈ پر کرتا اندر گھس آیا--- این الصبا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا--- دروازے سے پلٹ کر وہ بھی اندر آ چکی تھی اسفندیار تکیے اٹھا کر ریموٹ ڈھونڈ رہا تھا--- بیڈ پر چھوٹی سی ڈھیری لگی چیزوں پر نظر پڑتے ہی اس نے این الصبا کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہی تھی--- بیڈ پر سے ریموٹ اٹھا کر اس نے والیم کم کرنا ابھی شروع ہی کیا تھا کہ پریشے, گل ورین, گل زرین بختاور بیگم سب اوپر چلے آئے اسکے کمرے کے باہر کھڑے تھے--- اسفندیار والیم کم کر رہا تھا جب بختاور بیگم ایک ہاتھ سے دروازہ دھکیلتے اندر آ گئیں--- رات کے اس وقت این الصبا کے کمرے میں اسفندیار خان کو دیکھ کر گل ورین کے پورے جسم پر چیونٹیاں کاٹنے لگیں اس تکلیف میں شدت کا باعث این الصبا کا شب خوابی کا لباس بھی تھا

"اتنی تیز آواز میں یہ بیہودہ کلام کس لیے لگایا تھا لڑکی "آواز کے بند ہونے پر بختاور بیگم کٹیلے لہجے میں مخاطب ہوئیں

"اسے سانگ کہتے ہیں---اردو میں گانا" این الصبا نے لطیف سا طنز کیا پھر لائٹر جلا کر مٹھی میں دبا سگریٹ سامنے کیا--- تینوں لڑکیاں اور بختاور بیگم اسکی دیدہ دلیری اور بے شرمی پر دنگ رہ گئیں---این الصبا نے سگریٹ کو شعلہ دکھایا---لائٹر سے نکلتے شعلے اسکے چہرے کے قدرے قریب تھے نارنجی روشنی نے پل بھر کو اسکے صبیح چہرہ کا حصار کیا تھا

"کیا ہو رہا ہے اوپر؟؟؟ کیا تماشا لگایا ہوا آدھی رات کو" انیا پہلے تو اپنے کمرے میں پڑی انتظار کرتی رہیں کہ بختاور بیگم واپس آکر پورا ماجرا سنائیں گی پھر صبر نہ ہونے کی صورت میں لانج میں آکر اوپر جانے والی سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہو گئیں--- گھٹنوں کے درد کے باعث وہ سیڑھیاں نہ ہونے کے برابر چڑھتی تھیں

"اوہ" این الصبا نے ہونٹوں کو معنی خیزی سے سکیڑا پھر جھٹ کمرے سے باہر نکل آئی

"اسلام و علیکم انیا" سیڑھیوں کے ایک کنارے پر وہ کھڑی تھی تو دوسری پر انیا وہ اوپر کھڑی تھی اور انیا نیچے---انیا کے ماتھے پر بے شمار شکنیں ابھر آئیں---مانو کلیجہ جل سڑ گیا تھا این الصبا کی شکل دیکھ کر

For more visit (exponovels.com)

"تماشا تو نہیں محفل لگانے کی کوشش کر رہے ہیں آخر کو میری کزن کی شادی ہے---
ہمارے یہاں تو شادیوں پر ایسے ہی اونچی آواز میں گانے بجتے ہیں یہاں تو سناٹا ہوا پڑا ہے
لگ ہی نہیں رہا کہ شادی والے گھر میں آئی ہوں میں" این الصبا اتنی بلند آواز میں تو بول
رہی تھی کہ سیڑھیوں کے دوسرے کنارے کھڑی انیا با آسانی سن سکتی تھیں---این
الصبا کے دائیں ہاتھ کی سفید مخروطی اُنگلیوں میں دبی سگریٹ سلگ رہی تھی
"پلیز آپ سب جا کر سو جائیں" اس سے پہلے کہ وہاں موجود کوئی بھی شخص این الصبا کو
جواب دیتا اسفندیار نے نہایت ہی بیزاری سے حکم دیا
"پریشے انیا کو لے کر جاؤ" انیا نے اسفندیار کے کوفت زدہ چہرے کو ایک نظر دیکھا اور بغیر
کچھ کہے واپس چلی گئیں---سارے آہستہ آہستہ اپنے اپنے کمروں میں جانے لگے این
الصبا بھی اپنے روم میں آگئی
اسکا ارادہ سگریٹ کو پھینکنے کا تھا مگر اپنے پیچھے کھٹ کی آواز سے دروازہ کھلتے دیکھ کر اس
نے اپنا ارادہ ترک کر دیا--- بھنویں اچکاتے اس نے اسفندیار سے اسکے اندر آنے کا مقصد
پوچھا---اسفندیار نے جواب دینے کے بجائے اپنے اور اسکے درمیان کا فاصلہ سمیٹنا
شروع کر دیا یہاں تک کہ چند قدموں کی دوری رہ گئی---اسفندیار اسکی انگلیوں میں دبی
سلگتی سگریٹ کو دیکھ کر طنزیہ مسکرایا---این الصبا نے سگریٹ ہونٹوں کو لگا لی پہلے تو

کبھی پی نہیں تھی سوچا دھواں ہی چھوڑنا ہے مگر برا ہو قسمت کا دھواں باہر چھوڑنے کے بجائے وہ حلق میں لے گئ---کھانسنے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوگیا---اسفندیار نے پانی کا گلاس بھر کر اسے پکڑایا---این الصبا بیڈ پر بیٹھ کر پانی پینے لگی اسکی کھانسی کو بریک لگ چکا تھا---اسفندیار نے جھک کر اسکی انگلیوں میں دبی سگریٹ نکالی اور بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی سطح پر مسل دی

"کتنا گندا ٹیسٹ ہے اسکا اخ" این الصبا نے جھرجھری لیتے ہاتھ کی پشت سے ہونٹ رگڑے

"صحیح کہہ رہی ہیں آپ---مجھے بھی سگریٹ کا ٹیسٹ پسند نہیں آیا تھا جب پہلی بار پی تھی" اس نے پہلی پر خاصا زور دیا تھا---این الصبا جو یہ تاثر دینا چاہ رہی تھی کہ سگریٹ نوشی اسکا معمول ہے اپنا راز فاش ہوتے دیکھ کر ہونٹ کاٹنے لگی---اسفندیار سینے پر ہاتھ باندھے اسکے چہرے پر نظریں گاڑے کھڑا تھا

"کس بات کا ڈر ہے آپ کو؟؟؟" اسکے جملے پر این الصبا نے جھٹکے سے سر اٹھایا

"میں آپ سے شادی کرنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں رکھتا---حویلی والوں کو آپ پسند نہیں ہیں اتنا کافی ہے اپنے آپ کو برا مت بنائیں اُن کی نظروں میں---وہ وہی دیکھ رہے ہیں جو آپ دکھا رہی ہیں" تو سردار اسفندیار خان نے خود اسے ریجکٹ کر دیا تھا

For more visit (exponovels.com)

"آپ اچھی ہیں مگر اسفندیار خان کے ٹائپ کی نہیں ہیں" اس نے این الصبا کی تحیر میں ڈوبی سیاہ ساحر آنکھوں میں دیکھتے کہا---این الصبا جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی ہاتھ میں پکڑا گلاس سائیڈ ڈرار پر زور سے پٹخا اتنی زور سے کہ گلاس میں سے پانی جھلک کر اسکا ہاتھ گیلے کر گیا

"تمہاری ٹائپ؟؟؟" این الصبا نے تمسخرانہ انداز میں بولتے سینے پر ہاتھ باندھے اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتی کہنے لگی

"تمہاری ٹائپ کی لڑکی این الصبا ہو بھی نہیں سکتی--- تم لوگوں کی ٹائپ پتا ہے کیا ہے؟؟؟ کئی کنال کی زمینیں اور یوسف زئی خاندان کے نام کا سٹامپ" این الصبا نے اپنی بائیں ہتھیلی پر دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر سٹامپ کے انداز میں ماری

"ہاں اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ این الصبا کو اس بات کا ڈر ہے کہ اُسے زبردستی کسی رشتے میں نہ باندھ دیا جائے تو ایک بات ذہن نشین کر لو---" وہ ٹھہری

"این الصبا اپنی زندگی کے فیصلے خود لیتی ہے" انگلی اٹھا کر اس نے وارن کیا---اسفندیار سپاٹ چہرے کے ساتھ اسکی تمام باتیں سنتا رہا

For more visit (exponovels.com)

"مجھے آپ کہہ کر مخاطب کرتی تو میں تب بھی تمہاری ساری باتیں ذہین نشین کرلیتا" اسفند یار نے صرف ایک جملہ کہا تھا اسکی تلخ باتوں کے جواب میں---این الصبا کے غصیلے تاثرات کو نظر انداز کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکے کمرے سے نکل گیا

"یہ بتائے گا مجھے اپنی ٹائپ "idiot

****

آج پھر وہ صبح سویرے منہ اندھیرے اٹھ چکی تھی این الصبا اتنا تو جان گئی تھی کہ ملیحہ کے کیس کے ساتھ اسفندیار خان کا کوئی نہ کوئی تعلق تو ہے اور وہ تعلق کیا ہے اسے یہ پتا لگانا تھا اتنا تو وہ جانتی تھی کہ آج نہیں تو کل پی ایف ایس اے مجرم تک پہنچ جائے گی---

Canon کا کیمرہ اٹھا کر اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ریڈ لپ اسٹک اٹھا کر لبوں پر سجالی بالکل گلاب کی پنکھڑیاں لگ رہے تھے--- باریک باریک سی دو پنکھڑیاں باہم ملا کر اس نے سیاہ رنگ کی کرتی اور پجامے میں دمکتے اپنے وجود کا عکس شیشے میں دیکھا---آج ہلکی ہلکی سردی پڑ رہی تھی گہرے کتھئی رنگ کی شال اس نے دائیں کندھے پر ڈال کر پیچھے سے لے جا کر بائیں بازو پر ڈال لی---کیمرہ اٹھا کر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کی ایک تصویر اُتاری اور مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی--- باڑے میں آج اسفندیار نہیں تھا اسکا گھوڑا بھی غائب تھا--- آدمی ابھی پانی کی بالٹی بھر کر باڑے کی طرف لے کر جا رہا تھا مطلب آج این

الصبا پچھلی صبح سے بھی جلدی اٹھ گئی تھی--- آدمی کی حیرت بھری نظروں کو سرے سے نظرانداز کرتی وہ باڑے کے بیرونی دروازے سے نکل گئی--- سامنے سے ایک آدمی کندھے پر بالن اٹھائے لے جارہا تھا--- این الصبا کو سر سے پیر تک دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جبکہ وہ سڑک پر تقریباً لیٹ چکی تھی گھٹنے نیچے ٹکائے لمبی کچی سڑک پر بکھرے پتوں اور لمبی قطار دختوں کی اپنے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کررہی تھی--- اسکا فوکس بہت کمال تھا اور فریم بھی مکمل لیتی تھی--- بی ایس کے لاسٹ ائیر اور ماسٹر کے دوران اس نے دو اخبارات میں فوٹو جرنلسٹ کے طور پر بھی کام کیا تھا فوٹوگرافی کا شوق شروع سے ہی تھا اسے

"آئندہ اُس طرف مت جانا" پہاڑ کی جانب جاتے اونچے نیچے راستے پر چلتے اسکے کانوں میں اسفندیار کی آواز گونجی تھی

"اُس طرف کیا ہے ایسا کہ سردار اسفندیار خان نے این الصبا کو جانے سے منع کیا" این الصبا اپنے ہر اقدام پر پُراعتماد تھی موسم کا مزہ لیتے وہ پہاڑ تک پہنچ گئی تھی "کتنا خوبصورت ہے" این الصبا کو لگا اگر وہ تھوڑی سی اونچی ہوجائے تو بادلوں کو محسوس کرسکے گی

"کوئی ہے" دونوں ہتھیلیوں کو ہونٹوں کے کناروں پر رکھ کر اس نے پہاڑ کی گہرائی میں جھکتے آواز لگائی--- آواز واپس آ چکی تھی این الصبا نے دونوں ہاتھ لمبے کر کے بھرپور مسکراہٹ سے بھیگی ہوا میں گونجتی اپنی آواز کو محسوس کیا

"اس سے خوبصورت و حسین لمحہ میری پوری زندگی میں کبھی نہیں آیا" بے اختیار سوچ تھی

"این الصبا" اس نے دوبارہ آواز لگائی

"آہ" این الصبا کو اپنی کمر پر کسی پتھر کی ضرب محسوس ہوئی تھی اس نے فوراً مُڑ کر دیکھا--- گردن میں ایک گٹھلی سی اُبھر کر معدوم ہو گئی تھی--- این الصبا نے گھوم کر چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی ایک طرف اونچی نیچی سڑک تھی اور پیچھے بڑے بڑے سفیدے کے درخت اور وہ پہاڑ پر کھڑی تھی جہاں سے نیچے دیکھنے پر اندھیرا نظر آتا اور دل خوف میں ڈوب جاتا--- این الصبا کو دوبارہ اپنی کمر پر پتھر کی ضرب لگی

"کون ہے؟؟؟" وہ پورا زور لگا کر چلائی--- اسکا تنفس تیز ہونے لگا--- اسکے پیر کے پاس پتھر نہیں بلکہ سفید کاغذ کا گولا پڑا تھا اس نے کھولا اندر پتھر تھا اور کاغذ پر چند سطریں درج تھیں

"میں ہوں پاگل!!!

آپ مجھ سے ملنے آئی ہیں؟؟؟ مت آیا کریں سردار اسفندیار خان کو میرا کسی سے ملنا پسند نہیں ہے--- جب سے میں پاگل ہوا ہوں اُس نے گاؤں والوں کا اس پہاڑ پر آنا منع کر دیا ہے--- آپ کو ہنسی آ رہی ہوگی یہ پڑھ کر آپ سوچ رہی ہوں گی کہ دنیا کا پہلا پاگل ہے جو خود کو پاگل کہہ رہا ہے--- شی شور مت کریں بس خاموشی سے کھڑی رہیں" آگے دو ہونٹوں پر شہادت کی انگلی رکھی ہوئی تھی نیچے جلی حرف میں silence لکھا تھا--- این الصبا لاکھ بہادر سہی مگر اس وقت یہ پہاڑی کچا علاقہ, اندھیر کھائی, جنات کی مانند دراز قد سفیدے کے درخت اس پر یہ عجیب و غریب خط این الصبا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی پیدا ہوئی تھی "کون ہے؟؟؟" اسکی آواز میں واضح کپکپاہٹ محسوس کی جا سکتی تھی--- اسے لگا سفیدے کے درختوں کی اوٹ میں کوئی ہے--- شال پر گرفت مضبوط کرتی وہ پہاڑ سے اوپر آئی اور درختوں سے بھرے جنگل کے پاس رک گئی

"کون ہے وہاں؟؟؟" اسے لگا اسفندیار اسے ڈرانا چاہ رہا ہے یہ اُسکی کوئی سازش بھی ہو سکتی ہے--- اپنے پیچھے کسی مدھم سی آہٹ کی آواز آئی اور این الصبا پیچھے دیکھے بغیر ہی درختوں کے جھنڈ میں گھس گئی--- وہ پوری رفتار سے بھاگ رہی تھی-- اسکی شال گر پڑ رہی تھی--- پیروں کے نیچے آنے والے سوکھے پتوں کی چرچراہٹ بھی اسے خوف زدہ کر رہی تھی--- دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ چکی تھی این الصبا کو اس لمحے محسوس ہوا تھا کہ اسفند

یار کو نیچا دکھانے کے چکر میں وہ اپنی ذات کے ساتھ دشمنی کر بیٹھی تھی--- جیسا کہ اس نے سن رکھا تھا کہ قبائلی علاقوں میں دشمنیاں نبھانا غیرت و مردانگی کی علامت ہے---قتل و غارت, اغوا ان کے یہاں عام باتیں ہیں اور بدرالزمان تو تھے ہی گاؤں کے سردار اور جرگے کے پانچ مشران میں سے ایک تھے--- بھاگ بھاگ کر اسکا سانس پھول چکا تھا کیمرہ پتا نہیں کب کہاں گرا تھا بالوں کا ٹائٹ بنا جوڑا بھی ڈھیلا پڑ چکا تھا--- درخت ہی درخت تھے اس نے چاروں طرف سر گھما کر دیکھا پھر ایک سمت میں بھاگی---اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہو رہی تھی اس نے بھاگتے بھاگتے پیچھے مڑ کر دیکھا

"آآآآآ" سامنے کون تھا وہ دیکھ نہ سکی مگر کسی فولادی شے سے ٹکرا کر دو قدم واپس آئی تھی اگر اپنا توازن قائم نہ رکھتی تو زمین بوس ہو چکی ہوتی--- سیاہ شلوار سوٹ میں کہنیوں تک بازو فولڈ کیے---ایک ہاتھ میں نائن ایم ایم کی پسٹل پکڑے وہ سردار اسفندیار خان تھا این الصبا کو اسکے چہرے پر اجنبیت اور سفاکیت نظر آئی تھی وہ عجیب سی نظروں سے اسے گھور رہا تھا--- ٹکرانے کے باعث این الصبا کا آدھا جوڑا کھل چکا تھا شال کندھے سے ہوتی زمین پر لٹک رہی تھی

"وہ---کک---" این الصبا کے ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے--- درختوں کے اس جھنڈ میں سائیں سائیں ہو رہی تھی این الصبا نے قدم زمین پر جمائے تو خشک زرد پتے کی چرچراہٹ

کی آواز بھی صاف گونجی تھی---اسفندیار بجلی کی رفتار سے اسکی جانب لپکا نہایت جارحانہ انداز میں اسکے بازو میں اپنی انگلیاں پیوست کر دیں

"منع کیا تھا نا یہاں آنے سے؟؟؟"اسکی آواز دھیمی مگر غراہٹ بلند تھی---این الصبا کبھی اتنی خوفزدہ نہیں ہوئی تھی جتنی اس سے ہو رہی تھی---ملیحہ کی لاش کا منظر اسکی ٹانگوں میں کپکپی پیدا کر گیا

"مم---"این الصبا نے کچھ کہنا چاہا تھا---اسفندیار نے اسے پیچھے لگے درخت پر دھکا دیا---این الصبا کا سر بری طرح دیوار سے ٹکرایا---شال گر گئی---لمبے سیاہ بال بکھر گئے---اسکی چیخ کافی بلند تھی

"تمھیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی؟؟؟"اس نے این الصبا کے چہرے کو اپنے مضبوط ہاتھ میں جکڑلیا این الصبا کو لگا اسکے جبڑے تک ٹوٹ گئے ہیں---زندگی میں پہلی بار کسی مرد کے سامنے اسکے آنسو نکلے تھے---خوف ہی خوف تھا دہشت ایسی کہ لگتا تھا اگر زندہ بچ بھی گئی تو اس منظر کی خوفناکی چبا لے گی

"کیوں آئی ہو یہاں؟؟؟"اسفندیار دھاڑا ساتھ ہی اسے بازو سے دبوچ کر زمین پر دھکا دیا

"ڈر کیوں رہی ہو؟؟؟ کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا نے لاء انفورسمنٹ کی ٹریننگ نہیں لی؟؟؟ اتنا خوف؟؟؟ "این الصبا نے کہنی موڑ کر آنسو صاف کیے--- وہ گھٹنے کے بل پر اسکے قریب بیٹھا تھا

"میں نے آپ سے بہت شرافت سے بات کی مگر وہ کیا ہے نا تم شہری لڑکیاں اپنے آپ کو بڑی توپ چیز سمجھتی ہو--- تم سے شرافت سے بات کیا کرلی تم نے تو اسفندیار کو ہلکا ہی لے لیا" اس نے این الصبا کی ہرنی کی مانند دہشت سے پھٹی موٹی موٹی آنکھوں میں جھانکتے کہا--- یہی موقع تھا این الصبا نے اپنے جوگرز میں مقید دایاں پیر زور سے اسفندیار کے پیٹ میں مارا وہ پیٹھ کے بل گرا تھا اسے این الصبا سے اس حملے کی توقع نہیں تھی--- این الصبا موقع ملتے ہی اٹھ کر بھاگ گئی مگر اسکی قسمت اتنی اچھی نہیں تھی-- تھوڑا سا بھی دور نہیں گئی تھی کہ اسفندیار نے آگے آکر اسکا راستہ کاٹ لیا

این الصبا اُلٹے قدم پیچھے ہٹنے لگی--- اسکی آنکھوں میں نمی اب بھی تھی اور اسفندیار کے چہرے پر سختی قائم تھی--- این الصبا جتنے قدم پیچھے اٹھا رہی تھی اسفندیار اتنے قدم ہی آگے لے رہا تھا

"بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے--- تحمل سے یہاں بیٹھ کر میری بات سن لو" اسفندیار نے درخت کے پاس پڑے پتھر کی طرف اشارہ کیا تو این الصبا نا چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی کہ

ایک انسان ہونے کے باعث اسے موت سے خوف آ رہا تھا---اسفندیار اسکے بیٹھتے ہی خود بھی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا---پسٹل اسکے ہاتھ میں تھا این الصبا کی نظر آ جا کر اسکے لوڈڈ پسٹل پر رُک جاتی---اسفندیار اب اپنی کنپٹی مسل رہا تھا--- پھر لمبے لمبے سانس لینے لگا این الصبا اسکے بولنے کی منتظر تھی---اس نے ایک ہاتھ پتھر پر رکھ کر اسکے فرار کا آدھا راستہ بند کر رکھا تھا

"listenI"

وہ ٹھہرا---این الصبا اسکو کشمکش میں ڈوبا دیکھ رہی تھی

Iapologizeforbeingrude"

"روڈ؟؟؟" این الصبا نے تعجب سے اسے دیکھا اسکا دل چاہا کوئی وزنی پتھر اس پاگل آدمی کے سر پر دے مارے وہ اسکی جان لینے والا تھا اور اب؟؟؟

"دیکھو بات اتنی سی ہے کہ میں چاہتا ہوں تم حویلی سے چلی جاؤ--- تم کل واپس لاہور جا رہی ہو--- جا رہی ہو نا؟؟؟" حکم دینے کے بعد اس نے اپنی تسلی کیلیے سوال کیا---این الصبا اسے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی

****

"انیا آپ اِن سے بات کیوں نہیں کرتیں گلورین کے ہوتے ہوئے ہمیں کیا ضرورت ہے باہر رشتہ دیکھنے کی؟؟؟" بختاور بیگم نے چائے کی ٹرالی اپنے قریب کرتے ٹرے میں سے کپ اٹھایا اور کیتلی سے گرم دودھ اُنڈیلنے لگیں

"بدرالزمان کے دماغ میں جانے کیا کھچڑی پک رہی ہے ذرا فارغ ہو تو میں اس سے واضح بات کرتی ہوں کہ یہ کیا کھیل کھیل رہا ہے" انہوں نے تسبیح کے دانے گراتے چائے بناتی بہو کو دیکھتے کہا

"این الصبا کسی لحاظ سے بھی حویلی کی بہو بننے کے قابل نہیں ہے" انہوں نے این الصبا کے بارے میں رائے قائم کی

"وہ لڑکی ہے؟؟؟ افلاطون ہے, افلاطون" انیا نے کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کہا

"گل ورین اور این الصبا کا کیا مقابلہ کہاں گل ورین اپنے رسم و رواجوں کو سمجھنے والی بڑوں کا ادب و لحاظ کرنے والی سر جھکا کر رکھنے والی گھر گرہستی میں ماہر اور کہاں این الصبا جسے نہ پہننے کا پتا ہے نا بات کرنے کی تمیز اور اپنے آپ کو بڑی میم سمجھتی ہے" انہیں گل ورین ہر لحاظ سے این الصبا سے بہتر لگی تھی

"تم کچھ نہیں بولنا ہم خود بات کریں گے بدر سے---- اپنے بھائی کی بیٹی کو چھوڑ کر وہ اُس غیر عورت کی اولاد کو اہمیت دے رہا ہے--- تم بے فکر رہو ہماری مرضی کے بغیر حویلی

For more visit (exponovels.com)

میں چڑیا پر بھی نہیں مار سکتی اسفندیار کی شادی تو دور کی بات ہے "انہیں اپنے آپ پر مکمل بھروسہ تھا کہ ان کا فیصلہ ہی مقدم جانا جائے گا--- گل ورین ان کے چھوٹے بیٹے کی اولاد تھی اس پر این الصبا کو فوقیت دینا ناممکنات میں سے تھا

"جا رہی ہو نا؟؟؟ "اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا--- آنکھوں کے سُرخ ڈورے این الصبا کو دھمکا رہے تھے--- این الصبا نے اثبات میں سر ہلاتے اپنے آرٹسٹک ہاتھوں سے بھیگے گال صاف کیے

"that'swhatIwasexpectingfromyou"

سردار اسفندیار خان نے اپنا ہاتھ پتھر کی سطح سے ہٹا کر اسے آزار کیا--- این الصبا کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا غزالی آنکھیں گلابی عارضوں پر سجدہ ریز تھیں--- اسکا یہ بزدلوں والا انداز اسفندیار کو بہت اپیل کر رہا تھا ورنہ وہ اسے کسی اڑیل گھوڑے سے کم نہیں جانتا تھا--اسے نرم گرم نظروں سے دیکھتے وہ پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا--- این الصبا کی شال اٹھا کر لایا

"لو" شال این الصبا کو دیتے ہوئے اس نے این الصبا کی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا

"تمہارا کیمرہ کہاں ہے؟؟؟" اسفندیار نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ اسے اس انداز میں مخاطب کرے گا وہ اسے بہت نڈر، بہادر اور ضدی سمجھتا تھا

"پتا نہیں" وہ اب تک رو رہی تھی---اسکے رخسار سوکھنے کا نام نہیں لے رہے تھے

"چلو اٹھو-- جم گئی ہو کیا؟؟؟" اسفندیار نے جھنجھلا کر کہا تو وہ مرے مرے انداز میں درخت کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی---- وہ ایسے آگے آگے چل رہا تھا گویا اسکے ساتھ اسکا سایہ بھی نہ ہو--- چلتے چلتے جب وہ ان درختوں کے جھنڈ سے نکلنے والے تھے تو اسفندیار کو زمین پر پڑا اسکا کیمرہ نظر آ گیا---اس نے کیمرہ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا اور پسٹل کرتے کی جیب میں ڈال لی---- حویلی کے مین گیٹ سے وہ اندر داخل ہوئے تھے تمام ملازم این الصبا کے چہرے پر آنسوؤں کے نشان اور کپڑوں پر لگی دھول, بکھرے بال دیکھ کر حیران ہو رہے تھے---وہ خاموشی سے آگے آگے چل رہی تھی---اسفندیار اب اسکے ساتھ پہنچ گیا تھا

"مجھے تم کل حویلی میں نظر نہ آؤ" اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں کہہ کر وہ اس سے آگے نکل کر حویلی کے داخلی دروازے سے اندر جا چکا تھا

"یہ یہ اسے کیا ہوا ہے؟؟؟" لانج میں ہی انیا سے سامنا ہو گیا اسفندیار کے پیچھے آتی این الصبا کو دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں---این الصبا کا سر جھکا ہوا تھا

"کچھ نہیں پہاڑ والے راستے پر چلی گئی تھی وہاں جو پاگل رہتا ہے اسی سے ڈر کر جنگل کی جانب بھاگ گئی وہاں سے ڈھونڈ کر لا رہا ہوں" اسفندیار اسکا کیمرہ میز پر رکھ کر صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا

"گُلے "اس نے حویلی کی خاص ملازمہ کو آواز لگائی

"جی خان لالہ "جھکے سے کے ساتھ ملازمہ حاضر ہوئی

"دیکھوانہیں چوٹ تو نہیں لگی کہیں "این الصبا ابھی تک کھڑی تھی---اسفندیار کے حکم پر ملازمہ نے این الصبا کو دیکھا

"I'mfine"

اپنا کیمرہ میز سے اٹھا کر اس نے ایک نظر اپنے بالکل سامنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے اسفندیار کو دیکھ کر کہا اور سیڑھیوں کی جانب چل پڑی

"یہ اُس طرف کیوں گئی تھی؟؟؟ اگر وہ پاگل آدمی اسے نقصان پہنچا دیتا تو؟؟؟ "بختاور بیگم پریشانی سے گویا ہوئیں---اسفندیار نے کندھے اچکائے

جیسے کہہ رہا ہو مجھے کیا؟

****

کمرے میں آکر اس نے زور سے دروازہ بند کیا کیمرہ شال بیڈ پر پھینکے اور اوندھے منہ بستر پر ڈھیر ہوگئی

اسکے مسلسل رونے کے پیچھے وجہ صرف ایک تھی وہ ڈر گئی تھی اور یہی چیز اسے رُلا رہی تھی، بے چین کر رہی تھی کہ اسکی بہادری کا خول اسکے دشمن نے اتار پھینکا وہ پہلی سیڑھی پر ہی اسکی بزدلی کا تماشا دیکھ چکا تھا---اسے اپنے آپ پر شرمندگی ہو رہی تھی وہ خود کو بہت مضبوط اور بہادر سمجھتی تھی---بغیر سہارے کے جینے کی عادت تھی اسے وہ بھی ایسے ملک میں جہاں لڑکیوں کا اکیلے نکلنا محال ہے عذابِ جان ہے کہ درندے تاک میں بیٹھے رہتے ہیں---میٹرک کے بعد ڈرائیونگ سیکھی اور اسکے بعد اپنا آنا جانا اسکے خود کے ذمے ہوتا ویران سڑکوں پر بھی دھڑلے سے گاڑی لے کر نکل جاتی کرائم سین کی تفتیش کیلیے کوئی بھی علاقہ ہو یا کوئی بھی جگہ وہ حاضر ہوتی مگر آج ایک سنسان جنگل نما جگہ میں اسفندیار کو دیکھ کر وہ اتنا ڈر گئی اسکا اتنا خوف لیا کہ اُسکے آگے سر جھکا دیا، ہتھیار ڈال دیے کیوں؟؟؟ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا---وہ ڈری صرف ایک لمحے کو تھی اور اسی لمحے میں وہ اس پر حاوی ہوگیا تھا

موبائل پر ہوتی رنگ نے اسے متوجہ کیا---آنکھیں رگڑتی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اپنے ہینڈ بیگ سے سمارٹ فون نکالا

For more visit (exponovels.com)

دانی کالنگ دیکھ کر اس نے کال کاٹ دی کہ ابھی وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ کسی سے بات کر سکتی--- پھر کال آنے لگی

"این الصبا ارجنٹ کام ہے کال اٹھاؤ" دانیال کا پیغام موصول ہوا--- کال پھر آنے لگی

اس نے یس کا بٹن پُش کیا

"ہیلو" مری مری آواز نکلی

"ہیلو, کیا ہوا؟ کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟؟؟" اس نے چھوٹتے ہی سوال پوچھا

"بتاؤ کیا کام ہے ارجنٹ؟؟؟" این الصبا نے گال رگڑے وہ کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی

"تم نے پوچھا تھا کہ وہ نمبر کس کا ہے. جس پر سے ملیحہ کو حادثے سے پہلے کال آئی تھی"

"ہاں پتا چلا؟؟؟" این الصبا نے جھک کر جوگرز اتارے

"پتا بھی چل گیا اور تفتیش کیلیے اسے انسپیکٹر حیدر نے پولیس اسٹیشن بھی بلایا تھا" دانی کے کہنے پر جوگرز اتارتے این الصبا کے ہاتھ سست پڑ گئے

"کس کا نمبر تھا؟؟؟" اسکی آواز بہت دھیمی ہو گئی

"کیا بتاؤں یار مشرق اور مغرب کا بھلا کوئی کنکشن بن سکتا ہے؟؟؟ وہ کوئی قبائلی علاقے کا رہنے والا ہے مالاکنڈ سے آگے کسی گاؤں کا--- فائل میں اسفندیار نام درج ہے---

انسپیکٹر حیدر نے اسے مس انفاریشن کے کالم میں ڈال دیا ہے کہ وہ نمبر صرف اس شخص

کے نام پر رجسٹرڈ ہے اس کا ہمارے کیس سے کوئی تعلق نہیں--" دانیال نے اسے پوری تفصیل بتائی

"یہ کیسا مزاق ہے ہم یہاں کوئی پزل گیم کھیل رہے ہیں یا سی آئی ڈی شو چل رہا ہے اسکا پولی گراف ٹیسٹ لینا چاہیے تھا اُسے تم لوگوں کے پاس بھیجنا چاہیے تھا انویسٹیگیشن کیلیے-- - سر شارق کیا کر رہے ہیں بھئی اگر سارا کام پولیس سے لینا ہے تو تم لوگ وہاں ڈانڈیاں کھیلنے لگ جاؤ" این الصبا کا دماغ گھومنے لگا اسے رہ رہ کر اپنے اوپر غصہ آرہا تھا

"تم اتنی ہائپر کیوں ہو رہی ہو؟؟؟ اتنا تو تم بھی جانتی ہو کہ اب ہر بندے کو توپی ایف ایس اے نہیں لایا جاسکتا

"مگر اُسے تو لایا جاسکتا ہے" این الصبا نے اسکی بات کاٹ کر کہا

"این الصبا تم اسفندیار کو جانتی ہو؟؟؟" طویل خاموشی کے بات دانیال کے سوال نے این الصبا کو سر پکڑنے پر مجبور کر دیا--- اسکی آنکھیں پھر نم ہونے لگیں--- ذہنی دباؤ بڑھنے لگا اسے کوئی چاہیے تھا کوئی ایسا جو ابھی اسکو سن سکے اسکو حوصلہ دے سکے اس کو سمجھا سکے اپنے لیے لڑنا این الصبا کو بہت آتا تھا آج وہ ملیحہ کیلیے لڑنا چاہتی تھی--- بلکہ ہر اس شخص کے خلاف لڑنا چاہتی تھی جو پاکستان کی لڑکیوں سے آزادیِ رائے کا حق چھیننا چاہتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکی انکار نہیں کر سکتی--- انکار کرنے پر یا تو اسے زیادتی کا شکار ہونا پڑتا ہے

یا تیزاب سے اپنا جسم جلوانا پڑتا ہے --- مرد اپنی طاقت کیسے دکھاتا ہے پھر زمانہ کہتا ہے ضرور لڑکی نے کچھ کہا ہوگا, کچھ کیا ہوگا

"این الصبا تم رو رہی ہو؟؟؟" دانیال نے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا

"پلیز این الصبا" وہ اتنی دور بیٹھا اسکے آنسو محسوس کر سکتا تھا مگر صاف نہیں کر سکتا تھا---

دانیال کا دل بوجھل ہونے لگا--- کوئی اس سے پوچھتا وہ اسکے لیے کیا ہے؟ اسکی دوست ہے وہ اور یہ دوستی عشق, محبت کے افسانوں سے بہت بڑھ کر تھی اس کیلیے

"این الصبا مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ میں جانتا ہوں تم اس کیس میں انوالو ہو--- مجھے اپنا رازدان نہیں بناؤ گی؟؟؟" اسکی آواز اسکا یہی ساتھ نبھانے والا انداز اسکی چارہ جوئی این الصبا کو اسکا اسیر کیے رکھتی تھی

"اسفندیار پاپا کی فیملی سے تعلق رکھتا ہے دانی--- وہ وہ کسے درندے وحشی سے کم نہیں ہے" این الصبا پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی دانیال بے چین ہو رہا تھا

"اس نے تمہیں کچھ کہا ہے؟؟؟ این الصبا پلیز مجھے سچ سچ بتاؤ" دانیال کے اندر لاوا ابلنے لگا--- این الصبا نے اسے لاکٹ چین سے لے کر آج صبح تک کی تمام کہانی مناسب الفاظ میں بتا دی تھی--- دانیال کو یہ نہیں معلوم تھا کہ این الصبا ایک بروکن فیملی سے تعلق رکھتی

ہے این الصبا نے بھی اس بات کو ظاہر نہیں کیا تھا نہ ہی اسے اپنا یہاں آنے کا اصل مقصد بتایا تھا

****

عینی اویڈنس رسیونگ یونٹ میں تھی اسکے جاننے والے ایک تفتیشی آفیسر اپنے سیمپلز جمع کروانے آئے تھے عینی انہیں کو گائیڈ کرنے اور کچھ بات کرنے کے سلسلے میں اس طرف آئی تھی انسپیکٹر حیدر بھی ایک پولیس آفیسر کے ساتھ ویٹنگ ایریا میں لگی کرسیوں پر بیٹھا گپ شپ مار رہا تھا سامنے عینی کو ایک آدمی سے باتیں کرتے دیکھ کر اپنے ساتھی پولیس والے سے معذرت کرتا اس طرف آگیا--- عینی بھی اپنی بات ختم کر کے باہر نکلنے کو تھی جب انسپیکٹر حیدر نے مسکراتے ہوئے اسکے آگے آکر اسکا راستہ کاٹ لیا-- عینی اگر بروقت اپنے تیز قدموں کو زنجیریں نہ پہناتی تو تصادم یقینی تھا--- عینی کی نظریں اسکے پالش سے چمکتے سیاہ شوزوں پر سے اُٹھتی اسکی پولیس وردی اور پھر اسکے چہرے پر ٹھر گئی--- دل کا کوئی کیا جانے کیا حال ہوا تھا بس ایک لوہے کی روڈ ہو اور یہ بندہ وہ اسکا کچومر بنا ڈالے--- اسکے ماتھے پر پڑتے انگنت بل انسپیکٹر حیدر کو مسکرانے پر مجبور کر گئے--- ہلکی ہلکی مونچھوں تلے اسکے مسکراتے لب عینی نے صاف دیکھے تھے

"کیسی ہیں آپ؟؟؟" بہت ہی دوستانہ انداز میں پوچھا گیا

)کمینہ، ذلیل انسان کسی گٹر میں ڈوب مرے(

"الحمداللہ" روایتی مسکان سجاتے اس نے کہا

"آپ کی دوست کیسی ہے؟" عینی نے بھنویں اچکائیں کہ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں

"کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا کے بارے میں پوچھ رہا ہوں--- نظر نہیں آتیں" انسپیکٹر حیدر نے آس پاس نظریں دوڑاتے کہا

"اویڈنس رسیونگ یونٹ میں آپ کو کرائم سین انویسٹیگیٹرز نظر بھی نہیں آئیں گے" عینی نے تیکھے طنز کا تیر چھوڑا

"وہ اپنے ڈیپارٹ میں بھی نظر نہیں آتیں آج کل" وہ معصومیت سے بولا

"لیو پر ہے وہ" عینی نے جان چھڑانے والے انداز میں کہہ کر جانا چاہا وہ پھر آگے آگیا

"پتا ہے مجھے" انسپیکٹر حیدر نے ایک قدم آگے بڑھایا

"تو؟؟؟" عینی نے تیوری چڑھائی

"تو یہ کہ میرا ایک پیغام دینا ہے اُسے" انسپیکٹر حیدر کی دیدہ دلیری عینی کو زہر لگی تھی

"کیوں آپ کا فون خراب ہے جو مجھے کبوتروں والی ڈیوٹی سونپ رہے ہیں؟؟؟" عینی کہاں باز آنے والی تھی

"فون اٹھاتی کہاں ہیں وہ" انسپیکٹر حیدر سر کو خم دیتے مسکرایا

(تمھاری اوقات ہی یہی ہے) عینی نے دل میں سوچا

"Ican'tperformyourdesireaction,excuse"

عینی نے لگی لپٹی رکھے بغیر اسے منع کر دیا---وہ سائیڈ سے ہو کر گزرنے لگی تو انسپیکٹر حیدر نے پھر اسے روک لیا

"yesexcused"

انسپیکٹر حیدر کے تاثرات سخت ہو گئے تھے

"مگر این الصبا کو بتا دیجیے گا میں بہت جلد اُن سے ملنے آؤں گا--مردان آنا جانا لگا رہتا ہے زیادہ لمبا نہیں پڑے گا مجھے" عینی کو لگا وہ اسے دھمکا رہا ہے

"میں سر شارق کو ضرور بتاؤں گی آپ کی حرکتیں---آپ کو بھی ایک بار جیل کی ہوا لگنی چاہیے، کام بھی پولیس اسٹیشن میں کرتے ہیں زیادہ دور نہیں پڑے گا آپ کو" عینی نے ایک ایک لفظ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر کہا تھا---انسپیکٹر حیدر کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"فلرٹی انسان" عینی یونٹ سے بہت خراب موڈ میں نکلی تھی اسنے علی کو وہاں کھڑے نہیں دیکھا تھا جواب انسپیکٹر حیدر کو ہنستے دیکھ رہا تھا

"ایسی بھی کون سی خوش گپیاں مار کر گئی ہے یہ کوئل کہ اس دیو کی ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی"

علی کو انسپیکٹر حیدر جتنا ہنستا ہوا برا الگ رہا تھا شاید ہی کبھی کوئی لگا ہو

وہ لیب میں اپنا ٹیسٹنگ کام آدھا ادھورا چھوڑ کر گئی تھی اُسے ہی دوبارہ کر رہی تھی--- جب چرڑڑ کی آواز سے دروازہ کھلا عینی نے مُڑ کر دیکھا علی لیب کوٹ میں ملبوس اسکے بازو فولڈ کیے ہاتھ میں فائل لیے اندر داخل ہوا تھا عینی دوبارہ اپنے کام میں لگ گئی

"کیا کہہ رہا تھا یہ" علی نے فائل عینی کے پاس پھینکنے کے انداز میں رکھی

"کون؟؟؟" خاکی لفافے سے ایکسرے نما سیاہ شیٹ نکالتے عینی نے مصروف انداز میں پوچھا

"انسپیکٹر حیدر" علی نے دانت پیسے

"اوہ وہ" عینی کا اوہ کافی لمبا تھا

"پوچھ رہا تھا کہ میں کہیں انگیجڈ تو نہیں ہوں" عینی نے کندھے اچکاتے لاپرواہی سے جواب دیا

"تم منگنی شدہ ہو، شادی شدہ ہو یا دو بچوں کی ماں وہ کون ہوتا ہے پوچھنے والا" وہ تیز لہجے میں بولا

"تمہیں کیا مسئلہ ہے؟؟؟" عینی نے بھنویں اُٹھاتے پوچھا

"مم مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے ویسے ہی وہ بندہ پسند نہیں مجھے" اس نے گڑبڑا کر جواب دیا

"تمہیں نہیں پسند نا"---

"مطلب؟؟؟"علی نے اس کے ہاتھ سے فائل جھپٹی

"مطلب اتنا برا بھی نہیں ہے "اسکے ہاتھ سے فائل کھینچ کر وہ چڑانے والی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئی---علی انسپیکٹر حیدر کی تعریف پر جل کر کباب ہو چکا تھا

"یہ فائل ڈاکٹر شارق کو دے کر آؤ یہاں کیوں لائے ہو"اس نے فائل واپس میز پر اسکے سامنے پھینکی

"میرا دماغ خراب ہے اس لیے یہاں لایا ہوں" وہ غصے سے پھنکارا

"تو علاج کراؤ اپنا"

"منہ بند رکھو ہر وقت کائیں کائیں کرتی رہتی ہو"علی نے فائل اُٹھائی

"تت---تمھاری یہی یہی باتیں مجھے تمہیں بِگ بی بلانے پر مجبور کرتی ہیں---پھٹے جا رہے ہو"عینی کو اسکا کوئل والا طعنہ بہت زور کا لگا تھا

"جس دن پھٹ پڑا نا تمہارے سر پر ایک بال نہیں چھوڑوں گا---غصہ مت دلاؤ مجھے" نہ این الصبا تھی نہ دانی جو اس تیسری جنگ عظیم کو روک سکتے

****

"ٹھیک ہے سچویشن ایسی تھی کہ تم خوفزدہ ہو گئی مگر تم اتنا روئی کیوں؟؟؟"دانیال کو اسکا آنسو بہانا بالکل پسند نہیں آیا تھا وہ توڑ کر مقابلہ کرتی اچھی لگتی تھی

"مجھے رونا اس بات پر آرہا ہے کہ میں اُس کے سامنے روئی کیوں" این الصبا شہادت کی انگلی سے اپنی شرٹ کی سطح کھرچنے لگی

"جو ہو گیا اُس پر تیل چھڑک کر آگ لگا دو" دانی اسے سمجھانے لگا

"کیسے آگ لگا دوں میرے دشمن کو پتا چل گیا ہے کہ میں اُس سے خوفزدہ ہوں وہ فاتح ٹھہرا میں جھک گئی---اُسکے حکم پر میں نے ایسے سر جھکایا جیسے وہ حاکم ہو اور میں محکوم اُسکی غلام ,میں کتنی بزدل ہوں---ایک پسٹل دیکھ کر ڈر گئی جبکہ اس سے بڑی بڑی بندوقیں دیکھی ہیں" این الصبا کو اپنی فرسٹیشن نکالنے کا راستہ مل چکا تھا

"اُس وقت مہر اسفندیار کے ہاتھ میں تھا بزدل شخص ہے پیچھے سے وار کیا اُس نے مگر اب بساط بچھانے کی باری تمہاری ہے کرو اُسے انوائٹ اور بتا دو کہ این الصبا نہ ہی اُس کے حکم کی غلام ہے اور نہ ہی غلط کے خلاف لب سیے بیٹھے گی" دانیال کی باتیں اس کے اندر حوصلہ پیدا کر رہی تھیں جو کم تو کبھی نہیں ہوا تھا مگر کئی بار دب جاتا تھا جسے اُبھارنے کیلیے اسے دانیال جیسے دوست ,ہمراز, ہمدم کی ضرورت پڑتی تھی اور یہ سچ ہے کہ ہم جتنے بھی بہادر کیوں نہ ہوں دل ایک غم خوار مانگتا ہے---بس ایک ہی صدا لگاتا ہے

کوئی چارہ گر ہو!!!

"تم اسفندیار پر نظر رکھو اور اس بات کا پتا لگانے کی کوشش کرو کہ وہ تمہیں اُس پہاڑ کی طرف جانے سے کیوں منع کرتا ہے ممکن ہے کہ اس راز کے فاش ہوتے ہی ہمیں ایک پزل مل جائے---میں یہاں اپنی ٹیم کو کنوینس کرتا ہوں کہ سر شارق سے بات کریں کہ انسپیکٹر حیدر اسفندیار کو پی ایف ایس اے بھیجے اُسکا ڈی این اے اور پولی گراف ٹیسٹ لیا جائے گا" دانیال نے آگے کا لائحہ عمل تیار کیا

"ہمارے پاس لیٹنٹ فنگر پرنٹس بھی ہیں اور فوٹ پرنٹس بھی لیے تھے---اسفندیار کے فوٹ پرنٹ فنگر پرنٹس سب میچ کرنا" این الصبا پر جوش انداز میں بولی

"حوصلہ بھئی حوصلہ وہ اگر مجرم ہے تو ہماری پکڑ سے زیادہ دور نہیں جا سکے گا"

"مجھے یقین ہے" این الصبا نے مثبت رائے سے نوازا

"اور مجھے این الصبا ایسی ہی چاہیے جسے اپنی ذات پر یقین ہو---اگر تم کسی کام کے ارادے سے نکلی ہو تو یہ یقین رکھو خود پر کہ تم اسے ادھورا نہیں چھوڑو گی چاہے جان کی بازی کیوں نہ لگانی پڑے---اب ایک انسان ہونے کے ناطے بھی تم موت کے ڈر سے حق پر سے نہیں ہٹو گی---عہد کرو این الصبا" دانیال ایسا ہی تھا حق کیلیے جان مال کی بازی لگا دینے والا اسکی جان جا رہی تھی آگ وین کو لپیٹ چکی تھی مگر اس نے اویڈنس بیگ نہیں چھوڑا تھا وہ این الصبا کو بھی وہی ترغیب دے رہا تھا

"میں عہد کرتی ہوں---اپنے پیشے میں مکمل وفادار رہوں گی مجرموں کو پکڑنا این الصبا کا کام ہے اور مجھے اپنے کام سے محبت ہونے چاہیے میں اپنا کام پوری دیانتداری سے انجام دوں گی" اس نے وعدہ کیا

"مجھے بھروسہ ہے تم پر" دانیال کی مسکراہٹ وہ میلوں دور بیٹھی بھی محسوس کر رہی تھی

****

"کون ہے؟؟؟" این الصبا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کتاب کی ورق گردانی میں مصروف تھی انگلش ناول تھا ٹائٹل سے اسے معلوماتی اور پراسرار سا لگا تھا مگر پڑھنے پر لو اسٹوری معلوم ہو رہی تھی بور ہو کر اس نے صفحے پلٹنا شروع کر دیے

"گلِّے ہوں بی بی"

"تو گلِّے صاحبہ آپ اندر تشریف لے آئیں یا یونہی باہر کھڑے اپنا پیغام سنائیں گی" این الصبا نے لطیف سا طنز کیا

"جی آجاؤں اندر"

"جی آجائیں" این الصبا نے مصنوعی مسکراہٹ سجائی

"آپ کو بڑے سردار جی کھانے پر بلا رہے ہیں" اس نے نظریں جھکائے جھکائے کہا---ڈھیر سارے شیشوں سے سجی اسکی پوشاک این الصبا کو بہت بری لگ رہی تھی

"وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ تم نے کون سا چمک چھلو والا لباس پہن رکھا ہے" این الصبا نے ناول سائیڈ پر رکھتے کہا

"جی؟؟؟" گُلے کو کہاں مالکوں کی اس توجہ کی عادت تھی

"دیکھو کتنے چمک رہے ہیں یہ ایک نظر تمہیں دیکھ کر میرا سر درد کرنے لگ گیا ہے---کیا تم یہ لباس بدل کر مجھ پر ایک احسان کرو گی گو کہ احسان لینا این الصبا کو پسند نہیں ہے مگر مجبوری ہے کھانا کھانا ہے بھوک لگی ہے اور کھانے کے دوران تم ٹیبل پر سوار رہو گے تو میری نظر تم پر پڑتی رہے گی میرا سر درد کرتا رہے گا اور میرا موڈ آف ہو جائے گا اور جب میرا موڈ خراب ہوتا ہے تو میں برتن اٹھا اٹھا کر مارتی ہوں ایسے میں کوئی بھی زخمی ہو مجھے پرواہ نہیں" این الصبا تیز تیز بول رہی تھی گُلے کے تاثرات اسکی بات کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے جا رہے تھے

"جی میں کپڑے بدل لیتی ہوں آپ نیچے آجائیں"

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ" این الصبا نے مسکرا کر کہا---گُلے جاتے جاتے پلٹی

"آپ آرہی ہیں نا؟"

"اُٹھا کر لے جاؤ گی کیا؟ بولا ہے آرہی ہوں پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں" این الصبا نے بالوں کو پونی سے آزاد کیا اور واش روم کی طرف بڑھ گئی

نیچے ڈائننگ ہال میں پہنچ کر وہ اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی باقی افراد ابھی نہیں آئے تھے---
حویلی کا فرنیچر بہت آرٹسٹک تھا اور یہاں ہر طرح کا برتن استعمال ہوتا تھا کڑاہی بنتی تو مٹی کی ہانڈی میں ڈلتی---میٹھا بنتا تو شیشے کے باؤل میں---چائے کیلیے انیا اور بختاور بیگم پیالی استعمال کرتی تھیں

"میری الماری کو کس نے ہاتھ لگایا ہے؟؟؟"اسفندیار کی چنگھاڑتی آواز پر اس نے سیل فون سے سر اٹھایا---وہ کھانا لگاتی گل وریں کو تیز نظروں سے گھور رہا تھا

"مم---میں نے نہیں"وہ بول نہیں پا رہی تھی اسکی طرف دیکھ کر

"وہ وہ مم---میں گئی تھی لالہ وہ"گل زرین کچن سے نکل کر دفعہ تین سو دو کے مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی ہوگئی

"کیوں گئی تھی تم میرے کمرے میں جب میں نے کہا تھا کہ میری غیر موجودگی میں میرے کمرے میں مت جایا کرو"وہ بول نہیں رہا تھا---دھاڑ رہا تھا چیخ چنگھاڑ رہا تھا این الصبا نے ناگواری سے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی

"آہستہ بولو"اسکے اس شاہانہ انداز پر تپے ہوئے اسفندیار نے غصیلی نگاہ اس پر ڈالی

"کون سا طوفان آگیا ہے اسفی؟؟؟"بختاور بیگم بھی کسی کونے سے نمودار ہوئی تھیں

"میرا کرتا نہیں مل رہا اُسکی جیب میں میرے ضروری کاغذات تھے انہوں نے پتا نہیں کہاں کر دیا ہے--- دھونے کیلیے نہ دے دیا ہو" اسفندیار نے پریشانی سے عادتاً اپنی پیشانی مسلی

"امی میں نے صرف دھونے والے کپڑے نکال کے الگ کیے تھے "

"وہ تو جی میں نے دھو دیے ہیں سوکھ جائیں گے شام تک" گُلے کو پوری بات نہیں پتا تھا کچن سے نکل کر جلدی سے بولی کہ اس کام پر اسے انعام دیا جانا تھا

"کیا؟؟؟ تم نے وہ کپڑے دھو دیے" اسفندیار کی آواز نے حویلی کی چھت پھاڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی---این الصبا ہونٹ دبائے اسکی حالت سے حظ اٹھا رہی تھی جبکہ باقی خواتین اپنی شامت آنے کے خوف سے خاموش کھڑی تھیں

"گُلے اسفند کے کپڑوں میں سے کوئی کاغذ ملا تمہیں؟؟؟" بختاور بیگم نے پوچھا

"جی کاغذ تو کوئی نہیں ملا سونے کا ہار ملا تھا" گُلے کے انکشاف پر بختاور بیگم نے ٹھٹھک کر سردار اسفندیار خان کا چہرہ دیکھا

"وہ انیا نے بی بی جی کو دے دیا تھا انہیں پسند آیا تھا" گُلے کا اشارہ این الصبا کی طرف تھا اسفندیار کھانے کی میز کی طرف آیا

"سنو وہ چین تمہارے پاس ہے ؟؟؟" اسفندیار کا دایاں ہاتھ میز پر ٹکا تھا وہ کچھ جھک کر کھڑا تھا-- پیشانی پر پڑے منتشر بال مزید بکھر گئے تھے آنکھیں این الصبا پر جمی تھیں--- بڑھی شیو کے بھورے بال اسکے چہرے پر بہت سخت سا تاثر جماتے تھے

"چین ہی تو نہیں ہے" این الصبا نے بہت معصومیت سے ہونٹ مروڑ کر اسکی طرف دیکھتے جواب دیا--- اسکا انداز اسفندیار کو مزید جھلسا گیا تھا

"وہ چین واپس کرو مجھے" اسفندیار کا چوڑی ہتھیلی والا ہاتھ اسکے سامنے پھیلا ہوا تھا--- سب انہیں دیکھ رہے تھے

"اوہوں" این الصبا نے سر کو دائیں بائیں جنبش دی

"تت تم بہت برا کر رہی ہو اپنے ساتھ" بہت مدھم آواز میں وہ غرا رہا تھا--- زخمی شیر کی غراہٹ تھی اسکے لہجے میں این الصبا کو اسکی بے بسی بہت لطف دے رہی تھی

"اچھا" این الصبا نے پلکوں کی جھالر گرا دی پھر اپنے سیل فون پر مصروف ہو گئی--- سردار بدر الزمان اور انیا کو سامنے سے آتا دیکھ کر بختاور بیگم نے اسفند کو مخاطب کیا وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا

"اسلام و علیکم" انیا نے اپنی کرسی کھینچتے سلام کیا--- سب اپنی اپنی کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے اسفندیار کو بھی مجبوراً بیٹھنا پڑا تھا

"کیا ہوا ہے سب کو؟؟؟" تینوں لڑکیوں کے اُڑے اُڑے چہرے دیکھ کر بدر الزمان نے پوچھا---این الصبا فون رکھ کر اپنی پلیٹ میں چکن کڑاہی نکالنے لگی

"وہ----" گل ورین نے کچھ کہنا چاہا مگر اسفندیار کی آنکھ کا اشارہ سمجھ کر خاموش ہو گئی---این الصبا نے یہ آنکھوں کی زبان سمجھ لی تھی

"ایکچوئلی جو لاکٹ چین آپ نے مجھے رکھنے اجازت دی تھی وہ انہیں واپس چاہیے" این الصبا نے انہیں پر خاصا زور دے کر کہا---لہجے میں افسردگی کو بھی برقرار رکھا تھا

"اسفند کو کیوں چاہیے وہ؟؟؟" وہ الجھے سالن ڈالنے والا چمچ ہاتھ میں ہی پکڑا رہ گیا---اسفندیار نے اپنی جگہ پہلو بدلا

"وہ چین گُلّے کو ان کے کُرتے سے ملی تھی" این الصبا کا لہجہ اتنا شیریں تھا کہ مخالف کو شوگر ہونے کا خوف گزرنے لگے---انیا بھی اب بات سمجھ چکی تھیں یہ سوال تو انہیں بھی اسفندیار سے کرنا تھا مگر بھول چکی تھیں

"یہ کیا کہہ رہی ہے اسفند؟؟؟" سردار بدر الزمان نے سخت لہجے میں اسفندیار کو مخاطب کیا

"بابا میں شہر جا رہا تھا تو ازمیر نے وہ چین دی تھی اُسکی بہن کی ہے اسی ڈیزائن کی ایک اور بنوانی تھی---تو آرڈر دینے کیلیے یہ نمونے کے طور پر لے کر گیا تھا واپس کرنی ہے اب اُسے" اس کی کہانی این الصبا ایسے سُن رہی تھی جیسے بچے نانی کی سنتے ہیں

"ٹھیک ہے سنار کو کہو کہ دو ایسی ایک اور بنا دے یہ این الصبا کے پاس رہنے دو" انہوں نے فیصلہ سنایا اور سالن اپنی پلیٹ میں نکالنے لگے اسفندیار کی آنکھیں مسکراتی ہوئی این الصبا کو وارن کر رہی تھیں--- بہت کچھ کہہ رہی تھیں جسے این الصبا نے نظر انداز کر دیا تھا

مرے جنوں کا نتیجہ ضرور نکلے گا

اسی سیاہ سمندر سے نور نکلے گا

****

گلابی دھوپ میں چیئر پر جھولتی وہ دھوپ کو انجوائے کر رہی تھی ساڑھے تین بجے کا وقت تھا گُلے اسے حویلی کی چھت پر لے آئی تھی--- آنکھیں موندے چہرہ اوپر اٹھائے وہ سورج سے آنکھیں نہیں ملا سکتی تھی--- دور خیالوں میں وہ کسی کے ساتھ تھی کوئی ایسا جس کیلیے این الصبا کو اپنا آپ بدلنا نہ پڑے modification اچھی چیز ہے مگر اس بناء پر آپ کو پسند کیا جائے یہ اچھی چیز نہیں ہے

کندن جیسی رنگت دھوپ کی تمازت میں مزید دمک رہی تھی--- اگر یہ بال کھلے ہوتے تو سورج کی روشنی میں کتنے حسین لگتے مگر اسے این الصبا کے حُسن سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ ہی وہ اتنی حسین تھی کہ اسکے لیے جان کا نذرانہ پیش کیا جاتا اسکے سامنے والی کرسی پر

For more visit (exponovels.com)

بیٹھتے اسفندیار نے حقیقت پسندی سے سوچا---اسکے اور این الصبا کے درمیان میز موجود تھا چھوٹا سا میز---دونوں بازو گھٹنوں پر ٹکا کر وہ کچھ آگے کو جھک کر بیٹھ گیا

"اب تو کرڈالیے وفا اس کو

وہ جو وعدہ ادھار رہتا ہے"

سردار اسفندیار نے شعر کے انداز میں اسے کچھ یاد دلایا تھا---این الصبا نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں---اسفندیار کو دیکھ کر اس نے چھت پر طائرانہ نگاہ ڈالی گُلے کہیں نہیں تھی

"آپ تو بڑی وعدہ خلاف نکلیں" اب وہ ٹیک لگائے کرسی پر جھول رہا تھا جبکہ این الصبا آگے کو جھک کر بیٹھ گئی تھی

"این الصبا اپنے اصولوں کے خلاف وعدے قبول نہیں کرتی" اسکی بات پر وہ زور سے قہقہہ لگا کر سیدھا ہوا

"اصول؟ جان لے لیتے ہیں انسان کی" ہونٹوں کو دبا کر اس نے افسوس بھرا انداز اپنایا

"ایک نہ ایک دن تو جان جانی ہے" این الصبا لاپرواہی سے بولی

"وہ ایک دن بھلا آج ہی کیوں نہ ہو؟؟؟" اسفندیار کے سوال پر این الصبا جھٹکے سے اٹھی

"تم مجھے مسلسل دھمکیاں دے رہے ہو---ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے ہو---
مجھے پولیس میں تمہاری کمپلین کرنے میں دیر نہیں لگے گی اور جو تم صبح میرے ساتھ کر چکے ہو
اسکے بعد تو میں کسی رشتے داری کا پاس نہیں رکھنے والی" این الصبا کا چہرہ جذباتیت سے
سُرخ ہونے لگے---سانس بھی تیز ہو چکی تھی---اسفندیار اپنی کرسی سے اٹھ کر اسکے
مقابل آیا
"اگر میں صبح رشتے داری کا پاس نہیں رکھتا تو تم ابھی یہاں کھڑی مجھے دھمکا نہ رہی ہوتی "

"اگر میں صبح رشتے داری کا پاس نہ رکھتا تو تم ابھی یہاں کھڑی مجھے دھمکا نہ رہی ہوتی" اس
کے جملے نے این الصبا کے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھیر
دی
"تم نے رشتے داری کا پاس نہیں رکھا اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے--" این الصبا کی بھرپور
جوابی کاروائی اسفندیار کو چند پل کیلیے خاموش کروا گئی کچھ تو ایسا تھا این الصبا میں کہ وہ کوئی بھی
بڑا اقدم اٹھانے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا
"ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی" این الصبا ٹھہری اسفندیار کی آنکھوں میں الجھن بڑھنے لگی

"وہ لاکٹ چین تمہیں کیوں واپس چاہیے ؟ تمہیں این الصبا کیوں حویلی میں نہیں چاہیے ؟ تمہیں اُس پہاڑ پر کوئی نہیں چاہیے ؟ کچھ پراسرار سا نہیں ہے یہ سبsomething---mysterious" این الصبا نے اپنے سوالات جیسے خود ہی انجوائے کیے ہوں---

اسفندیار اسکے پاس سے ہو کر چھت کے کنارے پہنچ گیا---- منڈیر سے نیچے دیکھا پھر صرف گردن موڑ کر این الصبا کو دیکھنے لگا

"تم اس پراسرار کہانی کا حصہ کیوں بننا چاہتی ہو؟ آج ایک بات میں تین سوالات کیے ہیں--- کل چار باتوں میں بارہ سوال کرو گی--- سوال بڑھتے جائیں گے جواب کی تلاش میں پیر شل ہونے لگ جائیں گے-- جب تک سردار اسفندیار خان اس کہانی پر پردہ ڈالے رکھے گا تب تک کوئی اس کہانی کا راز فاش نہیں کر سکے گا" وہ اب مُڑ کر کھڑا ہو چکا تھا سینے پر ہاتھ باندھے--- اسکے لفظوں میں غرور ہمک رہا تھا یا چیلنج ؟

"این الصبا اپنی صلاحیتیں ضرور منوائے گی--- مگر ایک بات یاد رکھنا سردار اسفندیار خان مجرم کی عمر بہت چھوٹی اور دعوے بہت بڑے ہوتے ہیں" بات کھل کر بھی کھلی نہیں تھی--- چوہے بلی کا کھیل چل رہا تھا

"تو آپ سردار اسفندیار خان کو مجرم سمجھتی ہیں ؟ قصور نہیں ہے آپ کا جس شعبے سے تعلق رکھتی ہیں وہاں ہر معصوم مجرم سمجھا جاتا ہے" اسفندیار کے لہجے میں مصنوعی افسردگی تھی

"یوسف زئی خاندان کا نام تمہیں قانون کی گرفت سے چھڑا نہیں سکے گا تم سرادر وڈیرے چوہدری اپنے آپ کو بہت اعلیٰ واعرفع سمجھتے ہو--- چار گز کی زمین کیا نام لگوالو خود کو خدا سمجھنے لگتے ہو-- مگر افسوس تاریخ گواہ ہے بت شکن ہر زمانے میں پیدا ہوئے ہیں--- زمینی خداؤں کے راج کا سورج ہمیشہ غروب ہوا ہے--" این الصبا کو اسفندیار کے چہرے میں ملیحہ کا جھلسا ہوا وجود نظر آ رہا تھا یہی چیز اسے جذباتی کر گئی تھی---اسفندیار کے چہرے کا گلابی پن اب سرخی جھلکا رہا تھا--- جبڑے بھینچے ہوئے تھے--- آنکھیں شعلے اُگل رہی تھیں--- این الصبا اتنے فاصلے پر بھی اسکے تاثرات جانچ سکتی تھی

"ہو گئی تمہاری تقریر مکمل؟" اسفندیار پھر اسکی طرف آیا--- مجال ہے جو این الصبا اپنی جگہ سے ایک آدھ انچ بھی ہلی ہو

"اب جاؤ جا کر اپنی پیکنگ کرو--- شاباش" اس نے جھک کر میز پر سے این الصبا کا سمارٹ فون اٹھا کر اسکی طرف اُچھالا جسے اس نے بروقت کیچ کر کے نیچے گرنے سے بچایا تھا--- اسفندیار نے سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا مطلب جاؤ

(پیکنگ تو میں تمہاری کرواؤں گی سردار اسفندیار خان) این الصبا نے چند ثانیے اسکی طرف دیکھا اور بغیر کچھ کہے دھپ دھپ سیڑھیاں اُترتی نیچے آ گئی

"عجیب مصیبت گلے پڑ گئی ہے" اسفندیار اسکے جاتے ہی آسمان کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا

****

کشادہ کھلے کمرے میں بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں جن پر لگے جالی کے پردے تیز تیز ہواؤں سے اُڑ رہے تھے---اسفندیار کے کمرے میں ایک پھیلاوا سا تھا جانے وہ کیا تلاش کر رہا تھا--- بیڈ کے سائیڈ ڈرار سے لے کر وارڈراب تک چھان ماری مگر اسے اپنی مطلوبہ شے نہیں ملی تھی

"اس وقت اتنی گھبراہٹ میں جانے کہاں رکھ دی میں نے---"اس نے اپنے گھنے بھورے بالوں میں ہاتھ گھسائے--- پریشانی اور اضطراب اسکے چہرے پر صاف جھلک رہا تھا

"وہ چین مجھے کسی نہ کسی طرح این الصبا سے حاصل کرنی ہے وہ جس شعبے سے تعلق رکھتی ہے اُس چین کا اُسکے پاس ہونا میرے لیے مزید مشکلات کھڑی کر سکتا ہے---وہ جس ادارے کے ساتھ منسلک ہے ممکن ہے ملیحہ کا کیس وہاں درج ہو" وہ این الصبا کو راستے سے ہٹانے کی کوئی ترکیب ڈھونڈنے لگا جہاں تک اسے یاد پڑتا تھا ملیحہ کی ڈیتھ انویسٹیگیشن کیلیے کوئی فرانزک سائنس ایجنسی کے بندے آئے تھے اور این الصبا بھی کرائم سین انویسٹیگیٹر ہے کڑیاں ملنے میں وقت کتنا لگتا ہے---این الصبا کی یہاں موجودگی نے اس

کے روز و شب کے معاملات بگاڑ کر رکھ دیے تھے وہ ہر وقت حویلی میں پایا جانے لگا تھا جبکہ عام معاملات میں وہ یا تو ڈیرے پر ملتا یا کسی دوسرے شہر گیا ہوتا

این الصبا کو تو حویلی میں طویل فراغت اور کڑھنے کے سوا کچھ نہیں ملتا تھا ابھی بھی لان میں گھاس پر ننگے پیر چل رہی تھی مغرب ہونے میں کچھ ہی وقت تھا اسکا سمارٹ فون رنگ کرنے لگا عینی کی کال دیکھ کر اس نے فوراً یس کا بٹن پُش کیا

"کہاں مری ہوئی ہو؟ میرے میسجز کا جواب کیوں نہیں دیتی؟ پاگل ہوں میں؟" عینی بھڑکی ہوئی تھی این الصبا نے کان پر سے فون کچھ پرے کر کے آنکھیں میچیں اسکی باریک آواز چیخنے کے باعث مزید کانوں میں چبھنے لگتی

"اب تم کہہ رہی ہو تم پاگل ہو تو میں کیا کہہ سکتی ہوں؟" این الصبا نے معصومیت سے کہا

"بہت کچھ کہہ سکتی ہو"

"مثلاً؟" این الصبا نے پوچھا

"جیسے کہ"---

"جیسے کہ؟" این الصبا نے آبرو اُٹھائے

"جیسے کہ تم بہت اسمارٹ اور انٹیلیجنٹ ہو" عینی نے مسکراتے ہوئے انگلی پر بالوں کی لٹ لپیٹی

"وہ تو میں ہوں" این الصبا نے مسکراہٹ دبائی

"اُففففف یہ تم نے مجھے بولنا تھا" عینی جھنجھلائی

"تو تمہیں ہی تو کہہ رہی ہوں" این الصبا کی معصومیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی

"دفع کرو, میں نے ایک ضروری بات کرنی تھی" عینی اصل بات کی جانب آئی

"بولو--- تمہیں بھی ضروری کام پڑ گیا مجھ سے" این الصبا کرسی پر ٹک گئی

"مجھے نہیں البتہ انسپیکٹر حیدر کو بہت شدت سے آپ یاد آرہی ہیں ہو سکتا ہے اُنہیں کچھ ضروری کام پڑ گیا ہو آپ سے" عینی جل بھن کر بولی

"اُس بندے کا نام بھی مت لینا میرے سامنے بلاک لسٹ میں پھینک دیا ہے میں نے, بس ایک موقع مل جائے جیل میں پھینکوانے کا--- رشوت خور نہ ہو تو" این الصبا کے زخموں پر عینی نمک چھڑک چکی تھی چیخنا تو تھا ہی اُس نے

"کس کو شوق ہے اُس کا نام لینا کا وہی منحوس انسان کالے بلے کی طرح راستہ کاٹتا رہتا ہے" عینی کی بات پر این الصبا ٹھٹھکی

"کیا کہا ہے اُس نے تم سے؟ سر شارق کو کمپلین کرو"

"صاف صاف کہہ دیا تھا اُسے کہ اب اگر ہمارے راستے میں آیا تو سر شارق کو انوالو کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا مجھے" عینی نے داد وصول کرنے والے انداز میں کہا

"پھر بھی باز نہیں آیا کہہ رہا تھا تم سے ملنے آئے گا مردان آتا جاتا رہتا ہے---اُسے کیسے پتا کہ تم کہاں گئی ہو؟" این الصبا کو تشویش نے آگھیرا

"میری تو سمجھ سے باہر ہے انسپیکٹر حیدر کیوں کالی بلا کی طرح چمٹ گیا ہے ہم سے---اب تو پنجاب پولیس اور زہر لگنے لگی ہے مجھے اس بندے کی وجہ سے" این الصبا کو کوفت ہونے لگی

"فضول انسان ایک شکل کے سوا کچھ اچھا نہیں ہے اُس میں"

"شکل بڑی اچھی ہے "Daffy Duck---این الصبا نے منہ مروڑا

"ہاہاہاہا" عینی نے قہقہہ لگایا

****

رات کی تاریکی میں ہر شے ڈوبی ہوئی تھی آسمان پر چمکتے چاند کی روشنی انہیں ظاہر کرنے کو ناکافی ثابت ہورہی تھی---حویلی میں انسان سے لے کر باڑے کے جانور تک خواب خرگوش کے مزے لینے میں مصروف تھے اگر کوئی بے چینی کا شکا تھا تو وہ صرف سردار اسفندیار خان تھا---اپنے بیڈ پر درازوہ صحیح گھڑی کا انتظار کررہا تھا ایک بجنے میں کچھ منٹ باقی تھی اس نے اپنے اوپر سے چادر ہٹائی اور بیڈ سے پیر لٹکا کر سائیڈ ڈرار میں کچھ تلاش کرنے لگا اپنی نائن ایم ایم کی پسٹل نکال کر کُرتے کی جیب میں ٹھونسی اور پیروں میں

پشاوری چپل پہن کر اُٹھ گیا--- کھڑکیوں کے پردے برابر کیے--- بالکنی کا دروازہ بند کیا اور اپنا سیل فون اٹھایا--- کلائی پر گھڑی باندھی اور کمرے سے نکل گیا جاتے ہوئے اپنے کمرے کو باہر سے لاک لگا دیا--- اس نے این الصبا کو پہاڑ پر جانے سے روکا تھا وہ تو رکنے والی نہ تھی تو کیوں نہ جس کی وجہ سے روکا جا رہا تھا اُسے ہی روک لیا جائے؟؟؟ یہی آخری ترکیب اسکے دماغ میں آئی تھی اور اسی پر عمل کرنے وہ آدھی رات کو حویلی کے باڑے سے گزر رہا تھا-- بھینسیں بچھڑے سب سو رہے تھے--- اصطبل میں بھی خاموشی تھی--- صبح تک ٹرک بھی واپس آ جانے تھے یہ بڑا سا کچا صحن بھر جانا تھا باڑے کے پچھلے حصے میں ٹرک کھڑے کرنے کی جگہ تھی جہاں فی الحال ایک جیپ کے سوا کچھ نہیں کھڑا تھا--- اسفندیار نے چھلانگ مار کر جیپ میں ڈرائیونگ سیٹ حاصل کی اور اسٹیرنگ سنبھالا جیپ ریورس کر کے اسے سڑک پر ڈال دیا رات کی سیاہی میں وہ اپنی منزل کی جانب جا رہا تھا اسکی جیپ پہاڑ اور جنگل کے درمیانی کچے پکے راستے پر ڈگمگا رہی تھی اتنی رات کو اکیلے اس راستے سے جانا اسے کسی بھی خطرے سے دوچند کر سکتا تھا مگر اس خطرے کو مول لینا این الصبا کے حقیقت جان لینے سے زیادہ بہتر تھا-- مزید پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچ چکا تھا جھاڑیوں کی اوٹ میں جیپ روک کر وہ ریت کے بڑے بڑے پتھروں پر ہاتھ مارتا انہیں مضبوطی سے پکڑ کر اوپر چڑھ رہا تھا اس وقت کسی چراغ کا روشن ہونا بھی اس

کیلیے خطرناک تھا-- تھوڑااوپر پہنچ کراس نے ایک کمرے نما گھر کے پرانے لکڑی کے دروازے پر دستک دی---اسفندیار نے آس پاس اندھیرے میں گھور گھور کر دیکھا دور دور تک جھاڑیاں اوراونچی نیچی پہاڑیاں تھیں--گیدڑوں اور کتوں کی آوازیں کئی بار سنائی دے جاتیں

"ٹھک ٹھک "اس نے پھر دستک دی اوراب کی باردروازہ کھل گیا

اسفندیار سامنے کھڑے شخص کو ہاتھ سے پرے کر کے اندر داخل ہوگیا---اسکے اندر آتے ہی وہ بھی واپس آنے لگا

"دروازہ تو بند کردو"اسفندیار جھنجھلایا---شال لپیٹے شخص نے جا کر دروازے کی کنڈی چڑھائی اورواپس آگیا

کمرے میں لال ٹین کی روشنی تھی---ایک بان کی چرپائی تھی جس پر رضائی پڑی تھی اسفندیار اسی پر چوڑا ہو کر بیٹھ گیا---ایک لکڑی کے میز پر مٹی کا مٹکا تھا---ایک شیلف پر تین چار کتابیں اورڈھیر ساری تصویریں بکھری پڑی تھیں ایک تصویر اسفندیار کے پیر کے پاس گری پڑی تھی---شال والے شخص نے اس تصویر کو اٹھا کر اُلٹا کر کے اپنی گود میں رکھ لیا وہ زمین پر چوکڑی مار کر بیٹھا تھا---جھکا سر اسفندیار کے سامنے تھا سر پر ایک بال نہ تھا صرف

زخم تھے اسفندیار کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا---کیا حال بنا لیا تھا اس نے اپنا---
اسے تو نت نئے ہیئر اسٹائلز بنانے کا شوق تھا
"تم پہاڑ پر کیوں جاتے ہو منع کیا ہے نا تم کو" اسفندیار نے سختی سے کہا وہ معصوم بچے کی طرح سر جھکائے اُنگلی سے زمین کی سطح کو کھرچ رہا تھا
"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے---پاگل نہیں ہو تم" اسفندیار دھاڑا---مخالف کی پوزیشن میں ذرا فرق نہیں آیا---سردار اسفندیار نے اپنی پیشانی مسلی
"تم آج کے بعد مجھے ہمارے علاقے میں نظر نہ آؤ---سنا تم نے ورنہ میں---" اسفندیار ٹھہرا---جھک کر اسکی گود سے تصویر اٹھائی
"ورنہ ان تمام تصویروں کو آگ لگا دوں گا میں--سنا تم نے" اس نے تصویر نیچے بیٹھے شخص کے منہ پر ماری
"تمہیں سمجھ آ رہا ہے میں کیا بکواس کر رہا ہوں" اسکی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر وہ بلند آواز اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر دھاڑا---اسفندیار نے اب بھی اسکے جسم میں ذرا سی بھی حرکت محسوس نہیں کی---غصے میں رضائی دور اٹھا کر پھینکی اور چارپائی کو ایک لات رسید کی---پھر خود کو کچھ دیر تک نارمل کرنے کے بعد اسکے پاس نیچے بیٹھ گیا اسکے چہرے کو بمشکل

ہاتھوں میں تھا ماوہ رو نہیں رہا تھا مگر اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں---اسفندیار کو اسکے تواتر
سے بہتے آنسو رنج میں مبتلا کر رہے تھے---اسکے گال پر بھی زخم تھا
"میں تمہیں جیتے دیکھنا چاہتا ہوں" اسفندیار نے اسکی خالی خالی آنکھوں میں دیکھا صرف
لال ڈورے تھے---اسفندیار نے اپنی پیشانی پر ابھرتے پسینے کے قطروں کو کہنی فولڈ کر
کے صاف کیا پھر اس سے دور ہٹ گیا
"تم اب پہاڑ پر نہیں جاؤں گے نہ صبح میں ، نہ شام میں" اسفندیار نے اپنا فیصلہ سنایا---
مٹکے سے سٹیل کے گلاس میں پانی انڈیلا اور کھڑے کھڑے ہی غٹا غٹ چڑھا گیا----ایک
نظر اُسی پوزیشن میں بیٹھے شال لیے شخص پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا-
--لکڑی کا دروازہ دیر تک ہلتا رہا تھا---جیپ کے اسٹارٹ ہونے کی آواز آنے لگی---
دروازہ کھلا رہا اندر کوئی بیٹھا رہا ویسے ہی جیسے سردار اسفندیار خان اسے چھوڑ کر گیا تھا
کسی کو میرے حال سے نہ کوئی غرض ہے نہ واسطہ
میں بکھر گیا ہوں سمیٹ لو میں بگڑ گیا ہوں سنوار دو
****
این الصبا نے گزر جانے والی رات کیسے گزاری تھی یہ کوئی اس سے پوچھتا اسے ہر پل ہر
لمحے یہی دھڑکا رہتا کہ کوئی دروازے پر ہے کوئی کھڑکی سے جھانک رہا ہے کوئی بالکنی

پھلانگ سکتا ہے--- وہ سردار اسفندیار خان سے کچھ بھی امید کر سکتی تھی وہ سوچ سکتی تھی
کہ اپنے مقصد کو پانے کیلیے وہ کتنا گر سکتا ہے کیوں کہ ملیحہ کی لاش اب بھی اسکی آنکھوں
کے سامنے گردش کرتی تھی
آنکھیں رت جگے کا اعلان کر رہی تھیں مگر یہ آنکھیں این الصبا کی تھیں کسی ہجر کے مارے
یا کسی کے فراق میں آنسو بہاتی لڑکی کی نہیں--- یہ اُس لڑکی کی آنکھیں تھیں جس نے اپنے
شعبے سے اپنے پیشے سے وفاداری نبھانی تھی--- اس کیلیے وفا کے معنی یہی تھی--- اپنے
سفری بیگ کی خفیہ زیپ کھول کر اس نے ایک چین نکالی لوہے کی قدرے موٹی چین میں
ایک موٹا اور چھوٹا سا پین لٹک رہا تھا--- این الصبا نے اس کے سائیڈ پر لگے سوئچ کو نیچے
کھینچا لوہے کی شیلڈ میں سے تیز دھار چھوٹا سا چاقو نکل آیا--- یہ فولڈنگ نائف اس نے اپنی
حفاظت کیلیے رکھی تھی--- اسے اپنے گلے میں لٹکا کر شرٹ کے اندر کر لیا--- بالوں کا جوڑا
بنایا--- عادتاً سرخ لپ اسٹک لگائی اپنا کیمرہ اٹھایا اور روم لاک کر کے نکل گئی--- باڑے
کی طرف آکر اسکی رفتار تیز ہوگئی تھی--- بھینسوں کو نہلانے والا آدمی آج غائب تھا جبکہ
باڑے کے پچھلی طرف ٹرک کھڑے کیے ہوئے تھے این الصبا دروازے کے قریب تھی
جہاں پر باڑے اور اصطبل والی دیوار ختم ہوجاتی ہے اور ٹرک والا حصہ صاف نظر آنے لگتا
ہے--- اچانک کسی کے چھلانگ مارنے پر این الصبا نے گھبرا کر پیچھے دیکھا آنکھوں کو

رومال سے ملتا وہ آدمی شاید ابھی ٹرک پر سے چھلانگ مار کر اُترا تھا قمیض کے اوپری بٹن کھلے تھے---این الصبا کی طرف ہی چلتا آرہا تھا---رومال ہٹا کر جب اس نے سامنے این الصبا کو کھڑے دیکھا تو یکدم رُک گیا---این الصبا جھٹکے سے آگے بڑھ گئی اور جلدی سے دروازہ کھولنے لگی مگر دروازہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا--لگتا تھا کہ کسی نے باہر سے بند کیا ہے

"کھل جا" این الصبا نے زور لگاتے دل سے دعا کی

"یہ باہر سے بند ہے شاید" اپنے عقب سے آتی آواز پر اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا

"وہ---وہ مجھے باہر جانا تھا" این الصبا نے اسے مدد طلب نظروں سے دیکھا---آدمی نے گلابی اور سفید پھولوں والی کھلی شرٹ اور سفید سٹریٹ پجامے میں ملبوس لڑکی کو دیکھا پھر واپس مُڑ گیا---این الصبا سمجھی وہ جا چکا ہے---دروازے کے پاس ہی ادھر سے اُدھر مارچ کرنے لگی جب وہ واپس آیا---چابی کے گچھے سے اس نے اپنی مطلوبہ چابی نکالی دروازے والی دیوار کے ایک کنارے پر ڈھیر چارے کو ہٹا کر چھوٹا سا زنگ آلود دروازہ کھولا اور بیٹھ کر اس دروازے سے باہر نکل گیا

"آجائیں" باہر سے دروازہ کھول کر اس نے این الصبا کو مخاطب کیا تو وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی---پھر تیز تیز قدموں سے سڑک پر چلنے لگ گئی---پیچھے مُڑ کر

دیکھا وہ ابھی تک اسے ہی دیکھ رہا تھا---این الصبا نے گلی مُڑتے ایک بار پھر گردن گھمائی اور اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر اپنی پیشانی پر دھپ لگائی

"کیا ضرورت تھی بار بار مُڑ کر دیکھنے کی؟؟؟" خود کو ڈپٹا

پہاڑ والی کچی سڑک پر پہنچ کر اس نے سکون کا سانس لیا جو بھی کہہ لیا جائے یہاں کی ہوا بڑی تر و تازہ تھی اور یہاں کا کبھی ٹھنڈہ اور کبھی خوشگوار موسم دل کو بہلائے رکھتا تھا---پہاڑ کے پاس آ کر اس نے ایک نظر آسمان کو سر اٹھا کر دیکھا ہلکی ہلکی روشنی آسمان کو چیرتی زمین پر پڑ رہی تھی

این الصبا آرام سے پہاڑ پر موجود ہری بھری گھاس پر بیٹھ گئی---کیمرہ لے کر سامنے کا منظر کیچ کرنے لگی---اسے انتظار تھا کسی کا-----انتظار طویل ہونے لگا مگر وہ مایوس نہیں ہونا چاہتی تھی---تھوڑا سا جھک کر اس نے کیمرے کو اپنی پوزیشن پر فکس کیا اور ابھی کلک کرنے ہی والی تھی کہ ٹھک سے اسکی پُشت پر ایک کنکر لگا---این الصبا نے پہلے اپنے دائیں بائیں دیکھا پھر گردن گھمائی کوئی نہیں تھا اسکے پاس ایک کنکر پڑا تھا---اُسے اٹھا کر دیکھا اور واپس پہاڑ کی طرف دور پھینک دیا---ایک منٹ بمشکل گزرا ہو گا اسے ایک اور پتھر آ لگا پھر ایک اور---این الصبا کو غصہ آنے لگا

"کون ہے وہاں؟؟؟" گردن موڑ کر وہ چلائی---زبردست قہقہہ فضا کے سپرد کرتے سفیدے کے درخت کی اوٹ سے آف وائٹ کرتا شلوار اور ڈارک سکن شال گلے میں لٹکائے سردار اسفندیار خان نمودار ہوا---این الصبا کی پیشانی پر بل پڑ گئے---چہرے پر بیزاری چھا گئی---سینے پر بازو باندھتا وہ اسی طرح مسکراتا ہوا اسکی طرف بڑھنے لگا این الصبا ابھی تک اپنی جگہ ٹکی ہوئی تھی اسفندیار اس سے کچھ فاصلے پر ہی بیٹھ گیا---ساتھ بیٹھنے کے باعث ایک دوسرے کو دیکھنے کیلیے انہیں اپنی گردنوں کو نوے درجے کے زاویے پر موڑنا پڑ رہا تھا---پھر دونوں سامنے دیکھنے لگے ایک پراسرار سی خاموشی ان کے درمیان جگہ لیے ہوئے تھی

"مجھے پتا تھا آپ یہاں ضرور آئیں گی" اسفندیار نے سامنے دیکھتے کہا این الصبا خاموش رہی

"کچھ ملا؟؟؟" اس نے این الصبا کو بولنے پر اکسایا

"یہ خاموشی ہے یا مایوسی؟؟؟" وہ پھر بولا---اسکے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ سامنے دیکھتی این الصبا محسوس کر سکتی تھی---اپنا کیمرہ اٹھا کر وہ جانے لگی---جب اسفندیار نے اسکی حالت پر ایک شعر بڑے انداز میں پڑھا

"طے ہم سے کسی طور مسافت نہیں ہوتی

ناکام پلٹنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی"

"اتنی بدذوق شاعری" این الصبا نے ناک چڑھائی ایسے پوز کیا جیسے شعر میں مخفی بات نہ سمجھی ہو

"بدذوق لوگوں کیلیے بدذوق شاعری" اسفندیار گلے میں لٹکی شال دوبارہ کندھے پر ڈال کر اسکے برابر کھڑا ہوگیا---

"دیکھیں مسٹر اسفندیار خان" این الصبا نے انگلی اٹھا کر کچھ سخت کہنا چاہا تھا جب وہ نچلا لب دانتوں میں دبا کر آنکھوں میں شرارت لے کر اسے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا---

پھر چند قدم آگے بڑھ کر اسکے بالکل پاس آکر رک گیا

"دیکھنے ہی تو آیا ہوں" بے ساختگی میں اسکی زبان سے پھسلا

"ہونہہ" این الصبا نے ہنکارا بھرا

"بڑے دل پھینک مرد ہیں ڈیڈ کے خاندان میں" این الصبا اسے طیش دلانا چاہتی تھی کہ ایک بار وہ کھل کر سامنے آہی جائے---اسفندیار نے سر کو ہلکے سے خم دیا--- پھر اپنی ہلکی بڑھی شیو کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چھوا---این الصبا اسکے جواب کی منتظر تھی

"جب تک آپ چپ رہتی ہیں بہت اچھی لگتی ہیں مگر جیسے ہی یہ "اسفندیار کا ہاتھ اسکے چہرے کی طرف بڑھنے لگا---این الصبا نے سختی سے چہرہ موڑلیا---ہاتھ نیچے گرا کر وہ ہنس دیا

"جیسے ہی یہ منہ کھلتا ہے نہ زہر لگنے لگتی ہیں "اسکی طرف ہلکے سے جھک کر بولا

"جہاں دیکھو ایک سے بڑھ کر ایک فلرٹی انسان ملتا ہے "این الصبا بڑبڑاتی ہوئی مڑ چکی تھی---مزید اسفندیار کی گفتگو سُن کر اپنا بی پی بڑھانے کا ارادہ نہیں تھا اسکا

"جیپ میں چلیں گی میرے ساتھ؟؟؟ "کئی بار وہ اسے بڑی عزت سے نوازتا تھا---اب بھی اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی

"اللہ کرے تم اور تمہاری جیپ کسی کھڈے (گڑھے) میں گرے "این الصبا بھی بلند آواز میں بددعا دیتی ڈھلان سے اوپر جانے لگی

"دھیان سے جائیے گا "اسفندیار کے جملے میں پوشیدہ مسکراہٹ این الصبا کو جھلسانے کیلیے کافی تھی اسکا اطمینان این الصبا کو دانت پیسنے پر مجبور کر گیا

****

وہ پیدل ٹہلتی ٹہلتی آئی تھی اس وقت گاؤں کی چند عورتوں جھاڑیاں لے کر جا رہی تھیں این الصبا نے ان کی اجازت سے ان کی تصویریں لیں---وہ اس شہری لڑکی سے مل کر بہت

خوش ہوئی تھیں---اپنی تصویریں کیمرے میں دیکھ کران کے چہرے دمک رہے تھے ایک لڑکی اسے اپنے ساتھ آبادی کی طرف لے گئی پہاڑ پر موجود گھروں کو دیکھ کر این الصبا کو بہت مسرت ہوئی---خرگوش کو گود میں بٹھائے وہ کافی دیر چائے کی چسکیاں لیتی اس لڑکی کے ساتھ گپ شپ میں لگی رہی اسے وہاں بہت پروٹوکول دیا گیا کہ وہ حویلی والوں کی مہمان تھی اور یہ علاقہ تو آتا سردار بدرالزمان کے انڈر تھا اس طرح این الصبا کا ان کے گھر آنا ان کیلیے فخریہ بات تھی---ڈیڑھ گھنٹہ یہاں گزار کر وہ واپس حویلی آئی تھی---کچھ سوچ کر وہ حویلی کے پچھلے حصے کی طرف سے اندر جانے لگی---جہاں باڑہ اور اصطبل تھا---ابھی اس نے دروازے سے اندر قدم نہیں رکھا تھا جب اسکے کان میں سرگوشی نما آواز پڑی

"خان لالہ یہ وہی لڑکی ہے ہمیں یاد ہے ان کی ہی گاڑی پر حملہ کیا تھا ہم نے" این الصبا کا دل تھم سا گیا اسکے جسم کا رواں رواں کان بن گیا تھا---کچھ تو اسکے ہاتھ لگنے والا تھا---این الصبا نے جلدی سے فون میں ریکارڈنگ سٹارٹ کردی--- مشکل تھا کچھ صاف سنائی دیتا

"صبح سویرے ہم نے اس کو یہاں دیکھا پہلے تو یقین نہیں آیا پھر ہم نے انجان بنتے دروازہ کھول دیا" اُسی آدمی کی آواز تھی

"جو لوگ لاش کو لے جانے آئے تھے اُن میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں---ایک آدمی بھی تھا اور ہمیں اچھی طرح یاد ہے یہ لڑکی اُن کے ساتھ تھی" این الصبا نے تھوڑا سا جھانک

کر دیکھا اسفندیار پیشانی مسلتے شوز سے صحن کی سطح کھرچ رہا تھا اور آدمی پریشان سا بار بار بول رہا تھا

"اُس وین پر کیا لکھا تھا کچھ یاد ہے؟؟؟" اسفندیار نے پوچھا

"خان لالہ میں سفید ان پڑھ جی ہمیں کیا پتا بس ہلکے نیلے رنگ سے انگریزی میں کچھ لکھا تھا" آدمی نے سر جھکائے جواب دیا

"اہممم" این الصبا جو آگے کو جھکی ان کی باتیں سُن رہی تھی اپنے بالکل پاس کسے کے متوجہ کرنے پر ہڑبڑا گئی---سمارٹ فون ہاتھ سے چھوٹ گیا---کھٹکے کی آواز پر اسفندیار اور اندر موجود آدمی بھی متوجہ ہو گئے---این الصبا نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھا پھر جھک کر فون اٹھایا اور تیز قدموں سے حویلی کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئی---تب تک اسفندیار دروازے پر پہنچ چکا تھا اس نے بھاگتی ہوئی این الصبا کی پُشت دیکھ لی تھی---این الصبا نے حویلی کے دروازے میں پہنچ کر سانس درست کیا اور خود کو نارمل ظاہر کرتی اندر آگئی

"آپ کہاں گئیں تھیں ناشتہ نہیں کرنا آپ نے" اسے اندر آتے دیکھ کر گل زرین نے مخاطب کیا

"ہاں، ہاں کرنا ہے" این الصبا لانج میں صوفے پر بیٹھ گئی

"ڈائننگ ٹیبل پر آجائیں" گل وریں نے جھجھکتے ہوئے کہا

"باقی سب نے تو کر لیا ہو گا تم مجھے یہیں لا دو" این الصبا نے ہینڈ بیگ اتار کر سائیڈ پر رکھا--
-کیمرہ ٹیبل پر رکھا--- گل زرین تب تک ناشتے کی ٹرے لے آئی تھی--- این الصبا کچن سے ہی ہاتھ دھو کر آئی اور صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے آرام سے بیٹھ گئی--- میز کچھ قریب کھسکا لی

"شکر ہے آج ناشتہ نارمل بنایا ہے" این الصبا نے بریڈ پر مکھن لگاتے کہا

"یہ مکھن خود بنایا ہے میں نے" گل زرین مسکرا کر بولی

"مکھن بنانے کے سوا بھی کچھ آتا ہے ؟" این الصبا نے مذاق اڑایا--- ابھی وہ گاؤں کی عورتوں کی تعریف کر کے آئی تھی مگر گل زرین پر طنز کر رہی تھی وجہ وہی تھی ازلی نفرت

"آتا ہے--- مجھے ڈیزائننگ آتی ہے اور کالم نگار بھی ہوں" این الصبا کا بریڈ کھاتا ہاتھ ایک پل کو رُک گیا--- جلدی سے نوالہ ختم کر کے بولی

"کتنی کوالیفکیشن ہے تمہاری ؟؟؟"

"پری میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہوں ابھی امتحانات سے فارغ ہوئی ہوں--- ایم بی بی ایس کرنے کا بہت شوق ہے" آخری جملے پر افسردہ سی ہونے لگی

"اور تمہیں اجازت نہیں مل رہی ہو گی "asusual این الصبا کا جملہ یہاں مکمل ہوا وہاں اسفندیار اندر داخل ہوا

"لالہ سے کہنے کی ہمت --" گل زرین کی اسفندیار کی جانب پُشت تھی جبکہ این الصبا کا چہرہ، بریڈ کا پیس این الصبا کے دانتوں کے بیچ تھا اسے توڑنا اسے یاد نہیں رہا تھا --- اسفندیار دیکھ اسے رہا تھا اور سُن گل زرین کو --- این الصبا کا بھی کچھ یہی حال تھا

"کیا کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تمہاری" اسفندیار کی آواز پر گل زرین اپنی جگہ سے کرنٹ کھا کر کھڑی ہوئی

"وہ وہ مم ---" گل زرین نے انگلیاں مروڑتے الفاظ تلاش کرنا شروع کیے

)کون سا دیو ہے جو اتنا ڈر رہی ہے اوور ایکٹنگ کی دکان (

ہونہہ --- این الصبا نے نخوت سے سر جھٹکا

"اب تم باہر والوں کے ساتھ اپنے لالہ کی برائیاں کرو گی ؟ ؟ ؟" اسفندیار نے سنجیدگی سے پوچھا

"کیا ہو گیا ہے اسفی ؟ کیوں اتنا غصہ کرنے لگے ہو ؟" بختاور بیگم نے اسے پھر گل زرین پر برستے دیکھ کر ٹوکا

"پاگل ہوں میں اس لیے بلاوجہ غصہ کرتا ہوں" اسفندیار نے صوفے پر پڑے کُشن کو زور سے ہاتھ مارا ہاتھ اتنا زور سے لگا تھا کہ کُشن اچھلتا ہوا این الصبا کی ٹرے میں گرا تھا اور گرم گرم چائے کے چھینٹے اسکی قمیض کے دامن کو بدرنگ کر گئے تھے

"illiterateperson"

این الصبا اپنی شرٹ جھاڑتی کھڑی ہوگئی---بختاور بیگم, گل زرین اسفندیار سب اسکے غصیلے تاثرات بخوبی دیکھ سکتے تھے

"ایک ناشتہ کرنا دوبھر کردیا ہے---کیا جاہلوں کے خاندان میں لاکر پھینک دیا ہے ڈیڈ نے مجھے" این الصبا نے ٹرے پرے دھکیلی اور ہاتھ جھاڑنے لگی

"آپ جیسے ایجوکیٹڈ لوگوں کو اگر اتنی ہی پرابلم ہے ہم جاہلوں کے خاندان سے تو کیوں منہ اٹھا کر آجاتے ہیں--" اسفندیار نے بھی ادھار نہیں رکھا تھا اور ایک اور کشن این الصبا کے غصیلے چہرے پر پھینک کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر جانے والی سیڑھیاں پھلانگنے لگا

"پاگل تو نہیں ہے یہ" این الصبا گل زرین کو دیکھ کر چیختے ہوئے بولی--- گل زرین نے معصومانہ انداز میں نفی میں سر ہلایا تو این الصبا کا دل چاہا کوئی پتھر اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے

****

اس نے اپنی اتنے دنوں کی فوٹوگرافس لیپ ٹاپ میں ٹرانسفر کیں اور اب اڈوب فوٹوشاپ پر اپنی ایڈیٹنگ سکلز آزمانے لگی---انگلیاں کی بورڈ پر تھیں اور دماغ اسفندیار کا ملیحہ کے ساتھ کنکشن ملانے پر---ملیحہ کی لاکٹ چین کا ملنا,اسفندیار کا اس بات پر گھبرا جانا,این الصبا کو پہاڑ پر جانے سے منع کرنا اسے خوفزدہ کرنا,اب اپنے آدمی سے یہ کنفرم کروانا کہ ملیحہ کی ڈیتھ انوسٹیگیشن ٹیم میں این الصبا تھی کہ نہیں اور اسکے آدمی کا یہ اعتراف کہ اُس نے ان کی کار پر حملہ کیا تھا اور ایک زبردست بات کہ جس نمبر سے ملیحہ کو حادثے سے پہلے کال کی گئی تھی وہ اسفندیار کے نام پر رجسٹرڈ تھا شک کی گنجائش نکالنا بہت مشکل تھا تمام ثبوت اسے کٹہرے میں کھڑا کر رہے تھے

این الصبا نے تصویر سیو کر کے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا اور اپنا فون اٹھا کر دانی کو کال کرنے لگی

"کیا ہوا یار اس ٹائم کیوں کال کر رہی ہو؟؟؟" دانی کی مصروف سی آواز آئی

"کیا کر رہے ہو؟؟؟" این الصبا نے پوچھا

"کچھ نہیں انسپیکٹر حیدر نے ارسل کو پولیس کسٹڈی میں رکھا ہے"

"مگر کیوں؟؟؟" این الصبا کو شاک لگا

"تفتیش کیلیے" دانی کا موڈ ٹھیک نہیں لگا اسے

"مجھے ڈھنگ سے کچھ بتاؤ گے ؟" این الصبا بگڑی

"کیا بتاؤں ؟ انسپیکٹر حیدر پر جیسے ہی کیس کی جانب سے دباؤ پڑا اُس نے ارسل کو ڈھونڈ نکالا اور اب اسے پولیس کسٹڈی میں لے لیا ہے" پولیس کسٹڈی مطلب جس شخص پر شک ہو کہ اس نے یہ جرم کیا ہے تو پولیس اُسے تفتیش کیلیے تھانے لے جاتی ہے

"اب ؟؟؟"

"اب یہ کہ انسپیکٹر حیدر ارسل کو پی ایف ایس اے لایا ہے اُسکا فنگر پرنٹ ٹیسٹ ہو گا مگر اس سے پہلے اُس کا پولی گراف ٹیسٹ لیا جا رہا ہے" دانی نے بتایا

"اچھا---ویسے مجھے مکمل یقین ہے ارسل نے کچھ نہیں کیا---اس سب کے پیچھے اسفند یار ہے"

"اگر ارسل نے کچھ نہیں کیا تو پولی گراف ٹیسٹ فیل ہو جائے گا سیمپل" دانی نے کہا

"پولی گراف ٹیسٹ کے غلط ہونے کے بھی چانسز ہوتے ہیں جیسے حال ہی میں ایک ریسرچ کے مطابق کچھ مختلف ترکیبوں کو آزما کر آپ اس ٹیسٹ سے بچ سکتے ہیں--- سیلف کنٹرول بہت اہم ہے کیوں کہ پولی گراف ٹیسٹ ایک طرح سے اچانک سوالات کے حملے سے بڑھ جانے والا بلڈ پریشر، ہاتھ ماتھے سے اُبھرنے والا پسینہ اور کچھ مختلف

پیرا میٹرز کے برتاؤ پر نتیجہ دیتا ہے اور نہ ہی لائے ڈیٹیکٹر ٹیسٹ کی بنیاد پر ہم کسی کو مکمل طور پر کورٹ میں مجرم ثابت کر سکتے ہیں---اور بلڈ پریشر اور دوسرے پیرا میٹرز کے برتاؤ میں تبدیلی کسی اور خوف کے بناء پر بھی آ سکتی ہے" این الصبا کا انداز بحث کرنے والا تھا

"جو بھی ہے اب تمہارے شک کی بنیاد پر ہم اپنی تفتیش پر فل اسٹاپ تو نہیں لگا سکتے"

"مگر اسٹارٹ تو ڈھنگ کے بندے سے لے سکتے ہونا" این الصبا تنکی

"کہا تو ہے کہ ایپلیکیشن دی ہے" دانیال نے سر پیٹ لیا

"میرے پاس چھوٹی سی ریکارڈنگ ہے اور یہ بڑا دھماکہ خیز مواد ہے" این الصبا نے مغرور انداز میں کہا

"بھیجو مجھے دکیا ہے؟" دوسری جانب سے پر تجسس انداز میں پوچھا گیا

"بھیجتی ہوں دیکھ تم خود ہی لینا" این الصبا نے تجسس کو مزید ہوا دی

"ٹھیک ہے بائے"

"بائے" این الصبا نے رابطہ منقطع کر دیا---ابھی اس نے کال کاٹی ہی تھی کہ دھڑام سے دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا---این الصبا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا

سامنے ہی اسفندیار خان اپنے دلکش چہرے اور وجاہت سمیت منظر پر ابھرا تھا---اس سے پہلے کہ این الصبا اسکی موجودگی کو مکمل طور پر قبول کرتی وہ چیل کی طرح اسکے فون پر

جھپٹا اور برق رفتاری سے کمرے سے ملحق بالکنی میں چلا گیا جب تک این الصبا اسکے پیچھے پہنچی تھی وہ اسکا قیمتی سمارٹ فون اونچی منزل سے بہت دور پھینک چکا تھا کہ این الصبا کو نیچے دیکھنے پر بھی فون کہیں نظر نہیں آیا--- غم و غصے سے اسکی دماغ کی شریانے پھٹنے لگیں--- رگیں پھڑ پھڑا رہی تھیں کسی نے آج تک اتنی جرأت کا ظاہرہ نہیں کیا تھا اسفندیار خود کو کیا سمجھ رہا تھ وہ اسکی ماتحت ہے زر خرید غلام قیدی یا باندی؟ وہ مطمئن سا کھڑا اسکے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھ رہا تھا--- این الصبا نے اسکی جانب بڑھی جو اسکی ہی طرف دیکھ رہا تھا

"چٹاخ" قدرے لمبا اور پتلا ہاتھ تھا اسکا مگر جتنی شدت سے پڑا تھا اسکی آواز کی گونج سے اسفندیار کے کان سائیں سائیں کرنے لگے--- غصے میں مشتعل ہوتا وہ سرخ ڈوروں سے بھری آنکھیں اس پر جماتا اسکی جانب بڑھا--- غصے میں این الصبا اس پر ہاتھ تو اٹھا چکی تھی مگر اسکا ردِ عمل اسے ایک بار پھر خوفزدہ کرنے لگا تھا--- کب اس نے مردوں کا یہ روپ دیکھا تھَا--- عمر کی جب چاہے بے عزتی کر کے رکھ دیتی--- باپ کو وہ خاطر میں نہیں لاتی تھی--- دانیال اس پر جان نچھاور کرتا تھا تو علی کے ساتھ اچھی یاری تھی--- این الصبا بالکنی سے باہر نکلنے لگی تھی جب اسفندیار خان نے اسکے بازو کو اپنی فولادی میں گرفت میں جکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے سامنے کیا--- این الصبا کو اسکی انگلیاں اپنے گوشت میں پیوست

ہوتی محسوس ہوئیں---اس نے اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرنا چاہا---ایک نظر اٹھا کر اسفند کے بھینچے جبڑے اور بھوری نشیلی آنکھیں دیکھیں جو اس وقت لال ڈوروں سے سجی اس پر جمی تھیں---این الصبا نے جھٹکا دے کر اپنا بازو چھڑانا چاہا تو اس نے ایک اور جھٹکے سے اسے مزید قریب کرلیا---وہ اس سے قد میں اتنا اونچا تھا کہ این الصبا کی پیشانی اسکی ٹھوڑی تک آتی تھی---اسفندیار کی یہ حالت تھی کہ اگر اسکا دل اجازت دیتا تو یہی تھپڑ این الصبا کے منہ پر مارتا مگر اتنے غصے میں بھی وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکا تھا---دھکا دینے والے انداز میں اسے خود سے دور کیا---این الصبا نے بمشکل اپنا بگڑتا توازن سنبھالا پھر شاکڈ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"مجھے اتنا مجبور مت کرو کہ تمہاری زندگی کو زندان بنا دوں "ایک ایک لفظ پر زور دیتے اس نے کہا---این الصبا نے اسکے سرخ و سپید گال پر اپنی انگلیوں کے ہلکے ہلکے نشان دیکھے درحقیقت وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ غصے میں اپنے آپے سے اتنا باہر بھی نکل سکتی ہے

"کیا ریکارڈ کرنا چاہ رہی تھی تم؟ "اسفندیار کی آنکھیں کچھ سُکڑ سی گئیں تھیں

"تم سے مطلب "این الصبا نے اپنے ازلی تیکھے انداز میں جواب دیا

"تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ اگر میں چاہوں تو تمہارے ساتھ کیا کیا کر سکتا ہوں "اسفندیار کا انداز دھمکانے والا تھا

"فضول باتیں میں نہیں سوچتی" این الصبا نے اسکی بات کو ہوا میں اُڑایا ایک بار پھر ان کی جھڑپ ہوئی تھی مگر بات ڈھکی چھپی رہی تھی

"تم واپس کب جا رہی ہو؟" اس نے این الصبا کو نظروں کے حصار میں لے رکھا تھا

"سچ جانے بغیر تو میں یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ملنے والی" این الصبا ثابت قدم تھی اپنے فیصلے پر

"کون سا سچ؟" اسفندیار نے اپنے اور اسکے درمیان فاصلہ سمیٹا

"تم مجھ سے بہتر جانتے ہو" این الصبا جلدی سے کہہ کر اسکی سائیڈ سے نکلنے لگی---اسفندیار نے آگے آکر اسے روک لیا

"نہیں میں نہیں جانتا" اسفندیار نے اپنے لفظ لفظ پر زور دیا اسکی آنکھیں گویا این الصبا کے چہرے سے لپٹ گئیں تھیں ایک وہ تھی جو ہر کسی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر بات کرتی تھی کہ اسکے نزدیک آنکھیں چرا کر بات کرنا کم اعتماد کی نشانی تھی

"تو خود تلاش کر لو اس سچ کو کہ ہر بات اب این الصبا تو نہیں بتائے گی" اس نے بھنویں اچکا کر جواب دیا

"میں تمہارا سچ سننا چاہتا ہوں" وہ بضد تھا

"اور میں تمہیں کچھ نہیں سنانا چاہتی--- ہٹو اب آگے سے" این الصبا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا

"خیر غزلیں گانے تو میں بھی تم سے نہیں سننا چاہتا اور جو سننا چاہتا ہوں وہ سُن کر رہا ہوں گا---" اس کا لہجے کی پختگی چہرے سے عیاں تھی

"خیر سنا تو میں ویسے ہی تمہیں بہت چکی ہوں مگر تمہیں مزید عزت افزائی کروانے کا شوق ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں" این الصبا واقعے ہی بہت بول رہی تھی

اسفندیار نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی اور بالکنی سے نکل گیا--- این الصبا نے اسکے جاتے ہی بالکنی سے نیچے جھانکا غور غور سے دیکھنے پر اسے لان میں لگی کرسیوں کے پاس گرا فون دیکھا وہ شاید ان سے ٹکرا کر ٹکڑوں میں بٹ کر گرا تھا--- این الصبا نے رونے والی شکل بنا کر اپنے بکھرے ہوئے فون کو دیکھا پھر اسفندیار کو دل بھر بھر کر بدعائیں دینے لگی

"اللہ کرے زندگی بھر جیل میں سڑے"

****

"آجاؤ" سردار بدرالزمان اپنے شاہانہ و دلکش کمرے میں موجود موٹی عینک لگائے موبائل پر کسی کا نمبر تلاش کر رہے تھے--- جب دروازہ کھٹکنے پر آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی

"اسلام و علیکم بابا" اسفندیار نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا

"و علیکم اسلام ,و علیکم اسلام " وہ جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ٹانگے دراز کر کے بیٹھے تھے -- تھوڑا اُٹھ کر بیٹھ گئےَ اسفندیار ان کے پیروں کی جانب بیٹھ گیا---ٹانگ پر ٹانگ جمائے---سامنے والی دیوار کو دیکھ رہا تھا

"بابا مجھے آپ سے ایک اجازت درکار تھی " اسفندیار نے سر جھکا کر نگاہیں اپنی قمیض کے دامن پر جھکا لیں

"بولو"وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے

"میں آج ایک فیکٹری سے ڈیلنگ کیلیے لاہور جا رہا ہوں---این الصبا کو بھی اُسکے گھر چھوڑ دوں گا "اسفندیار نے جملہ ختم کر کے ان کے چہرے کی جانب دیکھا تو وہ پُرسوچ انداز میں اسے دیکھنے لگے پھر عینک اُتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور کہنے لگے

"این الصبا کے یہاں رہنے سے تمہیں کیا مسئلہ ہے ؟؟؟"ان کے سوال پر اسفندیار کی پیشانی پر بل پڑ گئےَ

"وہ ایک انتہائی بدتمیز اور بدتہذیب لڑکی ہے جب سے آئی ہے حویلی کا ماحول گرم کر رکھا ہے اور گل و رین کو الٹے سیدھے مشورے دے رہی ہے میں نہیں چاہتا میری بہن این

For more visit (exponovels.com)

الصبا کی کاربن کاپی بن جائے وہ لڑکی مجھے بالکل نہیں پسند" اس نے دورین وجوہات بیان کیں

"این الصباب مستقل حویلی میں شفٹ ہونے والی ہے اور جس رشتے کو جوڑنے کیلیے اُسے یہاں لایا ہوں میں وہ تو قائم ہو کر رہے گا---" ان کا فیصلہ اٹل تھا

"آپ جانتے بھی ہیں کہ وہ کس مزاج کی ہے، کیا بیک گراؤنڈ ہے اُس کا وہ ہماری روایات پر چلنے والوں میں سے نہیں ہے--- تماشہ بنوائیں گے گاؤں والوں کے سامنے اپنا" اسفند یار انہیں لوگوں کا طعنہ دے کر جذباتی کرنا چاہ رہا تھا

"تم سردار اسفندیار خان ہو، مرد ہو ایک چالیس پچاس کلو کی لڑکی نہیں سنبھالی جائے گی تم سے--- مرد کو اپنی منوانا آنی چاہیے جب وہ حویلی میں تمہارے توسط سے آئے گی تو اُس سے ہر رسم و رواج کی پیروی کروانا بھی تمہاری ذمہ داری ہے--- یوسف زئی قبیلے کے اگلے سردار ہو تم--- گدی سنبھالنے والے ہو ایک لڑکی نہیں سنبھال سکو گے؟" انہوں نے اسفندیار کی مردانگی اور مرتبے پر چوٹ کی--- وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا

"آخر اُس لڑکی میں ایسا کیا دیکھ لیا ہے آپ نے جو اُسے میرے لیے نامزد کر لیا" اسفندیار کا لہجہ بغاوت کرتا تھا--- اسی وقت انیا اندر داخل ہوئیں تھیں

"کیوں اُلجھ رہے ہو باپ سے اسفندیار" انہوں نے خفگی کا اظہار کیا

"آخر این الصبا کو میرے ساتھ جوڑنے پر کیوں بضد ہیں یہ" وہ بھڑک رہا تھا چہرے کی سُرخی اس بات کی گواہ تھی

"این الصبا پرویز خان کی اکلوتی بیٹی ہے اور شہر کے کاروبار کے سوا ساری جائیداد اس نے این الصبا کے نام کر رکھی ہے---اُس ساری جائیداد میں ہماری آدھی زمینیں,ایک فارم ہاؤس بھی چلا جائے گا اور حویلی میں بھی اُس کا حصہ ہے---ہمارے یہاں برادری سے باہر رشتے نہیں کیے جاتے تبھی جائیداد کے بٹوارے نہیں ہوتے مگر پرویز خان نے یہ غلطی کی تھی اور اب وہ دوسری غلطی کر چکا ہے اپنی شرمندگی کو مٹانے کیلیے وہ بیٹی کو ساتویں آسمان پر بٹھا چکا ہے---حویلی میں بہو بن کر آئے گی تو دماغ فوراً زمین پر آجائے گا" تو یہ تھی اصل وجہ ورنہ وہ کہاں این الصبا جیسی لڑکی کو منہ لگانے والے تھے---اسفندیار کو یاد پڑتا تھا کہ اس نے کم عمری میں ہی اپنے یہاں کچھ عجیب قسم کے رسم ورواج دیکھے تھے جن میں ایک سوارہ تھا جس سے اسے سخت نفرت تھی جب بھی سردار بدرالزمان سوارہ کا فیصلہ کرتے وہ بگڑ جاتا مگر یہاں ان رسومات کے خلاف بولنا گناہ سمجھا جاتا تھا---قتل کی معافی کے بدلے بیٹی کا نکاح دشمنوں میں کرنے کو خیبر پختونخواہ کے لوگ سوارہ کہتے ہیں جبکہ پنجاب میں ونی کا لفظ استعمال کرتے ہیں رسمیں دونوں ایک ہی ہیں اور اُور رسم یہ بھی تھی کہ برداری میں اگر لڑکا کا ہم جوڑ نہیں مل رہا تو کم عمر بچے سے بھی اسکا نکاح پڑھوا دیا جاتا---

کئی بار اسے لگتا یہ رسومات انسان کو باندی بنائے ہوئے ہیں ان کی آزادی پر گرہن ہیں یہ رسمیں کہ بیڑیاں پہنا کر پنجرے کھولنا کہاں کا انصاف ہے ؟؟؟
وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ان سے بغاوت کا نتیجہ وہی نکلے گا جو چند ماہ پہلے حویلی میں ہو چکا تھا وہ اسے دوبارہ نہیں دہرانا چاہتا تھا----مزید کوئی بات کیے وہ غصے کے عالم میں ان کے کمرے سے نکل گیا
"فکر نہ کرو تم ابھی خون گرم ہے تحمل سے سوچے گا تو ہماری باتیں سمجھ آنے لگے گیں" انیا نے بدرالزمان کو تسلی دینے کے انداز میں کہا تو وہ فقط سر ہلا کر رہ گئے
****
این الصبا کمرے میں ادھر سے اُدھر ٹہل رہی تھی وہ اسفندیار کے کمرے سے جانے کے کچھ دیر بعد ہی سردار بدرالزمان سے اسکی شکایت کرنے جا رہی تھی کہ انہیں بتا سکے کہ کیسے اسفندیار نے اسکا سمارٹ فون دوسری منزل سے نیچے پھینک دیا اور کیوں پھینکا مگر وہاں سے پہلے ہی اسفندیار کی آواز آتی سنائی دی ویسے تو اسکی اخلاقیات کے خلاف تھا کہ وہ کسی کی باتیں بغیر اجازت کے سنے لیکن بات اسکی ذات کے متعلق ہو رہی تھی تجسس کے ہاتھوں مجبور وہ ان دروازے پر لگی ان کی باتیں سننے لگی تھی کچھ دیر پہلے ہی انیا اندر گئیں تھیں اور سردار بدرالزمان این الصبا کو یہاں لانے کی اصل وجہ بڑے فخر سے بتا رہے تھے ان کی

اس لالچ نے این الصبا کو ان سے مزید بدزن کر دیا تھا---اس کی نفرت میں اور اضافہ ہو چکا تھا

"کتنے لالچی اور کینہ پرور لوگ ہیں یہ" این الصبا نے نفرت سے سوچا

"مجھے نیا فون تو لینا ہو گا ورنہ دانی سے رابطہ کیسے کروں گی" این الصبا کو مزید ٹینشن نے آگھیرا---کچھ سوچ کر وہ ایک بار پھر کمرے سے نکلی اور سردار بدرالزمان کے سامنے حاضری دی

"آؤ این الصبا" وہ لاہور ان کے یہاں آتے رہتے تھے اور ہمیشہ ان کی تنقیدی نگاہیں این الصبا کے آس پاس گھومتی رہتی تھیں---این الصبا کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ اگر وہ پہلے سے ہی اس پر نظر رکھے ہوئے تھے تو اسفندیار کی پہلی شادی اس سے کیوں نہ کی اب کیوں انہیں اسکی جائیداد کا یاد آیا تھا؟

"اسلام و علیکم انکل" شیریں لہجے میں سلام کرتی وہ بہت معصوم بنی ہوئی تھی---وہ مسکرا کر اسکے سلام کا جواب دینے لگے

"انکل میرا سیل فون ٹوٹ گیا ہے مجھے نیا فون چاہیے اور ویسے ہی یہاں دل تنگ پڑ گیا ہے کوئی جگہ نہیں ہے گھومنے کی" این الصبا نے نہ بسور کر کہا

"ہاں ضرور لو نیا فون, گھومنے بھی جاؤ کس نے منع کیا ہے میں اسفندیار کو بولتا ہوں ہماری بیٹی کو سیر کرائے" انھوں نے بھی جواباً خوش اخلاقی سے سارا پلان ترتیب دیا

"نہیں میں گلورین کے ساتھ چلی جاؤں گی یہاں سے شاپنگ مال کتنا دور ہے" وہ اسفندیار کے ساتھ تو کسی صورت نہیں جانا چاہتی تھی

"گل ورین کو کہاں راستوں کا پتا ہے اور یہاں کوئی شاپنگ مال نہیں ہے شہر جانا پڑتا ہے خریداری کیلیے شہر زیادہ دور نہیں اسفند آتا ہے تو بس چلی جانا--- گھوم پھر بھی آنا" این الصبا جتنا اُس شخص سے دور رہنا چاہتی تھی اُتنا ہی وہ اسکے کاموں میں دخل اندازی کرتا تھا

کس طرح رکھے ہوئے ہیں چاند سورج اک جگہ

نفرتیں بھی پل رہی ہیں چاہتوں کے ساتھ ساتھ

****

این الصبا کی مجبوری تھی کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ میٹھا بن کے رہ رہی تھی--- جو لوگ سامنے نفرت کریں وہ پھر بھی بھلے ہوتے ہیں مگر جو مسکراہٹ میں نفرت چھپائے بیٹھے ہوں وہ زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اور این الصبا دوسرے لوگوں کی فہرست میں تھی وہ حویلی والوں کیلیے کسی طوفان کی آمد سے کم نہیں تھی--- ہلکے آسمانی رنگ کی فلاپر اسٹائل جینز پہلے اس پر کھلا سا سفید رنگ کا گھٹنوں سے اوپر کرتا پہن رکھا تھا بالوں کا وہی جوڑا بنا تھا

ہونٹوں پر سُرخ لپ اسٹک اسے کوئی ماڈل ہی ظاہر کر رہی تھی---وہ لان میں جیپ روکے کھڑا اسکا انتظار کر رہا تھا---گہرے پیلے رنگ کی جیپ پر کالے رنگ کے عجیب نقش ونگار بنے تھے---اسفندیار کہنیوں تک کُرتے کے بازو فولڈ کیے---گہرے سکن رنگ کی شال اوڑھے بہت وجیہہ لگ رہا تھا اور یقیناً مختلف بھی---این الصبا نے اسے تیز نظروں سے گھورا وہ گردن اکڑائے سامنے دیکھ رہا تھا--جیپ میں فرنٹ سیٹ پر سوار ہوتے اس نے ٹھک کی آواز سے دروازہ بند کیا

"یہ میری جیپ ہے تمہارے والد محترم کی نہیں" اسفندیار نے اسے غصیلی نگاہوں سے گھورا تو این الصبا نے لاک کھول کر دوبارہ اُتنی ہی زور سے دروازہ مارا اور سکون سے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگالی---اسفندیار دانت پیس کر رہ گیا---پھر ایک زبردست جھٹکے سے جیپ اسٹارٹ کردی اور حویلی کے دروازے سے نکلتے ہی ریش ڈرائیونگ شروع کردی---این الصبا کا وجود بار بار آگے کو ڈھلک جاتا جب کہ اسفندیار کی نظریں ونڈ اسکرین سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہیں تھیں

"Areyousilly???"

این الصبا نے ہاتھ لمبا کر کے خود کو بار بار سامنے ٹکرانے سے بچاتے چلا کر پوچھا---اسفند یار نے رفتار مزید بڑھادی

"اگر تمہیں مرنے کا شوق ہے تو مرو اس سے بھی تیز چلانا مگر پہلے مجھے نیچے اُتارو" این الصبا مسلسل چیخ رہی تھی---اسفندیار کی جیپ مسلسل ڈگمگاتی کچے راستوں کو طے کرتی اب ایک مین شاہراہ پر تھی جہاں گاڑیاں موٹر سائیکلیں رواں دواں تھیں وہ زِگ زیگ انداز میں گاڑی چلاتا رہا این الصبا کے چہرے پر ہوائیاں اُڑتی رہیں

"اگر تم نے سپیڈ کم نہیں کی تو میں, میں تمہارا خون پی جاؤں گی" اسکے منہ میں جو آیا بولتی گئی---اسفندیار نے سڑک کے کنارے جیپ روک دی---چرررر کی آواز پیدا کرتے ٹائیروں نے فضا میں ارتعاش سا برپا کردیا تھا---این الصبا نے اپنا سانس ہموار کرتے اس پاگل آدمی کو دیکھا

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں شاپنگ کروانے لے جا رہا ہوں اتنا پاگل لگتا ہوں میں تمہیں" اسفندیار نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا

"یو نو وہاٹ تم مجھے صرف پاگل نہیں مکمل طور پر سائیکو لگتے ہو----اوپر والا پورشن تمہارا کرائے پر ہے اور غرور و تکبر سے جیبیں بھر رکھی ہیں---انتہائی جاہل بھی لگتے ہو تم مجھے" این الصبا بغیر کوما فُل اسٹاپ شروع ہو چکی تھی---اسفندیار نے اپنے بھورے بالوں کو ہاتھوں سے ایک شان سے سیٹ کیا گویا این الصبا کی بکواس کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور اسکا یہ انداز این الصبا کو مزید جلا کر راکھ کر گیا

"مجھے آپکے منہ سے اپنی تعریف سُن کر اچھا لگا---اور میں مزید سننا چاہوں گا" اسفندیار حد درجہ معصومیت سے اسکا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے گویا ہوا

"اگر مجھے گالیاں دینی آتی تو مزید تمہاری تعریف کرتی یور بیڈ لک" این الصبا نے ہینڈ بیگ سے سن گلاسز نکال کر آنکھوں پر چڑھائے اور سینے پر بازو باندھ کر ایک بار پھر سیٹ کی بیک سے ٹیک لگا دی مطلب سفر شروع کرو---اسفندیار نے اسکی جانب جھکتے اسکے گلاسز نکال دیے این الصبا اسکی جرأت پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

"کیوں اپنی آنکھوں میں نظر آتے خوف کو چھپا رہی ہو؟؟؟ ڈر رہی ہو مجھ سے؟؟؟ پتا نہیں کہاں لے جاؤں؟؟؟" اس نے سرد اور پر اسرار انداز میں پوچھا

"اوہ تو اب این الصبا ایسے بندے سے ڈرے گی جو خود اس سے ڈر رہا ہے---خوفزدہ ہے چچ چچ چچ" این الصبا نے اسکا مزاق اُڑایا اسفندیار نے ایک زبردست قہقہ لگایا

"اچھا مزاق کر لیتی ہو---سردار اسفندیار خان کیوں ڈرے گا تم سے؟؟؟ انڈر ورلڈ کی بندی ہو کیا؟؟؟" استہزئیہ مسکراہٹ سے اسے نوازا

"مجرموں کی آدھی زندگی ڈر ڈر کر ہی گزرتی ہے" این الصبا نے طنز کیا

"مجرموں کی اور اسفندیار خان مجرم نہیں ہے" اس نے گلاسز این الصبا کی گود میں اُچھال کر جیپ اسٹارٹ کرنا شروع کی

"تمہارے کہنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی" این الصبا چیخی

"تمہارے چیخنے سے میں مجرم بن نہیں جاؤں گا" اسکا اطمینان قابلِ دید تھا

وہ ہاتھ میں لکڑی کے دانوں والی تسبیح لیے بیٹھی تھیں---ایک ایک دانہ گراتے درود پاک پڑھ رہی تھیں

"انیا" گلّے کارڈلیس لے کر ان کے پاس آئی---لان میں تازی ہوا چل رہی تھی---سکون تھا بہت--انہوں نے گلّے کے ہاتھ سے کارڈلیس لے کر کان سے لگایا

"اسلام و علیکم انیا" دوسری جانب پرویز خان تھے---نہایت عاجزی وادب سے سلام پیش کیا

"وعلیکم واسلام---کیا حال ہے پرویز خان" انہوں نے خیریت دریافت کی

"الحمدللہ انیا آپ سنائیں---حویلی میں سب ٹھیک ہیں" دراصل وہ گھما پھرا کر یہ پوچھنا چاہ رہے تھے کہ این الصبا نے حویلی میں کوئی ہنگامہ تو نہیں کھڑا کر رکھا وہ اسکی نفرت سے آگاہ جو تھے

"حویلی میں تیاریاں ہو رہی ہیں پر بیٹے کی شادی کی---وقت اچھا ہے پورا خاندان جمع ہو گا کیوں نہ اس موقع پر این الصبا اور اسفند کی رسم کر دیں تاکہ بات سارے خاندان کو معلوم پڑ

جائے جواُمیدیں لگائے بیٹھے ہیں وہ سوال بھی نہیں کریں گے "بہت طریقے کار سے انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا تھا

"جو آپ کا حکم "لحاظ و مروت کے سوا خاندان کے بڑوں کے فیصلے قبول کرنا بھی ان کی تربیت کا حصہ تھا

"پھر اگلے اتوار کو آجاؤ تم مسکاء کے ساتھ عمر کو بھی خاص بلاوا ہے میرا--اب اپنی بہن کی منگنی میں بھی نہیں آئے گا کیا" عمر کے ساتھ وہ بہت لگاؤ ظاہر کرتی تھیں جبکہ وہ بھی حویلی والوں سے چڑتا تھا اور وجہ تھی ناٹ مائی ٹائپ

"ہاں ہاں ضرور آئے گا---این الصبا ٹھیک ہے مطلب پریشان تو نہیں کیا آپ لوگوں کو" وہ سنبھل کر بولے

"بہت خوش مزاج بچی ہے ماشاءاللہ اسفندیار کے ساتھ گھومنے گئی ہے---زمانہ بدل گیا ہے اب تو بچے راضی تو سب راضی "انہوں نے یہ تاثر دینا چاہا جیسے یہ رشتہ انہوں نے این الصبا اور اسفندیار خان کی باہمی رضامندی دیکھ کر طے کیا ہے اور یہ کہ وہ دونوں ایک دوسرے میں انوالو ہو چکے ہیں---دوسری جانب پرویز خان ٹھٹھک سے گئے تھی ان کی بے پناہ محبت اور توجہ بھی این الصبا کا دل ان کی جانب سے صاف نہ کر پائی تھی وہ جانتے

تھے کہ جس کے بارے میں وہ دل میں ایک بار ناپسندیدگی لے آتی پھر وہ زندگی بھر اسکی گڈ بُک میں شامل نہیں ہو سکتا تھا

"کیا ہوا حیران ہو رہے ہو؟ حالانکہ ہونا نہیں چاہیے اسفندیار خان کیلیے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ ہے آخر کو اتنا بڑا کاروبار سنبھال رہا ہے--- جوان خوبرو ہے--- اُسے رد کرنا اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے" ان کے لہجے میں غرور عود کر آیا تھا

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں این الصبا سے ایک بار پوچھ لوں" ان کی آواز دھیمی پڑ گئی

"کیا پوچھ لوں" انیا کی آواز میں برہمی جھلکنے لگی

"وہ انیا این الصبا کی الگ بات ہے" ابھی بات ان کے منہ میں تھی کہ وہ بول پڑیں

"کیا الگ بات ہے؟" برہمی بتدریج قائم تھی

"میری بات پر یقین نہیں ہے تمہیں"

"نہیں انیا ایسی بات نہیں ہے" وہ جلدی سے بولے کہ مبادا دوسری جانب سے مزید شکوے نہ شروع ہو جائیں

"پھر تیاریاں شروع کرو--- اچھی سی انگوٹھی بنوانا اسفندیار کیلیے--- پورا خاندان جمع ہو گا" ان کا انداز صاف حکمیہ تھا وہ انہیں مزید ہدایات دینے لگیں کہ انہیں کس کس تیاری کے ساتھ گاؤں آنا ہے

****

"آپ بتانا پسند کریں گے کہ ہم کہاں جارہے ہیں یا میں چیخ چیخ کر لوگوں کو بتاؤں کہ یہ بندہ مجھے اغوا کررہا ہے" این الصبا نے اسفندیار کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے کہا

"ہم کہاں جائیں گے اسکا فیصلہ تو آپ کریں گی" اسفندیار نے ہونٹ دباتے نرمی سے کہا

این الصبا بے ہوش ہوتے ہوتے بچی

"کسی بھی موبائل مارکٹ پر لے چلو" این الصبا ایسے مخاطب ہوئی جیسے وہ سردار اسفندیار خان نہیں اسکا ڈرائیور ہے

"ضرور لے چلوں گا مگر اُس سے پہلے آپ کو ایک بہت آسان سے سوال کا جواب دینا ہوگا"

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہیں اُتار دو مجھے اور کرتے رہو اپنے سوال گوگل" این الصبا بھڑکی

"گوگل پر میرے سوال کا جواب نہیں ہے نا" اس نے معصومیت کی تمام ریکارڈ توڑتے کہا

"تت ---- تم ----" این الصبا نے دانت کچکچائے

"تم ہو کیا چیز" کئی بار وہ غصے میں بہت مزاحیہ خیز بات کر جاتی تھی

"انسان ہوں جناب" اسفندیار نے اسکی بات کا مزہ لیا

"انسان سے بہت نچلے درجے کی چیز ہو تم" این الصبا نے ہونہہ کرتے ہونٹ مروڑے

"مجھے جج کرنے سے بہتر نہیں ہے کہ آپ اپنے آپ پر نظرِ ثانی کریں" اسفندیار ایسے بات کررہا تھا جیسے کسی بچے سے بحث کررہا ہو

"پلیز چپ ہوجاؤ میرا دماغ مت کھاؤ" این الصبا کو آج اسکا بلاوجہ بحث چھیڑنا سمجھ نہیں آرہا تھا جیسے وہ اسے تنگ کرکے اسکی جلی کٹی باتیں سُن کر بہت خوش ہورہا تھا

"دماغ ہے آپ کے پاس؟؟؟" اس نے ونڈاسکرین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا---جو پہلے سے اسے خشمگیں نظروں سے گھور رہی تھی---این الصبا نے اسکی بات کا جواب نہ دے کر گویا زہر کا پیالہ حلق سے اُتارا تھا

"صبح کیا ریکارڈ کررہی تھی تم اصطبل کے باہر کھڑی؟؟؟" اسفندیار کا لہجہ ایک دم بدل گیا تھا پہلے والی شوخی اور جلانے والا انداز مفقود تھا وہ ایک شخص دوہرے رویے رکھتا تھا

"جو تم بول رہے تھے" این الصبا بھی سنجیدہ ہوچکی تھی

"کیا بول رہا تھا میں؟؟؟" پھر ونڈاسکرین سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا---جو سامنے دیکھ رہی تھی

"یہ تو تمہیں پتا ہوگا" این الصبا نے کندھے اچکاتے لاپرواہی سے جواب دیا

"مجھے بھول گیا ہے میں نے کیا کہا تھا" وہ چاہ رہا تھا این الصبا کھل کر بات کرے وہ اتنا ہی اسے لپیٹ رہی تھی

"شہر جا رہے ہیں نا ہم بادام لے لینا اپنے لیے" این الصبا نے پھر اُلٹا جواب دیا

"تم باز نہیں آؤ گی؟؟؟؟" وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا

"بالکل نہیں" این الصبا نے پختگی سے جواب دیا

"تم کیوں پڑ رہی ہو اس معاملے میں جن کا کام ہے اُنہیں کرنے دو" اسفندیار نے اس سے براہ راست کھل کر بات کرنے میں ہی عافیت جانی

"میرا بھی یہی کام ہے" این الصبا کا انداز اب بھی اٹل تھا---اسفندیار نے ہوا کے دوش پر اُڑتے اپنے بال بائیں ہاتھ سے درست کیے

"تم سچ نہیں جانتی این الصبا"

"تو تم مجھے سچ بتاؤ" این الصبا دھاڑی---اسکی گردن کی نسیں اُبھر گئیں چہرے پر سرخی جھلکنے لگی

"بولو سچ---بولو کہ تم نے انسانیت کا قتل کیا ہے تم----" این الصبا نے سختی سے دانتوں پر دانت جما کر مزید کچھ سخت کہنے سے اپنے آپ کو روکا---اسفندیار نے اسکی پھڑکتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا

"اتنے بڑے الزامات مت لگاؤ---مت لگاؤ اتنا گھٹیا الزام مجھ پر" اسفندیار چیخ ہی تو پڑا تھا-
--ساتھ ہی جیپ کو بھی بریک لگائی جھٹکا اتنی زور کا تھا کہ این الصبا پوری آگے کے اُلٹنے لگی تھی جب اسفندیار نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اسکا پورا وجود پیچھے دھکیلا ٹھک سے وہ جیپ کی سیٹ کے ساتھ لگی تھی

"الزام لگا رہی ہوں میں؟؟؟" این الصبا نے آنکھیں سکیڑ کر نہایت تلخی سے دریافت کیا-
--اسفندیار اپنے مشتعل جذبات کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا

"تم مجھے تھوڑا وقت دو این الصبا میں تمہیں سب ایکسپلین کر دوں گا" اسفندیار نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو این الصبا مزید بھڑک گئی---جیپ ایک گلی میں ایک طرف رُکی تھی زیادہ لوگ نہیں تھے اس طرف دو تین منٹ بعد کہیں جا کر کوئی بندہ گزرتا تھا

"کیا وضاحت دو گے؟ اپنے گناہ کو اپنے جرم کو قبول کرو جسٹیفائی نہیں" این الصبا مزید بھڑک گئی تھی

"میں کہہ رہا ہوں نا میں خود تمہیں حقیقت بتاؤں گا بس چند دن، چند دن صبر کر لو" اسفندیار کوئی معاہدہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

"میں بالکل تمہارا ساتھ نہیں دوں گی" این الصبا طیش کے عالم میں انگلی اُٹھاتے بولی

"میرا ساتھ نہ دو مگر اپنے خاندان کا کچھ تو خیال کرو این الصبا--- تمہارا کوئی بھی فیصلہ ہمارے بڑوں کا سر جھکا سکتا ہے ہمارا مقام و مرتبہ گرا سکتا ہے ہمیں ذلیل و رسوا کر سکتا ہے" اسفندیار اسکی جانب چہرہ موڑے مسلسل اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

"بڑے ہوں گے تمہارے اور رہی بات ذلیل و رسوا کرنے کی تو یہ کام کرنے سے پہلے یہ بات تمہیں سوچنی چاہیے تھی" وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہے تھے جبکہ اسفندیار کی نگاہیں اسکا ایک ایک نقش چوم رہی تھیں--- اسکے جواب پر اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں پھنسائیں پھر مڑا اور سرد نظروں سے این الصبا کی طرف دیکھنے لگا اسکی کلائی اپنی فولادی گرفت میں جکڑ کر اپنی جانب کھینچا

"تمہیں پیار کی بات سمجھ نہیں آتی؟؟؟" برفیلے تاثرات اور بھینچے جبڑے اسکے چہرے پر بے پناہ سختی کا تاثر قائم کر رہے تھے این الصبا نے اپنی کلائی مروڑی مگر وہ چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا

"یہ انداز مجھے مزید ضدی بنائے گا--- میں اپنے موقف سے نہیں ہٹوں گی" این الصبا نے چہرہ اتنا اُٹھا کر کہا کہ اسکی بھوری ہلکی بڑھی شیو نظروں میں آرہی تھی--- اسفندیار نے اسے شانوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا

"مت کرو ضد" اسکے لہجے میں گزارش تھی---تڑپ تھی---التجا تھی---این الصبا دھک سی رہ گئ وہ اسے بہت مضبوط و طاقت ور سمجھتی مگر وہ تو اسکے سامنے جھک رہا تھا فریاد کر رہا تھا اسکی ساحر آنکھیں این الصبا کے چہرے کا بے صبری سے طواف کر رہی تھیں---

بلاشبہ اسکی نشیلی بھوری آنکھیں طلسم خیز تھیں---کچھ لمحوں کی بات تھی این الصبا نے سختی سے اسکے ہاتھ جھٹکے---چہرہ موڑ کر بیٹھ گئ

"این الصبا میں اگر سچ مچ اتنا گرا ہوا ہوتا تو تم سے التجا کبھی نہیں کر رہا ہوتا بلکہ کب کی تمہاری آواز دبا چکا ہوتا" وہ اپنے آپ کو ڈیفینڈ کر رہا تھا شاید مگر این الصبا کو تو کچھ اور ہی سمجھ آئی تھی

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم میرا گلا کاٹ کر کہیں بھی پھینک سکتے ہو تو مجھے تمہارا احسان مند ہونا چاہیے" این الصبا نے عادتاً آنکھیں سُکیڑیں---اسفندیار نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا---این الصبا کو سمجھانا اور اونٹ کو رکشے میں بٹھانا ایک برابر لگا تھا اسفندیار کو

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تم بات کو کس طرف لے کر جا رہی ہو"

"تم جیپ اسٹارٹ کر رہے ہو کہ میں یہیں اُتر جاؤں" این الصبا نے دھمکایا اسفندیار کو ڈھیلا پڑتا دیکھ کر وہ مزید چوڑ ہو گئ تھی

"چلا رہا ہوں پہلے میری بات کا جواب تو دے دو" اگر کوئی اور وقت ہوتا تو اسفندیار اسکی منتیں کرنے کے بجائے پہلی فرصت میں اسکا گلا دبا چکا ہوتا

"میں اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں" این الصبا نے مغرور لب و لہجے کا استعمال کیا

"صرف ایک ہفتہ مانگ رہا ہوں پریشے کی شادی کی رات تک مجھے وقت دے دو پھر میں اُس ہار کی موجودگی سے لے کر پہاڑ تک کی ساری کہانی تمہیں سنا دوں گا---مجھے لگتا ہے شاید تم میری مدد کر سکو" این الصبا اسکے پینترا بدلنے پر چکرا کر رہ گئی

)کہیں یہ کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا میرے ساتھ؟ مجھے بے وقوف بنا رہا ہے؟ اسے کیا میری مدد کی ضرورت پڑ گئی خیر اسے ابھی کیلیے ٹال دیتی ہوں---ساتھ ساتھ اپنا کام بھی جاری رکھوں گی---یہ اچھا رہے گا---ویل ڈن این الصبا(

"این الصبا کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں؟؟؟" اسفندیار کا تو انداز ہی بدلا ہوا تھا این الصبا کے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں

)اسے کیا ہو گیا ہے کیوں اس طرح کی باتیں کر رہا ہے----ضرور یہ اسکی کوئی نئی چال ہے---جھوٹا آدمی---خیر این الصبا بھی کوئی کچی کھلاڑی نہیں ہے اسی کے میدان میں اسی کو مات نہ دی تو میں بھی کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا نہیں(

"صرف پریشے کی شادی والی رات تک اُس سے ایک دن اوپر نہیں" این الصبا نے بالآخر اپنا فیصلہ سنا ہی دیا---اسکے جملے نے اسفندیار خان کے چہرے پر اطمینان سا بکھیر دیا تھا

"مگر میری ایک شرط ہے" این الصبا نے جوڑے کی پِن نکال کر پھر لگائی اسفندیار اسکے سرخ پنکھڑی لبوں کے ملنے کا منتظر تھا

"تم اپنے پچھلے رویے کی تلافی کرو گے"

"منظور ہے"

"اور پہاڑ پر جانے سے مجھے نہیں روکو گے"

"ٹھیک ہے"

"انیا سے کہو گے کہ تمہیں این الصبا بالکل نہیں پسند"

"بالکل نہیں پسند"

تم اُس سے شادی نہیں کرنا چاہتے"

"مر کر بھی نہیں کروں گا" اسفندیار بڑبڑایا

"اونچا بولو" این الصبا نے آنکھیں نکالیں

"ہاں نہیں کروں گا" اسفندیار جلدی سے بولا

For more visit (exponovels.com)

"چلواب جیپ اسٹارٹ کرو---اتنا لیٹ کروادیا ہے تم نے--- پتا نہیں کوئی اچھا فون ملے گا بھی کہ نہیں اُس میں میرے سارے کانٹیکنٹس سے اتنے امپورٹنٹ مسیجز تھے--- تمہیں اس سب کی سزا ملے گی" این الصبا انگلی اٹھائے بول

رہی تھی اسفندیار تابعداری سے سر ہلا رہا تھا--- دیکھنے والے ان کے اچھے تعلقات پر رشک ہی کر سکتے تھے

****

"ارسل کا پولی گراف ٹیسٹ میں رزلٹ کچھ عجیب سا آیا ہے--- صحیح طرح سے ہم کچھ کہہ نہیں سکتے وہ تو پہلے سے ہی اتنا خوفزدہ تھا اُسکو مزید انسپیکٹر حیدر نے ہراساں کر رکھا تھا"

دانی اور علی پلاسٹک کے کپوں میں چائے پی رہے تھے--- کینٹین پر کوئی نہیں تھا یہ وقت ہی نہیں تھا کھانے پینے کا مگر صبح کی مصروفیت سے انہیں ابھی وقت ملا تھا

"فنگر پرنٹس اُسکے میچ نہیں کیے، نہ فُٹ پرنٹس بلاوجہ بیچارے کو خوار کروایا---اتنا ترس آرہا تھا مجھے اُس پر" علی نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا

"اب کیا کیا جاسکتا ہے--- کیس ہے تو ملزم تو ملیں گے اور ان میں سے ہی کوئی مجرم بھی نکل آئے گا" دانی نے کہا

"اللہ کرے یہ کالی بھیڑ جلدی ہی مل جائے" علی نے دعا کی

"آمین" دانی نے لب ہلائے

"تمہاری چائے کیا کل ختم ہوگی" علی اپنا خالی کپ میز پر رکھتے بولا

"آرام آرام سے پینے دے" دانی چسکی لیتے بولا

"حد ہے، میں جا رہا ہوں---ابھی ارسل کی رپورٹس وغیرہ بھی کلکٹ کرنی ہیں" علی اپنی کرسی چھوڑ کر اُٹھ گیا

"ٹھیک ہے" دانی کا فی الحال ملنے کا موڈ نہیں تھا

وہ کوریڈور سے گزر کر اپنے ڈیپارٹ کی جانب جا رہا تھا جب باہر ہی پولی گراف ٹیسٹ یونٹ کے پاس انسپیکٹر حیدر اور عینی گفتگو کرتے نظر آنے لگے

"آپ نے این الصبا سے بات کی؟؟؟" انسپیکٹر حیدر بہت سنجیدہ تھا

"میں نے کہا تھا آپ سے کہ میں آپ کا کبوتر نہیں بننا چاہتی شاید آپ کو ایک بار کی کہی بات سمجھ نہیں آتی---اپنی پوسٹ دیکھیں اور حرکتیں دیکھیں" عینی کو جب غصہ چڑھتا تھا تو وہ سامنے والے کا لحاظ نہیں رکھتی تھی آخر کو دوست کس کی تھی

"اپنی لمٹس میں رہ کر بات کریں آپ جیسی لڑکیوں کی چھ گز کی زبان کاٹنا مجھے خوب آتا ہے" انسپیکٹر حیدر بھی غصے میں آچکا تھا---پیشانی پر بے شمار شکنیں ڈالے وہ اس سے مخاطب تھا

"وہاٹ ڈو یو مین بائے آپ جیسی لڑکی" عینی بھی ضبط کھونے لگی--- علی قریب آتا جا رہا تھا اور سامنے کا منظر چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ وہ دونوں کسی بات پر اُلجھ رہے ہیں برہم ہیں--- انسپیکٹر حیدر ابھی عینی کی طرف ایک قدم ہی بڑھا تھا کہ علی بیچ میں ٹپک پڑا

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟؟؟" انسپیکٹر حیدر کے غصیلے چہرے کی جانب دیکھتے اس نے پوچھا

"نتھنگ" کندھے اُچکا کر کہتے اس نے ایک نظر عینی پر ڈالی جو کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی--- پھر ایک سنجیدہ نظر علی پر ڈال کر اُلٹے قدم پولی گراف یونٹ ٹیسٹ میں گھس گیا--- عینی نے بھی اپنی راہ لی

"کیا چل رہا ہے تم دونوں کے بیچ" علی کا سوال کرنے کا انداز عجیب تھا

"تمہاری گندی سوچ ہے اور کچھ نہیں" عینی بھڑکی

"استغفراللہ میں نے ایسا کب سوچا" اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا

"اپنے سوال پر غور کرو" عینی سیدھی چلتے جا رہی تھی

"اچھا بھئی میری غلطی تھی اب بتاؤ گی کیا کام پڑ جاتا ہے ان محترم کو آپ سے ؟؟؟" زبردستی مسکراتے پوچھا

"خود جا کر پوچھ لو" عینی دروازہ کھول کر ایک روم میں انٹر ہوئی وہ بھی پیچھے چلا آیا

"انسپیکٹر حیدر بہت چالاک اور شاطر آدمی ہے---این الصبا بتا رہی تھی رشوت خور بھی ہے اور بے ایمان تو ہو گا ہی" علی نے انسپیکٹر حیدر کی صفات گنوائیں

"مجھے کیا لینا اُسکی ایمانداری اور بے ایمانی سے---میری طرف سے جہنم میں جائے" عینی میز کے نیچے لگے دراز میں سے فائلیں نکال نکال کر پٹخ رہی تھی

"تم مجھے نہیں بتاؤ گی پھر"

"بگ بی دماغ مت کھاؤ" عینی اپنی مطلوبہ فائل لے کر کھڑی ہوئی

"اتنا گندہ ٹیسٹ نہیں ہے میرا"

"اففف" عینی نے دانت پیسے

"این الصبا نے اسے بلاک کر رکھا ہے اور یہ میرے ذریعے رابطہ استوار کرنا چاہ رہا ہے" عینی نے سیدھی بات بتا ہی دی

"اوہ شکر---تم پر لائن نہیں ماری" علی نے ہنستے ہوئے کہا

"کیا مطلب تھا تمہاری اس بات کا؟؟؟" ایک ہاتھ پسلی پر ٹکا کر پوچھا

"ہاہاہا کچھ نہیں جانے دو" یونہی ہنستا ہوا وہ باہر نکل گیا

"پاگل واگل تو نہیں ہو گیا---دماغ کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو گیا ہے اسکا" عینی بڑبڑاتے ہوئے فائل کھول کر دیکھنے لگی

****

بازار بہت بڑا نہیں تھا مگر ضرورت کی چیزیں سب باآسانی دستیاب تھیں---ایک دو سیڑھیاں چڑھ کر این الصبا مارکیٹ کے اندر داخل ہوئی لوگ اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو---اسفندیار اسکے پیچھے پیچھے تھا---مارکیٹ میں چار پانچ موبائل کی دکانیں تھیں جن پر جوان عمر لڑکے بیٹھے تھے---این الصبا سب سے پہلی دکان پر رُک گئی---سمارٹ فون کا انتخاب کرتے وہ ان کا پوسٹ مارٹم کرنے لگتی اور سیٹنگس میں جو گھستی باہر ہی نہیں نکلتی یہ کوئی پانچواں فون اس نے ریجکٹ کیا تھ جب اسفندیار نے گہری سانس لیتے لڑکے کو کوئی اور ماڈل دکھانے کا کہا

"میم یہ میں آپ کو بہت کوالٹی والی چیز دکھا رہا ہوں یہ" وہ باچھیں چیرے تیز تیز بولنے ہی والا تھا جب این الصبا نے ٹوک دیا

"اپنا کام کرو میں خود دیکھ لوں گی" اسکے سپاٹ انداز پر لڑکا اسفندیار کو دیکھنے لگا اور وہ ادھر اُدھر

"یہ اچھا تو ہے" اسفندیار نے اسکے ہاتھ میں پکڑے سمارٹ سے لمبے سیل فون کو دیکھ کر کہا

"ہوں ٹھیک ہے مگر" این الصبا نے اسکے پرائز پوچھے

"کوئی اور دکھاؤ" اس نے فون واپس رکھ دیا

"کیوں اس میں کیا مسئلہ ہے؟؟؟" اسفندیار نے فون اٹھا کر دیکھا---اسکی چمکتی اسکرین میں اسے اپنا چہرہ نظر آیا

"آپ اسے پیک کردیں" اس کے کہنے پر لڑکے نے سر ہلاتے سیل فون اسکے ہاتھ سے لے لیا---این الصبا نے کافی سارے ڈمی موبائلز پر ایک نظر ڈالی اور پھر اپنا کریڈٹ کارڈ ہینڈ بیگ سے نکالا

"اسکی ضرورت نہیں ہے فون میں نے توڑا تھا تو لے کر بھی مجھے دینا چاہیے" اسفندیار نے اسکے ہاتھ سے کریڈٹ کارڈ کھینچ لیا

"یہ میرے پہلے فون سے زیادہ قیمتی ہے" این الصبا نے احتجاج کیا

"مجھے پتا ہے آپ اپنے بلز خود دیتی ہیں مگر میں بھی اپنے نقصان خود پورے کرتا ہوں" اس نے کُرتے کی جیب سے اپنا والٹ نکال کر کیش پیمنٹ کی---- سیل فون لے کر جب وہ مارکیٹ سے باہر نکلے تو این الصبا نے اسے مخاطب کیا---

"اے ٹی ایم مشین ہوگی یہاں آس پاس کہیں" وہ ہر حال میں اسکے پیسے اسے واپس کرنا چاہتی تھی

"نہیں" اسفندیار نے نفی میں سر ہلاتے کہا

"جھوٹ مت بولو--- تم مجھے رشوت دینے کی کوشش مت کرو" وہ بگڑی

"ایک اور الزام" اسفندیار نے کلس کر سوچا

"رشوت لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں اور مجھے اپنی آخرت برباد نہیں کرنی" اسفندیار نے تڑخ کر جواب دیا

"جھوٹ بولنے والے کیلیے بھی عذاب ہے" این الصبا نے عذاب پر زور دیا

"تو تم مجھے جہنم میں بھیج کر ہی رہو گی" ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران وہ لوگ پھر جیپ تک آ گئے

"نہیں جیل میں اگر تم مجرم نکلے تو" این الصبا کے لبوں سے بے ساختہ پھسلا

"نہیں جیل میں اگر تم مجرم نکلے تو" این الصبا کے لبوں سے بے اختیار پھسلا--- جب تیر کمان سے نکل گیا تب اسے احساس ہوا--- جیپ میں بیٹھتے اس نے اسفندیار کے چہرے کی جانب دیکھا جس نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے--- ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال بنا پڑا تھا مگر وہ دیکھ سامنے رہا تھا یقیناً اسے این الصبا کی بات نے ہرٹ کیا تھا مگر این الصبا سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر یہ شخص ہے کیا پہیلی؟؟؟ اس کا موڈ اسکا انداز ہر بار مختلف ہوتا تھا کبھی جان لینے کے درپے اور کبھی جان نچھاور کرنے کو تیار کبھی اجنبیت و بیگانگی تو کبھی ناراضگی

(عجیب انسان ہے اب مجھ سے ناراضگی یوں جتا رہا ہے جیسے بڑی گہری دوست رہ چکی ہوں اسکی بھئی اب پوری بات نہیں بتاؤ گے تو طعنے تو سہنے پڑے گیں نا) این الصبا دل میں سوچ کر رہ گئی---اسفندیار کی پوری توجہ ڈرائیونگ کی سمت تھی

این الصبا نے ہلکے سے کھانس کر اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا وہ اب تک سامنے دیکھ رہا تھا---گئیر بدلتے اسکے مضبوط مردانہ ہاتھوں پر این الصبا کی نظر جمی

"کیا اس نے ان ہاتھوں سے ملیحہ پر تیزاب پھینکا ہوگا؟؟؟"اس سوچ نے بچھو کے ڈنگ والا کام کیا تھا این الصبا کے اندر سامنے بیٹھے وجیہہ شخص کے خلاف زہر ہی زہر بھرنے لگا

"اس نے پی ایف ایس اے کی وین پر حملہ کروایا---ملیحہ کی لاش جل کر راکھ ہوگئی اگر علی دانی بھی بروقت چھلانگ نہ لگا چکے ہوتے تو اسکے ذمے تین مزید قتل لگ جاتے" دماغ نے اپنی قیاس آرائیاں شروع کر دیں

"قبائلی علاقوں میں سر د جنگیں معمول کی باتیں ہیں---کسی کی جان لینا ان سر دار وڈیروں کیلیے کوئی انہونی نہیں کوئی گناہ نہیں بلکہ مردانگی کا زعم ہے فخر ہے یہ بھی تو اُنہی میں سے ہے میں کیسے اس پر اعتبار کر لوں؟؟؟" دماغ مسلسل ہوشیار رہنے کا مشورہ دے رہا تھا

"مجھے اس شخص پر رتی برابر بھروسہ نہیں میں اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹوں گی بھاڑ میں گئی حویلی والوں کی نیک نامی---سر دار بدرالزمان کا شملہ ان کے بیٹے کی حرکتوں سے گرے گا

میں تو بس سچ سامنے لاؤں گی" این الصبا نے خود کو ہر الزام سے معتبر کر لیا تھا--- دوبارہ اس نے اسفندیار کی جانب نگاہِ غلط بھی نہ ڈالی تھی

ہر چند اعتبار میں دھوکے بھی ہیں مگر

یہ تو نہیں کسی پہ بھروسا کیا نہ جائے

****

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟؟" گل ورین نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا--- گل زرین اپنی الماری کھولے کھڑی تھی کچھ کپڑے بیڈ پر پڑے تھے تو کچھ نیچے فرش پر اور وہ کچھ تلاش کرنے کی جستجو میں کوفت کا شکار دکھائی دے رہی تھی

"کچھ نہیں" اس نے ایک اور قمیض الماری سے باہر اُچھالی جسے گل ورین نے پکڑتے حیرت سے آبرو اُٹھائے

"کچھ نہیں تو یہ سب کیا ہے" اس نے قمیض بیڈ پر پھینکتے کہا--- گل زرین مُڑ کر اسے دیکھنے لگی

"میرے پاس ایک بھی ڈھنگ کا لباس نہیں ہے" بیڈ پر بکھرے کپڑوں کو مزید بکھیرتے اس نے رونے والی شکل بنا رکھی تھی

"کیا؟؟؟" گل ورین باقاعدہ چیخی تھی

"ابھی جو فیصل آباد سے اتنی شاپنگ کی ہے وہ کہاں ہے اور یہ یہ سب نئے لباس ہیں تمہارے"

"ہاں مگر یہ ڈھنگ کے نہیں ہیں"

"اچھا--- تم مجھے ذرا ان ڈھنگ کے کپڑوں کی وضاحت کرو گی" گل ورین نے تیکھے پن سے کہا

"جیسے شہر کی لڑکیوں کے ہوتے ہیں" گل زرین نے بیڈ پر بکھرے کپڑے ہاتھ سے پرے کر کے بیٹھتے ہوئے جواب دیا

"جیسے"---

"جیسے این الصبا پہنتی ہے" گل ورین نے اسکی بات اُچک لی--- گل زرین کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

"تم اپنے لالہ سے کیوں نہیں کہتی کہ این الصبا جیسی شاپنگ کروا لائیں تمہیں" گل ورین نے طنز کیا--- گل زرین اُنگلیاں مروڑنے لگی

"ہم اسٹائلش ڈریسنگ تو کر سکتے ہیں نا این الصبا کو دیکھا ہے تم نے کتنی اٹریکٹو پر سنیلٹی ہے اُسکی--- کیا لک آتا ہے جب"---

"اب یہ مت کہنا کہ تمہیں اُسکا کھینچ کر جوڑا بنانا اور لال ہونٹ رنگنا بڑا پسند ہے ---- زہر سے بھی بدتر لگتی ہے مجھے --- ناک دیکھی ہے تم نے اُسکی اتنی اونچی مینار پاکستان ہو جیسے اور گردن ؟ کسی زرافہ سے کم نہیں " گل ورین نے جی بھر کر بھڑاس نکالی

"کوئی نہیں چھوٹی سی تو ناک ہے اور جب وہ باتیں کرتے کرتے اپنی ناپسندیدہ بات پر اُس چھوٹی سی ناک کو سکیڑتی ہے --- بہت کیوٹ لگتی ہے " گل زرین نے بچوں کی طرح خوش ہوتے بتایا

"تم میں کسی لڑکے کی روح تو نہیں آگئی کیسے فدا ہوئے جا رہی ہو اُس چمگادڑ پر جب سے آئی ہے تمہارے بڑے لالہ کے ساتھ چپک کر رہ گئی ہے " گل ورین کی باتوں سے حسد کی بو آ رہی تھی

"وہ اس لیے کہ انیا نے اُسے پر منٹلی لالہ کے ساتھ چپکانے کا فیصلہ کر لیا ہے " گل زرین نے بیڈ سے کپڑے اکٹھے کرنا شروع کیے

"میں این الصبا سے ہی کوئی اچھا سا ڈریس لے کر پہن لوں گی --- یہ سب تو بیکار ہیں " وہ اپنے نئے اور قیمتی جوڑوں کو بیکار کہہ رہی تھی

"یہ چپکانے والی بات کا کیا مطلب تھا ہاں " گل ورین نے پوچھا

"اب اتنی معصوم نہ بنو جیسے تمہیں این الصبا کے یہاں آنے کا مقصد ہی نہ پتا ہو" گل زرین نے ہنستے ہوئے طنز کیا

"تم مجھے بتا رہی ہو کہ نہیں" گل ورین نے غصے سے اسکا بازو دبوچا

"کیا کر رہی ہو" گل زرین نے اسکا ہاتھ جھٹکا

"انیا پرویز چاچو کو لالہ اور این الصبا کی منگنی کا کہہ رہی تھیں --- تبھی سوچ رہی تھی کہ این الصبا کی تو شہری سہیلیاں آئیں گی میرے پاس تو ایک بھی ڈھنگ کا اسٹائلس سوٹ نہیں ہے" گل زرین نے بات مکمل کرتے پھر سے اپنا سابقہ کام شروع کر دیا جبکہ گل زرین کے اندر بھانبھڑ جلنے لگے تھے

****

اسفندیار پھر تمام سفر اس سے مخاطب نہیں ہوا تھا این الصبا نے بھی ایسی کوئی کوشش نہیں کی --- جیپ حویلی کے پورچ میں آ کر رکی تھی --- این الصبا اسفندیار سے پہلے اُتری تھی "گو کہ بہت مشکل کام ہے مگر آپ پر اعتبار کر لیا ہے اور اُمید کرتا ہوں کہ پریشے کی شادی تک آپ مجھے وقت دیں گی اپنے ہر ایک عمل کی وضاحت میں خود دوں گا" این الصبا کے بڑھتے قدموں کو اسکی آواز نے بیڑیاں ڈال دیں ---- این الصبا نے محض پلٹ کر ایک نگاہ ڈالی تھی اور آگے بڑھ گئ

"اسلام و علیکم لالہ" گل زرین ان کا ہی انتظار کر رہی تھی این الصبا کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ جلدی سے لاؤنج میں داخل ہوئی تھی مگر این الصبا اس سے بھی زیادہ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تو گل زرین نے اسکے پیچھے آتے اسفندیار کو سلام جھاڑا جسکے نتیجے میں ایک سرد اور اجنبیت سے بھرپور نظر اس پر ڈال کر وہ بھی سیڑھیوں کی جانب چل پڑا

"لگتا ہے لالہ کچھ زیادہ ہی خفا ہو گئے ہیں" گل زرین کو اسکی ناراضگی کی فکر ہونے لگی

"مجھے لالہ سے معافی مانگنی چاہیے" اس نے دل میں سوچا اور پھر مصمم ارادہ کر لیا کہ آج ہی اسفندیار سے معافی مانگ لے گی--- شاید اُسے این الصبا سے گل زرین کا اپنے ذاتی مسائل ڈسکس کرنا پسند نہیں آیا تھا

گل زرین جلدی سے کچن میں گئی اور فریش جوس بنا کر جگ اور گلاس ٹرے میں سجا لیے حالانکہ موسم گرم نہیں تھا مگر اس پہر اتنا سرد بھی نہیں تھا کہ چائے لے جاتی

"کم ان" اس نے این الصبا کی اجازت پاتے ہی مقفل دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی

"ہائے" اس نے مسکرا کر کہا

"اسلام و علیکم" این الصبا بھی جواباً مصنوعی مسکراہٹ سجاتے بولی--- ڈریسنگ کے سامنے کھڑی وہ ٹشو پیپر سے اپنے ہونٹ صاف کر رہی تھی

"وعلیکم اسلام" گل زرین نے جواب دیا وہ سلام کرنے کی ہی عادی تھی مگر این الصبا کو امپریس کرنے کے چکر میں ہائے کہہ گئی

"آپ کیلیے جوس لائی ہوں پیئں گی؟؟؟" گل زرین نے جوس گلاس میں اُنڈیلتے پوچھا

"ہاں ضرور" اب کی بار این الصبا نے خوش اخلاقی سے جواب دیا--- ٹشوز باسکٹ میں ڈال کر واش روم میں گئی اور ہاتھ دھو کر واپس آئی

"یہ لیں" گل زرین نے اسے گلاس تھمایا

"تم نہیں پیو گی؟؟؟" این الصبا نے گلاس پکڑ کر ایزی ہو کر بیڈ پر بیٹھتے پوچھا

"نہیں" مختصر جواب دے کر وہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی

"پھر یہ دوسرا گلاس؟؟؟" این الصبا نے گلاس لبوں سے ہٹاتے پوچھا

"یہ تو لالہ کیلیے ہے"

"تو جاؤ دے کر آؤ نہیں تو گرم ہو جائے گا"

"ہمت نہیں ہو رہی میری" اس نے ڈرتے ہوئے کہا

"کیوں بھئی تم نے بھائی کو جوس دینے جانا ہے یا عدالت میں پیش ہونا ہے" این الصبا کی جلترنگ ہنسی گل زرین کی سماعتوں میں رس گھول گئی وہ جانے انجانے میں این الصبا کو

آئیڈئیلائز کرنے لگی تھی اسے این الصبا کے سر کے بال سے پیر کے ناخن تک ہر چیز پرفیکٹ لگتی تھی

"لالہ ناراض ہیں وہ مجھ پر غصہ ہوں گے" این الصبا نے گلاس اسے تھمایا اور مزید جوس ڈالنے کا اشارہ کیا

"غصہ تو اسکی مغرور ناک پر ہر وقت بیٹھا رہتا ہے پتا نہیں خود کو کس سلطنت کا شہزادہ سمجھتا ہے----خیر اس میں اُس سے زیادہ تم لوگوں کا قصور ہے بلاوجہ سر چڑھا رکھا ہے اب عمر کو ہی دیکھ لو ایک دو بار زبان چلائی تھی میرے سامنے ایسا ٹھیک کیا کہ عقل ٹھکانے آگئ"

این الصبا کا موڈ بحال ہونے لگا تھا

"عمر تو چھوٹا ہے رعب میں آجاتا ہے لالہ تو بڑے ہیں"

"کتنے بڑے ہیں تم سے چھ سات انچ ہی بڑا ہوگا نہ؟؟؟----بڑے ہیں" این الصبا نے اسکی نقل اُتاری تو وہ خود ہنسنے لگی

"ویسے اب کونسا ڈاکہ ڈال دیا ہے تم نے یا کسی لڑکے کو اُٹھا لائی ہو جو تمہارے لالہ کو غصہ چڑھ گیا ہے اور تم وائبریشن موڈ پر لگ گئی ہو" اسکی باتیں گل زرین کو بے تحاشا ہنسا رہی تھیں

"وہ میں نے آپ کو بتایا تھا نا کہ لالہ آگے پڑھنے کی اجازت نہیں دیں گے" اس نے جیسے این الصبا کو یاد کروایا

"اووو" این الصبا نے سیٹی کے انداز میں ہونٹ سکیڑے

"خیر دفع کرو یہ بھی کوئی بات ہوئی جس پر منہ پھلایا ہے تمہارے لالہ نے --- کوئی ضرورت نہیں ہے اُسکے سامنے بچھے جانے کی" این الصبا نے خالی گلاس ٹرے میں رکھا

"لالہ سے سوری نہیں کیا تو وہ بات نہیں کریں گے مجھ سے" گل زرین نے پریشانی بتائی

"بات تو وہ ویسے بھی نہیں کرتا شعلے اُگلتا رہتا ہے" این الصبا نے اسکی پریشانی ہوا میں اُڑائی --- پھر تکیے اپنے پیچھے لگا کر ایزی ہو کر لمبی ٹانگیں کر لیں اور سیل فون والا ڈبہ کھولنے لگی

"آپ کے ٹی وی پر تو کیبل کا کنکشن ہے ہم یہاں کوئی ڈرامہ دیکھیں" گل زرین کے لہجے میں اشتیاق تھا

"کیا مطلب ؟؟؟ حویلی میں موجود اور ٹیلی ویژنس پر کیبل نہیں لگی کیا" این الصبا حیران ہوئی

"صرف بڑے لالہ کے کمرے میں لگی ہے اور آپ کے" گل زرین نے بتایا

"اوہ گاڈ---" این الصبا کا کوئی موڈ نہیں ہو رہا تھا ابھی یہاں کے لوگوں کی تنگ نظری کے بارے میں سننے کا

"تمہیں ڈرامہ دیکھنا ہے تو دیکھ لو آئی ڈونٹ ہائیو اینی پرابلم "اسکے کہتے ہی گل زرین
چھلانگ مارتی بیڈ کی دوسری طرف آکر ڈھیر ہو گئی
"تھینک یو آپ بہت اچھی ہیں --- سچی "اس نے ٹی وی کا ریموٹ اُٹھالیا-- ہم چینل پر
صدقے تمہارے لگا کر بیٹھ گئی--- بڑے غور سے ڈرامہ دیکھنے میں منہمک گل زرین کو
دیکھ کر این الصبا کو افسوس ہوا جو باتیں ان کیلیے معنی بھی نہیں رکھتی تھیں وہ باتیں حویلی کی
لڑکیوں کیلیے خوشی کا باعث تھیں
****
رات کے کھانے کے بعد وہ بالکنی میں آگئی--- دانیال کو کال ملانا اسے خطرہ لگا تھا اسفند
یار کبھی بھی ٹپک سکتا تھا وہ اسے شک بھی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی کہ وہ اب تک اسکے
راز کو فاش کرنے کی سازشیں کر رہی ہے
"دانی "اس نے مسیج ٹائپ کرتے ہی ایک رنگ دی
"بولو"
"مجھے یہ پتا چل سکتا ہے کہ پی ایف ایس اے کی وین پر حملہ کرنے والی بولٹس کیسی تھیں اور
کون سی گن سے فائر کیے گئے---ان شارٹ اُس واقعے کی رپورٹ چاہیے "این الصبا
نے مسیج ٹائپ کیا

"وہ تو فائر آرم اینڈ ٹول مارکس ڈیپارٹ کا کام تھا یار میں کیا کہہ سکتا ہوں" فائر آرم اینڈ ٹول مارکس یونٹ کا کام کسی بھی حادثے میں استعمال ہونے والا اسلحہ اور اس اسلحے سے پیدا ہونے والے نقصان کا جائزہ لینا ہوتا ہے--- مائیکروسکاپک بولٹ کمپیرژن, گن پاور اور انالیٹکل ٹریجکٹری کے ذریعے وہ کسی بھی حادثے میں شوٹ کی جانے والی گولی کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے--- اسکے علاوہ چوری شدہ اسلحے کی بھی معلومات رکھی جاتی ہے--- گنز کے سیریل نمبر بھی یہ ڈیپارٹ سیو رکھتا ہے

"یار پلیز کچھ کرو" این الصبا نے پریشان سی نیلی ایموجی بھیجی

"کیا کروں؟؟؟ پنکھے سے لٹکا دو تم مجھے" دانی نے آنکھیں نکالیں

"تم نے اب تک میرا ایک بھی کام نہیں کیا" این الصبا نے لال سوجے منہ والی ایموجی ڈالی

"لاکٹ چین کی پکچر بھیجی تمہیں, اسفند کی رجسٹرڈ سم کی ڈیٹیلز دیں اب سر شارق کو کنوینس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ مس انفارمیشن کا کالم بھی چیک کر لیں تاکہ اسفندیار کو بھی پولیس کسٹڈی میں لیا جا سکے" دانی کا پیغام آیا

"تم بھیج رہے ہو رپورٹ کے نہیں" این الصبا نے دو ٹوک پوچھا

"رپورٹ تو مشکل ہے مگر دیکھتا ہوں شاید پتا چل جائے کہ کس قسم کے اسلحے سے حملہ کیا گیا ہے اور بولٹس کے بارے میں بھی کوئی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر مجھے لگتا ہے کہ اس کیلیے تمہیں انسپیکٹر حیدر کی ہیلپ لینی چاہیے وہ یہ کیس ہینڈل کر رہا تھا سب بتا دے گا تمہیں تو" این الصبا نے اسکا لمبا سا جوابی مسیج پڑھا آخری جملے نے اسکی بے داغ پیشانی پر چند بل ابھار دئیے

"مشورہ نہیں مانگا تم سے---ایک چھوٹا سا کام کیا بول دیا تم تو پھیل ہی گئے ہو" این الصبا نے غصے سے مسیج ٹائپ کیا---دوسری جانب وہ ہنس دیا---اسکا یہی استحقاق بھرا انداز دانی کو پسند تھا---اس نے کال ملائی جسے بڑی بے دردی سے کاٹ دیا گیا

"کیا مسئلہ ہے کال کیوں نہیں اُٹھا رہی نخرے بند کرو" دانی نے مسیج بھیجا

"میری مرضی" اس نے بھی دھڑلے سے جواب لکھا

"یار پلیز نا بات کرنی ہے" دانی نے منت کی---این الصبا نے مسیج پڑھ کر نظرانداز کر دیا---سیل فون مٹھی میں دبا کر بالکنی سے نیچے دیکھنے لگی---اس نے پرانی سم ہی ڈالی تھی اب دوسرے کانٹیکس دیکھ رہی تھی---بیچ بیچ میں دانی کے مسیجز بھی آ رہے تھے مگر این الصبا نے انہیں نظرانداز کر دیا تھا.جس راستے جانا ہی نہیں اُس راستے پر قدم کیوں دھرنا؟؟؟ وہ.جس کو پیار کا مفہوم تک نہیں معلوم

اس کے در پر ہی کیوں جان و دل لٹا بیٹھے
ہماری طرح سے اجڑا ہے کون زمانے میں
نہ تو ملا ہمیں ,خود کو بھی ہم گنوا بیٹھے

کچھ لمحات وقت کی ریت سے پھسل کر زندگی کے ساحل پر گرے تھے جب اسے دانیال کے دل کی ترجمانی کرتا شعر موصول ہوا

"سستی شاعری" این الصبا نے ایک بار پھر اسے نظر انداز کر دیا

****

رات گہری ہے اور تاریک بھی مگر چاند مہربان ہے اور تارے ہیں ساتھ بھی--- چاندنی پھوٹتی ہے چاند کی کوکھ سے اور بکھر جاتی ہے زمین کے سینے پر پھر کہاں آنکھوں کو نیند بھلی لگتی ہے--- دل چاند سے باتیں کرنے کو ہمکتا ہے پاگل ہے نا حُسن پر مرتا ہے--- کس قدر خاموشی ہے سکوت ہے اور ویرانہ ہے کہ دل اک سرگوشی کا خواہاں ہوا چاہتا ہے--- کوئی بے چینی ہے خلش ہے کوئی ایسی چبھن ہے کہ کانٹا نکل بھی جائے تو زخم رہ جائے گا--- زندگی تو کہیں دور رہ گئی بیڑیاں ایسی پڑیں کہ شملے رہ گئے اونچی دیواروں کے پار تلک نہ جا سکے قہقہے لگانے تھے اور آنسو بہہ گئے--- کتنا بے ربط لکھتا ہوں اور ڈرتا ہوں کوئی نظر ڈال بھی لے تو کیا پڑھے گا؟؟؟

تھرتھر کرتے ڈائری کے اوراق پلٹنے لگے --- کھڑکی پر لٹکے پردے مچل مچل کر میز تلک آنے کی کوشش میں سرگرداں ناکامی پر پھر سے سفر کرنے لگتے

"لائٹ سکائی کلر از مائی فیورٹ"

"یہ تمہاری پسند بدلنے نہیں لگ گئی"

ٹن ٹن ٹن --- سیل فون کی بجتی ٹون نے اسے دردناک ماضی سے کرب ناک حال میں پٹخا

"ہیلو اسفی" ازمیر کی آواز پر وہ چانکا

"ہاں --- ہاں بول" حواسوں میں لوٹنے میں دقت محسوس ہونے لگی

"کل کتنے بجے نکلنا ہے پھر" اسکے سوال پر اسفندیار مزید الجھ گیا

"کہاں کیلیے نکلنا ہے ؟؟؟" اس نے اُلجھتے ہوئے پوچھا

"کیا ہوگیا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے تیری --- نشہ وشہ تو نہیں کرنے لگ گیا ویسے بھی سرداروں والی ساری خصلیتیں جمع کرلی ہیں بس اسی کی کمی رہ گئی تھی وہ بھی پوری کرلے" ازمیر کی جلی بھنی آواز آئی

"اتنی رات کو کیوں فون کیا ہے" وہ ترخ کر بولا

"تمہاری معشوقہ نے کرنا تھا فون جو میرے فون کرنے سے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے---
اپنا روعب اپنی رعایا پر نکال میرے سر چڑھنے کی ضرورت نہیں "ازمیر کو تو آجکل بس
موقع چاہیے تھا ہتھیار لے کر فوراً کود پڑتا میدان میں

"یار کیا ہے---کل جانا ہے نا آجاوٴں گا---اب فون بند کرو "اسفندیار نے بھرپور
بیزاریت کا مظاہرہ کیا

"کیوں تمہارے پاس کال کینسل کرنے کا آپشن نہیں ہے "ازمیر بلاوجہ اُلجھ رہا تھا

"اچھا میں کاٹ دیتا ہوں "اسفندیار نے فون کان سے ابھی پرے ہی کیا تھا جب اسپیکر سے
آواز آئی

"فون کس نے کیا تھا؟؟؟ "ازمیر پوچھ رہا تھا

"تم نے "اسفندیار نے ناسمجھی سے کندھے اُچکاتے جواب دیا

"تو کال بھی میں ہی کاٹوں گا---اللہ حافظ---خواب میں چڑیلیں, جن بلکہ پورا بھوت بنگلہ
آئے "رابطہ منقطع ہو چکا تھا----اسفندیار نے گہرا سانس کھینچتے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ
پھیرا

"پاگل "ازمیر کو اپنی عقل کے مطابق ایک لقب سے نواز کر اس نے ڈائری بند کردی---
جانے کیسی بے چینی تھی کہ تھکن کے باوجود نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی

کسی صورت بھی نیند آتی نہیں میں کیسے سو جاؤں
کوئی شے دل کو بہلاتی نہیں میں کیسے سو جاؤں

ابن الصبا نے دبے پیر اپنے کمرے سے باہر قدم رکھا کوریڈور میں عقابی نظریں گھمائیں اور مکمل اطمینان کر لینے کے بعد سیڑھیاں اُترنے لگی ہاتھ میں سلیپرز پکڑ رکھے تھے ذرا سی بھی آواز اسکے کام میں بڑی رکاوٹ ڈال سکتی تھی --- حویلی کے وسیع و عریض لان میں داخل ہوئی تو سائیں سائیں کی آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی --- ہر طرف خاموشی کا راج تھا --- پلر کی اوٹ سے اس نے دور دروازے کے آگے مرے مرے قدموں سے چکر لگاتے چوکیدار کو دیکھا پھر اسی طرح دبے پیر دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر باڑے والے دروازے کی جانب آ گئی --- سلیپرز ابھی تک ہاتھ میں موجود تھے --- باڑے کا دروازہ ابھی تھوڑا سا ہی کھولا تھا کہ چرررر کی آواز آنے لگی ابن الصبا نے ٹھر کر دور دروازے پر موجود پہرے دار کو دیکھا پھر آہستگی سے دروازہ کھول کر باڑے میں داخل ہو گئی اپنے پیچھے دروازے کو قفل لگائے اور آرام سے مڑی

"اللہ جی کتنا اندھیرا ہے مجھے تو اپنا آپ نہیں نظر آ رہا اور موبائل کی ٹارچ آن نہیں کر سکتی"

ابن الصبا نے بے بسی سے سوچا --- پھر اندازے سے چلتی ہوئی اصطبل کی طرف آ گئی دیدے پھاڑنے پر بھی اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا مبادا کسی جانور کے اُٹھنے کی آواز پر

وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹی اور دیوار میں لگی ہلکی سی "سی" اسکے لبوں سے نمودار ہوئی--- گہرے کالے رنگ کی چادر لے رکھی تھی جب کہ نائٹ ڈریس بلیک ٹراوزر اور ٹی شرٹ تھا---
آخر کار وہ اب چاند کی روشنی سے کچھ استفادہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی---
باڑے کی طرف پہنچی جہاں ٹرک کھڑے تھے اور تین چار چارپائیاں بچھی تھیں جن پر موٹے تگڑے آدمی لیٹے خراٹے مار رہے تھے--- باڑے کے ایک طرف کمرہ بھی تھا ان کے پاس اسلحہ نہ پا کر این الصبا کو وہیں پر شک گزرا تھا پھر بھی وہ ان کی پاس گئی اور جھانک جھانک کر انکی چارپائیاں دیکھنے لگی جب اسے کسی قسم کے ہتھیار نہ ملے تو دوبارے باڑے کی جانب آگئی اور آخر میں موجود چھوٹے سے کمرے کے پاس آ کر ٹھہر گئی--- لمبے لمبے سانس لیتے اس نے آہستگی سے دروازہ دھکیلنا چاہا مگر اندازہ لگا کہ وہ بہت سختی سے بند ہے اسے زور لگانا پڑے گا--- چررر کی آواز ایک بار پھر پیدا ہوئی این الصبا کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی--- دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اس نے اندر جھانکا کمرے میں لال ٹین لٹکی تھی جسکی مدھم مدھم روشنی میں چٹائی پر لیٹے تین چار آدمی نظر آئے تھے اور ان کے پیروں کی جانب دیوار کے ساتھ رائفلز کھڑی کر رکھی تھیں--- این الصبا نے فقط اندر جھانکا تھا ابھی پھر پیچھے گردن موڑ کر دیکھا اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا---
دبے پیر کمرے میں داخل ہوئی ایک نظر خاموش سوئے پڑے آدمیوں پر ڈالی پھر گھٹنے کے

بل جھک کر ایک رائفل اُٹھالی نظریں اب بھی سوئے ہوئے آدمیوں پر تھیں معاً ان میں سے ایک کے وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی این الصبا نے خوف سے آنکھیں میچ لیں اگر اس وقت حویلی کا کوئی بھی فرد اسے یہاں دیکھ لے تو اسکی موت پکی تھی--- آدمی نے کروٹ بدلی این الصبا نے سکون کا سانس خارج کیا اور بھاری بندوق اٹھا کر دبے پیر کمرے سے نکل گئی--- رائفل اسے بہت وزنی معلوم ہو رہی تھی--- ابھی اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے کو ہاتھ ہی بڑھایا تھا کہ کتے کے بھونکنے کی آواز پر ہڑبڑا گئی اور زور سے دروازہ بند کر کے باڑے کی جانب بھاگ گئی--- کتے کے بھونکنے کی آواز اب بھی جاری تھی این الصبا کے ہاتھ پیر پھول گئے--- باڑے میں بھینسوں کے پیچھے دبک کر بیٹھ گئی--- گوبر کی بدبو نہایت ناگوار گزرنے لگی--- قدموں کی چاپ اور لال ٹین کی روشنی باڑے اور اصطبل کی درمیانی دیوار پر چمکنے لگی این الصبا نے شال سے اپنے آپ کو مکمل چھپا لیا

"کون ہے وہاں؟؟؟" آدمی خالص پشتو زبان میں مخاطب تھا--- این الصبا کے پلے کچھ نہ پڑا بس اس بھاری آواز پر وہ مزید دبک کر بیٹھ گئی رائفل اس سے کچھ فاصلے پر تھی

اسفندیار نیند نہ آنے کی وجہ سے لان میں چہل قدمی کو آیا تھا جب کسی کی اونچی آواز اور کتے کے بھونکنے پر باڑے کی جانب چلا آیا

"یہ کیسا شور ہے" اسفندیار نے باڑے کا دروازہ کھولتے بلند آواز میں پوچھا آدمی نے پلٹ کر اسے دیکھا لال ٹین کی روشنی اسفندیار کے وجود پر پڑنے لگی---این الصبا کو صحن خالی دکھا تھا

"مجھے لگتا ہے کوئی آیا تھا باڑے میں خان لالہ" دونوں پشتو میں مخاطب تھے

"دو میں دیکھوں" اسفندیار نے اس سے لال ٹین پکڑلی

"رائفل لے آؤ" اس نے آدمی کو حکم دیا باقی دو بھی جاگ چکے تھے---وہ رائفل لینے آیا تو باقی آدمیوں نے بھی بندوقیں اٹھالیں

"مجھے ایک بندوق کم لگ رہی ہے" ان میں سے ایک نے کہا

"کہاں مر گئے ہو" اسفندیار کے دھاڑنے پر دو آدمی باہر بھاگے ایک نے رائفل اسفند کو پکڑائی اور اسکے ہاتھ سے لال ٹین لے کر باڑے میں بنے ایک ایک حصے میں روشنی کرنے لگا---این الصبا بھینس کے پیچھے چھپی بیٹھی تھی کالی بھینسیں کالا لباس وہ پہچان نہیں پائے اور اصطبل کی جانب بڑھ گئے

"کوئی نہیں ہے----جاؤ سو جاؤ" اسفندیار رائفل آدمی کو پکڑانے ہی والا تھا جب بھینس کے دم مار کر کھڑے ہو جانے پر این الصبا کی فلک شگاف چیخ نکل گئی--- بھینس پیچھے پیچھے ہوتی جا رہی تھی این الصبا کو لگا ابھی وہ اس پر چڑھ دوڑے گی---این الصبا نے نہ دائیں

دیکھا نہ بائیں کھڑی ہوئی اور دوڑ لگادی--- سلیپرز کی وجہ سے اسکے پیر گوبر میں دھنس گئے تھے---اسے بے تحاشا گھن محسوس ہو رہی تھی

"کون ہے وہاں" وہ سب اس طرف بھاگے این الصبا باڑے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جو کچھ دیر پہلے ان میں سے ایک آدمی نے کھولا تھا---اسفندیار ان میں سے سب سے آگے تھا دو آدمیوں نے تو باڑے کی دیوار پھلانگ لی مگر اندھیرا انہیں مات دے گیا جسکے ہاتھ میں لال ٹین تھی وہ سب سے آخر میں آیا تھا باہر ٹرک اور سفیدے کے لمبے لمبے درخت تھے---این الصبا ایک ٹرک کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی---اسفندیار نے لال ٹین والے آدمی کو اشارہ کیا اور ساتھ ساتھ ٹرکوں والی جگہ آگیا---این الصبا کو

اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ وہ کہاں کھڑا ہے کیوں کہ لال ٹین کی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی---این الصبا نے شال کو مضبوطی سے پکڑلیا---اسکی پُشت پر روشنی پڑ چکی تھی اور وہ صحیح معنوں میں اب آل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو کا ورد کرنے لگی تھی

"کون ہو تم" اسفندیار کی بھاری دھاڑ پر بھی اس نے چہرہ اٹھا کر اسے نہ دیکھا ٹرک میں منہ دیے بیٹھی رہی اسفندیار کے ایک ہاتھ میں رائفل تھے دوسرے ہاتھ سے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا

"این الصبا" اسکے لب ہلکے سے ہلے--

(کیا کروں---اب کیا ہوگا؟؟؟) این الصبا کے آس پاس تارے رقص کررہے تھے---
اسفندیار نے اسکا بازو چھوڑا اور رائفل ایک آدمی کو پکڑاتے باقی سب سے مخاطب ہوا
"تم لوگ جاؤ" وہ ابھی ان سے بول ہی رہا تھا کہ این الصبا اسے دھکا دیتے بھاگ گئی اسکے
سوالوں سے بچنے کیلیے فی الحال فرار کے سواء اسے کچھ نہیں سوجھا تھا---اسکے آدمی اندر
جانے لگے---اسفندیار این الصبا کے پیچھے بھاگا---چاندنی رات ہر سو سحر طاری کیے
ہوئے تھے---سارے واپس جا چکے تھے---اسفندیار این الصبا سے بھی تیز بھاگا تھا اسے
بازو سے دبوچ کر سفیدے کے درخت کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا--- بھاگنے کے باعث
دونوں کا سانس بے تحاشا پھول رہا تھا---گہرے گہرے سانس بھرتے این الصبا نے خود
کو کمپوز کرنے کی کوشش کی---اسفندیار نے درخت کی اوٹ سے دور جھانکا سب جا چکے
تھے جسکے پاس لال ٹین تھی وہ بھی غائب تھا اتنی بھی عقل نہیں تھی کہ لال ٹین چھوڑ جاتا
ان میں سے کسی کے پاس فون نہیں تھا
"کیا کر رہی تھی تم یہاں" اسفندیار خان نے چبھتے لہجے میں دریافت کیا---ہلکی ہلکی چاندنی
درخت کے پتوں پر پڑتی ان کا نقش این الصبا کے چہرے پر چھوڑ رہی تھی
"کچھ نہیں" این الصبا نے کوفت زدہ انداز میں جواب دیتے اسکی گرفت سے بازو نکلوانا چاہا
"سیدھی کھڑی رہو" اسفندیار نے اسکا دوسرا بازو بھی پکڑتے درخت سے چپکا دیا

"تم آدھی رات کو باڑے میں کیا کرنے گئی تھی" اسکی آواز میں درشتگی و قہر برس رہا تھا---
این الصبا کو چوروں کی طرح یہاں آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ضرور وہ کچھ گڑبڑ کرنے والی
ہے اسفندیار کے دماغ نے کلک کیا
"بھینسیں دیکھنے آئی تھی" این الصبا چڑ کر بولی
"کالی رات میں کالی بھینسیں بغیر کسی ٹارچ کے تمہیں نظر آرہی تھیں؟؟؟ یہ بھینسوں سے
محبت کا اتنا دلفریب منظر میں نے تو آج تک نہیں دیکھا" وہ کاٹ دار طنز کرتا بولا--اسفند
یار کا چہرہ تاریکی کا حصہ بنا ہوا تھا
"تو آج دیکھ لو" این الصبا اسکے کسی سوال کو سنجیدہ نہیں لے رہی تھی اور مسلسل مزاحمت
کررہی تھی اپنا بازو چھڑوانے کو
"این الصبا سیدھے طریقے سے بتاؤ--- تم یہاں کس مقصد سے آئے تھی؟؟؟ نیک
ارادے تو تمہارے اول روز سے نہیں تھے" وہ دھاڑ کر بولا
"چیخو مت" این الصبا بھی اسکے دھاڑنے پر چلائی---زیادہ غصہ اس بات پر تھا کہ اسکے
مضبوط شکنجے سے بازو نہیں نکلوا پارہی تھی
"تم وعدہ خلافی کررہی ہو" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا
"میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا" این الصبا نے آنکھیں نکالیں

"بکواس مت کرو" اسفندیار کو اسکی ہٹ دھرمی پر شدید تاؤ آیا---اسے ایک زوردار جھٹکا دے کر چیخا

"بازو چھوڑو میرا نہیں تو میں چیخ چیخ کر پوری حویلی اکٹھی کرلوں گی" این الصبا بھی اسکے مقابل بلند آواز میں بولی

"گلا دبا دوں گا میں تمہارا اگر اب ایک لفظ بھی بولی تو" اسکے غصے کا گراف این الصبا کی جوابی کاروائی نے مزید بڑھا دیا تھا وہ بھول گیا تھا کہ اسکے مقابل کوئی حویلی کی دبو لڑکی نہیں بلکہ این الصبا کھڑی ہے

"ہیلپ، ہیلپ کوئی ہے" این الصبا اپنی پوری قوت لگا کر چیخی--- سردار اسفندیار خان کے سینے پر زوردار مکے مارے---اسکے بازو پر دانت گاڑھنے لگی--- مسلسل چیخ رہی تھی وہ اور اسفندیار اس کا منہ بند کروانے اور اسکے وار ضائع کرنے کی تگ ودو میں تھا اس وقت این الصبا کو چھوڑ دیتا تو وہ اپنی یہاں موجودگی کا سبب اسے کبھی نہ بتاتی

"بچاؤ، بچاؤ--- ہیلپ"

"این الصبا خاموش ہوجاؤ" اسکے پھڑپھڑاتے لب اسفندیار کی ہتھیلی میں قید ہوگئے---اپنا مضبوط ہاتھ اسکے منہ پر جماتے وہ دبے دبے لہجے میں غرایا

"بالکل خاموش "اپن الصبا کے چہرے کے بہت قریب اسکی تنبیہہ کرتی آواز گونجی---
اسکا ایک ہاتھ اپن الصبا کی کمر کے گرد سختی سے بندھا تھا---اپن الصبا سراسیمگی کی کیفیت
میں اسے دیکھ رہی تھی---اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس پر ایسے بھی گرفت کر سکتا ہے---
اسکی شال زمین کو چھو رہی تھی---لمبی ریشمی زُلفیں شانوں پر بکھری تھیں تو کچھ اسفندیار
کے بازو سے لپٹ رہی تھیں---ماحول پر ایک سحر سا طاری تھا اور اسفندیار کو اپنی پناہوں
میں موجود وجود کوئی ساحرہ ہی لگ رہی تھی---ہر احساس پس پشت ڈالے وہ بس اسکی
اُبھری آنکھوں میں موجود بے یقینی میں ڈوب جانا چاہتا تھا---یہ سب لمحوں کی کیفیت تھی-
--نینو سیکنڈز لگے تھے ان جذبات کو خدشات کے سمندر سے اُبھرنے میں---تیز روشنی
اچانک ہی ان کے وجود پر پڑی تھی---اپن الصبا نے آنکھیں میچ لیں جب کہ اسفندیار لمحے
کے ہزارویں حصے میں اسے آزاد کر کے پیچھے ہٹا تھا---ٹارچ کا رُخ ان کی جانب ہونے پر
وہ آنے والے کو نہیں دیکھ سکتے تھے---اپن الصبا کی تو جو حالت تھی وہ تھی اسفندیار بھی
اس صوتحال پر گھبرا گیا تھا---آنے والے نے ٹارچ کا رُخ اب زمین پر کر دیا
"بابا جان "اسفندیار اتنا دھیما بولا کہ شاید اسکی خود کی سماعت بھی محروم رہی تھی اس آواز
سے
"اندر جاؤ تم "ان کی سرد و بارعب آواز کا رخ اپن الصبا کی جانب تھا

"انکل وہ---" این الصبا نے اپنی گرتی لڑھکتی شال سمیٹ کر ایک قدم ان کی جانب بڑھایا

"اندر جاؤ" اگلے ہی لمحے ان کی چنگھاڑتی آواز نے این الصبا کی ہمت توڑ ڈالی---وہ آنکھوں میں نمی لیے شکایتی نظروں سے اسفندیار کو دیکھتی درختوں کے جھنڈ سے بھاگتی حویلی کی جانب بڑھنے لگی---سوکھے پتے اسکے قدموں کی رفتار پر چیخ رہے تھے

"اور تم" ان کی توپوں کا رُخ اب پیشانی مسلتے اسفندیار کی جانب تھا

"کیا فحاشی پھیلا رکھی ہے تم نے؟؟؟ بے غیرت ہو گئے ہو ابھی وہ لڑکی نا محرم ہے تمہاری---ایسی بھی کیا بے صبری" ان کے جملوں نے اسفندیار کو پانی پانی کر دیا---وہ تصویر کو اپنی پسند کا رُخ دے رہے تھے

"ہمیں سیکھا رہے تھے کہ وہ ہماری روایات پر قائم نہیں رہ سکے گی اور اب خود اُسکے ساتھ ہماری روایات کا گلا گھونٹ رہے تھے" ان کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی اونچی ہو چکی تھی اپنے بیٹے کے کردار میں کبھی جھول نہیں دیکھا تھا انہوں نے مگر آج اندھیری رات اور درختوں کی اوٹ میں اسکو اور این الصبا کو جس حالت دیکھ چکے تھے اسے دھوکے کا گمان سمجھنا حماقت ہی تھی

"بابا جان آپ نے جو دیکھا---" ان کے الازامات پر وہ بلبلا اٹھا "اب تم ہمیں جھٹلاؤ گے؟؟؟" سردار بدر الزمان کی دھاڑ پر تو جرگے کے تمام مشران بھی چپ سادھ لیتے تھے اسفندیار خان کی کیا مجال تھی کہ اپنی بات مکمل کر سکتا

وہ رات پوری این الصبا نے کانٹوں پر بسر کی تھی سردار بدر الزمان کی آنکھوں میں اپنے لیے بدگمانی کے ساتھ جو حقارت اس نے دیکھی تھی وہ اسے خاکستر کرنے کو کافی تھی--- انہیں وہ اتنے ہلکے کردار کی لگتی تھی؟؟؟ این الصبا سمجھتی تھی کہ حویلی میں گل زرین کے بعد وہ واحد شخص ہیں جو اسے تھوڑا سا بھی سپورٹ کرتے ہیں مگر رات کے واقعے نے اسکی خوش فہمیوں کے تمام گڑھے سمندر کے بیچ میں ڈبو دیے تھے
"اسفندیار خان میں حویلی والوں سے جتنی نفرت کرتی ہوں اُس سے دوگنی تم سے کرتی ہوں--- تم نے بہت اچھے طریقے سے مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کی ہے مگر میں این الصبا ہوں ایسا پتھر ہوں شیشے کے گھر کی ایک دیوار پر ہی ضرب لگاؤں گی پوری عمارت خود چکنا چور ہو جائے گی--- اپنی یہ بے عزتی میں کبھی نہیں بھولوں گی" حویلی والوں کیلیے اسکی نفرت کی جتنی وجوہات تھیں اُن میں مزید اضافہ ہو چکا تھا
****

اپنی منزل تک پہنچنے کیلیے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلیے آپ کا پہلا اصول ہونا چاہیے ڈھیٹ پن--- دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے آپ نے ڈھٹائی سے اپنی جگہ جمے رہنا ہے

این الصبا کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے--- صبح سویرے ٹریک سوٹ میں ملبوس شال لپیٹے وہ حویلی سے نکل آئی اور حیرت کی بات تھی اب مین گیٹ سے آنے پر بھی چوکیدار نے اسے کچھ نہیں کہا تھا سوائے دیدے پھاڑ کر دیکھنے کے

"ذرا اپنی فٹنس کا خیال نہیں رکھا یہاں آکر میں نے "تیز تیز دوڑتے وہ اپنے آپ کو سرزنش کر رہی تھی--- مسلسل آدھے گھنٹے کی دوڑ نے اسے پسینہ سے تر کر دیا تھا--- جوڑے سے چند لٹیں نکل آئیں تھیں گھٹنوں پر دباؤ ڈال کر وہ کچھ جھکی سی کھڑی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی--- کوئل کے کوکنے کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی--- ماحول پر ایک سکوت چھایا ہوا تھا--- اب وہ چہل قدمی کرتی پہاڑ کی جانب جا رہی تھی--- ڈھلوان سے نیچے اُترتے وہ پہاڑ اور جنگل کی درمیانی سڑک پر آگئی تھی--- پہاڑ پر موجود بڑے سے پتھر پر بیٹھ کر لمبے لمبے پرسکون سانس خارج کیے--- بیگ سے پانی کی چھوٹی سی بوتل نکال کر لبوں سے لگائی--- پھر یونہی آس پاس نظریں دوڑانے لگ گئی--- اس جگہ سے کچھ مانوس ہونے کے باعث اب اس سناٹے اور ویرانے سے خوف نہیں آتا تھا---

این الصبا نے پھر پانی کی بوتل منہ کو لگالی پھر ڈھکن لگا کر اسے بیگ میں رکھنے کو جھکی تو نظر

اپنے سے کچھ فاصلے پر بیٹھے وجود پر پڑی یہ یقیناً وہی پاگل تھا--چادر سر پر لیے اس سے منہ چھپائے وہ بالکل اسکے برابر مگر بہت فاصلے پر موجود تھا

"کیسی ہیں آپ؟؟؟" اسکی آواز بہت بھاری ہو رہی تھی---این الصبا نے اپنے چاروں اور نگاہیں گھمائیں

"آپ سے پوچھ رہا ہوں" سر جھکائے منہ ڈھانپے وہ اسکی حرکات کیسے دیکھ رہا تھا

"ٹھیک ہوں" این الصبا کچھ توقف کے بعد بولی

"ٹھیک نہیں ہیں آپ---آپ کیسے ٹھیک ہو سکتی ہیں؟؟؟ آپ کے ذمے ایک بہت بڑا کام لگایا ہے اُسکو مکمل کرنے سے پہلے آپ کو ٹھیک نہیں ہونا چاہیے پریشانی ہونا چاہیے---آہ آپ کیلیے تو یہ محض ایک ایڈوانچر ہے" سر جھٹک کر وہ سرد آہ بھرتا بولا این الصبا گردن کو ہلکا سا خم دیے اسے دیکھ رہی تھی سمجھ سے باہر تھا کیا جواب دے

"مجھے چلنا چاہیے اب" این الصبا جو ہمیشہ سے پہاڑ پر موجود اس پاگل آدمی سے طویل گفتگو کی خواہشمند تھی آج موقع ملنے پر فرار اختیار کر رہی تھی---این الصبا کا دم گھٹنے لگا وہ مزید کسی کہانی کا حصہ نہیں بننا چاہتی تھی---اپنا ہینڈ بیگ اٹھانے کو جھکی جب وہ بولا

"مجھ سے ڈر رہی ہیں یا میرے سوالات سے" این الصبا کا ہاتھ تھم گیا

"مم---میں کیوں ڈروں گی تم سے" وہ ہکلائی

"کیوں کہ میں پاگل ہوں اور پاگل لوگ کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں" وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس تک آیا تھا اسکے لہجے میں دبی دھمکی چند پل کیلیے این الصبا کو سرد کر گئی

"آج سردار اسفندیار خان آپ کے پیچھے نہیں آئے گا نا ہی حویلی اور گاؤں کا کوئی فرد اس طرف آتا ہے اور آپ روز آتی ہیں مجھ سے ملنے--- آج موقع ملا ہے تو منہ پھیر کر جا رہی ہیں" وہ این الصبا کے پاس کھڑا تھا بالکل پاس اگر وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی تو شاید اسکی آنکھیں دیکھ سکتی مگر وہ اسی طرح اپنے ہینڈ بیگ کو پکڑے بیٹھی رہی

"تت--- تم کہاں رہتے ہو؟؟؟ تم تو اُس دن یہاں سے نیچے" این الصبا کے دماغ جو سوال گردش کر رہا تھا آخر کار زبان تک آگیا

"ہاہاہا میں پاگل ہوں کوئی جن بھوت نہیں ہوں--- جو کھائی میں گر کر بھی اگلے دن آپ کے سامنے ہوگا" وہ دوبارہ گھاس پر بیٹھ گیا تھا این الصبا کے بالکل مقابل مگر نیچے کیوں کہ وہ پتھر پر براجمان تھی

"میں نے خود تمہیں گرتے دیکھا تھا" این الصبا نے اپنی بات پر زور دے کر کہا اسکا انداز بحث کرنے والا تھا

"گرتا رہتا ہوں میں--- کوئی سنبھالنے والا نہیں" اسکی بات کو وہ کسی اور سمت ہی لے گیا تھا

"آپ تو بہت بہادر ہیں نا تو کیوں نہیں سنبھال لیتی یہ سب کچھ---آپ تو سہارا دے سکتی ہیں اس گرتی عمارت کو پھر کیوں اسے ملبے کا ڈھیر بنانا چاہتی ہیں؟؟؟" وہ بہت دھیما بول رہا تھا این الصبا بمشکل ہی سُن پا رہی تھی

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی کیا بول رہے ہو تم اگر میں کچھ سمجھ رہی ہوں تو وہ یہ ہے کہ تم پاگل نہیں بلکہ اچھے خاصے ہوشمند انسان ہو گاؤں والوں کو بے وقوف بنا رہے ہو" این الصبا نے تڑخ کر کہا

"بے وقوف؟؟؟" اسکا فلک شگاف قہقہہ اس ویرانے میں گونجا وہ بے تحاشا ہنس رہا تھا این الصبا کو اسکی کھوکھلی ہنسی سے وحشت ہونے لگی

"احمق ہیں یہ لوگ، اندھے ہیں، بھیڑ بکریاں ہیں ایک کے پیچھے دوسری لگ جاتی ہے بغیر سوچے کہ راستہ درست ہے یا نہیں---اونچے شملوں کی آڑ میں بڑے چھوٹے دل والے ہیں---رعایا محنت کش ہے مگر بزدل اور تاریخ گواہ ہے کم ہمت لوگ ہمیشہ وقت کی چکی میں پستے رہے ہیں کبھی آگے نہیں بڑھ سکے اور جنھوں نے بغاوت اختیار کی قسمت نے اُن کو اس بے دردی سے مارا کہ زندگی کا نام و نشان ختم ہو گیا" وہ سب تو کہہ گیا تھا این الصبا کیوں سمجھ نہیں پا رہی تھی

" بیکار اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں سردار اسفندیار خان چیونٹی نہیں مار سکتا --- کسی انسان اور وہ بھی معصوم کلی کو کیسے مسل سکتا ہے ؟؟؟ "

اسکے جملوں نے این الصبا کے اندر بھگدڑ مچا دی

"تت ---- تم سب جانتے ہو ؟؟؟ بتاؤ مجھے ملیحہ کا قاتل کون ہے --- جسٹ ٹیل می پلیز پلیز " این الصبا پتھر سے اُتر کر گھٹنوں کے بل اسکے پاس نیچے بیٹھ گئی

" سردار اسفندیار نے کچھ نہیں کیا پلیز اُسکا پیچھا چھوڑ دو " این الصبا کو اسکی آواز بھیگی معلوم ہو رہی تھی اس نے این الصبا کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے

" فار گاڈ سیک ,ڈونٹ ڈو دِس " این الصبا نے شدید بے بسی کے عالم میں بائیں ہاتھ کا مکا بنا کر گھاس پر دے مارا

" مجھے تمہارا یقین نہیں اگر اسفندیار نے نہیں کیا تو تم نے کیا ہوگا " این الصبا کے تیکھے پن سے کہنے پر وہ شیر کی طرح دھاڑا

" میں نے اُسے نہیں مارا ,ممم --- میں اُسے کیسے مار سکتا ہوں --- میں نے نہیں مارا --- سن رہی ہو تم " وہ پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے این الصبا کا بازو دبوچ چکا تھا --- جیسے اسے کوئی دورہ پڑ گیا ہو --- گہرے گہرے سانس لینے لگا --- این الصبا خوفزدہ سی اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی --- جب مقابل نے ایک جھٹکے سے چھوڑا اور بھاگتا ہوا درختوں کے

جھنڈ میں گھس گیا---اسکے بھاگنے کے باعث سوکھے پتے چرچرا رہے تھے ان کی آواز فضا میں ارتعاش برپا کر رہی تھی اور یہاں این الصبا اب تک شاک کے عالم میں بیٹھی تھی---

اسے کیسے پتا چلا این الصبا یہاں کس مقصد سے آئی ہے؟؟؟ اسفندیار کا اس سے کیا تعلق ہے؟؟؟ حویلی والوں سے بغاوت کا کیا قصہ ہے اور یہ پہاڑ سے گرنے کے باوجود زندہ ہے؟؟؟

اسے لگا تھا یہ ملاقات اسکے تمام سوالات کو حل کر دے گی مگر اس نے تو مزید کشمکش میں ڈال دیا تھا

"یہ اسفندیار کی حمایت کر رہا تھا مگر کیوں اگر یہ جانتا ہے کہ اسفندیار نے قتل نہیں کیا تو یہ بھی جانتا ہو گا کہ قاتل کون ہے"

"مجھے ہر حال میں اس سے دوبارہ ملنا ہے" این الصبا نے دل میں پختہ ارادہ کیا

****

"اسلام و علیکم" وہ حویلی میں داخل ہوئی تو لان میں ہی اخبار کی سرخیاں پڑھتے سردار بدر الزمان سے سامنا ہو گیا---این الصبا نے بھرپور اعتماد سے سلام کیا---انہوں نے سر اٹھا کر نیوی بلیو ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس این الصبا کو سر سے پیر تک دیکھا--- مکمل سلیوس کو اس نے فولڈ کر کے کہنیوں تک چڑھا رکھا تھا---بال جوڑے میں قید تھے---انہوں نے

سلام کا جواب دینے کے بجائے سر ہلا دیا اور پھر اخبار پڑھنے لگے این الصبا نے گلے میں لٹکی شال اُتاری اور ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی---انہوں نے اس کے بیٹھنے پر کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہیں کیا

"ایکچوئلی میں آپ کی غلط فہمی دور کرنا چاہتی تھی کہ رات کو جو کچھ---"ابھی وہ بات مکمل بھی نہ کر سکی تھی کہ انہوں نے تیز نگاہ اس پر ڈالی---چشمہ اُتار کر اخبار کو پھینکنے کے انداز میں میز پر پٹخا

"ہم نے کوئی سوال کیا تم سے؟؟؟"ان کا یہ روعب و دبدبہ این الصبا کو پیچ و تاب کھانے پر مجبور کر گیا

"لیکن آپ غلط سمجھ رہے ہیں"این الصبا بہت بولڈ ہونے کے باوجود بھی ان سے کھل کر گفتگو نہیں کر سکتی تھی---اسکے چہرے پر ایک قہر برساتی نگاہ ڈال کر وہ اپنا اخبار اٹھا کر اندر چلے گئے---این الصبا نے غصے سے شال میز پر پٹخی

"این الصبا"

"این الصبا"شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے وہ آنکھیں موندے اپنی پیشانی مسل رہی تھی جب گل زرین کی آواز پر پیچھے مُڑ کر دیکھا وہ حویلی کے داخلی دروازے میں کھڑی اسے آوازیں لگا رہی تھی

"ایک یہ مفت میں چپک گئی ہے میرے ساتھ" این الصبا نے کوفت سے سوچا پھر اپنی شال اٹھائی اور ہینڈ بیگ اُتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا

"میں نے آپ کیلیے مزیدار سا ناشتہ بنایا ہے--- جلدی سے فریش ہو کر آجائیں" گل زرین نے چہک کر کہا تو این الصبا مروتاً مسکراتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی--- فریش ہو کر لباس تبدیل کیا اور ڈائننگ ہال میں پہنچ گئی جہاں سب ناشتہ شروع کر چکے تھے اسکا انتظار کرنے کی زحمت کسی نے نہیں کی تھی ایک گل زرین تھی جو ابھی ابھی کچن سے اسکے لیے ٹرے سجا کر نکلی تھی

"یہ فروٹ کیک میں نے خود بیک کیا ہے--- کل ٹی وی پر دیکھا تھا" وہ اسکے کان میں گھس کر بولی تو این الصبا کو اسکی معصومیت نے مسکرانے پر مجبور کر دیا--- ڈائننگ ٹیبل پر موجود باقی افراد ان کی اس بے تکلفی اور خوش مزاجی کو ٹکر ٹکر دیکھ رہے تھے

"زبردست دل جیت لیا تم نے تو لڑکی" این الصبا نے کانٹے سے ایک پیس توڑ کر منہ میں ڈالتے سرگوشی میں اسے کہا تو وہ جھینپ گئی

"کتنی بار کہا ہے کہ کھانے کی میز پر بیٹھ کر باتیں مت کیا کرو--- کچھ عقل تہذیب کا دامن بھی پکڑ لیا کرو--" انیا نے انہیں جھاڑ پلائی تو گل زرین خاموش ہو کر بیٹھ گئی جبکہ این الصبا نے بھرپور ناگواری کا اظہار کرتے منہ کے زاویے بگاڑے

****

"دانی تمہیں میں نے کچھ کام کہا تھا" این الصبا نے ناشتے سے فارغ ہوتے ہی اپنے کمرے میں آکر مسیج ٹائپ کیا--- تھوڑی دیر بعد ہی کال آنے لگی این الصبا نے ٹی وی کا ریموٹ رکھ کر سیل فون اٹھایا پرویز خان نے آج اسے کیسے یاد کرلیا؟؟؟

"اسلام و علیکم ڈیڈ" این الصبا نے کال اٹینڈ کرتے ساتھ کہا

"و علیکم اسلام---کیسا ہے ہمارا بیٹا" بشاشت بھرے لہجے میں دریافت کیا

"الحمداللہ" یک لفظی جواب دیا

"این الصبا بیٹا آپ کے فیصلے نے مجھے دلی خوشی عطا کی ہے---میں نہیں کہتا تھا کہ-----"

این الصبا کا سارا دھیان دانیال احمد کی جانب تھا کہ وہ کیا جواب دیتا ہے اور اسی لمحے اسکی کال آنے لگی

"ڈیڈ میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں "I'mquitebusynow----ان کی کوئی بھی بات سنے بغیر اس نے کال منقطع کردی

"ہاں بولو دانیال" وہ جلدی سے بولی

"کوئی سلام دعا نہیں" دانیال نے ٹوکا

"اسلام و علیکم ---کیسے ہو---مجھے پتا ہے اتنی جلدی زمین کا بوجھ ہلکا نہیں ہونے والا اب لمبی مت کرو--کام بتاؤ کیا کہ نہیں "اسکی بات پر دانیال کو جھٹکا لگا

"این الصبا" صدمے کے مارے وہ چیخا

"کیا ہے "این الصبا جھنجھلائی

"میں نے کہا تھا میں ٹرائی کرتا ہوں اور تم اگلے دن ہی مجھ سے دریافت کر رہی ہو کہ کیا بنا"

"تو اور کتنا وقت چاہیے تمہیں؟؟؟ میرے پاس آج کا ہی وقت ہے "این الصبا کی پیشانی پر بل پڑنے لگے

"کیا مطلب کتنا وقت چاہیے؟؟؟ تم جانتی ہو کہ پی ایف ایس اے کی سیکیورٹی کتنی سخت ہے جب میرا اُس کیس سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رپورٹ کیسے حاصل کر لوں" دانی کو بھی غصہ آنے لگا تھا این الصبا سارے معاملات اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کر رہی تھی بے شک اسکی نیت ٹھیک تھی مگر طریقہ تو غلط تھا نہ

"بھاڑ میں جاؤ" این الصبا نے غصے سے فون بند کر دیا

چند لمحات گزرے ہوں گے کہ فون وائبریٹ کرنے لگا اس نے پاور آف کر دیا---

دوسری جانب پرویز خان اسکا نمبر ڈائل کرتے رہ گئے کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے ایک بار این الصبا سے بات کرنا ان کیلیے انتہائی ضروری تھا

****

مغرب کا وقت تھا--- حویلی کی زیادہ تر خواتین رات کے کھانے کا اہتمام کرنے میں مصروف تھیں این الصبا لانج میں ہی بیٹھی لیپ ٹاپ پر ہالی ووڈ مووی پرنس آف پرشیا دیکھ رہی تھی یہ مووی پہلے بھی دیکھ چکی تھی مگر اس کا ہیرو جیک گیلنہال اسکا پسندیدہ ایکٹر تھا--- فراغت کے باعث وہ اکتا کر ادھر بیٹھی تھی--- جان بوجھ کر ان سب کے سامنے دھڑلے سے مووی دیکھ رہی تھی کیوں کہ گل زرین سے اسے پتا لگ چکا تھا کہ لڑکیوں کا فلم ڈرامے دیکھنا ان کی روایات کے خلاف ہے--- انیا نے تو اس سے زبان لڑانا ہی چھوڑ دیا تھا اب بھی ماتھے پر بل ڈالے لانج سے ہی نکل گئیں

"اسلام و علیکم" اسفندیار لانج میں داخل ہوا--- آج صبح سے وہ اسے حویلی میں نظر نہیں آیا تھا اور یہ کافی حد تک پرسکون بات تھی این الصبا کیلیے--- ہیڈ فونز لگائے گود میں لیپ ٹاپ لے کر بیٹھی، وہ اسکی آمد سے خود کو انجان ظاہر کر رہی تھی--- ٹراوزر سے اسکی پنڈلیاں جھانک رہی تھیں

"اسلام و علیکم لالہ" گل زرین نے کچن سے نکلتے خوش دلی سے سلام کیا

"ایک کپ چائے بنادو" وہ سنجیدگی سے کہتا ایک نظر بے نیاز سی لیپ ٹاپ کی اسکرین کی جانب متوجہ این الصبا پر ڈال کر سیڑھیاں چڑھنے لگا--- کچھ دیر بعد وہ پھر سے لانج میں حاضر تھا گل زرین نے اسے چائے کے ساتھ فروٹ کیک سرو کیا

"کیا کررہی ہو این الصبا" اسفندیار نے اسے مخاطب کیا مگر وہ کانوں پر ہیڈ فونز لگائے بیٹھی تھی--- اسفندیار نے گل زرین کو اشارہ کیا تو اس نے این الصبا کا کندھا ہلایا

"ہاں" والیم بند کر کے اس نے ہیڈ فون اُتار دیے

"لالہ بلا رہے ہیں" اسکے کہنے پر بھی این الصبا نے کوئی توجہ نہیں دی اور پھر سے ہیڈ فونز لگا لیے--- گل زرین نے ڈرتے ڈرتے اسفندیار کو دیکھا جس نے اب چائے کا کپ اٹھا لیا تھا--- گل زرین کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا تو وہ پھر سے کچن میں گھس گئی

"کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ" اسفندیار اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے ہیڈ فونز نکال دیے--- این الصبا نے سیخ پا ہو کر اسے دیکھا

"مجھے ایسی بے تکلفیاں بالکل نہیں پسند آئندہ اپنی اوقات میں رہ کر مخاطب ہونا مجھ سے" این الصبا نے اسکے مقابل کھڑے ہوتے ہیڈ فونز جھپٹتے ہوئے کہا--- کل رات کی اسکی حرکت بھلا وہ کیسے بھول سکتی تھی اُسی کا غصہ اسفندیار کی شکل دیکھ کر عود کر آیا تھا

"این الصبا میری بات سنو" وہ لیپ ٹاپ اٹھانے کیلیے جھک رہی تھی جب اسفندیار نے اسکا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب گھمایا--- وہ جانتا تھا کہ کل بے اختیاری میں وہ اسے ہرٹ کرچکا ہے اسے این الصبا کا غصہ بجا لگا تھا

"میں نے تم سے----" این الصبا شدید غصے کے عالم میں اُنگلی اٹھا کر کچھ کہنے والی تھی جب کھٹک کی آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا گل ورین ہاتھ میں کوئی تھال سا پکڑے کھڑی تھی ہڑبڑا کر واپس کچن میں گھس گئی--- این الصبا نے طنزیہ نظروں سے اسفندیار کو دیکھا اپنا بازو اسکی ڈھیلی سی گرفت سے نکالا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر سیڑھیاں چڑھنے لگی

اسفندیار نے دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارا

****

مجھے این الصبا سے معذرت کرنی چاہیے جو بھی تھا بابا جان کے رویے نے اُسے تکلیف پہنچائی ہوگی--- تکلیف تو اسے بھی پہنچی تھی اتنے سالوں کی تربیت پر بھروسہ نہیں تھا انہیں جو آنکھوں سے دیکھا اُس پر حقیقت کا ٹیگ لگا کر چلتے بنے اسے اپنی صفائی میں ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہیں ملا کچھ تو انا پرست وہ بھی تھا--- شہر جانے سے پہلے ان سے مل کر بھی نہیں گیا تھا--- رات کے کھانے پر بھی اس نے سردار بدرالزمان کو مخاطب نہیں کیا تھا نہ ہی وہ اس سے بولے تھے--- بہت سوچ بچار کے بعد اس نے گھڑی دیکھی گیارہ بج کے

پانچ منٹ ہو رہے تھے مشکل ہی تھا کہ این الصبا اس وقت سو رہی ہوتی--- دن میں تو اُس سے بات کرنا ممکن نہیں تھا کہ کل کا پورا دن اسکا ڈیرے پر ازمیر کے ساتھ گزرنا تھا--- وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا پھر چپل پہنی اور کمرے سے نکل گیا--- سکون کسی کروٹ نہیں آرہا تھا--- کیسی بے سکونی تھی اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی

"این الصبا" اسکے کمرے کے دروازے پر ہلکے سے دستک دے کر اس نے مدھم آواز میں کہا

"این الصبا" پہلی بار وہ اپنے ہی گھر میں چوروں کی طرح آس پاس نظریں دوڑا رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے--- گھنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے ایک بار پھر دستک دی

"این الصبا" اب کی بار آواز قدرے اونچی تھی--- کان اسکے دروازے کے ساتھ لگائے کھڑا تھا وہ--- جب مُڑ کر دیکھا تو گل ورین کوریڈور میں کھڑی حیرت و تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی--- اسفندیار کے دیکھنے پر تیزی سے پلٹنے لگی جب وہ بولا

"رکو" اسکے کہنے پر وہ رُک گئ مگر پلٹ کر نہیں دیکھا--- ہاتھ کی انگلیاں مروڑتے وہ بس بھاگنے کی تیاری میں تھی

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی تھی تم؟؟؟" اسکے سامنے آکر خشمگیں نظروں سے گھورتے سخت لہجے میں دریافت کیا

"وہ---وہ میں" گل ورین نے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری---اسفندیار کا دل چاہا ایک تھپڑ اسکے منہ پر جڑ دے مگر خود پر قابو رکھا

"تم اپنی حرکتیں سدھار لو اور میرے معاملات سے دور رہو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے-

--ورنہ تم مجھ سے اچھی طرح واقف ہو دماغ درست کرنے میں ایک لمحہ لگاتا ہوں میں---

اب دفع ہو یہاں سے---شکل مت دکھانا مجھے اب تم "اس نے ایک ہی سانس میں اسکو ٹھیک ٹھاک سنا ڈالیں---گل ورین اسکے چپ ہوتے ہی اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئ-

--اسکے جاتے ہی اسفندیار پھر این الصبا کے کمرے

کا رُخ کیا جہاں وہ دروازہ کھولے کھڑی ان کی تمام گفتگو سُن چکی تھی

"این الصبا" اسفندیار اسکی جانب بڑھا مگر اس سے پہلے ہی وہ دروازہ بند کر کے اندر غائب ہو چکی تھی

صبح صادق کا وقت تھا این الصبا معمول کے مطابق تیار ہو کر باہر آ گئ---آج پھر اسکا رخ پہاڑ کی جانب تھا جہاں پہنچ کر اس کے اندازے کے عین مطابق اسے کچھ نہیں ملنے والا تھا اور وہی ہوا---بیس منٹ مزید گزرے تو این الصبا پتھر سے اُٹھ کر واپس جانے لگی---اس نے مڑ کر دیکھا پیچھے اسفندیار کھڑا تھا سیاہ رنگ کے کرتے پر اسی رنگ کی چادر اوڑھے---

پیروں میں پشاوری چپل اور کرتے کے بازو کہنے تک مڑے ہوئے بلاشبہ وہ انتہائی محسور کُن شخصیت کا مالک تھا--- نشیلی بھوری آنکھیں--- بھورے بال اور ہلکی ہلکی بڑھی شیو جو دھوپ پڑنے پر سنہری سا رنگ پیش کر رہی تھی--- این الصبا نے اسے نظر انداز کر کے گزرنا چاہا جب وہ اسکے سامنے آگیا--- این الصبا نے سر اُٹھا کر تیز نگاہوں سے اسے گھورا

"یہ خفگی مزید کتنے دن رہے گی؟؟؟" اسفندیار نے براہِ راست اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا--- این الصبا سر کو ہلکا سا خم دے کر طنزیہ مسکرائی

"اتنی اچھی اداکاری کیسے کر لیتے ہو یار--- مطلب کیسے اتنی اچھی پلاننگ کر لیتے ہو؟؟؟" این الصبا نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا

"تمہاری ناراضگی بجا ہے" اسفندیار نے دھیمی لہجے میں کہتے جیسے تمہید باندھنا شروع کیا

"ویٹ آ منٹ" این الصبا نے اُنگلی اٹھا کر اسکی بات کاٹی

"میں, مطلب این الصبا کیوں تم سے ناراض ہونے لگی؟؟؟ ناراضگی اُن سے جتائی جاتی ہے جن سے الفت کا رشتہ ہو اور ہمارے مابین دشمنی کے سوا کچھ نہیں" این الصبا نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہا

"تمہاری جانب سے نہیں ہے ورنہ میں نے تو دوستی کا ہاتھ اُسی وقت بڑھا دیا تھا جب تم سے اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کو وقت مانگا تھا--- تم نے میری درخواست قبول کی تھی این

الصبا---اب تم منکر نہیں ہو سکتی" اسفندیار سنجیدگی سے کہہ رہا تھا---این الصبا اسکی بات سُن کر مسکرائی پھر سر جھٹک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی

"بہت شارپ مائنڈڈ ہو تم---میں تو تمہیں حاکمیت کے نشے میں ڈوبا کوئی جاہل تصور کر رہی تھی مگر تم تو گیم کھیلنے لگے واہ" این الصبا نے ہاتھ اُٹھا کر اسے داد دی

" بٹ آئی ایم فیلنگ سیڈ فار یو---تمہاری گیم فلاپ ہو چکی ہے---تم اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کے بجائے میرا امیج خراب کر رہے تھے---جب تمہارا کام صحیح طریقے سے نہیں بنا تو تم نے اپنی گری ہوئی ذہنیت کا ثبوت دیتے میری کردار کشی کا سامان کرنا شروع کردیا---تمہیں کیا لگا تھا کہ میں رو دھو کر اپنی صفائیاں پیش کرتی پھروں گی یا شرمندگی کے باعث حویلی سے چلی جاؤں گی؟؟؟ مجھے معلوم ہے میں کتنی پاکباز ہوں مجھے اسکے لیے تمہارے والد محترم کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے---اُنہیں جو سمجھنا ہے وہ سمجھیں" این الصبا نے ایک ہی سانس میں اپنے اندر کی تمام کڑواہٹ اُلٹ دی---چہرے پر تناؤ اور غصہ صاف جھلک رہا تھا جب کہ اسفندیار خاموشی سے سینے پر ہاتھ باندھے اسے سُن رہا تھا

"تمہیں مزید غصہ نکالنا ہے تو تم مجھ پر نکال سکتی ہو---میں برا نہیں مناؤں گا" اسفندیار کافی دیر بعد تحمل سے بولا

"کیوں؟؟؟" این الصبا بپھر کر بولی

"کیوں نکالوں میں تم پر غصہ" وہ غصہ نکال بھی رہی تھی اور پوچھ بھی رہی تھی

"تم کیا میرا پنچنگ بیگ ہو؟؟؟ غصہ مجھ پر نکال سکتی ہو--- آئندہ ایسی آفر دی تو---" این الصبا ٹھہری---اسفند کے لبوں پر مسکراہٹ مچلنے لگی

"ہٹو سامنے سے" این الصبا اس پر اپنے لفظوں کا اثر نہ ہوتے دیکھ کر جھنجھلا کر بولتی اسکے پہلو سے نکل گئی

"کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا, سردار اسفندیار خان کی دوستی کیلیے ترستا ہے زمانہ--- یہ نہ ہو آپ کو پچھتانا پڑے" اسفندیار اسکے پیچھے چلتے ہوئے بولا تو این الصبا نے جھٹکے سے مڑ کر اسے دیکھا اسکے مڑنے پر وہ اپنے قدموں کو بریک لگا گیا

"بلی کو دودھ کی رکھوالی پر تعینات کر رہے ہو--- کبھی قانون کو مجرم کا دوست ہوتے دیکھا ہے؟؟؟" این الصبا کے کہنے پر اس نے قہقہہ لگایا

"قانون کی دوستی اور دشمنی مجرم کی جیب پر منحصر کرتی ہے--- نہیں؟؟؟" اس نے قدرے جھک کر این الصبا کی آنکھوں میں جھانکا

"تمہیں اپنے سوال کا جواب بہت جلد مل جائے گا جسٹ ویٹ اینڈ واچ" این الصبا اپنی بات مکمل کر کے پھر سے آگے چلنے لگی---اسفندیار اسکے ساتھ ساتھ ہی چل رہا تھا وہ مزید

تیز چلنے لگے مگر وہ آہستہ چل کر بھی اسکے برابر تھا---ایک دو جملے بولتا وہ مسلسل اسے بولنے پر اکسا رہا تھا مگر این الصبا خفگی سے اسے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کہہ رہی تھی--- اسفندیار کے انداز و اطوار میں محسوس کی جانے والی اس نمایاں تبدیلی نے اندر سے این الصبا کو کچھ خائف سا کر دیا تھا--- پتا نہیں وہ اسکے ساتھ چلتا کس بات پر مسکرا رہا تھا--- ہونٹ کی تراش میں کھلتی مسکراہٹ اسے مزید حسین بنا رہی تھی---این الصبا نے یہاں کے رہنے والوں میں جو حُسن و خوبصورتی دیکھی تھی وہ شہر کی مصنوعی اشیاء نہیں مہیا کر سکتی تھیں یہاں کے مرد عورت ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے دودھ میں گلاب کی پتیاں گھول دی ہوں--- دھوپ پڑتی تو مزید گلابی پن جھلکنے لگتا اسکی خاص وجہ قبائلی علاقوں کی آب و ہوا بھی تھی جوان کی قدرتی خوبصورت کو دن بدن نکھارتی تھی جبکہ این الصبا کی گرمیاں فیشل کروائے بغیر نہیں گزرتی تھیں---اسکے علاوہ بھی مختلف پروڈکٹس وہ استعمال کرتی رہتی تھی میک اپ کا خاص شوق نہیں تھا اسے

****

حویلی میں آج معمول سے زیادہ چھل پہل دیکھنے کو مل رہی تھی لڑکیاں تو ویسے ہی کام میں مصروف نظر آتی تھیں مگر آج تو انہیں سر کھجانے کی فرصت نہیں تھی--- گل زرین ملازمہ کے ساتھ رضائیاں اُٹھا کر لا رہی تھی--- حویلی کے لانج میں بڑی سی سفید چادر بچھی تھی لانج

کشادہ ہونے کے باعث ایک مناسب تقریب یہاں آسانی سے ترتیب دی جا سکتی تھی--
-گیندے کے پھولوں کی ٹوکریاں لیے آدمی اندر داخل ہو رہے تھے اسفندیار انہیں کام
سمجھا رہا تھا--- حویلی سجانے میں مالک سے ملازم تک سب مصروف تھے--- پریشے ایک
دو لباس لے کر صوفے پر انیا کے پاس بیٹھی تھی وہ اسے کچھ سمجھا رہی تھیں
"آج کوئی تقریب ہے حویلی میں؟؟؟" این الصبا نے گل زرین سے پوچھا جو گُلّے کو
رضائیاں سفید چادر پر بچھانے کا کہہ رہی تھی
"جی---اچانک ہی انیا نے پروگرام بنا لیا کہ آج ہی پریشے کو مایوں بٹھایا جائے---گاؤں
کی عورتوں کو دعوت دی ہے اور ساتھ والے گاؤں سے بھی چند معزز مہمان عورتیں آ رہی
ہیں" گل زرین نے بتایا
"مایوں مطلب مہندی؟؟؟" این الصبا نے پوچھا
"نہیں مہندی کی رسم الگ ہوتی ہے" گل زرین ساتھ ساتھ گاؤ تکیے بھی لگا رہی تھی
"اچھا مگر یہ رسم مہندی جیسی ہی لگ رہی ہے"
"نہیں اس میں تو دلہن کو پردے میں بٹھا دیتے ہیں پھر وہ کھلے عام نہیں گھومتی کوئی کام بھی
نہیں کرتی اس سے روپ آتا ہے" گل زرین مزے سے بتا رہی تھی

"کھلے عام تو تم لوگ پہلے بھی نہیں گھومتی تھیں---کسی کی شادی ہو یا برسی ایک لمبی قطار تقریبوں کی لگ جاتی ہے---اپنا تو کلچر ہی گم ہو کر رہ گیا ہے" این الصبا نے اپنی رائے جھاڑی

"ہماری تو شروع سے ہی یہ روایات ہیں---" گل زرین نے سرسری انداز میں کہا

"گل زرین مٹھائی کی ٹوکریاں کہاں رکھی ہیں؟؟؟" گل ورین کی مداخلت ہوئی

"میں نے تو گاڑی سے نہیں نکلوائیں" گل زرین نے جواب دیا---این الصبا واپس جانے لگی جب پریشے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا---این الصبا صوفے پر اسکے پاس آکر بیٹھ گئی انیا کافی خوشگوار موڈ میں تھیں

"سنو تمہارے پاس رات کی تقریب کی مناسبت سے کوئی لباس ہے؟؟؟" انیا نے اس سے پوچھا---لہجہ نارمل تھا

"الحمداللہ میرے پاس کپڑوں کی بڑی کلیکشن ہے" این الصبا نے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھتے کہا

"این الصبا مایوں میں تو تم ایسے کپڑے نہیں پہن سکتی نا" پریشے نے اسے انیا کے سوال کا اصل مقصد سمجھانا چاہا

"ایسے کپڑوں سے کیا مطلب ہے میرے پاس اسٹائلش ڈریسز ہیں--- میرے ڈریسنگ سینس کی تو میری کلاس فیلوز دیوانی ہیں--- بہت کم لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کس تقریب میں کس لحاظ سے تیار ہونا چاہیے کیسے ڈریس اپ ہونا چاہیے--- آپ بے فکر رہیں میں فنکشن کی مناسبت سے ہی تیار ہوں گی" این الصبا نے اپنے مخصوص پراعتماد انداز میں جواب دیا اور چلی گئی

"بہت لمبی زبان ہے اس لڑکی کی اللہ ہدایت دے اسے" انیا نے این الصبا کے بارے میں رائے دی

****

"این الصبا"

ٹھک ٹھک

دروازے پر دستک دی جا رہی تھی اسکا نام بھی پکارا گیا اور اتنے ایٹھکس گل زرین کے سوا کس میں ہو سکتے تھے بھلا

"آ جاؤ" این الصبا نے اجازت دی

"میں آپ کو---" گل زرین بولتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی مگر آئینے کے سامنے کھڑی این الصبا کو کان میں بڑی سی بالیاں ڈالتا دیکھ کر رُک گئی

"کیا ہوا؟؟؟" گل زرین کے اچانک چپ ہو جانے پر این الصبا نے پوچھا

"یہ آپ"---

"کیا؟؟؟" این الصبا نے ہاتھ اٹھا کر اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے کہا

"آج مایوں ہے پریشے کی"

"تو؟؟؟" این الصبا نے شانے اچکاتے پوچھا

"تو یہ کپڑے کیوں پہنے ہیں"

"انیا نے کہا تھا اچھے سے تیار ہونا" این الصبا نے بلیش آن لگاتے لاپرواہی سے کہا

"پلیز آپ چینج کرلیں نا پلیز" گل زرین چند قدم آگے بڑھ کر منتی لہجے میں بولی

"کیوں میں اچھی نہیں لگ رہی؟؟؟" این الصبا نے خفگی سے پوچھا

"اچھی تو لگ رہی ہیں مگر"

"اچھی لگ رہی ہوں نا بس--- چلو اب" این الصبا نے اپنا سیل فون ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھایا جواب تک آف تھا--- وہ کمرے کی دہلیز پر پہنچی تھی جب گل زرین بھاگ کر اسکے راستے میں آگئی

"اس طرح مت جائیں" گل زرین نے اسکے آگے دونوں بازو پھیلا کر روکا--- این الصبا کے پیچھے اسفندیار کا عکس اُبھرا وہ بھی اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلا تھا

"کیا ہو رہا ہے یہاں اور این الصبا آپ تیار نہیں ہوئیں ابھی تک" اسفندیار نے اسے مکمل تیار دیکھ کر بھی استفسار کیا

"اور کتنا تیار ہوں --- کرسمس ٹری بن جاؤں ؟؟؟" این الصبا نے تڑخ کر پوچھا --- اسفندیار نے گل زرین کو جانے کا اشارہ کیا

"آپ مہربانی کریں کوئی مناسب لباس پہنیں نیچے ہماری پوری برادری جمع ہے --- اپنی دشمنی کسی اور وقت پر اٹھا لیں" ٹائٹ بلیک جینز پر شارٹ بلیک اسٹائلش شرٹ پہن رکھی تھی اس نے شرٹ کے بازو ایسے ڈیزائن کے تھے کہ ان کا ہونا نا ہونا برابر تھا

"مناسب لباس مطلب کیا؟؟؟ شہری لڑکیاں تو ایسے ہی کپڑے پہنتی ہیں" این الصبا نے اسکی ناراض آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا

"پہنتی ہوں گی مگر این الصبا ایسا لباس نہیں پہنتی اور این الصبا کو چاہیے جنگ جیتنے کیلیے اپنے اصول نہ توڑے" اسفندیار نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کچھ اس انداز میں کہا کہ این الصبا لاجواب سی ہوگئی بلکہ وہ قائل ہوگئی تھی --- مزید ایک لفظ بولے بنا وہ کمرے میں واپس گھس گئی تھی --- اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو خود سے شرم آنے لگی اس شرٹ کے ساتھ اسکا پیروں تک بلیک گاؤن تھا --- کبھی اُس گاؤن کے بغیر نہیں پہنا تھا سوائے آج کے --- ٹریکنگ سوٹ اس کے پاس تھا مگر وہ کبھی اُسے پہن کر جوگنگ پر نہیں گئی

تھی ہمیشہ ٹراوزر کے ساتھ مناسب لمبائی کی شرٹ زیب تک کرتی گلے میں مفلر ڈال لیتی اس نے حویلی والوں کے سامنے اپنا امیج خود خراب کیا تھا---انیا کے ساتھ جتنا روڈ اسکا بی ہیویر ہوتا کبھی اتنا برا رویہ کسی بڑے بزرگ کے ساتھ نہیں رکھا تھا اس نے یا جتنی اچھی وہ باہر والوں کیلیے تھی اُتنی ہی بری اپنے رشتوں کے ساتھ تھی ان سے نفرت کرتے کرتے وہ اپنی شخصیت کو دو حصوں میں بانٹ چکی تھی--- بالیاں اُتار کر اس نے جوڑا کھولا---اس ٹائٹ جینز میں اسکا دم گھٹ رہا تھا وہ لباس بدلنے کیلیے الماری کھول کر کھڑی تھی جب گل زرین دستک دے کر اندر داخل ہو گئی اجازت ملنے کا انتظار اس نے نہیں کیا تھا

"یہ سوٹ آپ کیلیے انیا نے تیار کروایا تھا---اسے پہن کر آ جائیں" این الصبا نے نجانے کس احساس کے زیرِ اثر اثبات میں گردن ہلا دی اسکے ہاتھ سے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گئی

****

میں بھی خاک ہوں تیری راہ کی میری تشنگی تیرا عشق ہے

مجھے گوندھ کر اُسی عشق میں تو سنوار دے میرے کوزہ گر

"یہ کون ہے؟؟؟" این الصبا ایک کونے میں کھڑی سیل فون آن کر رہی تھی جب گل زرین اسے اپنے ساتھ عورتوں کو جھرمٹ میں لے آئے جہاں سب رسم کرنے میں

مصروف تھے---این الصبا کبھی اتنی نروس نہیں ہوئی تھی جتنی اب ان سب کے اپنی طرف متوجہ ہونے پر ہو گئی تھی--- نیٹ کا ڈارک گولڈن دوپٹہ اور شرارہ اسکے اوپر گھیرے مہرون رنگ کی قمیض جو گھٹنوں سے اوپر تھی---میک اپ میں اس نے صرف ریڈ لپ اسٹک اور مسکارا لگایا تھا--- بالوں کا ویسے ہی جوڑا بنا رکھا تھا مگر ایک تبدیلی یہ تھی کہ آگے سے ماتھا نکالنے کے بجائے اس نے مروڑی اسٹائل بنا رکھا تھا

"یہ کون ہے؟؟؟" پریشے کے ساتھ بیٹھی عورت نے دریافت کیا جو اصل میں گلورین کی بہن کی ساس تھی---سونے کے زیورات سے لدی پھندی بہت شوخ گلابی رنگ میں ملبوس تھی

"یہ این الصبا ہے پرویز خان کی اکلوتی بیٹی" انیا نے بڑے ہی مان سے تعارف کروایا اگر این الصبا پہلے والی حالت میں ہوتی تو اس وقت ان سب کے چہرے دیکھنے لائق ہوتے

"ابھی تک شادی نہیں کی اسکی؟؟؟" وہ عورت جانے پشتو میں کیا بول رہی تھی این الصبا کے تو سر سے گزر رہا تھا

"اسفندیار کے ساتھ بات پکی کر دی ہے منگنی کی رسم کرنے کا سوچ رہے ہیں ابھی" انیا بھی اُسی زبان میں مخاطب تھیں وہ عورت اب بھی این الصبا کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھی---ایک چھوٹی بچی آئی این الصبا سے ہاتھ ملانے لگی اسے پہلی بار دیکھ

رہی تھی تبھی سلام کرنا اپنا فرض سمجھی این الصبا نے ہاتھ ملا کر اسکے گال پر چٹکی کاٹی---
ہری آنکھوں والی موٹی سی بچی بہت کیوٹ لگی اسے---اسکے بعد این الصبا نے بھی پر یشے
کو مٹھائی کھلائی تیل لگایا---گل زرین بہت سمجھدار لڑکی تھی اس نے مہمان خواتین کو
بڑے احسن طریقے سے سنبھال رکھا تھا انہیں ریسو کر رہی تھی رسم کیلیے آگے بلا رہی تھی-
--بختاور بیگم بھی اسکے ساتھ ساتھ تھیں جبکہ گل ورین لڑکیوں کے جھرمٹ سے نکلنے کا نام
ہی نہیں لے رہی تھی

"اسفی کہاں ہے گل زرین بلا کر لاؤ اسے---مردان خانے میں بھی کھانا بھجوادیں" این
الصبا لانج کے اُس طرف کھڑی تھی جہاں سے کچن قریب تھا بختاور بیگم کی آواز اس تک
بھی آئی تھی

"امی لالہ غصہ کریں گے---آپ خود بلا لائیں" گل زرین منمنائی---جواباً بختاور بیگم غصے
میں اسے لتاڑ رہی تھیں جسکی این الصبا کو سمجھ نہیں آئی مگر دو منٹ بعد ہی گل زرین منہ
بسورتی باہر نکلی مگر اسے دیکھ کر فوراً چہرہ کھل اٹھا

"آپ لالہ کو بلا لائیں گی؟؟؟" این الصبا اس سے پہلے کہ اقرار یا انکار کرتی گل زرین جلدی
سے بولی

"یہاں سے سیدھا جا کر سب سے آخری کمرہ ہے---پلیز جلدی سے بلالائیں" اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر گل زرین بہت تیزی سے مہمان خواتین میں گھس گئی

این الصبا لانج کی بائیں طرف چلی گئی پھر آگے راہداری میں چلی آئی پھر آخری کمرے کے پاس آکر ٹھر گئی اس کو اس ماحول کا اندازہ تو تھا نہیں کہ وہیں ٹھر کر آواز لگا دیتی اپنا شہر سمجھ کر ہی اندر چلی گئی---وہاں سارے آدمی موجود تھے جن میں گل ورین کی بہنوں کے شوہر ان کا ایک دیور، سسر اور دو آدمیوں کے علاوہ اسفندیار اور بدرالزمان موجود تھے---اسے دستک دے کر اندر آتا دیکھ کر خوشگوار ماحول پر ایک لمحے کو سکوت چھا گیا

"اسلام و علیکم" این الصبا نے سلام کیا---بدرالزمان کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں اُبھر آئیں

"آپ کو آنٹی بلا رہی ہیں" این الصبا کا اعتماد ایک پل کو بھی نہ ڈگمگایا بس وہ کچھ ان کمفرٹیبل فیل کر رہی تھی اپنی تیاری کے باعث---اسفندیار جلدی سے کھڑا ہو گیا---سفید کلف دار کُرتا شلوار پر گہرے مہرون رنگ کی شال لے رکھی تھی اسنے---گلے میں اُسی انداز میں ڈال رکھی تھی جیسے این الصبا پہلے دن سے اسے دیکھتی آرہی تھی

"چلو" اسے بازو سے پکڑ کر تیزی سے روم سے نکل گیا

"کون ہے یہ لڑکی بدرالزمان؟؟؟" گل ورین کی بہن کے سسسر نے این الصبا اور اسفند یار کو ساتھ کمرے سے نکلتے دیکھ کر پوچھا--- سردار بدرالزمان نے انہیں بھی وہی جواب دیا جوانیا باقی عورتوں کو دے رہی تھیں

"کس نے بھیجا تھا تمہیں وہاں" اسفندیار راہداری میں رُک گیا--- این الصبا نے خفگی سے اپنا بازو چھڑایا

"گل زرین نے بھیجا تھا ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارے لیے پیغامات لانے کا"

"شوق تو ہو رہا تھا تمہیں میرے سامنے آنے کا----- آخر کو اتنی محنت کی ہے اس روپ پر--- اینی ویز تھینکس فار ویرنگ دِس" اسفندیار نے اسکے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھ کر مخمور لہجے میں کہا تو این الصبا نے آبرو اُٹھا کر اسے گھورا

"او ہیلو کون سی خوش فہمیاں پال رکھی ہیں--- میں نے یہ ڈریس صرف گل زرین کے کہنے پر پہنا ہے" اسکے کہنے پر وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر دلکشی سے مسکرایا--- بھوری آنکھیں شرارت سے جگر جگر کر رہی تھیں

"آپ کہتی ہیں تو مان لیتے ہیں" اسکی جانب جھک کر وہ اسکی پلکوں پر نگاہیں جماتا بولا

"بھاڑ میں جاؤ تم" این الصبا نخوت سے کہتی مُڑ گئی

"این الصبا" اسفندیار کے پکارنے پر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ قدم روک گئی مگر پلٹی نہیں---
اسفندیار ایک ایک قدم اُٹھاتا اسکی پُشت پر ٹھہر گیا اتنا قریب کہ اگر وہ پلٹتی تو اس سے تصادم
یقینی تھا---اسکے کان کے قریب اپنے ہونٹ لے جاتے وہ سرگوشی سے بھی مدھم آواز
میں گویا ہوا

"YouarethemostbeautifulgirlIhaveeverseen"

اسکا لہجہ جذبات سے بوجھل تھا این الصبا کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹ پڑی تھیں-
--اس نے گردن ترچھی کرکے دیکھا---اسفندیار تو بن پیے بہک رہا تھا این الصبا کے
رونگٹے کھڑے ہو گئے ایسی صورتحال کا تصور بھی نہیں کیا تھا اس نے کبھی نہ ہی کبھی سامنا
ہوا تھا ایسے حالات سے---وہ بھی ایک لڑکی تھی---عام انسانوں کی طرح دل رکھتی تھی
ان لمحات کی فسوں خیزی نے اسے فریز سا کر دیا تھا

"بس ایک چیز کی کمی ہے" اسفندیار کی آواز پر این الصبا کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی مگر
تب تک وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں سے پن نکال چکا تھا---جوڑا پہلے ڈھیلا ہوا پھر کھل گیا--
این الصبا اسکی جرأت پر ششدر کھڑی رہ گئی

اے جنوں پھر مرے سر پر وہی شامت آئی
پھر پھنسا زلفوں میں دل پھر وہی آفت آئی

اسفندیار نے اسکی شاکڈ آنکھوں میں اپنی جذبوں سے جگمگ کرتی نشیلی بھوری آنکھیں ڈال کر کہا---این الصبا کی برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی وہ مزید ایک پل اس شخص کے سامنے کھڑی نہیں رہ سکتی تھی--- بھاگ کر راہداری عبور کرنے لگی

"اپنی پنز تو لیتی جاؤ" این الصبا کو اپنی پُشت پر اسکی مسکراتی آواز سنائی دی تھی مگر اس بار رکنے کی حماقت نہیں کی

کوشش بہت کی رازِ محبت بیاں نہ ہو

ممکن کہاں ہے--- آگ لگے اور دھواں نہ ہو

****

"سر انسپیکٹر حیدر نے اپنے طور پر تفتیش کر کے بات کو رفع دفع کر دیا مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر کیس بھی اُنھوں نے انویسٹیگیٹ کرنا تھا تو ہماری ٹیم کریٹ کرنے کی زحمت ہی کیوں کی" ملیحہ کے کیس پر کام کرنے والی ٹیم کا لیڈر تھا یہ ڈاکٹر شارق سے میٹنگ کے دوران نہایت ہی خفگی سے دریافت کر رہا تھا

"سر ہمارا پروسیجر کلیئر ہے جس کے ساتھ بھی کیس کا زرا سا بھی لنک نکلے گا اسکو پی ایف ایس اے کی ٹیم سے ملوایا جائے گا اسکا پولی گراف ٹیسٹ، ڈی این اے اور فُٹ پرنٹس لیے جائیں گے--- ہمارے پاس مجرم کے فُٹ پرنٹس سے لے کر ڈی این اے تک

ہے اور ڈیٹا بیس میں یہ کسی پرویئس کیس سے میچ نہیں کیا گیا اس لیے ضروری ہے کہ جتنے بھی سسپیکٹس ہوں سب کے ٹیسٹ کیے جائیں اینڈ آئی تھنک ہمیں ایک بار پھر ملیحہ کے کالج اور اسکے گھر جانا چاہیے---ایک اور میٹنگ کی ضرورت ہے" ڈاکٹر شارق نے پہلے انہیں بولنے کا موقع دیا تھا پھر خود کہنے لگے

"انسپیکٹر حیدر سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں میں---اسکے علاوہ میٹنگ ارینج کرنے کی کوشش بھی کرتا ہوں---" ڈاکٹر شارق انہیں کچھ ڈھیلے سے لگ رہے تھے

"سر مجھے لگتا ہے کہ ہمیں پی ایف ایس اے کی وین پر ہونے والے حملے کا سراغ تلاش کیے بغیر اس کیس کو بند نہیں کرنا چاہیے یا پینڈنگ پر بھی نہیں ڈالنا چاہیے یہ کیس اصل میں تو ملیحہ کی ڈیتھ سے ہی ریلیٹ کرتا ہے تو اس پر کام کرنے سے ہماری ٹیم کو شاید کچھ مزید معلومات مل سکے" اسکے کہنے پر دانی نے شکر کا سانس لیا اسی نے اپنی ٹیم کو راضی کیا تھا یہ نکتہ اٹھانے پر

"اچھا میں سر شہاب سے ڈسکس کر کے بتاتا ہوں---ابھی لنچ ٹائم ہو رہا ہے مزید بات بعد میں ہو گی--- تھینکس" ڈاکٹر شارق اپنے کوٹ کا بٹن لگاتے مرکزی کرسی سے اُٹھ کر میٹنگ روم سے نکل گئے

"انسپیکٹر حیدر کا اصل روپ جس روز سامنے آئے گا میں تو پارٹی دوں گا تم سب کو" دانیال نے فائل زور سے بند کی

"ٹیک اٹ ایزی یار--- ہر آندھی کے بعد آسمان صاف ہو جاتا ہے" ان کے لیڈر نے تسلی دی تو دانیال فقط سر ہلا کر رہ گیا

****

وہ اوپر والے فلور پر کھڑی اسفندیار کی اس حرکت کے متعلق سوچ رہی تھی--- اسے لگ رہا تھا جیسے وہ آواز وہ لہجہ اب بھی اسکے کان کے قریب گنگنا رہا ہے--- یہ نہیں تھا کہ این الصبا کے دل میں اس کیلیے کوئی جذبات پیدا ہو رہے تھے--- وجہ یہ تھی کہ پہلی بار کسی نے اس کے اندر ہلچل سی پیدا کر دی تھی اسے ان جذبات سے آشنا کر دیا تھا جو دانیال کے بار بار اظہار پر بھی سر نہیں اُٹھاتے تھے

"اُس نے اپنی اوقات دیکھی ہے اُسکی ہمت کیسے ہوئی" اگلے ہی لمحے اسے غصہ آنے لگا

"سمجھتا کیا ہے خود کو--- کچھ بھی بولے گا میں سنتی رہوں گی" این الصبا کی آواز غصے کے باعث قدرے اونچی ہو چکی تھی

"کیا ہوا آپ یہاں کیوں آ گئیں؟؟؟" گل زرین اسے بالکنی میں پینڈولم کی طرح ادھر سے ادھر چکر لگاتے اونچا اونچا بڑبڑاتے دیکھ کر بولی

"تمہارا بھائی سمجھتا کیا ہے خود کو؟؟؟ میں ابھی انکل کو اُسکی اصلیت بتا کر آتی ہوں ایک نمبر کا دل پھینک آدمی ہے---" این الصبا گل زرین پر بھڑاس نکال کر تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی جب اچانک دھڑا دھڑ گولیوں کی آواز سے آسمان گونج اُٹھا

این الصبا کانوں پر ہاتھ رکھ کر پلر کے ساتھ کھڑی ہوگئی--- گل زرین نے بھی کانوں پر ہاتھ جما لیے تھے مگر اسکے تاثرات نارمل تھے جبکہ این الصبا کے چہرے پر ہلکا ہلکا سا خوف اور تشویش کے آثار تھے--- کچھ دیر بعد آواز آنا بند ہوگئی

"یہ یہ----" این الصبا کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی جب گل زرین نے کہا

"وہ لالہ لوگ فائرنگ کر رہے ہیں" گل زرین نے عام سے انداز میں کہا

"مگر کیوں؟؟؟" این الصبا ٹھٹھکی

"یہاں شادیوں پر خوشی کا اظہار کرنے کیلیے آتش بازی کا دور چلتا ہے--- ابھی تو انار جلیں گے--- بچے پٹاخے پھوڑیں گے یہ شور رات تک جاری رہے گا" گل زرین کے بتانے پر این الصبا نے دایاں ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ لیا

"مطلب جو بھی بندہ خوشی محسوس کرے وہ اسکے اظہار کیلیے فائرنگ کرنا شروع کر دے؟؟؟ عجیب" این الصبا نے منہ بگاڑا

"اچھا چھوڑیں انہیں---آپ آئیں کھانا کھالیں" گل زرین بول کر واپس جانے لگی جب
اپن الصبا نے پکارا
"گل میرا کھانا اوپر لادو پلیز" شرارے کو دونوں ہاتھوں سے لہنگے کی طرح اوپر اٹھائے اس
نے گزارش کی---مزید اس حلیے میں رہنا اس کیلیے ایک بڑے امتحان سے کم نہ تھا
"اچھا ٹھیک ہے" گل زرین نے اسے اکتائے ہوئے دیکھ کر بات مان ہی لی
"تھینک یو" چہک کر کہتے اپن الصبا اپنے کمرے کی جانب مڑ گئی---فائرنگ کی آواز ایک
بار پھر جاری ہو گئی تھی---اپن الصبا واپس مڑی اور بالکنی کی منڈیر پر ہاتھ جمائے آگے کو
جھک کر نیچے لان میں دیکھنے لگی---سفید کپڑوں میں ملبوس کافی سارے نوجوان ہاتھوں میں
اسلحہ لیے کھڑے تھے کچھ ان کا بھرپور استعمال کر رہے تھے تو کچھ لوڈ کر رہے تھے باقی
محظوظ ہو رہے تھے---اتنے سارے آدمیوں میں اسفندیار خان اپنی مہرون شال کے
باعث دور سے بھی پہچانا جا رہا تھا---اپن الصبا نے دیکھا وہ رائفل لوڈ کر رہا تھا---پھر
آسمان کی جانب بندوق کی نالی اٹھا کر فائر کرنے لگا---رائفل صرف ایک ہاتھ سے پکڑ
رکھی تھی اس نے---بالکل قبائلی علاقوں جیسا ماحول تھا یہاں کا اور لوگ بھی ویسے ہی تھے
****

"این الصبا ہم نے سر شارق سے بات کرلی ہے وہ اس کیس کی تحقیق کی اجازت ہمیں دے دیں گے کہہ رہے تھے سر شہاب سے ڈسکس کرنے کے بعد بتائیں گے--- جیسے ہی پرمیشن ملتی ہے میں سب سے پہلے فائر آرمز کی رپورٹ تمہیں سینڈ کروں گا" این الصبا نے اپنے لیپ ٹاپ پر اپنی ای میل کھولی تو ان باکس میں دانی کا پیغام ملا--- اسے پڑھنے کے فوراً بعد اس نے اپنا سیل فون آن کیا--- وہ تو کل ہی آن کرلیتی مگر مہمانوں میں مصروف ہو کر بھول گئ

دانی سے زیادہ پرویز خان کی کالز تھیں

"ڈیڈ کو کیا کام پڑ گیا؟؟؟ آ گئ انہیں یاد کہ ان کی ایک بیٹی این الصبا بھی ہے" تلخی سے سوچتے اس نے دانی کے مسیجز پڑھنا شروع کر دیے--- جن میں اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کی گئ تھی--- این الصبا نے فون چیک کر کے واپس رکھ دیا--- سونے کیلیے لیٹ گئ

"مجھے ایک بار ڈیڈ کو کال کرنی چاہیے--- کیا پتا انہیں کوئی ضروری کام ہو" اس نے کروٹ بدلتے سوچا پھر اٹھ کر سائیڈ لیمپ آن کیا اور موبائل اٹھا کر پرویز خان کو کال ملانے لگی--- دوسری جانب ان کا فون بند تھا--- این الصبا نے بار بار ٹرائے کیا اب اسے پریشانی ہونے لگی تھی

"اللہ کرے ڈیڈ خیریت سے ہوں "اس نے دل میں دعا کی مگر چین کسی کروٹ نہیں آ رہا تھا عجیب عجیب سے خیالات آنے لگے--- آخر اس نے اُنکی کال کیوں کاٹی تھی سُن لیتی وہ کیا کہنا چاہتے ہیں

"کہیں ڈیڈ مجھ سے ناراض تو نہیں؟؟؟ "اس نے خود سے سوال کیا

"بابا تو اتنے سالوں سے مجھ سے خفا نہیں ہوئے آج کیوں ہوں گے "این الصبا محبت سے انہیں بابا ہی بلاتی تھی بلکہ فاخرہ کی موت سے پہلے وہ انہیں بابا کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی

"میں جتنا واویلا مچالوں جتنا شور کروں حقیقت تو یہ ہے کہ میں آج بھی بابا سے محبت کرتی ہوں مجھے ان سے نفرت کبھی نہیں ہو سکی نفرت تو مجھے مسکاء آنٹی سے بھی کبھی محسوس نہیں ہوئی جب بھی وہ پیار سے مخاطب کرتیں دل چاہتا سب بھول کر ان کی گود میں سر رکھ لوں اور خوب روؤں اتنا کہ آنکھیں سوکھ جائیں--- کیا پتا وہ مجھے مما والی محبت دے سکتیں--- مگر وہ کیسے اچھی ہو سکتی ہیں؟؟؟ انہوں نے تو ہمارے آشیانے کو نذرِ آتش کر دیا تھا وہ اچھی کیسے ہو سکتی ہیں؟؟؟ "بے ربط سوچیں اسے بستر پر دائیں بائیں پیخ رہی تھیں--- حویلی میں آج اتنا سناٹا نہیں تھا جتنا ہر رات ہوتا ہے مگر این الصبا کے اندر آج پھر تشنگی سر اٹھانے لگی تھی

****

این الصبا آج بہت دیر سے جاگی تھی---فجر تو نکلی ہی تھی وہ آج باہر بھی نہیں جا سکی---
گھڑی صبح کے نو بجا رہی تھی اس نے جلدی سے اپنے اوپر سے چادر اتاری ایک بار پھر
سیل فون پر دیکھ نو بج کے چھ منٹ ہو رہے تھے
"اوہ نو" این الصبا نے اپنے گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ چلائے--- سیل فون بجنے لگا
"ہیلو گڈ مارننگ" دوسری جانب سے فریش آواز آئی
"مارننگ" این الصبا نے بغیر کسی جوش و خروش کے جواب دیا
"غصہ کم ہوا؟؟؟ یا ابھی بھی ٹماٹر بنی ہوئی ہو" دانیال نے ہنس کر پوچھا
"میں غصہ نہیں تھی" این الصبا کی آواز اب بھی جذبات سے عاری تھی
"اینگری لیڈی بنی ہوئی تھی دو دن سے
Andnowyou'resayingthatyouwasn'tangry"
دانی نے اسکو جھٹلایا
"میرے غصہ کرنے سے تم نے کوئی کام تو کیا ورنہ"---
"تم اب زیادتی کر رہی ہو این الصبا" دانی نے اسکی بات کاٹی
"میں بھی اپنی ڈیوٹی کے ساتھ اتنا ہی سنسیئر ہوں جتنا تم--- میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ کیس جلد
ہی حل ہو جائے--- ملیحہ کے قاتل کو سزا ملے تاکہ پاکستان کا ہر وحشی اور ہوس پرست

انسان دوبارہ کسی لڑکی یا عورت کے ساتھ غلط کرنے کا سوچے تو اسے ایک لمحے کیلیے ہی سہی یہ کیس اور اسکے گنہگار کا حال یاد آجائے--- عبرت کا نشان بنے گا ملیحہ کا مجرم "

دانیال جذباتی انداز میں کہہ رہا تھا--- این الصبا اپنے گلابی ناخنوں پر نظریں جمائے اسکی باتیں سُن رہی تھی

"ان شاء اللہ" این الصبا نے اپنا حصہ ڈالا بہت مشکل تھا اسکے لیے اپنی غلطیوں پر معافی مانگنا

"تم بتاؤ کیا بنا تمہارے کزن کا؟؟؟ تمہیں اب بھی شک ہے اُس پر؟؟؟" دانیال نے پوچھا--- این الصبا کے ذہن میں کل والا واقعہ زندہ ہوگیا--- ہلکی سی سرگوشی کان کے قریب گنگنائی

"ہیلو" این الصبا چونکی

"ہاں---ہاں"

"کہاں کھو گئی؟؟؟"

"کچھ نہیں---اور اُس شخص کے بارے میں ابھی تک کوئی رائے نہیں قائم کر سکی مگر وہ اتنا بے قصور بھی نہیں کچھ نہ کچھ حصہ تو ہے اُسکا اب بڑا ہے یا چھوٹا اسکا فیصلہ کرنا مشکل ہے" این الصبا نے صاف گوئی سے جواب دیا

"مس نہیں کرتی تم ہمیں" دانیال کے لہجے میں اداسی تھی

"عینی اور علی اب بھی لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں؟؟؟" این الصبا نے پوچھا

"ان کا بس چلے تو ایک دوسرے کو گنجا کردیں" دانیال ہلکے سے ہنسا---این الصبا بھی مسکرادی---دروازے پر دستک ہونے لگی

"کون ہے؟؟؟" این الصبا نے پوچھا

"میں" گل زرین مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی

"اچھا دانی میں بعد میں کال کروں گی" این الصبا نے اسے خدا حافظ کہہ کر گل زرین کی جانب دیکھ جو لکڑی کی ڈش میں اسکا ناشتہ تیار کر کے لائی تھی---اب کمرے میں موجود دو سنگل صوفوں کے سامنے پڑی میز پر رکھ رہی تھی

"گل تم نے مجھے اٹھایا نہیں آج میں اتنی دیر تک سوتی رہی" این الصبا بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی

"مجھے لگا آپ تھک گئیں ہیں تبھی اتنی دیر سے سو رہی ہیں" وہ ڈش رکھ کر اب اسکے پاس آ گئی تھی

"چلیں جلدی سے ناشتہ کرلیں پھر بہت سے کام ہیں"

"مجھ سے کیا کام پڑ گئے؟؟؟" این الصبا واش روم کی طرف جاتی بولی

For more visit (exponovels.com)

"بتاتی ہوں بتاتی ہوں--- پہلے پیٹ پوجا تو کرلیں" اس کے انداز پر این الصبا مسکراتی ہوئی باتھ روم میں گھس گئی

"لالہ کا پتا ہے آپ کو کہاں گئے ہیں؟؟؟" این الصبا گرم گرم چائے کا گھونٹ بھرنے لگی تھی جب گل زرین نے پوچھا

"مجھے کیا پتا ہوگا؟؟؟ میں اُسکی پرسنل اسسٹنٹ ہوں؟؟؟" این الصبا کے تیور بگڑ گئے

"پرویز چاچو اور پھوپھو کو لینے گئے ہیں ائیرپورٹ سے" گل زرین نے بم پھوڑا

"کیا؟؟؟" این الصبا نے چائے کا مگ نیچے رکھ دیا--- دروازے پر دستک ہونے لگی--- گُلے نے سر اندر گھسایا

"مسکاء بی بی لوگ پہنچ گئے ہیں جی" این الصبا نے گل زرین کی جانب دیکھا جو ایسے مسکرا رہی تھی جیسے بہت بڑی خوشخبری سنائی ہو اس نے این الصبا کو--- این الصبا سلیپرز پہن کر جلدی سے نیچے آئی--- کھلے ٹراؤزر پر سفید لیلن کی کرتی اور رف سا جوڑا بنائے وہ اس حلیے میں بھی خاصی دلکش لگ رہی تھی--- لانج میں تو عید کا سماں لگ رہا تھا--- گل ورین کی بہنیں بھی موجود تھیں ایک دو اور مہمان خواتین نظر آرہی تھیں--- مسکاء بیگم سب کے گلے لگ کر پیار لینے دینے میں مصروف تھیں--- سردار بدرالزمان بھی بات بے بات چہک رہے تھے--- پرویز خان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ایک عمر تھا صوفے پر بیٹھا

اپنے سیل فون پر نظریں جمائے کہیں اور ہی گم تھا---این الصبا نے نیچے آکر پہلے سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی---مسکاء بیگم بختاور بیگم سے الگ ہو کر اسکی جانب بڑھیں---این الصبا کو گلے سے لگایا--مگر اس نے انکے گرد اپنے بازو نہیں پھیلائے نہ ہی چہرے پر محبت سجائی تھی---تیزی سے انہیں اپنے آپ سے الگ کر کے ناگواری بھرے تاثرات دیے

"ڈیڈ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ لوگ آج آرہے ہیں" مسکاء بیگم کو مکمل نظرانداز کر کے پرویز خان سے پوچھنے لگی جو سردار بدرالزمان کی کسی بات پر مسکرا رہے تھے

"بیٹا آپ کو بتانے کیلیے کال کی تھی مگر آپ مصروف تھیں شاید---میں نے پھر ٹرائی کیا تو بند جا رہا تھا" پرویز خان نرمی سے بولے---این الصبا اب بھی ان کے سر پر کھڑی تھی

"اور میں نے جورات کو آپ کو اتنی کالز کیں آپ نے ایک کا بھی جواب دینا ضروری نہیں سمجھا" وہ بگڑ کر بولی

"بیٹا ہم بائے ائیر آئے ہیں---پلین میں تھے سیل آف تھا---غصہ کیوں ہو رہی ہیں ہم آ تو گئے ہیں" اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر انھوں نے این الصبا کو اپنے شانے سے لگا کر ماتھے پر بوسہ دیا---گل زرین دیکھ کر رہ گئی کبھی اتنی محبت سردار بدرالزمان نے ان سے نہیں

جتائی تھی وہ توان کے برابر بیٹھنے کا تصور نہیں کر سکتی تھیں کجا کہ وہ ان کو گلے سے لگا کر پیار سے بوسہ دیتے---وہ توان کے گھر میں داخل ہوتے ہی ادھر اُدھر گھس جاتی

"پریشے کی شادی اٹینڈ کرنے آئے ہیں آپ لوگ؟؟؟" این الصبا کے پوچھنے پر پرویز خان لانج میں موجود افراد کی جانب دیکھنے لگے---این الصبا انکی یہ حرکت دیکھتے ہوئے ٹھٹھک گئی

"چلواب اپنے باپ کی جان چھوڑو تھکا ہوا آیا ہے---تازہ دم ہو کر ناشتہ کرنے دو---چلو لڑکیوں ناشتے کا اہتمام کرو" انیا تیزی سے بولیں--گل زرین اور گل ورین کی بڑی بہن کچن کی جانب چل دیں---این الصبا کھڑی رہی---پرویز خان مسکاء بیگم کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے جو گراؤنڈ فلو پر ہی موجود تھا---این الصبا نے بھی ماتھے پر آئی دو تین لٹیں کان کے پیچھے اُڑیسیں اور جانے لگی---جب نظر اپنی پُشت پر موجود صوفے پر پڑی جہاں اسفندیار ایک ہاتھ میں سمارٹ فون پکڑے دوسرا ہاتھ صوفے پر پھیلا کر بیٹھا تھا---ٹانگ پر ٹانگ چڑھا رکھی تھی---این الصبا کو دیکھ کر اسکے عنابی ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ کھل گئی---آنکھوں میں شرارت کے رنگ نمایاں تھے---این الصبا نے ہونٹ بھینچے غصے سے دیکھتی پیر پٹخ کر دوبارہ سیڑھیاں چڑھ گئی

قیامت ہیں بانکی ادائیں تمہاری

ادھر آؤ لے لوں بلائیں تمہاری

****

پرویز خان ناشتے کے بعد آرام کرنے کی غرض سے پھر اپنے روم میں مقید ہو گئے تھے--
-مسکاء بیگم اپنی بھانجیوں کے ساتھ شادی کے حوالے سے تیاریوں کا پتا کرنے لگیں---
بچے لانج میں ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے گھر میں ایک رونق سی لگی ہوئی تھی---انیا تو مسکاء
بیگم سے مل کر بہت خوش دکھائی دے رہی تھیں---مسکاء بیگم بھی اپنی بھانجیوں اور
بختاور بیگم کے ساتھ پریشے کے سسرالیوں کو دینے والے کپڑے دیکھ رہی تھیں

"پریشے کی ساس تو بڑی ہی صوبر خاتون ہے---یہ رنگ بہتر رہے گا ان کیلیے" مسکاء بیگم
نے ایک ڈریس اٹھا کر گل زرین کو دیا جسے وہ پلاسٹک بیگز میں ڈال کر ڈبے میں پیک کر رہی
تھی---این الصبا لباس تبدیل کر کے ہاتھ میں فون لیے کانوں ہیڈ فونز لگائے لانج میں ان
سب کی تیاریوں پر ایک نظر ڈالتی لان کی جانب چل دی---مسکاء بیگم کی نظروں نے اسکا
پیچھا کیا تھا

"این الصبا اور اسفندیار کی منگنی کے کپڑے میں خود لائی ہوں---ڈیزائنر ڈریسز ہیں اب پتا
نہیں اسے پسند آئیں گے کہ نہیں---بدمزگی نہ پھیلا دے" مسکاء بیگم رازداری سے بولیں

For more visit (exponovels.com)

"رہنے دو--- یہ تو جس دن سے آئی ہے بدمزگی ہی پھیلی ہوئی ہے ہم تو تمہاری زبان کا پاس رکھے ہوئے ہیں--- ہم ٹھہرے خاندانی لوگ زبان پر جان دینے اور لینے والے اگر ہماری جگہ ہوتا کوئی اور تو اگلے دن ہی ایسی خودسر اور باغی لڑکی کو چلتا کر دیتا" ان کی زبان اور لہجہ چیخ چیخ کے کہہ رہا تھا کہ انہیں این الصبا ایک آنکھ نہیں بھائی

"انیا وہ ایسی ہی ہے--- مگر دل کی بری نہیں ہے---- کسی کا برا نہیں چاہتی بس ناراض اور الگ تھلگ سی رہتی ہے" مسکاء بیگم نے اسکی حمایت کی

"دل کی اچھی؟؟؟ دل کے اچھے اگر ایسے ہوتے ہیں تو دل کے بروں سے تو اللہ بچائے" انیا کے ہول کر کہنے پر مسکاء بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیں

"این الصبا اچھی ہے پھپھو بس غصے کی تیز ہیں" گل زرین نے بھی اپنی رائے پیش کی

****

این الصبا لان میں ٹہل رہی تھی--- جب اس نے دیکھا کہ تمام ملازم ادھر اُدھر ہو چکے ہیں اور اپنے کاموں میں مصروف ہیں تو باڑے کی جانب آگئی--- سٹریٹ پجامے کے ساتھ بے بی پنک کلر کی کرتی پہن رکھی تھی اس نے--- بالوں کا جوڑا اور ریڈ لپ اسٹک آج بھی اپنی جگہ قائم تھے--- باڑے میں ایک آدمی بھینسوں کو چارہ ڈال رہا تھا اسکے سوا وہاں کوئی نہیں تھا--اس نے ایک نظر این الصبا کو دیکھا پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا--- این الصبا

یونہی ٹہلتی ٹہلتی باڑے کے آخر میں بنے کمرے کی جانب چل دی--- مڑ کر آدمی کو دیکھا وہ اپنے کام میں لگا تھا اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا مگر وہ کھلا نہیں اور زور لگایا پھر نہیں کھلا وہ ایک بار پھر کوشش کرنے لگی تھی جب اسکے عقب سے آواز ابھری

"اندر سے بند ہے" این الصبا بغیر مڑے پہچان گئی تھی کہ اسکی پُشت پر کون موجود ہے--- دروازے سے ہاتھ ہٹا لیا مگر مڑی نہیں--- آنکھیں میچ لیں

(آخر یہ شخص اللہ دین کے چراغ کی طرح کیسے ہر جگہ ٹپک پڑتا ہے) این الصبا تیزی سے مڑی اور اسکی جانب دیکھے بغیر جانے لگی تھی جب وہ بولا

"ارے ارے کہاں" بازو لمبا کر کے اسکا راستہ روکا

"لوگ کہتے ہیں وہ اپنا کام کیے بغیر کبھی فرار نہیں ہوتے اور آج دیکھو اپنے قول سے مکر گئے--- پلٹ گئے" اسفندیار نے ماضی میں کیے گئے اسکے دعووں پر چوٹ کی

"میں ایسے ہی دیکھ رہی تھی اس کمرے میں کیا ہے" این الصبا اپنے اعتماد پر گرفت کرتے بولی

"آجائیں دکھا دیتا ہوں کوئی حسرت لے کر یہاں سے جائیں گی تو مجھے اچھا نہیں لگے گا" این الصبا کو لگا وہ مسکرا رہا ہے مگر اسکی آنکھوں میں عجیب ہی چمک تھی--- وہ آگے بڑھا اور

دروازہ بجایا---پشتو میں کچھ کہا تو ایک آدمی نے اندر سے دروازہ کھولا پھر اسفندیار کے کہنے پر وہاں سے چلا گیا

"کیا سوچ رہی ہیں آئیں" اس نے این الصبا کو اندر جانے کا اشارہ کیا خود باہر کھڑا تھا---

این الصبا اسے مشکوک نظروں سے دیکھتی اندر جانے لگی---کمرے میں آج بھی دیواروں کے ساتھ بندوقیں کھڑی تھیں---این الصبا ایک گھٹنہ زمین پر موڑ کر بیٹھ گئی---ایک رائفل اٹھا کر دیکھنے لگی---اسفندیار اسکے پیچھے ہی کھڑا تھا

"چلانی آتی ہے" اب وہ اسلحے والی دیوار کے ساتھ ہی ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا---سینے پر بازو باندھے ایک ٹانگ اٹھا کر دیوار کے ساتھ لگا لی---این الصبا نے نفی میں سر ہلایا---اسکی اس ادا پر اسفندیار مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا

"کرائم سین انویسٹیگیٹر ہو کر رائفل چلانی نہیں آتی سو بیڈ" این الصبا کے بالکل قریب اسی کے انداز میں بیٹھتے اس نے بھی ایک رائفل اٹھا لی

"ہینڈ بیگ چلانا سیکھی تھی میں نے لاء انفورسمنٹ کی ٹریننگ کے دوران---ویسے وہ سی ایس اے کی ٹریننگ کا پارٹ نہیں تھی اور ہمارا کام weapons آپریٹ کرنا نہیں ہے" این الصبا نے اسے باور کرانا چاہا کہ وہ اسکی ڈیوٹی کی نوعیت نہیں جانتا

"مگر سیفٹی کیلیے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا-- ہینڈ گن سے تو ہمارے علاقے کے بچے کھیلتے نظر آئیں گے تمہیں" اسکا انداز صاف مزاق اُڑانے والا تھا

"بڑے ہی فخر کی بات ہے نا جو اتنا ہنس کر بتا رہے ہو--- گولیوں بندوقوں کے سوا تم لوگوں کو بات نہیں کرنا آتی-- اس جہالت کو اپنی مردانگی سمجھتے ہو" وہ بات کرتے کیوں بھول جاتا تھا کہ سامنے این الصبا ہے جسکو جب غصہ آتا تھا تو وہ نہیں دیکھتی تھی مقابل کون ہے اور وہ کیا بول رہی--- مصلحت کیلیے بھی خاموش رہنا اسکے لیے مشکل ترین کام تھا---

اسفندیار نے جبڑے بھینچتے اسے دیکھا--- آنکھوں میں غصہ جھلک رہا تھا--- این الصبا اسکی جانب دیکھتے طنزیہ مسکرائی

"اور سچ سنتے ہی تم لوگوں کے منہ لال ہو جاتے ہیں" این الصبا اسے ٹھیک ٹھاک سنانے کے موڈ میں تھی

"بہت بولتی ہو تم" اسکی جانب دیکھتے بے تاثر لہجے میں کہا پھر اسکی گود سے رائفل اٹھا لی

"مگر کڑوا بولتی ہو--- بہت کڑوی ہو تم--- بہت سخت بھی---" وہ بندوق کا میگزین نکالتے بولا پھر اٹھ کر کمرے کے ایک کونے میں لگے اونچے سے لکڑی کے کیبنٹ میں سے بولٹس نکالیں اور میگزین لوڈ کرنے لگا

"یہ کلاشنکوف ہے--- بہت آسان ہے چلانا" وہ میگزین انسرٹ کرتا بولا

"آؤ چلا کر دکھاؤں" وہ کلاشنکوف لے کر باہر نکل گیا---این الصبا بھی اسکے پیچھے ہی چل دی---اپنے کام کیلیے اسے کچھ وقت اسفندیار کو برداشت کرنا تھا---اسفندیار نے کلاشنکوف کا منہ آسمان کی جانب اٹھا رکھا تھا---ایک زبردست فائر کی گونج نے این الصبا کو کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور کر دیا

"این الصبا" اسفندیار نے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا---وہ آہستہ سے چل کر اسکے پاس آ رکی

"چلانی ہے؟؟؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا

"بہت وزنی ہے" این الصبا نے بے چارگی سے کہا

"اتنی نازک نہ بنو زہر لگ رہی ہو" اسفندیار نے کلاشنکوف اسکے ہاتھ میں پکڑائی

"اسکا منہ سامنے رکھو" این الصبا نے طریقے سے رائفل پکڑی

"یہ سیلیکٹر لیول ہے---جب یہ فل آٹومیٹنک پر سیٹ ہوتا ہے تو ٹریگر کو بلاک کر دیتا ہے ہمیں اسے سمی آٹویٹک پر سیٹ کرنا ہوتا ہے---تب ٹریگر آزادانہ کام کرتا ہے" این الصبا اسے غور سے سُن رہی تھی

"یہ ٹریگر ہے اس کے دبانے سے ہیمر ریلیز ہو جاتا ہے اور بولٹ نشانے پر لگ جاتی ہے اگر رائفل اسفندیار کے پاس ہو تو" این الصبا جو اسکو غور سے سُن رہی تھی آخری بات پر گھورنے لگی

"پھر فائر کرنے کے بعد پسٹن کے پریشر سے بالٹ پیچھے کو آتا ہے اور بولٹ کی کیسنگ باہر آجاتی ہے" اسفندیار نے اسے اے کے فورٹی سیون آپریٹ کرنا سکھائی

"چلو اب چلاؤ--- ہینڈ گن چلائی ہے نا--- تو یہ کون سا مشکل ہے" وہ اسے زور دے رہا تھا---

"اوپر اٹھا کر چلانا سامنے رسکی ہے" این الصبا نے رائفل آسمان کی جانب اٹھائی مگر ایک منٹ بعد ہی ہاتھ نیچے کرلیا

"ohmyGodit'stoomuchheavyIfeelpaininmyhand whileholding"

این الصبا نے ہاتھ نیچے گرالیا

"چھوڑو تم سے نہیں ہوگا--- وزنی باتیں کر سکتی ہو تم--- وزنی گن نہیں اٹھا سکتی پھر ہماری مردانگی پر طعنے کستی ہو" اسفندیار نے اسکے ہاتھ سے رائفل جھپٹتے کہا

"بہت پسٹل چلائے ہیں میں نے ہونہہ یہ رائفل کیا چیز ہے --- دو میں چلا کر دکھاؤں گی اور آسمان کے بجائے تمہارے سینے پر چلاؤں گی" این الصبا نے اس سے رائفل جھپٹنی چاہی

"میرے ہتھیار سے میرا ہی قتل --- اپنے ہتھیار استعمال کرو" اسفندیار نے رائفل اپنے پیچھے چھپالی

"اگر میرے پاس ابھی کوئی ہتھیار ہوتا تو میں سچ میں تمہارا قتل کر دیتی" این الصبا تڑخ کر بولی

"ہتھیار تو ہے تمہارے پاس --- بس ایک پن نکالنے کی دیر ہے --- اِن زلفوں نے بڑے آرام سے قتل کر دینا ہے میرا --- تمہارے ہاتھ بھی خون آلود نہیں ہوں گے کوئی الزام بھی نہیں آئے گا کیا خیال ہے" اسکی بھوری نشیلی آنکھوں میں گویا قندیلیں جل رہی تھیں جن کی تپش این الصبا کے عارضوں کو جھلسانے لگی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی" این الصبا تو غصہ سے لال بھبھوکا ہو گئی

"خیر میری ہمت کا ایک نمونہ تو تم کل بھی دیکھ چکی ہو" وہ اسکی جانب قدرے جھک کر بولا --- این الصبا نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر دھر کر اسے دور دھکیلا وہ لڑکھڑا کر چند قدم دور گیا پھر قہقہ لگا کر ہنس دیا

"کیا ہورہا ہے بچوں" پرویز خان کمر پر ہاتھ باندھے خراماں خراماں چلتے ان کے پاس آئے --
- این الصبا کی ان کی جانب پشت تھی اسکا غصہ تو انہیں نظر نہیں آیا مگر مسکراتے ہوئے
اسفندیار کے وجیہہ چہرے کی دل ہی دل میں نظر اتاری تھی
"چاچو این الصبا کلاشنکوف چلانے کی کوشش کر رہی تھی وہی سکھا رہا ہوں --- مگر بہت
نالائق ہے آپ کی بیٹی" اس درجہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتا اسفندیار این الصبا کو زہر لگا

"تم ایک تفتیشی آفیسر کو نالائق کہہ رہے ہو برخوردار ---" پرویز خان نے مسکرا کر جواب دیا
"ڈیڈ آپ بتائیں اسے میں ہمیشہ ٹاپ اسٹوڈنٹ رہی ہوں --- نالائق ہونے کا تو سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا یوں یوں مجرموں کو پکڑتی ہوں" این الصبا نے چٹکیاں بجائیں --- پرویز خان
نے زبردست سا قہقہہ لگایا جبکہ اسفندیار اسکے چہرے کی خوشی دیکھ کر رہ گیا
"ڈیڈ آپ کو گن چلانی آتی ہے ؟؟؟" ان کے ساتھ زندگی کا آدھا حصہ بتا کر بھی وہ ان کے
بارے میں بہت کم جانتی تھی --- پرویز خان نے اثبات میں سر ہلایا تو این الصبا پرجوش
انداز میں بولی
"چلا کر دکھائیں" اسفندیار نے بندوق انہیں تھمائی --- پرویز خان نے آسمان کی جانب ہی
بندوق کر کے فائر شروع کر دیے

"مجھے بھی سکھائیں ڈیڈ" این الصبا ان سے کلاشنکوف لیتے بولی

"کیوں نہیں" دونوں باپ بیٹی اسے مکمل طور پر فراموش کر چکے تھے---این الصبا ان سے کلاشنکوف چلانا سیکھنے لگی---اسفندیار سینے پر ہاتھ باندھے انہیں دیکھ رہا تھا

****

این الصبا شام کو موسم کا مزہ لینے کیلیے لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھی جب پرویز خان اسکے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئے

"کیا کر رہی ہے میری بیٹی؟؟؟" انہوں نے محبت سے پوچھا

"کچھ نہیں عینی سے بات کر رہی تھی---سوچ رہی ہوں پریشے کی شادی کے بعد ہی آپ لوگوں کے ساتھ واپس چلی جاؤں" اس نے سیل فون کی اسکرین آف کر کے میز پر رکھتے جواب دیا

"جیسا آپ کو بہتر لگے---آپ نے میری خواہش کا احترام کر کے جتنا مجھے خوش کیا ہے شاید ہی میں لفظوں میں بیان کر سکوں" این الصبا نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا

"کون سی خواہش؟؟؟" چائے کا مگ واپس میز پر رکھتے اُلجھتے ہوئے پوچھنے لگی---پرویز خان مسکرائے

"انیا نے مجھے سب خبر کر دی تھی --- مجھے یقین تھا آپ میری بات نہیں ٹالو گی" وہ اور اُلجھنے لگی

"کیا بتا دیا انیا نے ؟؟؟" این الصبا نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا

"یہی کہ آپ اور اسفی ایک دوسرے میں دلچسپی لینے لگے ہو اور بڑوں کے فیصلے پر راضی ہو" وہ مسکراتے ہوئے بول رہے تھے جب این الصبا کے سر پر ایٹم بم گرا تھا چند ثانیے تو وہ کچھ بول ہی نہیں سکی ہونٹ کھولتی کچھ بولنے کی کوشش کرتی پھر پیشانی مسلنے لگتی --- پھر ایک دم کرسی سے اٹھی اور اندر کی جانب تیزی سے جانے لگی --- پرویز خان نے اسکے پیچھے جاتے اسے بازو سے پکڑ کر روکا --- بلیک اسٹریٹ ٹراؤزر اور مہرون کرتی پہن رکھی تھی اس نے بالوں کا اب بھی جوڑا کیا ہوا تھا

"ڈیڈ لیو مائی ہینڈ" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی

"واٹس دی میٹر مائی چائلڈ" انہوں نے حیرت سے اسکے بپھرے ہوئے روپ کو دیکھا

"آپ کا پورا خاندان ایک نمبر کا جھوٹا اور مکار ہے --- انیا سے پوچھیں کس بناء پر انہوں نے اتنی بڑی بات کہی ہے اور اُس اسفندیار کو بلائیں وہ خود بتا دے گا کہ کیا اوقات ہے اسکی میری نظروں میں --- بلائیں اُسے" این الصبا بلند آواز دھاڑ رہی تھی --- جیسے اپنے

حواسوں میں نہ رہی ہو---پتلی دبلی سی تو تھی وہ دھاڑنے کے باعث گردن کی ہڈیاں نمایاں ہونے لگیں

"بیٹا تحمل سے----" وہ اسے ٹھنڈا کرنے کو ابھی کچھ مزید کہنے والے تھے جب این الصبا نے جھٹکے سے ان کی گرفت سے اپنا بازو چھڑایا اور حویلی کے داخلی دروازے سے اندر بڑھ گئی---پرویز خان بھی تیزی سے اس کے پیچھے آئے تھے

"این الصبا میں آپ کے لیے----" گل زرین ڈش میں پکوڑے اور چٹنی رکھے باہر لا رہی تھی این الصبا کو اندر آتا دیکھ کر ڈش اسکے آگے کرنے لگی

"ہٹاؤ اسے" این الصبا کے ہاتھ مارنے سے گل زرین کی گرفت ڈھیلی ہوئی اور ٹرے دور اُچھل کر گری---وہ کانپتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی---این الصبا دندناتی ہوئی حویلی کے لانج میں پہنچ گئی--گل زرین نے پرویز خان کو بھی اسکے پیچھے جاتے دیکھا تھا

"کیا کہا ہے آپ نے ڈیڈ سے؟؟؟" این الصبا سنجیدگی سے نارمل آواز میں بولی----انیا تعجب سے اسے دیکھنے لگیں

"کیا کہا ہے آپ نے ڈیڈ سے" این الصبا اتنی زور سے چیخی کہ تمام ملازمین کونے کھدروں میں چھپ گئے---اسکی آنتیں تک کھچ پڑی تھیں

"این الصبا" پرویز خان نے تنبیہہ کرتے اسے پکارا---مگر اس پر تو جنون سوار ہو چکا تھا

"کونسی دلچسپیاں دیکھ لیں آپ نے میری اپنے جاہل گنوار پوتے میں--- ہاں؟؟؟ کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں اُس میں جو میں اُس میں دلچسپی لینے لگوں گی" این الصبا کا تو بس نہیں چل رہا تھا سامنے بیٹھی عورت کی زبان کھینچ لے وہ کیسے اتنا بڑا الزام اسکے سر لگا سکتی تھیں

"تمیز سے بات کرو این الصبا" پرویز خان نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹا--- انیا تسبیح پکڑ کر آرام سے کھڑی ہو گئیں

"بہت خوب" انہوں نے طنزیہ نظروں سے این الصبا کو دیکھا

"بہت کمال کی اداکاری کرتی ہو تم لڑکی--- پہلے اسفندیار کے ساتھ شہر گھومنے اکیلی نکل گئی--- پھر اسکے ساتھ صبح گاؤں کی سیریں ہونے لگیں پتا نہیں کیسے کان بھرے اسکے کہ ہمارے آگے تمہارے لیے سر اٹھا کر کھڑا ہو گیا مزید میری زبان کھلی پرویز خان تو تمہیں افسوس ہو گا اپنی بیٹی سے کہو خاموش ہو جائے" انیا نے پرویز خان کی جانب دیکھ کر سخت و بارعب لہجے میں کہا

"کسی کے ساتھ گھومنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اُس میں انٹرسٹڈ ہوں وہاٹ آ سلی مائنڈ" این الصبا انکی تنگ نظری پر بھڑک کر بولی

"یہ تمہارے شہروں میں ہوتا ہوگا کہ پہلے ایک کے ساتھ گھوم لیا پھر دوسرے کے ساتھ وقت گزار لیا ہم خاندانی لوگ ہیں یہاں ایک کے ساتھ ہی رشتہ جڑتا ہے" انیا کا بار بار خاندانی خاندانی کا راگ الاپنا این الصبا کے شریر میں دوڑتا خون اُبال گیا

"میں لعنت بھیجتی ہوں آپ پر اور آپ کے خاندان پر" این الصبا کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی پرویز خان کا ہاتھ اٹھا تھا

"چپ کر جاؤ" لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ وہ اتنی زور سے دھاڑے کہ این الصبا کا وجود کانپ سا اٹھا--- آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی پھر ان نین کٹوروں میں نمکین پانی جمع ہونے لگا--- دائیں گال پر ہاتھ رکھ کر نفی میں سر ہلاتی پرویز خان کو بھیگی دھندلی آنکھوں سے دیکھتی سیڑھیاں پھلانگ کر اوپر چلی گئی--- پرویز خان سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گئے

"تم پہلے بتا دیتے اپنی بیٹی کے کارنامے تو میں مسکاء کو پہلی فرصت میں انکار بجھوا دیتی----ایک بات یاد رکھنا پرویز خان شہر میں رہنے سے تمہارے اصول و روایات نہیں بدلیں یہاں ایک بار اگر لڑکی کا نام خاندان میں کسی سے جوڑ دیا جائے تو وہ مر جائے گی مگر کہیں اور بیاہی نہیں جائے گی---این الصبا کا نام اسفندیار کے ساتھ جوڑا جا چکا ہے---- خاندان میں یہ بات پھیل چکی ہے ہم اس بغاوت کو برداشت نہیں کریں گے اپنی بیٹی کو سمجھانا تمہاری ذمہ داری ہے" انیا نے اپنے مخصوص پختہ لب و لہجے میں حکم صادر کیا اور لانج سے چلی

گئیں--- پرویز خان سوچ رہے تھے کہ کیا وہ این الصبا کے ساتھ زبردستی کر سکتے ہیں؟؟؟ اگر نہیں تو کیا وہ اتنی مشکل سے خاندان میں بنائی اپنی جگہ کو چھوڑ سکتے ہیں؟؟؟

کسی ایک کی قربانی تو دینی تھی

کس کی؟؟؟

یہ سوچنے کیلیے انہیں وقت درکار تھا

****

"میں نے سوچ لیا ہے میں ایک منٹ یہاں نہیں رکوں گی--- میں ڈیڈ کے گھر بھی نہیں جاؤں گی" این الصبا پھکو پھکو روتے کہہ رہی تھی--- ساتھ ساتھ ہچکیاں بھی لے رہی تھی

"این الصبا کول ڈاؤن پلیز---- مجھے بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟؟؟" دانیال نے پریشان ہوتے پوچھا

"سب ختم ہو گیا--- ڈیڈ نے بتا دیا آج مجھے کہ ان کیلیے صرف حویلی والے امپورٹنٹ ہیں--- این الصبا جہنم میں جائے---- کسی کھڈے میں جا گرے انہیں کوئی پرواہ نہیں" وہ بول بھی رہی تھی رو بھی رہی تھی الماری سے سارے کپڑے نکال کر باہر پھینک دیے تھے--- کچھ بیڈ پر تھے کچھ بیڈ سے نیچے لٹک رہے تھے

"این الصبا مجھے بتاؤ گی کچھ کہ انکل نے کیا کہا ہے؟؟؟" دانیال کی آواز میں اسکے لیے فکرمندی پوشیدہ تھی

"ڈیڈ چاہتے ہیں میں---" این الصبا رکی

"تم کیا؟؟؟" دانیال نے پوچھا

"مم---میں اسفندیار سے شادی کرلوں" این الصبا بات مکمل کر کے پھر سے سوں سوں کرتی آنسو صاف کرنے لگی---زندگی میں پہلی بار پرویز خان نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور کس کی وجہ سے حویلی والوں کی وجہ سے----اس کا بس چلتا تو ساری حویلی کو نذرِ آتش کر چکی ہوتی

"این الصبا اگر تم آ گئی تو ملیحہ کے کیس کا کیا ہو گا"

"بھاڑ میں گیا کیس یہاں میری زندگی داؤ پر لگی ہے اور تمہیں کیس کی پڑی ہے" این الصبا دھاڑی

"تم اپنے حواسوں میں نہیں ہو تبھی ایسی بات کر رہی ہو---انکل آج ہی تو شادی نہیں کر رہے نا تمہاری---دو دن محض دو دن کی بات ہے ہم پولیس سمیت حویلی آئیں گے جب اسفندیار کی حقیقت سب پر کھلے گی تو کوئی تمہیں فورس نہیں کرے گا اُس سے شادی کرنے پر---اور تمہیں لگتا ہے میں اتنی آسانی سے تمہیں کسی کا ہونے دوں گا"

"پلیز اب فضول باتیں مت کرو تم" این الصبا آنسو رگڑتی بولی

"مان جاؤ لڑکی ورنہ اس جنگلی سردار کے ساتھ رخصت ہونا پڑے گا" دانیال شرارت سے بولا

"میں نے چیک کیا تھا اسفندیار کے پاس ایک ہینڈ گن ہے اس کے علاوہ یہاں اسکے تمام آدمی کلاشنکوف استعمال کرتے ہیں" این الصبا نے بتایا

"زبردست کلاشنکوف کی بولٹس کا تو آسانی سے پتا لگ جاتا ہے--- کل ہی رپورٹ نکال لوں گا--- فائر آرم اینڈ ٹول مارکس ڈیپارٹ کو آج الاٹ کر دیں گے ڈاکٹر شارق کہ وین پر حملے کی تمام رپورٹس ہمیں دے دیں" دانیال نے اسے اُمید کا جگنو تھمایا

"کل ملیحہ کے کالج بھی جانا ہے دعا کرو مزید کوئی ثبوت مل جائے انویسٹیگیشن آسان ہو جائے"

"ان شاء اللہ" این الصبا نے فون رکھ دیا--- پھر آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے گال پر لال لال انگلیوں کے نشانات دیکھنے لگی

"آئی ہیٹ ہو بابا" اس نے ہونٹ مروڑے پلکیں ایک بار پھر نم ہونے لگیں

****

رات کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا ڈائننگ ہال میں پورا خاندان اکٹھا تھا سوائے این الصبا کے

"گل زرین این الصبا کو بلالاؤ" مسکاء بیگم نے اسے روانہ کیا جس وقت گل زرین کمرے میں داخل ہوئی این الصبا بالکنی میں اُداس سی کھڑی تھی---اسکا دل چاہ رہا تھا پرویز خان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے کیا وہ ستیلی ہے؟؟؟ یا اسے گود لیا تھا؟؟؟ وہ اس سے محبت کیوں نہیں کرتے ہمیشہ وہ حویلی والوں کو ان کی روایات کو ترجیح دیتے پھر چاہے ان کی بیوی مرجاتی یا بیٹی---این الصبا تو اندر سے مر گئی تھی انہوں نے اسے بہت پہلے ماردیا تھا اور آج؟؟؟ آج ایسے لگ رہا تھا کہ دفنا کر فاتحہ پڑھ دی ہو

"این الصبا" ایک گل زرین تھی--- جسے سردی گرمی، دھوپ چھاؤں سب میں اسکی فکر رہتی---کیوں دوسروں کی طرح اسے بھی این الصبا بری نہیں لگتی تھی---این الصبا ڈھیٹ بنی کھڑی رہی

"این الصبا سب کھانے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"

"مر گئی ہے این الصبا اور مردے کھانا نہیں کھاتے" این الصبا بغیر مڑے بولی

"اللہ نہ کرے---کیسا کالا بول رہی ہیں آپ؟؟؟ اللہ تعالیٰ آپ کو میری بھی عمر لگادے" گل زرین تڑپ کر اسکے قریب آئی

"تمہارے سامنے بابا نے مجھے مارا تھا" این الصبا کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں --- گل زرین نے اسکے آنسو اپنی انگلیوں پر چُن لیے --- این الصبا کو عجیب سے احساس سے دوچار کیا تھا اس حساس لڑکی نے

"ایسے مت روئیں --- آپ تو غصہ کرتی لڑتی جھگڑتی اچھی لگتی ہیں" گل زرین اسکے گال صاف کر چکی تھی --- اسکی ہمدردی پا کر این الصبا مزید رونے لگی

"بابا نے سب کے سامنے مجھ پر ہاتھ اٹھایا --- میں نفرت کرتی ہوں ان سے" این الصبا سسک پڑی --- گل زرین نے اسے اپنے کندھے سے لگا لیا --- دونوں ہم قد تھیں

"چاچو غصے میں تھے وہ یہ سب اکسپیکٹ نہیں کر رہے تھے تبھی ان سے یہ غلطی ہو گئی اور ماں باپ کا اتنا تو حق ہوتا ہے نا آپ کو ڈانٹ سکیں آپ کی غلطی پر مار سکیں"

"تمہارا کیا مطلب ہے میں غلط تھی؟؟؟" این الصبا اس سے جھٹکے سے الگ ہوئی --- گل زرین نے نفی میں سر ہلایا

"پھر؟؟؟"

"آپ کا انداز غلط تھا" اس نے رسانیت سے جواب دیا

"آپ یہ بات چاچو سے آرام سے بھی کر سکتی تھیں جس بات پر آپ نے اتنا ہنگامہ کیا"

"میں نے ہنگامہ کیا--- تمہاری انیا نے جو الزام لگایا اُسکا کیا؟؟؟ ہونہہ تم تو ان کی ہی سائیڈ لوگی--- ٹھہری جو خاندانی " این الصبا طنزیہ مسکرائی

"لالہ میں آخر کیا کمی ہے؟؟؟" گل زرین نے آخر ہمت کر کے سوال کر ہی لیا

"وہ میرا آئیڈیل نہیں ہے---- نہ یہاں کی رسموں و رواجوں کی بیڑیاں پہننے کا حوصلہ ہے مجھ میں--- نہ یہاں کا جاہلانہ نظام دیکھ سکتی ہوں--- غریبوں پر ظلم اور امراء کا راج , نہ عورتوں کے حقوق ہیں نا اُن کے فرائض پورے کیے جاتے ہیں--- جائیداد و دولت کیلیے زندہ لاشیں بنا کر بے جوڑ رشتوں میں باندھ دیتے ہیں--- ذاتیں برادریاں ہماری پہچان کیلیے بنائی گئیں تھیں--- غرور و تکبر اور تفرقے کیلیے نہیں " این الصبا نے یہاں کی ہر برائی اسکے سامنے رکھی

"لالہ بہت مختلف ہیں ان سب سے " گل زرین نے اسفندیار کی حمایت کی

"بہت خوب تمہیں انٹر کے بعد پڑھنے کی اجازت تک نہیں دی اور تم کہہ رہی ہو لالہ مختلف ہیں ہونہہ " این الصبا طنزیہ مسکرائی

"کالجز کے ہوسٹلز سے ڈرتے ہیں تبھی اجازت نہیں دے رہے--- دو سالہ ڈگری والا کوئی پروگرام کرنے کی اجازت دی تھی انہوں نے کہ دو سال وہ بھی لاہور میں رہ لیں گے مگر

پانچ سال پھر ہاؤس جاب اسی لیے مجھے ایم بی بی ایس کی اجازت نہیں دے رہے---"گل زرین نے نیا انکشاف کیا

"اچھی بات ہے--- تم نے ایم بی بی ایس کر کے کون سے تیر مار لینے ہیں؟؟؟ اس کے بعد شادی کروگی اور کسی گاؤں کی کسی حویلی کا کچن سنبھال رہی ہوگی--- تمہیں بلاوجہ سیٹ ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں بچے این ٹی ایس کا ٹیسٹ دیتے ہیں ان میں سے چند ہزار تو سال ریپیٹ کر رہے ہوتے ہیں کچھ دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں--- ہر یونیورسٹی میں چند سو کے حساب سے سیٹس ہوتی ہیں اور ان میں زیادہ تعداد لڑکیوں کی ہوتی ہے جن کو شادی کے بعد جاب کرنے کی اجازت نہیں ملتی--- بہت افسوس ہوتا ہے ایسے لوگوں پر جو ریسونگ ہینڈ بنے رہتے ہیں بس لینے کی پڑی ہوتی ہے--- اپنی کنٹری, اپنے ملک کیلیے کوئی output نہیں اُن کے پاس--- ایک شخص جس سیٹ کی خاطر زندگی ضائع کر گیا دوسرے نے وہی سیٹ ضائع کر دی--- ایسے اسٹوڈنٹس ان سیٹس کے deserving نہیں ہوتے انہیں قدر ہی نہیں ہوتی کہ اللہ نے ان کے ذمے کیا کام لگایا ہے اُنہیں بس یہ ہوتا ہے ڈاکٹری کی ڈگری لے لیں تاکہ اچھا رشتہ مل جائے کیوں کہ ہمارے معاشرے کی جاہل عورتوں کو چاند سے بیٹے کیلیے ڈاکٹرنی بہو چاہیے ہوتی

ہے --- کوئی یہ نہیں سوچتا کہ انسانیت کو اُسکی ضرورت ہے --- ہمارے ملک کے آدھے نوجوان اپنی ڈگریوں کا آؤٹ پُٹ دینے کی زحمت نہیں کرتے ---

اپنے ملک کو payback کریں صرف receivinghand مت بنیں" این الصبا نے بہت گہرائی سے تجزیہ کرنے کے بعد ہی اپنے لیے فیلڈ تلاش کی تھی وہ گل زرین کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی مگر حقیقت آشکار کیے بغیر گزارا بھی نہیں تھا

"انسان کو اپنے پیشے سے جان کی حد تک محبت ہونی چاہیئے --- مجھے لگتا ہے میں اپنے پیشے سے جتنی وفادار رہوں گی اللہ تعالیٰ مجھ سے اتنا ہی خوش ہوں گے --- ہم میں سے جتنے لوگ ڈگریاں لے کر گھر بیٹھتے ہیں وہ سب ,سب کے سب اس ملک کی بربادی اور تنزلی میں برابر کے شریک ہیں --- قائداعظم کا قول ہے کہ کوئی قوم تب تک کھڑی نہیں ہوسکتی جب تک ان کی عورتیں اپنے مردوں کے شانہ بہ شانہ نہ ہوں --- مجھے یہاں کے ماحول میں سب سے بری بات یہی لگتی ہے گل زرین کہ یہاں کی عورتیں اپنے مردوں کے برابر کھڑی نہیں ہوسکتیں --- نہ ہی ان کی عزت ووقار کا مول وہ ہے جو یہاں کے مردوں کا ہے" این الصبا کا حرف حرف سچائی میں ڈوبا تھا ہر قسم کی کدورت اور تعصب سے پاک اس نے اپنا نظریہ پیش کیا تھا --- دروازہ پھر بجا گلُے اندر آئی اسکے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی

"مسکاء بی بی نے آپ لوگوں کیلیے کھانا بھجوایا ہے" گُلے نے ٹرے کمرے میں موجود میز پر رکھی

"آؤ کھانا کھاتے ہیں" این الصباعام سے لہجے میں بول کر صوفے پر بیٹھ گئی---اس نے پہلے گل زرین کی پلیٹ بنائی پھر اپنے لیے ڈالنے لگی

****

دانیال اور اسکی ٹیم کا لیڈر کالج وزٹ کرنے آئے تھے انہوں نے ایک بار پھر ملیحہ کے دوستوں کو گھیرا ان سے تفصیلاً بات کی---ارسل تو ان سے کترا تا رہا تھا دانیال کو بہت دکھ ہوا اس کو اتنا خوفزدہ دیکھ کر---کوئی کچھ بتانے کو تیار نہیں تھا سب کا کہنا تھا اُسکے گروپ والے اُسے بہتر جانتے ہوں گے اور گروپ میں موجود شبی ابھی تک لاپتا تھا

"تم کیا کہتے ہو دانی---ملیحہ کا قاتل اُسکا کوئی کلاس فیلو نہیں ہے بلکہ کوئی باہر کا بندہ ہے" اسکے لیڈر نے پوچھا

"میری سکس سینس کہتی ہے وہ اسی کالج کا ہے" وہ کوریڈور سے گزر رہے تھے جب ایک تصویر کے پاس دانی رُک گیا

"کیا ہوا؟؟؟"

"اس بندے کے کان میں یہ ائیر نگ دیکھ رہے ہیں؟؟؟" دانی نے ایک تصویر میں سر ٹیفکیٹ وصول کرتے لڑکے کے کان پر ہاتھ رکھا---ایڈیٹنگ اچھی ہونے کے باعث پکزل پھٹا نہیں تھا---ائیر نگ کا ڈیزائن صاف پتا چل رہا تھا

"بالکل اسی ڈیزائن کا ائیر نگ فزیکل اویڈنس میں ملا تھا ہمیں---ملیحہ کی لاش کے پاس سے" دانیال نے بتایا

"اوہ مائی گاڈ---ہمیں پرنسپل سے اس اسٹوڈنٹ کے متعلق معلومات لینی چاہیے" اسکے لیڈر نے تجویز پیش کی

"مگر یہ ظاہر کیے بغیر کہ ہمیں اس پر کسی بھی قسم کا شک ہے" دانیال نے کہا

"تم اس لڑکے کے ساتھ پانچ چھ اور اسٹوڈنٹس کی بھی پکچرز اُتار لو----اس طرح شک نہیں ہوگا"

****

"آپ جو بھی کرسکتے ہیں کرلیں کیوں کہ آپ کے پاس دو دن اور آج کی رات ہے---کل میں حویلی پہنچ جاؤں گا پی ایف ایس اے کی ٹیم اور چند پولیس اہلکار اور ڈاکٹر شارق میرے ساتھ ہوں گے آپکی وجہ سے اُن سب کو میری کارکردگی پر شک ہوگیا ہے اور اسفندیار کے بعد وہ پہنچیں گے شبی تک اور پھر آپ کے خاندان کا نام ساکھ سب ختم---بدنامی ہی

بدنامی" انسپیکٹر حیدر دوسری جانب موجود شخص کے سامنے مستقبل کا تاریک نقشہ کھینچ رہا تھا

"اگر میرے خاندان کا نام آیا تو بچو گے تم بھی نہیں انسپیکٹر حیدر ایک ایک پول کھولوں گا تمہاری" انسپیکٹر حیدر نے منہ بھر کر اسے گالی دی پھر فون بند کر دیا

انسپیکٹر حیدر ادھر سے اُدھر جلے پیر کی بلی کی طرح چکر کاٹ رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح اپنا عہدہ بچائے کیا کرے ؟؟؟

****

این الصبا ابھی اٹھی تھی--- فریش ہو کر واش روم سے نکلی تو اپنے کمرے میں موجود صوفے پر براجمان پرویز خان کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی انھوں نے بالکل سردار بدر الزمان جیسا کلف دار سفید رنگ کرتا پہن رکھا تھا ساتھ پشاوری چپل تھی---ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے تھے--- ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کس فیصلے کے ساتھ آئے ہیں

"این الصبا ادھر آئیں---آپ سے ضروری بات کرنی ہے "انھوں نے عام سے لہجے میں اسے مخاطب کیا نہ چہرے پر کوئی شرمندگی تھی نہ نرمی----این الصبا ٹاول بیڈ پر پھینک کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی

"آپ جانتی ہیں یہاں کے لوگوں کو ان کی سوچ کو--- آپ کو اپنا ہر قدم محتاط رکھنا چاہیے تھا--- آج آپ کی وجہ سے مجھے بڑے لالہ کے سامنے اتنی شرمندگی اٹھانی پڑی کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا--- انہوں نے کہا کہ آپ اور اسفندیار راتوں کو چھپ چھپ کر ملتے رہے ہیں حویلی کے پچھلے جنگل میں ایک رات انہوں نے آپ کو دیکھا تبھی بات کو سمیٹنے کیلیے انہوں نے منگنی کی تاریخ پکی کر دی اپنی جانب سے انہوں نے درست فیصلہ لیا مگر آپ کا یہ رویہ کچھ اور ہی کہہ رہا ہے" وہ خاموش رہی

"مما صحیح کہتی تھیں--- ہم لاہور میں آ گئے مگر نہ آپکی سوچ بدلی نہ آپ کی خاندانی روایات--- جب آپ کو میری کسی بات کا اعتبار ہی نہیں تو میرا صفائی دینا فضول ہے--- آپ اپنی این الصبا کو اتنے سالوں میں نہیں پہچان پائے ایک جملے میں کیا جان پائیں گے" وہ خاموش ہوئی تو انہوں نے پہلو بدلا

"بڑے لالہ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی" وہ خود ہی بولے

"اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے آپ اپنا فیصلہ تو کر چکے ہیں"

"اسفندیار تمہارے لیے بہترین انتخاب ہے"

"جیسے آپ مما کیلیے تھے" این الصبا ترکی بہ ترکی بولی

"ہمارا معاملہ الگ تھا"

"اتنا سا الگ تھا کہ مما آپ کی فرسٹ وائف تھیں جبکہ میں اسفندیار کی سیکنڈ وائف بنوں گی "گویا یہ بھی اسفندیار کی برائی تھی

"این الصبا میں آپ کی منگنی کیلیے یہاں آیا تھا شاید میں یہ ساری صورت حال دیکھ کر منع کر دیتا مگر پریشے کی مایوں پر انیا سارے خاندان میں یہ بات پھیلا چکی تھیں اور ہمارے یہاں ایک بار لڑکی کا نام جس لڑکے کے ساتھ جڑ جائے پھر وہ ساری زندگی اسکے نام پر بیٹھی رہتی ہے "کتنے کٹھور دل بن گئے تھے --- شرم نہیں آ رہی تھی انہیں ایسی رسم کی حمایت کرتے

"میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی"

"ہم صرف منگنی کریں گے" وہ نرمی سے بولے

"میں یہ منگنی صرف ایک شرط پر کروں گی" این الصبا اتنی آسانی سے مان جائے گی انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا

"ہاں بولو کیا چاہیے میری بیٹی کو" وہ مسکرا کر بولے

"اسفندیار اپنے حصے کی ساری جائیداد میرے نام کرے گا تبھی میں منگنی کی انگوٹھی پہنوں گی --- نہیں تو کوئی میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا ---" وہ صوفے سے کھڑے ہو کر بولی

"آپ کو کیا ضرورت ہے اس سب کی؟؟؟ آپ کے بابا نے آپ کیلیے جو جمع کیا ہے وہ کم ہے کیا؟؟؟" انہوں نے تحیر بھرے لہجے میں پوچھا

"سب اپنی مرضی چلا رہے ہیں تو میں نے بھی اپنی شرط بتا دی ہے باقی مجھ سے کوئی اُمید نہیں رکھیے گا---میری شرط پوری کیے بغیر تو یہ منگنی کسی صورت نہیں ہو گی" این الصبا کی ضدی طبیعت آج انہیں نہایت بری لگی تھی---

****

"اب لڑکیاں کریں گی فیصلے---شرطیں رکھی جائیں گی---این الصبا کی جائیداد اسفندیار کے نام کرنے کے بجائے تم الٹا ہم سے یہ ڈیمانڈ کر رہے ہو" سردار بدرالزمان اشتعال میں آ چکے تھے

"این الصبا کے ساتھ میں پہلے ہی بہت زیادتی کر چکا ہوں اگر وہ سمجھتی ہے کہ جائیداد نام کروانے سے اُس کا مستقبل محفوظ ہو جاتا ہے تو میں اُسکے ساتھ ہوں باقی آپ کی مرضی ہے اگر آپ انکار کر رہے ہیں تو برادری کو منہ بھی آپ ہی دیں گے"

"چاچو ریلیکس ہو جائیں---مجھے این الصبا کی شرط منظور ہے جائیداد، زمینیں اُسکے نام ہوں یا میرے کیا فرق پڑتا ہے" سرادر اسفندیار خان نے پہلی بار اتنی بہادری سے باپ کے خلاف جا کر فیصلہ کیا تھا

"اسفندیار ابھی ہم بیٹھے ہیں تمہیں بڑا بننے کی ضرورت نہیں ہے---" سردار بدر الزمان دھاڑے

"چاچو اگر آپ برا نہ مانیں تو میں بابا سے اکیلے----" اس نے جان کر بات ادھوری چھوڑ دی پرویز خان ڈرائنگ روم سے نکل گئے

"ابھی وہ لڑکی آئی نہیں کہ تم نے اُسکے تلوے چاٹنے شروع کر دیے اگر وہ حویلی میں بہو بن کر آگئی تم تو دوسرے دن ہمیں باہر پھینکوا دو گے" سردار بدر الزمان دھاڑے

"میں پہلے والی جائیداد واپس لانے کیلیے یہ زہر کا گھونٹ پی رہا ہوں اور تم جو ہاتھ میں ہے وہ بھی دینے کو تیار بیٹھے ہو--- عقل سے کام لو سردار اسفندیار خان ہو تم---زمینوں کے باعث ہی یہ شان و شوکت ہے رتبہ و مقام ہے اور وہ تم ایک بد دماغ اور باغی لڑکی کے سپرد کر رہے ہو" ان کا تو بس نہیں چل رہا تھا اسفندیار کو دو جڑ دیتے

"حوصلہ رکھیں بابا---- جائیداد لے کر وہ بھاگنے سے تو رہی شادی کے بعد سب کچھ سود سمیت واپس لوں گا" اسفندیار کے کہنے پر وہ کچھ ٹھنڈے پڑنے لگے

"آج ایک لڑکی اپنی من مانیاں کر رہی ہے کل اسکی دیکھا دیکھی خاندان کی دوسری عورتیں سر اٹھانے لگیں گی--- ہم تمہیں بتا رہے ہیں اسفندیار خان اس لڑکی کو کبھی اپنے اوپر

حاوی مت ہونے دینا جیسے حویلی کی دوسری عورتوں کو ان کی اوقات میں رکھا ہے ہم نے ویسے ہی تمہاری ذمہ داری ہے این الصبا کو لگام ڈالنا" انہوں نے روعب سے کڑک دار لہجے میں کہا

"جو حکم بابا سائیں" اسفندیار نے سر جھکایا

"ہمم جاؤاب--- برادری کے بزرگ اکٹھے کرو بیٹھک میں--- اپنے وکیل کو بھی فون کرو" انہوں نے اسفندیار کو آگے کا لائحہ عمل بتایا--ان کے یہاں کبھی جائیداد کے بٹوارے نہیں ہوئے تھے--- جس کے پاس سردار کی گدی آتی--- حویلی سے گاؤں تک اُسکی حکومت ہوتی چونکہ نئی نسل میں اسفندیار کے سواء کوئی گدی کا امیدوار نہیں تھا تو ایک طرح سے حویلی اور ساری زمینیں اسکے حق میں جاتی تھیں--- لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم نہ رکھا جاتا تو یقیناً اسفندیار کبھی ان کروڑوں کی مالیت کا تن تنہا وارث نہ بنتا--- این الصبا کو حیرت ہوتی کہ سردار بدرالزمان نے کیسے اپنے چھوٹے بھائی کو ہر معاملے سے الگ کر رکھا تھا کیوں کہ ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا

****

این الصبا جو کل تک پرویز خان کے فیصلے پر افسردہ اور شاکی تھی--- آج خاصی مطمئن تھی وہ ہر چیز مکمل طور پر پلان کر چکی تھی--- اور منگنی کا کیا ہے--- شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور منگنی ٹوٹنا تو عام سی بات تھی--- این الصبا خود کو پر سکون کر چکی تھی

"دانیال کل تم لوگ شام کے وقت ہی آجانا بلکہ تم لوگوں کو تو ابھی آجانا چاہیے جب سب پتا لگ گیا ہے تو" این الصبا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے دانیال سے محوِ گفتگو تھی

"ابھی آنا مشکل ہے--- اسفندیار کی گرفتاری اتنا آسان کام نہیں ہے--- قبائلی علاقوں کے سردار ہی بادشاہ ہوتے ہیں--- وہاں کی پولیس بھی ان کی اور قانون بھی--- بہت سی سیاسی شخصیات کی سپورٹ بھی ہوتی ہے انہیں--- انسپیکٹر حیدر سب سے پہلے وہاں کے ایس ایچ او کو اعتماد میں لے گا اور اسفندیار کے متعلق دوسری معلومات بھی اکٹھی کرے گا تاکہ کیس مضبوط ہو" دانیال کے بتانے پر این الصبا الجھی

"کیس مضبوط مطلب؟؟؟"

"ایس ایچ او بتائے گا کہ سردار بدرالزمان کے آس پاس کے گاؤں کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں اور کیسی دشمنیاں ہیں اور کتنی بار یہ لوگ قانون کو ہاتھ میں لیکر قاتل و غارت گری کے مرتکب ہو چکے ہیں--- اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ معمولی معمولی باتوں پر بندوقیں اُٹھا سکتا ہے تو ملیحہ جیسی لڑکی کو مارنا اس کیلیے بائیں ہاتھ کا کام ہے" دانیال نے سمجھایا

"ہمم ٹھیک کہہ رہے ہو تم"

"تم نے اسفندیار کے روم کی تلاشی لی؟؟؟" دانیال نے پوچھا

"نہیں مجھے صحیح وقت نہیں ملا--- آج رات شاید وقت مل جائے کیوں کہ پریشے کی مہندی کا فنکشن دیر رات تک جاری رہے گا اسفندیار مصروف ہو گا تقریب میں" این الصبا نے اپنا پلان بتایا

"ٹھیک ہے سب دھیان سے دیکھنا اور ثبوت واپس ایسی جگہ پر رکھنا کہ تمہیں یاد رہے اور اسفند کو مل نہ سکے" دانیال نے اسے تجویز دی

"تم بے فکر رہو مجھے معلوم ہے میں نے کیا اور کیسے کرنا ہے"

"ٹھیک ہے میں رکھتا ہوں" دانیال نے کال منقطع کر دی

اس نے این الصبا کو جان بوجھ کر یہ بتانے سے گریز کیا تھا کہ جو ٹاپس انہیں ملیحہ کی لاش کے پاس سے ملا تھا ویسا ہی اس کے کالج میں فائنل ائیر کے اسٹوڈنٹ نے پہن رکھا تھا----

****

اسفندیار اپنے سفید گھوڑے پر سوار--- سفید کرتا شلوار میں ملبوس کتھئی رنگ کی چادر گلے میں ڈالے کسی ریاست کا شہزادہ ہی معلوم ہو رہا تھا-- گھوڑے کے قدموں سے پیدا ہونے والی ٹک ٹک کی آواز گھنے اور لمبے سفیدے کے درختوں سے ٹکراتی مزید بلند ہو رہی تھی---

گھوڑے کی لگام کس کے پکڑے وہ اسے اب ڈھلوان کی جانب لے جا رہا تھا---کسی ماہر گھڑسوار کی طرح وہ اس پر سوار اپنی منزل کی جانب گامزن تھا--- کچھ دن پہلے وہ اس سے ملنے آیا تھا اور آج پھر ایک خاص مقصد کیلیے حاضر تھا--- گھوڑے سے نیچے اتر کر اسے ایک درخت کے پاس لگے کھونٹے سے باندھا--- سفید بالوں والا انتہائی حسین و جمیل گھوڑا تھا---اسفندیار کے باندھنے پر ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگا تو اسفندیار نے مسکراتے ہوئے اسکی پیشانی چومی اور پیٹھ پر تھپکی دی--- یہ اسکا پسندیدہ گھوڑا تھا پچھلے آٹھ سال سے اسکے ساتھ تھا---اسفندیار اسے خود نہلاتا کھلاتا تھا اور جب کبھی حویلی سے باہر ہوتا تو خاص طور پر ایک ملازم کو اسکی دیکھ بھال پر معمور کر دیتا---اس نے آگے بڑھ کر دروازہ بجایا کچھ دیر بعد وہی شخص باہر نکلا---آج اس نے چادر نہیں لے رکھی تھی--- جھلسا ہوا گال ، گنجے سر پر موجود زخم اور دائیں بازو پر لگا کٹ چیخ چیخ کر بتاتے تھے کہ وہ کسی بھیانک حادثے کا شکار رہ چکا ہے---اسفندیار راستہ ملنے پر اندر داخل ہوا--- چارپائی پر بچھی چادر کی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کچھ دیر قبل بیدار ہوا ہے---اسفندیار جا کر چارپائی پر بیٹھ گیا---ٹانگیں لٹکائے--- دونوں بازو گھٹنوں پر ٹکائے ذرا سا جھکا ہوا تھا

"میں تم سے آج بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں" اسفندیار نے تمہید باندھی---وہ کھڑا رہا---اسفندیار اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا

"این الصبا سے میں نے پریشے کی شادی کی رات تک مہلت مانگی تھی اور وقت اب ختم ہونے کو ہے---میں اُسے سب سچ بتانا چاہتا ہوں تم جانتے ہو کہ وہ مجھے ملیحہ کا قاتل سمجھتی ہے بہت مشکل سے حویلی کی اور بڑوں کی عزت کا واسطہ دے کر اُسے کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے روکا تھا میں نے مگر اب وہ باز نہیں آئے گی اور میں نہیں چاہتا یہ غلط فہمی ہمارے نئے قائم ہونے والے رشتے کو نگل جائے این الصبا وہ لڑکی نہیں ہے جس کو خاموش کرواؤ گے تو لب سی لے گی---اُسکی اب تک کی خاموشی برداشت کرنا بھی میرے لیے کسی عذابِ مسلسل سے کم نہیں تھا ہر پل یہی دھڑکا لگا رہتا کہ ابھی بابا سائیں کو کچھ بتا نہ دے---انیا کو نہ کچھ کہہ دے----پولیس کو انفارم نہ کر دے---یہ ہماری بد قسمتی سمجھ لو کہ امتحان این الصبا اُسی ٹیم کا حصہ نکلی جو ملیحہ کا کیس ہینڈل کر رہی تھی" اسفند یار نے ساری صورتحال اسے سمجھائی---وہ چارپائی کی پائنتی پر آ کر بیٹھ گیا کچھ اس طرح کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے تھے

"لالہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آج نہیں تو کل حقیقت سامنے آ جائے گی کیوں کہ قتل ہونے والی لڑکی ہمارے علاقے کی نہیں تھی جہاں آوازیں دبا دی جائیں اور نہ ہی تفتیشی آفیسر رشوت خور ہیں کہ لے دے کر معاملہ ختم کر دیں---آپ مجھے پولیس کے حوالے کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ویسے بھی میں مزید بوجھ اپنے دل پر برداشت

نہیں کر سکتا---اور جہاں تک رہی این الصبا کی بات تو میں اُنہیں بتا چکا ہوں کہ آپ بے گناہ ہیں" وہ بہت کم نارمل انداز میں بات کرتا تھا---ملیحہ کے قتل کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب اُس نے اتنی تفصیل سے بات کی تھی اسفندیار سے

"کیا؟؟؟ تم این الصبا سے کب ملے؟؟؟" اسفندیار اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا

"میں نے تمہیں منع کیا تھا پھر بھی" وہ صدمے سے چور آواز میں دھاڑا

"میں آپ کی آنکھوں میں این الصبا کیلیے پسندیدگی دیکھ چکا تھا اپنی وجہ سے آپ کی زندگی برباد نہیں کر سکتا" اس نے سر جھکائے دھیمی آواز میں کہا

"اور کیا کیا بکواس کی ہے تم نے اُس سے؟؟؟ تت-----تم" اسفندیار کا دل چاہا چماٹے مار مار کر اسکا منہ رنگ دے

"تم جانتے نہیں ہو اُسے وہ اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کیلیے کچھ بھی کر سکتی ہے---کچھ بھی" اسفندیار پریشانی سے پیشانی مسلنے لگا

"میں نے اُسے کہا آپ نے قتل نہیں کیا تو وہ کہنے لگی تو پھر تم نے قتل کیا ہے" وہ ہلکی آواز میں منمنایا

"اور تمہیں دورہ پڑ گیا ہوگا--- تم نے اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا سچ سچ بتاؤ اور کتنے دن پہلے کی بات ہے یہ" اسفندیار کیلیے ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی تھی کہ دوسری استقبال میں کھڑی ہو جاتی

"جب آپ ازمیر کے ساتھ شہر گئے تھے---این الصبا پہاڑ پر آئی تھی"

"اور تم دفع ہو گئے اُس کے پاس" اسفندیار غصے کی زیادتی کے باعث چلا کر بولا

"دفع ہو مرو تم یہاں---اب جو بھی کرنا ہوگا میں خود کروں گا کیوں کہ تم تو پاگل ہو چکے ہو اور تمہارا یہ پاگل پن تمہیں تو لے ڈوبے گا مجھے بھی ساتھ ہی غرق کرے گا" اسفندیار چارپائی سے اپنا فون اٹھا کر باہر نکل گیا---وہ شخص اسکے پیچھے آیا---اسفندیار گھوڑے کو کھول رہا تھا

"لالہ میں نے صرف آپکی خوشی کیلیے------" اسفندیار نے چیخ کر اسکی بات کاٹی

"این الصبا کو میں پسند کرتا ہوں مگر تم سے محبت کرتا ہوں اُسے پانے کیلیے میں تمہیں قربان نہیں کر سکتا" اسفندیار گھوڑے کی لگام پکڑ کر ضبط سے سرخ ہوتی آنکھیں اسکے چہرے پر گاڑ کر بولا

"میں ایک محبت پر اپنی ساری محبتیں قربان نہیں کر سکتا" وہ گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا--- تھوڑی دیر بعد گھوڑے کے قدموں کی ٹک ٹک دور ہوتی محسوس ہونے لگی وہ اداس سا پیڑ

کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا--- گھنے جنگل میں ویران سناٹا تھا صرف گھوڑے کے قدموں کی آواز گونج رہی تھی اتنی خاموشی تھی کہ اگر کوئی سانس بھی لیتا تو اسے اپنے کانوں تک آواز آتی--- اسفندیار ایسے علاقے سے گزرتے ہمیشہ چوکنا رہتا تھا مگر ابھی اسکے دماغ میں کچھ دیر پہلے والی گفتگو چل رہی تھی--- سارا دھیان اس پر تھا کہ این الصبا کو حقیقت کس طرح بتائی جائے--- سفیدے کے درخت کے پیچھے چھپے نقاب پوش آدمی نے اسفندیار کا نشانہ لیا--- گھوڑا بہت تیز رفتار سے دوڑ رہا تھا اسکا نشانہ چونک گیا--- گولی سیدھی گھوڑے کے پیٹ میں لگی تھی مگر اس نے وقت ضائع کیے بغیر ایک اور فائر کیا اسفندیار گھوڑے سے چھلانگ مار کر دور جا گرا تھا دوسری گولی بھی گھوڑے کو لگی تھی--- گھوڑے کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں--- ٹانگ کو اوپر اٹھاتا کراہے جا رہا تھا پھر زمین پر ڈھیر ہو گیا--- اسفندیار کرتے کی جیب سے اپنی ہینڈ گن نکال چکا تھا--- درخت کی اوٹ میں ہو کر دیکھنے لگا--- جو بھی تھا اسکے سامنے والے حصے میں تھا مگر اسفندیار کو بھول گیا تھا کہ کوئی بے وقوف ہی ہو گا جو تن تنہا اس پر حملہ کرے گا جبکہ پورا گاؤں اسکی بہادری کے قصیدے پڑھتا تھا--- اسفندیار کے پیچھے کافی فاصلے پر موجود شخص نے اپنی ہینڈ گن سیٹ کی اور اسفندیار کی پیٹھ کا نشانہ لیا--- اسفندیار کو لگا سامنے درخت کے پیچھے کوئی ہے وہ اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہلا اسکے پیچھے موجود شخص نے فائر کیا گولی اسفندیار کے بازو کو چھو کر گزری تھی-

-تیز دھار خون نے فوراً اسکے سفید کرتے کو رنگ دیا تھا---گولی اندر نہیں گئی تھی مگر اسکے سڈول بازو کا گوشت چیر گئی تھی---اسفندیار اپنا بازو پکڑ کر نیچے جھک گیا---چہرے پر کچھ تکلیف کے آثار پیدا ہوئے تھے---اسکے سامنے موجود آدمی کو لگا اسفندیار گولی لگنے کے بعد گر چکا ہے وہ درخت کی اوٹ سے نکلا مگر اسفندیار نے اس سے پہلے لگا تار تین چار فائر کیے وہ آدمی بھاگ نکلا مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکے کندھے پر گولی لگ چکی ہے----اسفند یار ابھی اسکے پیچھے بھاگنے والا تھا جب اسے اپنے پیچھے کسی کے بھاگنے کی آواز آئی---اسفندیار نے دو تین درختوں کے پاس فائرنگ کی مگر وہاں کوئی نہیں تھا وہ پشتو میں کچھ بڑبڑا کر کھڑا ہوا سامنے اسکا گھوڑا مردہ حالت میں پڑا تھا اسکا تو خیال ہی نہیں آیا تھا اسے اسفندیار شاک کے عالم میں آگے بڑھا گھوڑے کو ہلا کر دیکھا---گھٹنے اس نے زمین پر ٹکا رکھے تھے اس نے پھر گھوڑے کو ہلا کر دیکھا اسکا چہرہ ہاتھوں میں پکڑا اسکی زبان باہر لٹک رہی تھی

"قربان" اس نے گھوڑے کو پکارا

"قربان" اسفندیار اپنی پوری قوت لگا کر چیخا اسکا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا اس خوشگوار موسم میں بھی وہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا---جنگل اسکی چیخ سے گونج اٹھا---اسفندیار کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں---یہ اسکا پسندیدہ ترین گھوڑا تھا جان بستی تھی اسفندیار کی اس میں---کئی بار دشمنوں سے جھڑپ میں قربان زخمی ہو کر اسے بچا لیتا تھا تبھی اسفندیار اسے قربان کہتا تھا

****

"یہ دیکھیں یہ بالکل اس جیسا ایک فیصد بھی مختلف نہیں ہے" دانیال نے چمٹی میں ٹاپس پکڑا کر لیڈر کے سامنے کیا--- پتے نما ڈیزائن تھا اسکا

"یہ سب تو اب اس لڑکے کے ملک واپس آنے پر ہی پتا چلے گا کہ اُس کا ملیحہ سے کیا تعلق ہے اور کیا یہ وہی ٹاپس ہے جو اُس نے پہن رکھا ہے پرنسپل نے اسکی کلاس ایڈوائزر سے بات کروائی تھی یہ فائنل ائیر کا ہے اسکا باپ سیاست میں ہوتا ہے--- یہ تین لڑکوں کا گروپ ہے مختلف ممالک سیر و تفریح کیلیے جاتے رہتے ہیں--- یوٹیوب چینل ہے ان کا--- بہت مقبول گروپ ہے فین فولونگ بھی بہت ہے ان کی--- ملیحہ بھی ایسی سرگرمیوں میں انوالو نظر آتی تھی ہوسکتا ہے ان کا کوئی کنکشن نکل آئے" اسکے لیڈر نے تفصیل بتائی

"ان کی واپسی کا کچھ پتا ہے؟؟؟" دانیال نے وہ ائیرنگ واپس پلاسٹک بیگ میں ڈالتے پوچھا

"کچھ فائنل تو نہیں بتایا ان کی ایڈوائزر نے مگر ان کے اندازے کے مطابق وہ اگلے ہفتے تک آجائیں گے" وہ لیپ ٹاپ پر اس لڑکے کی تصویریں آگے پیچھے کر کے دیکھ رہے تھے

"مجھے لگ رہا ہے کہ ہم اپنے مجرم کے قریب قریب ہیں" دانیال اسٹول کھینچ کران کے برابر بیٹھ گیا---لیب کوٹ پہن رکھا تھا اس نے

"اللہ کرے ایسا ہی ہو" وہ جواباً دعا کرتا بولا

****

این الصبا بھی ان سب کے ساتھ بیٹھی چھک کر اپنی شاپنگ دیکھ رہی تھی جو مسکاء بیگم لاہور سے کر کے آئی تھیں---لاہور کی مشہور ڈیزائنرز سے اسپیشل آرڈر پر اسکا اور اسفندیار کا منگنی کا ڈریس بنوایا تھا---سلور اور گرے رنگ کا بھاری فراک اور چوڑے دار پجامہ تھا نیٹ کے دوپٹے کا بارڈر بھی بھاری اور نفیس کام سے سجا ہوا تھا---اسے ہنسی آرہی تھی ان سب پر این الصبا پر اپنا فیصلہ مسلط کرنے کا انجام وہ بہت جلد دیکھنے والے تھے---

مسکاء بیگم اس کا اتنا خوشگوار موڈ دیکھ کر حیران بھی تھیں انہیں اُمید نہیں تھی کہ این الصبا جائیداد کی اتنی بھوکی نکلے گی---زمینیں کیا اسکے نام کرنے کا فیصلہ ہوا حویلی والوں سے ساری نفرت جھاگ بن کر بیٹھ گئی

"پھپھو این الصبا کے اوڑھ کر دیکھوں؟؟؟" گل زرین نے این الصبا کی منگنی کے سوٹ کا دوپٹہ پکڑ رکھا تھا--مسکاء بیگم کے مسکرانے پر فٹ دوپٹہ این الصبا کے سر پر ڈال دیا---

وہ سب مسکرانے لگے---اچانک ایک ملازم آیا اور اندر مردان خانے میں بھاگ گیا---
سردار بدر الزمان پریشانی کے عالم میں باہر بھاگے
"کیا ہوا ہے؟؟؟"بختاور بیگم مسکاء بیگم سب چھوڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئیں---لڑکیاں
بھی ان کے پیچھے چل دیں---این الصبا بھی تجسس کے مارے اٹھ گئی
"پاگل مت بنو اسفندیار---جیپ سے نیچے اترو" بدر الزمان دھاڑے مگر اسفندیار جیپ
سے اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا---سرخ چہرہ اور لال انگارہ آنکھوں سے وہ چلا رہا تھا
اپنے آدمیوں پر کہ بندوقیں اٹھائیں اور چلیں اسکے ساتھ---حویلی کے لان کے ایک طرف
مردہ گھوڑا پڑا تھا---انیا اور بختاور بیگم کی نظر گھوڑے پر پڑی تو انہیں سارا معاملہ سمجھ آگیا
"یہ قربان کو کیا ہوا؟؟؟" این الصبا اچھل اچھل کر دیکھنے لگی کہ اتنا عجیب نام کس کا ہے اور
یہاں تو سب صحیح سلامت ہیں سوائے اسفندیار کے جو زخمی شیر بنا ہوا تھا اور سردار بدر
الزمان اسے قابو کرتے ہلکان ہو رہے تھے---اسکا کرتا خون و خون ہوا پڑا تھا
"بختاور تم جا کر سنبھالو اسے یا خدا اتنے اچھے دن ہی یہ منحوسیت جنم لینی تھی" انیا نے انہیں
حکم دیا وہ تھوڑا جھجھک کر دوپٹہ پیشانی تک سیٹ کر کے اسفندیار کی جیپ کی طرف بڑھ گئیں
"اسفی اپنے بابا سائیں کی بات مانو جذباتی ہو کر خون خرابا کرنے سے کچھ نہیں ملے گا---
شاباش" وہ اسے بازو سے پکڑ کر نیچے گھسیٹنے لگیں وہ پتا نہیں ان سے کیا کہہ رہا تھا ان سب

کو تو دور سے بس اسکا جاہ و جلال ہی نظر آ رہا تھا---بختاور بیگم لمبے چوڑے اسفندیار کو بازو سے پکڑے حویلی کے اندر لے گئیں اس نے کسی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا

"کیا ہوا ہے بدرالزمان؟؟؟" ان کے قریب آنے پر انیا نے پوچھا

"اسفندیار پر جان لیوا حملہ ہوا ہے---قربان کو گولیاں لگیں جسکے نتیجے میں وہ جان سے گیا---اسفندیار کہہ رہا ہے کہ یہ کام ساتھ والے گاؤں میں سے کسی کا ہے مگر جرگہ وہ مسئلہ حل کر چکا تھا وہ بے وقوف تو نہیں ہیں کہ جرگے کے خلاف جائیں" بدرالزمان انیا کے ساتھ ساتھ چلتے بول رہے تھے

"تو پھر کس کی حرکت ہے یہ؟؟؟ اسفندیار کے ساتھ کسی کی کیا دشمنی---جو مسئلے تھے وہ حل ہو چکے تھے یہ اب دوبارہ کس نے اپنی موت کو دعوت دی ہے" انیا سخت لہجے میں بولیں

"آپ بے فکر رہیں میں پتا کرواتا ہوں اگر یہ کام ساتھ والے گاؤں کے سردار کا ہوا تو اس بار جرگے کی سخت سزا کا سامنا کرنا پڑے گا انہیں" وہ بھی متفکر تھے اسفندیار کو لے کر

"یہ قربان کون ہے؟؟؟" یہاں ساری کہانی سنا دی گئی اور راین الصبا پوچھ رہی تھی ہیرو کون ہے؟؟؟

"بڑے لالہ کا گھوڑا تھا--- بہت محبت کرتے تھے اس سے قربان نام رکھا تھا اس کا--- ابھی لالہ پر حملے کے دوران وہ مر گیا--- وہ دیکھیں" گل زرین کے اشارہ کرنے پر اس نے لان میں ایک طرف پڑی سفید ریشم کی لاش دیکھا--- کتنا خوبصورت گھوڑا تھا این الصبا کو یاد تھا اکثر صبح میں اسفندیار اسے خود نہلا رہا ہوتا تھا کئی بار لاڈ جتا رہا ہوتا--- اپنا جانور مرنے پر وہ انصاف کیلیے جرگہ بلانے کے بات کر رہے تھے اور ملیحہ وہ؟؟؟ اُسے جانوروں سے بھی بدتر موت دی ان کے بیٹے نے--- این الصبا کی تلخ سوچیں اسکے دماغ کی رگیں پھڑپھڑانے لگیں

****

اسفندیار کو ڈاکٹر نے ٹریٹمنٹ دے دیا تھا--- اسے میڈیسن دے کر کچھ وقت کے ریسٹ پر چھوڑ دیا--- دوپہر گزری اور پھر مغرب کا وقت آگیا--- گل زرین اور گل ورین تو بختاور بیگم کے ساتھ مصروف تھیں این الصبا پریشے کے کمرے میں بیوٹیشن کو سکھا رہی تھی کہ اسے بیس لائٹ بنانی ہے میک اپ بھی نیچرل کرنا ہے--- بیوٹیشن جب کچھ بولنے لگتی وہ ناک سکیڑ کر اس سے اپنی مرضی کا کام کرواتی--- پریشے خاموش بیٹھی تھی--- این الصبا اپنا سوٹ لے کر واش روم میں گھس گئی--- ریڈش براؤن شرٹ کے ساتھ اس نے براؤن فلازو پہنا اور شیفون کا ملٹی کلرز کا دوپٹہ لیا کیوں کہ قمیض پر رنگے برنگے دھاگوں کا

خوبصورت سا کام تھا گلے بازو دامن پر شیشے بھی لگے تھے---لمبے سیاہ بال کسی گہری شام کا سایہ اسکی پُشت پر چھوڑ رہے تھے

"سنو میرے ببل بن بنا دو" این الصبا اب ڈریسنگ کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتی بولی---پریشے بیڈ پر بیٹھی پھولوں کے زیورات اور کانچ کی چوڑیاں پہن رہی تھی

"آپ کوئی اور ہیئر اسٹائل بنوالیں" بیوٹیشن نے مشورہ دیا

"نہیں میں جوڑے میں کمفرٹیبل رہتی ہوں" این الصبا نے برش سے اپنے بال سلجھائے

"جلدی کریں مجھے بھی بال بنوانے ہیں" گل زرین تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی مہندی اور مہرون رنگ کے سوٹ میں کھلے بال لیے اسکی تیاری بھی ابھی نامکمل تھی

"کون سا ہیئر اسٹائل بنوا رہی ہیں آپ" بیوٹیشن این الصبا کے بال پکڑے شروع ہو چکی تھی

"ببل بن" این الصبا نے کہا

"جوڑا؟؟؟" گل زرین چیخی

"پلیز آپ ان کے کوئی اور ہیئر اسٹائل بنائیں بال نہیں باندھیں" گل زرین بیوٹیشن سے بولی

"نہیں میں نے آپ سے جو کہا ہے آپ وہی بنائیں" این الصبا آرام سے دو ٹوک انداز میں بولی

"گل زرین صحیح کہہ رہی ہے این الصبا" پریشے نے بھی اسکا ساتھ دیا

"میں کسی کیلیے اپنی چوائز نہیں بدل سکتی"

"ایک بال ہی تو ہیں" پریشے ناراضگی سے کہہ رہی تھی

"اچھا کچھ بھی بنا دو" این الصبا کے جھنجھلا کے کہنے پر پریشے اور گل زرین ہنس دیں--- بیوٹیشن نے اسکی فرنٹ سے ڈبل فرنچ بنا کر پیچھے سے بال کھلے چھوڑ دیے--- این الصبا نے آج ریڈ کے بجائے بالکل نیچرل لائٹ پنک گلوز لگایا--- بال کھولنے کے بعد ڈارک میک اپ کرنا اسے اوور لگ رہا تھا--- حویلی کے لان میں مہندی کا اہتمام کیا گیا تھا ہر طرف گیندے کے پھول اور لائٹیں سجی تھیں--- رنگین کپڑے رنگ و بو کا سماں تھا--- لان میں رسم ہو رہی تھی--- این الصبا بھی پریشے کے ساتھ گیندے کے پھولوں اور چمبیلی سے سجے جھولے میں بیٹھی تھی شاید رسم کرنے کی باری اسکی تھی--- اسفندیار ابھی اندر داخل ہوا تھا گل زرین اسے مردان خانے سے بلا کر لائی تھی--- وہاں موجود عورتوں کو پہلے سے ہی اسکی آمد کا پتا دے دیا تھا لڑکیوں نے گھونگٹ اوڑھ لیے تھے--- اسفندیار آف وائٹ کلف لگے کرتے میں صبح کے مقابلے میں کافی فریش نظر آ رہا تھا--- این الصبا

جھولے سے اٹھ گئی---اسفندیار نے اسکی جگہ لے لی---سب کے سامنے این الصبا کو دیکھنے پر احتراز برتا تھا---اسفندیار نے رسم کی---پریشے کے سر پر بوسہ دیا اور خاموشی سے سنجیدہ صورت لے کر چلا گیا---اسکے نکلتے ہی کافی لڑکیوں نے گھونگٹ اُلٹتے اسکی چوڑی پُشت کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا---این الصبا کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس میں ایسا کیا ہے جو اسکے خاندان میں ہر بندہ اسفندیار کو دوسری بار بھی اپنی بیٹی دینے کو تیار تھا بلاشبہ وہ مردانہ وجاہت کا اعلیٰ شہکار تھا مگر یہاں کے سارے مرد ہی خوبصورت تھے---سرخ وسپید رنگت اور سڈول جسم دیکھتے ہی ان کے علاقے کا پتا چل جاتا تھا---ہاں اسفندیار کی پرسنیلٹی اور بول چال ان سے بہتر تھا

****

طلال گل ورین کی بہنوں کا دیور تھا مردان خانے سے سگریٹ پینے نکلا تھا مگر رات کے اس وقت بھی لانج سے ہنسنے کی آوازیں آرہی تھیں---وہ چلتا ہوا تھوڑا آگے آگیا----پیلے رنگ کی چادروں پر گاؤ تکیے سیٹ کیے ہوئے تھے این الصبا اور گل زرین بیٹھی تھیں---این الصبا کو تو وہ اُس دن ہی دیکھ چکا تھا جب وہ اسفندیار کو بلانے مردان خانے آئی تھی---ایسی ادا تھی اس میں وہ تو جل کر رہ گیا تھا اسے اسفندیار کے ساتھ جاتا دیکھ کر----

اب بھی قیامت سے کم نہیں لگ رہی تھی حالانکہ گل زرین اس سے زیادہ خوبصورت تھی مگر این الصبا میں جو ادائیں تھیں وہ گاؤں کی لڑکیوں میں انہیں کہاں نظر آتیں

اسفندیار سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا

سامنے ہی گل زرین مہندی کی نوک اسکی ہتھیلی پر رکھے بہت خوبصورت نقش ونگاری کر رہی تھی ساتھ میں کچھ بول بھی رہی تھی---این الصبا مسکراتے ہوئے اسکی بات سُن رہی تھی--- پھر اس سے ہاتھ کھینچ کر ہونٹوں کے آگے رکھ کر اپنی زور آور ہنسی قابو کرنے لگی---ہتھیلی پر آدھی ادھوری مہندی تھی---اسفندیار جو اسے ہنستے دیکھ کر اپنے ہونٹوں پر پھیلتی ہنسی سے بے خبر تھا---سامنے کھڑے طلال کو این الصبا کو گھورتے پا کر سنجیدہ ہوگیا---این الصبا اور گل زرین نجانے کس بات پر اتنا ہنس رہی تھیں---اسکے چہرے پر ناگواری اُبھرنے لگی وہ اپنی جگہ سے چلتا ہوا بالکل طلال کے عین سامنے جا کھڑا ہوا

"مردان خانے میں جاؤ" سرد آواز میں دھیمے سے غرایا تو طلال گڑبڑا گیا پھر فوراً کھسک گیا---اسفندیار اب سینے پر ہاتھ باندھے فرصت سے این الصبا کو دیکھ رہا تھا جب اچانک بات کرتے کرتے اسنے اسفندیار کی جانب دیکھا---ایک جاندار مسکراہٹ نے اسفندیار کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا---این الصبا بھول گئی تھی وہ گل کو کیا بتا رہی تھی

"پھر اُس نے کچھ کہا نہیں آپ کو؟؟؟" گل زرین اسکے خاموش ہونے پر سر اٹھا کر بولی مگر این الصبا کو اسفندیار کی جانب دیکھتے ٹھٹھکی---اسفندیار آہستہ آہستہ چل کر ان کے پاس ہی ایک گھٹنہ ٹیک کر بیٹھ گیا

"کچھ چاہیے تھا لالہ؟؟؟" گل نے پوچھا---اسفندیار اتنا بے تکلف نہیں تھا جتنا ابھی ظاہر کر رہا تھا

"مجھے میڈیسن نہیں پہنچائی ابھی تک تم نے؟؟؟" وہ این الصبا کو نظر انداز کرتے بولا

"اوہ سوری میں بھول گئی تھی---بس ابھی لائی" گل زرین مہندی چھوڑ کر جلدی سے اٹھی اور جوتا پھنساتی نکل گئی---این الصبا کی مہندی ادھوری تھی وہ یوں ہی اپنی ہتھیلی پر لگی گیلی مہندی پر پھونکیں مارنے لگی---اسفندیار کی پُر شوق نظریں اسکے سراپے سے لپٹ رہی تھیں---این الصبا کو کوفت ہونے لگی---

"ہوس زدہ انسان" وہ دل میں بولی

"کاش آج جو گولی اسکے بازو میں لگی تھی سینے میں لگ جاتی کام ہی تمام ہو جاتا" اس نے حسرت سے سوچا---اسفندیار نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی این الصبا کی گیلی مہندی کی جانب بڑھائی جب اس نے ہاتھ سرعت سے پیچھے کرتے غصے سے اسے گھورا اسفندیار کے عنابی ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ پھوٹ پڑی

For more visit (exponovels.com)

"اتنی خوشی ہے منگنی کی؟؟؟" اس نے این الصبا کی مہندی پر چوٹ کی

"ہونہہ جیک گیلنہال ہو تم جس سے منگنی پر میں خوش ہوں گی" این الصبا چیخ کر بولی

"اُس کھجور کے منہ والے میں ایسا کیا ہے جو تم اُس سے منگنی کیلیے مرے جا رہی ہو"

"تمہیں اپنی آنکھوں کا علاج کروانا چاہییے مجھے ہمدردی ہو رہی ہے تم سے" این الصبا نے دائیں کندھے پر لٹکے اپنے بال ایک جھٹکے سے پیچھے ڈالے --- اسفندیار کا دل اُلجھ کر رہ گیا ان زلفوں میں --- گہرے کالے بال تھے اسکے دور سے ہی اتنے ملائم محسوس ہوتے کاش وہ ہاتھ لگا کر محسوس کر سکتا

"کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دو اے حسن والو"

اسفندیار کی نظریں اسکے بالوں پر تھی این الصبا نے بے چینی سے پہلو بدلا

"گل زرین ----" این الصبا وہیں بیٹھی چیخی --- اسفندیار ہڑبڑا گیا

"پاگل ہو گئی ہو سب جاگ جائیں گے" اسفندیار نے لانج میں نظریں دوڑاتے خفگی سے کہا

"تم اگر ابھی یہاں سے نہ اُٹھے تو اس بار میں انیا کو آواز لگاؤں گی" وہ کیوں جگہ چھوڑ کے جاتی اسے نکالنے کا جو مزہ تھا وہ خود واک آوٹ کرنے کا کہاں تھا

"دغا باز ہو تم ستم ڈھانے والے" اسفندیار جاتے جاتے اسکے شیفون کے دو پٹے کو چھو کر گنگنا گیا

"دل پھینک آدمی" این الصبا نے نخوت سے سر جھٹکا

"لالہ کہاں گئے؟؟؟" گل زرین اسکی میڈیسن اور دودھ کا گلاس ایک ٹرے میں لیے آئی

"کوہ قاف کی سیر کرنے" این الصبا نے اپنا دوپٹہ سمیٹتے جل کر کہا

"ارے اب تم کہاں چل دی؟؟؟ مہندی لگانی ہے کہ دھودوں؟؟؟" این الصبا نے اسے ٹرے لے کر مڑتے دیکھا تو دھمکی دیتی بولی

"آتی ہوں لالہ کو میڈیسن دے آؤں" گل زرین نے گردن موڑ کر کہا

"میں دے آتی ہوں" این الصبا فوراً کھڑی ہو--- قمیض پر لگے شیشے روشنی سے بکھیر گئے

"آ----آپ؟؟؟" گل زرین تحیر زدہ سی پوچھنے لگی

"تمہارے لالہ کا حکم ہے" این الصبا نے بائیں ہاتھ سے پھر بال پیچھے جھٹکے جو کھڑے ہونے کے باعث آگے آ چکے تھے

"اچھا---" گل زرین ورطہ حیرت میں پڑ گئی کہ لالہ نے حکم دیا اور این الصبا اُسکی تعمیل کر رہی ہے--- معجزہ نہیں ہو گیا

"مگر آپ کے تو مہندی لگی ہے" این الصبا کو ڈش پکڑنے کیلیے ہاتھ بڑھاتا دیکھ کر بولی

"اوہو پالم (ہتھیلی) پر لگی ہے فنگرز تو صاف ہیں نا" این الصبا نے اس سے ٹرے پکڑلی--

-وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب اپنے پیچھے قدموں کی چاپ محسوس کی--- گل زرین بھی اسکے پیچھے چل رہی تھی ساتھ لانج میں بھی نگاہیں دوڑا رہی تھی

"تم کہاں آرہی ہو" این الصبا ٹھہر کر بولی

"پہرہ دینے" گل زرین سرگوشی میں بولی--- این الصبا نے ناک سکیڑی

"مگر کیوں؟؟؟"

"کسی نے اس وقت آپ کو لالہ کے کمرے میں جاتے دیکھ لیا تو صبح تک فتوے لگ جانے ہیں--- بے شرمی اور بے غیرتی کے" گل زرین کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی

"استغفراللہ" این الصبا نے جھرجھری لی

"اچھا میں یہیں کھڑی ہوں آپ جلدی آئیے گا" گل زرین راہداری کے شروع میں ہی رُک گئی--- اسفندیار کا کمرہ پانچ چھ کمرے چھوڑ کر تھا--- این الصبا نے مُڑ کر دیکھا گل زرین پُشت کیے کھڑی تھی این الصبا نے راہداری میں پڑے میز پر سجے گلدان کے پاس ٹرے رکھی--- جلدی سے دو تین طرح کی ٹیبلٹس میں سے نیند والی ڈھونڈی اور پتے میں سے دو

گولیاں نکال کر دودھ میں ڈالیں اور چمچ ہلا دیا---اسی وقت گل زرین نے پلٹ کر دیکھا

این الصبا نے یوں تاثر دیا جیسے اپنا دوپٹہ درست کر رہی ہو

اسفندیار کے دروازے پر دستک دی

"آجاؤ" اسکی اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی---اسفندیار بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا---این الصبا پہلی مرتبہ اسے لیپ ٹاپ استعمال کرتا دیکھ رہی تھی

"رکھ دو گل" وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جمائے ٹچ پیڈ پر انگلی گھماتا بول رہا تھا---این الصبا نے آگے بڑھ کر ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی---اسفندیار نے نظر اٹھا کر دیکھا وہ ٹرے رکھ رہی تھی اسکا نصف چہرہ اسفندیار کی نظروں میں تھا---اس نے لیپ ٹاپ گود سے اتارا اور ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گیا

"تم کیوں لائی ہو؟؟؟" اسفندیار کا چہرہ اسکی حیرت کا غماز تھا

"کیوں میں نہیں لا سکتی؟؟؟" این الصبا منہ بگاڑ کر بولی

"کیا ہو گیا ہے تمہیں این الصبا؟؟؟" وہ بیڈ سے اُتر کر اسکی جانب آگیا-----این الصبا جانے کیلیے پر تولنے لگی

کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا اور سر دار اسفندیار خان کی خدمت؟؟؟ افففف میری گنہگار آنکھیں کیا منظر دیکھ رہی ہیں؟؟؟" اسکی بھوری آنکھوں سے پھوٹتی شرارت کی شعاعیں این الصبا کی تیوری چڑھا گئیں--- خشمگیں نظروں سے گھورتے وہ سائیڈ سے گزرنے لگی کہ اسفندیار اسکے آگے آگیا

"چٹکی کاٹنا ذرا کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا" اسفندیار نے اپنا بازو اسکے سامنے کرتے مسکراتے ہوئے کہا

"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے گل زرین کو کچھ کام تھا تبھی میں لے کر آئی ہوں اور اب ہٹو آگے سے" این الصبا نے بھرپور اعتماد سے جواب دیا ورنہ اندر سے رات کے اس پہر اسکے کمرے میں آنے سے خوفزدہ تھی اس نے دروازہ بھی پورا کھول رکھا تھا

"کل ہماری منگنی ہے این الصبا---" اسفندیار سنجیدہ ہوگیا

"تو؟؟؟" این الصبا ناگواری سے بولی

"تم راضی ہو؟؟؟" اسفندیار کا دل اس سوال پر بے تحاشا دھڑک رہا تھا

"لگتا ہے چوٹ تمہارے بازو پر نہیں دماغ پر لگی ہے---" این الصبا بڑبڑا کر ایک طرف سے نکلنے لگی وہ پھر آگے آگیا

"میں سنجیدہ ہوں این الصبا" وہ اسے گہری نگاہوں کی زد میں لیتا بولا

"تو میں تمہیں یہاں لطیفے سنا رہی ہوں؟؟؟" این الصبا نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھتے سوال کیے

"تم نے جس رشتے کیلیے رضامندی دی ہے بھول جاؤ کبھی تم اُس سے دامن چھڑا سکو گی---" اس نے این الصبا کا بازو پکڑ کر اچانک اپنی جانب کھینچ لیا--- وہ اس افتاد کیلیے تیار نہیں تھی ہرنی کی مانند اسکی خوفزدہ نظروں میں دیکھتے اسفندیار مزید بولا

"میرا سب کچھ اپنے نام کروا کر میرے نام سے خود کو الگ نہیں کر سکتی تم---" اسکے لہجے میں آنے والے وقت کے خدشے بول رہے تھے--- این الصبا نے پوری قوت سرو کر کے اپنا بازو اسکے شکنجے سے آزاد کروایا

"مسٹر اسفندیار میں یہاں رشتے داریاں بنانے نہیں آئی تھی اور جس مقصد سے آئی تھی تم جانتے ہو--- جیسے ہی میں اپنے مقصد میں کامیابی ہوگئی تمہارا سب کچھ تمہارے منہ پر مار کر چلی جاؤں گی--- یہ زمین، یہ کھوکھلے تخت و تاج، شان و شوکت این الصبا کی کمزوری کبھی نہیں رہے---" این الصبا اسے دھکا دینے والے انداز میں اسکے ایک طرف سے نکلی--- اسفندیار نے اسکی کلائی جکڑ کر واپس کھینچ لیا

"تم جانتی ہو میں بے گناہ ہوں، گواہی مل چکی ہے تمہیں پھر کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو؟؟؟" اسفندیار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا غصہ کرے یا التجا

"پاگل کی گواہی قبول نہیں کی جاتی--- طوطے کو جو رٹا لگواؤں گے آنے والے کو وہی سنائے گا" این الصبا نے اپنی کلائی چھڑانے کی تگ ودو جاری رکھتے کہا

"وہ پاگل نہیں ہے" اسفندیار دبے دبے لہجے میں چیخا

"کون یقین کرتا ہے؟؟؟" این الصبا اسکی آنکھوں میں دیکھتی طنزیہ مسکرا کر بولی--- اسفند یار کے سامنے کبھی کوئی لڑکی اس طرح سر اٹھا کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی نہیں ہوئی تھی--- وہ شہر کی لڑکیوں سے خار ہی اس وجہ سے کھاتا تھا کہ وہ بولڈ اور کانفیڈنٹ ہوتی تھیں اسے اپنے علاقے کی عادت تھی جہاں لڑکیاں سر جھکائے ہر بات پر جی جی کرتی تھیں مگر این الصبا اپنی بولڈنس اور کانفیڈنس کے ساتھ اسکے دل میں گھر کر گئی تھی

کمرے کے دروازے پر ہلکے سے دستک ہوئی این الصبا نے اسکی ڈھیلی ہوتی گرفت سے اپنی کلائی نکالی اور باہر چلی گئی--- اسفندیار اپنی جگہ کھڑا رہ گیا--- این الصبا اسے سننے کو تیار نہیں تھی--- اس پر ہنس کر چل دی تھی

وہ جو گیت تم نے سنا نہیں

میری عمر کا ریاض تھا

میرے درد کی تھی وہ داستاں

جسے ہنسی میں تم اُڑا گئے

****

این الصبا اندازے کے مطابق ساڑھے تین پر اپنے کمرے سے نکلی---ڈھیلی ڈھالی کرتی

اور نائٹ ٹراؤزر میں رف سا جوڑا بنا رکھا تھا اس نے---اسفندیار کے کمرے کے پاس ٹھر

کر پورے کوریڈور میں نگاہ دوڑائی کوئی بھی موجود نہیں تھا حویلی سائیں سائیں کر رہی تھی---

این الصبا نے تھوڑا سا زور لگا کر دروازہ کھولا---کمرے میں گھپ اندھیرا تھا---این الصبا

نے اپنے موبائل کی روشنی ڈالی رسک تو لینا تھا اسفندیار کی پُشت دروازے کی جانب تھی

این الصبا نے اندر داخل ہو کر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا---کچھ دیر بعد آنکھیں اس

اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں---این الصبا نے ٹرے دیکھی دودھ کا گلاس خالی

تھا پھر اسفندیار کی طرف آئی وہ بنیان میں ملبوس بے خبر پڑا تھا---پھر کسمسا کر اوندھا ہو گیا-

--این الصبا کا دل سینے کی دیواریں توڑتا باہر آنے کو تھا---اسکے بازو پر سفید پٹی بندھی تھی

جس پر جما ہوا خون صاف نظر آ رہا تھا---این الصبا نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی اسکی گھڑی اٹھا کر

ٹھک کر کے رکھی خود ٹیبل کے سائیڈ پر چھپی بیٹھی تھی---دو تین بار بھرپور زور سے ماری

اسکے وجود میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوئی تو این الصبا کو تسلی ہوئی اس نے سوئچ بورڈ پر

اندازے سے ہاتھ مار کر لائٹ آن کی پھر تیزی سے الماری کھولنے لگی مگر اسے لاکڈ دیکھ کر

پریشان ہو گئی---سائیڈ ٹیبل کے ڈرار سے چابیاں تلاش کرنا چاہیں وہ بھی لاکڈ

"کون سے خزانے چھپا رکھے ہیں اس نے" این الصبا نے نخوت سے سوچا پھر چابیاں تلاشنے لگی--- ہر جگہ دیکھنے کے بعد اسفندیار کے تکیے کے پاس ہاتھ گھمایا--- ہاتھ آگے لے جاتے وہ اسکے چہرے کے تاثرات بھی جانچ رہی تھی کہیں وہ جاگ نہ جائے--- اسکے چہرے پر تھکاوٹ کے سوا این الصبا کو کوئی احساس نظر نہیں آیا--- چابی تکیے کے نیچے بھی نہیں تھی وہ ایک ہاتھ پسلی پر ٹکا کر دوسرا ماتھے پر رکھ کر سوچنے لگی پھر بیڈ کے سائیڈ پر کھڑے اسٹینڈ پر اسکا لٹکتا کرتا اُتارا آخری چیز یہی بچی تھی--- کرتے کی جیب میں چابیوں کا گچھا تھا این الصبا نے جلدی سے نکالا اور الماری کھولی-- الماری کی تلاشی اس انداز سے لی کہ کسی کو پتا نہ چلے کوئی یہاں آیا تھا--- الماری کے اندر بنے ڈرار میں سے اسے کالے رنگ کا شاپر ملا کھول کر دیکھا اس میں ٹوٹی ہوئی گھڑی تھی--- این الصبا نے گھڑی کو ہاتھ لگانے سے احتراز برتا یہ گھڑی وہ پہلے بھی کہیں دیکھ چکی تھی مگر کہاں اسے یاد نہیں آرہا تھا پھر سر جھٹک کر الماری کا دوسرا پٹ کھولا اس میں سے اسے کچھ خاص نہیں ملا--- پھر ڈرار کھولے اسکے اوپر والے دراز میں دو موٹی کتابیں تھیں این الصبا نے ان کو باہر نکالا اندر اسکے کام کی کوئی چیز نہیں تھی جب جلدی سے کتابیں واپس رکھتے اسے کتاب میں سے کوئی کارڈ سا نکلتا دکھائی دیا--- کھینچا تو وہ تصویر تھی اور این الصبا کے شک کی تصدیق ہو چکی تھی وہ

کوئی اور نہیں ملیحہ تھی کچھ دن قبل اسفندیار اسکی تصویر ڈھونڈ رہا تھا مگر کتاب میں رکھ کر وہ بھول چکا تھا اور آج ایک بڑا ثبوت این الصبا کے ہاتھ لگ چکا تھا

این الصبا نے کتاب وہیں اُسی طرح واپس رکھ دی تصویر بھی اندر ڈال دی اور کالے رنگ کے شاپر میں ملیحہ کا لاکٹ چین اپنے گلے سے اتار کر ڈالا اور شاپر بند کر کے واپس رکھنے لگی-

--ڈرار میں البم پڑا تھا این الصبا نے پہلے سوچا چھوڑو پھر سوچا جلدی سے کھول کر دیکھ لیتی ہوں--- پتا نہیں کس کس کی جوانی اور بڑھاپے کی تصویریں تھیں وہ پہچان نہیں پا رہی تھی پھر آخر سے دیکھنے لگی اور ایک تصویر پر آ کر رُک گئی--- اسے افسوس ہونے لگا اُس نے پہلے کیوں اسفندیار کے کمرے کی تلاشی نہیں لی تھی--- وہ لڑکا ملیحہ کے گروپ کا تھا جسے وہ سب شبی شبی کہہ کر پکارتے تھے مگر اسکی تصویریں اسفندیار کے ساتھ کیا کر رہی تھیں؟؟؟ ایک جگہ دونوں پہاڑ پر بندوقیں لیے کھڑے ہنس رہے تھے ایک جیسے کرتے پہنے بالکل قبائلی علاقوں کے باشندوں جیسے

****

صبح حویلی میں معمول سے کئی زیادہ چہل پہل تھی--- اسفندیار مہمان مردوں کو شکار پر لے کر نکلا تھا اور عورتیں پریشے کے آس پاس ڈیرہ ڈالے نجانے اسے کون کون سی نصیحتیں کر رہی تھیں--- این الصبا پوری رات یہی سوچتی رہی تھی کہ شبی اسفندیار کا کیا لگتا ہے؟؟؟

اسکا ارادہ اسفندیار سے اس سلسلے میں بات کرنے کا تھا---اس نے رات بھر صرف دو گھنٹے کو آنکھ لگائی تھی کچھ تھا جو اسکے لیے جاننا ضروری تھا---این الصبا گل زرین کو ڈھونڈتی رہی گیارہ بجے جا کر وہ مہمان عورتوں کو ناشتہ کروا کر فارغ ہوئی تو این الصبا نے اسے جا لیا

"گل زرین پہلے میری بات سنو" گل زرین کی کزن اُس سے کچھ مانگنے آئی تو این الصبا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتی اوپر اپنے کمرے میں لے آئی--- گل زرین چلاتی رہ گئی کہ کام کیا ہے؟؟؟

"اسفندیار کہاں ہے؟؟؟" اس نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان پریشانی سے گل زرین سے پوچھا---آخر ایک رات میں ایسا کیا ہو گیا تھا کہ این الصبا اسفندیار کو تلاشتی پھر رہی تھی

"وہ تو مردوں کو شکار پر لے کر گئے ہیں" اس نے این الصبا کے پریشان چہرے کی جانب دیکھتے آرام سے کہا----این الصبا نے سوچ میں پڑ گئی

"آپ لالہ کو کال کر لیں" این الصبا کو مشورہ دیا

"یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا"

این الصبا نے اپنا فون اٹھایا اور گل زرین سے بولی

"نمبر بتاؤ اپنے بھائی کا" گل زرین نے نمبر دیا

این الصبا نے کال کی مصروف جا رہا تھا---

"مصروف جا رہا ہے" این الصبا نے گل زرین سے کہا

"آپ کو کوئی ضروری کام ہے لالہ سے"

"نہیں بس دل چاہ رہا تھا میرا تمہارے لالہ کی کو کو سننے کا" این الصبا بگڑ کر بولی

"لالہ کی آواز بہت خوبصورت ہے آپ نے کبھی انہیں غزلیں پڑھتے نہیں سنا" این الصبا کے کانوں میں شوخ سی آواز گونجی

"کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دو اے حسن والو" این الصبا نے بے اختیار استغفار پڑھتے سر جھٹکا

"پھر ڈائل کریں" این الصبا نے سر ہلایا دوسری جانب اسفندیار جنگل میں ان سب سے تھوڑا دور اہم کال کر کے اب واپس ان کی طرف جا رہا تھا جب انجانے نمبر سے آتی کال دیکھنے لگا---

"اسفی"

"اسفی" اپنے نام کی پکار اور بے تحاشا شور نے اسے سمجھا دیا تھا وہ کوئی تگڑا شکار کر چکے تھے

اسفندیار کال کاٹ کر موبائل کرتے کی جیب میں ڈال کر ان کی طرف بڑھ گیا

"کاٹ دی" این الصبا نے فون کان سے الگ کر کے دیکھتے کہا

"گل تم لوگ کتنے بہن بھائی ہو؟؟؟" این الصبا کو اور کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا--- گل زرین نا سمجھی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی دروازے پر دستک ہونے لگی

"گل زرین تمہیں پریشے بلا رہی ہے جاؤ جا کر اسکی مدد کرو اور اب اسکے پاس سے ہلنا مت--- عورتوں نے جھرمٹ ڈال رکھا ہے اُسکے پاس" مسکاء بیگم کے کہنے پر وہ فوراً باہر چل دی

"این الصبا تم بھی چینج کر کے نیچے آجاؤ--- کچھ رسمیں کرنی ہیں پریشے کی" انہوں نے این الصبا کے رف سے حلیے کو دیکھتے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی اس وقت دماغ میں کچھ اور ہی کھچڑی پک رہی تھی

****

ایک بجے کے قریب وہ کپڑے بدل کر نیچے آئی--- لانج سجا ہوا تھا--- پیلی چادریں ویسے ہی بچھی تھیں--- ساری عورتوں جمع ایک دوسرے کے ساتھ پاکستان کے بڑے بڑے مسائل پر بات کر رہی تھیں وہ بڑے مسائل کسی کی شادی نہ ہونا تھے تو کسی کے جلدی ہونا تھے--- کسی کا پہلا بیٹا نہ ہونا تو کسی کا دوسری شادی کرنا--- این الصبا اس وقت قطعاً اس مجمعے کا حصہ نہ بنتی اگر اسے اسفندیار سے ملنا نہ ہوتا--- رسمیں شروع ہوئیں تو ختم ہونے کا

نام نہیں لیا---سات سہاگن عورتوں نے پریشے کی کلائی میں دھاگہ باندھا اور پریشے کو گل زرین اور مسکاء بیگم کے ساتھ ایک کمرے میں بھیج دیا پھر ایک شور شروع ہوگیا ہر کوئی اسفندیار کو بلانے کا کہہ رہا تھا وہ مسکراتا ہوا اندر آیا----انیا اور بختاور بیگم ہنستے ہوئے اسے کچھ کہہ رہی تھیں وہ بھی آگے سے بحث کر رہا تھا این الصبا پیچھے بیٹھی تھی---گل زرین اور مسکاء بیگم پریشے کو لے کر آئیں اُس نے مکمل سفید لباس پہن رکھا تھا سادہ کاٹن کا اور بڑا سا گھونگٹ تھا---این الصبا پہلی مرتبہ ایسی روایتی شادی دیکھ رہی تھی
پریشے کو لا کر سب کے درمیان میں بنی خاص جگہ پر بٹھا دیا---ایک چھوٹے سے سفید ٹب میں گل ورین پانی ڈال کر لائی اس میں گلاب کے پھول بھی ڈالے ہوئے تھے پریشے کے اس پانی میں پیر رکھوائے---اسکے دونوں بازو فولڈ کر کے کہنیوں تک گل ورین کی دونوں بڑی بہنوں نے ہلدی لگائی پھر اس کا دوپٹہ سر سے ہٹایا اور این الصبا کو جھٹکا لگا اسفندیار اسکی چوٹی گوندھنے لگا تھا---پریشے ہنس رہی تھی
"لالہ آرام سے بال ہیں اُسکے دھاگے نہیں" گل زرین پشتو میں بولی
"پریشے بال تو نہیں کھینچ رہے" اسفند اسکی چوٹی کھینچتا شرارتاً پوچھ رہا تھا---سب مہمان عورتوں نے اس رسم کا بہت لطف لیا---ایک این الصبا کو ہی اپنا آپ ان سب میں اجنبی لگ رہا تھا

شام چار بجے انکی رسمیں ختم ہوئیں پریشے کو کچھ آرام کرنے کو لے گئے لانج کی صفائیاں شروع ہوگئیں مہمان رات کے فنکشن کیلیے تیار ہونے لگے این الصبا لانج میں پنڈولم کی طرح گھومتی اسفندیار کا مردانے سے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی بار بار اسے کال کر رہی تھی وہ اٹھا نہیں رہا تھا

"ہیلو دانیال" این الصبا نے دانیال سے بات کرنے کا فیصلہ کیا

"ہیلو" دانیال اونچا سا چیخ کر بولا

"دانیال شبی کا پتا لگ گیا ہے" این الصبا سر گوشی میں لانج کے ایک کونے میں کھڑی بول رہی تھی

"ہیلو این الصبا آواز نہیں آ رہی یار"

"ہیلو"---

"ہم ائیر پورٹ سے نکل چکے ہیں Weareonthewaymaybethereisnetworkproblem that'swhyIcan'thearyouclearly"

"گاڑی روک کر میری بات سن لو" این الصبا تھوڑا اونچا بولی

"ہیلو"----

"ہیلوا ین الصبا"

"ٹوں ٹوں---" رابطہ منقطع

"این الصبا تم نے کھانا نہیں کھایا بیٹا" مسکاء بیگم اسکے لیے ٹرے لیے آئیں این الصبا کے ماتھے پر ناگواری سے بھرپور لکیریں جمع ہو گئیں

"بھوک نہیں ہے مجھے" اسے ویسے بھی حویلی کے مرغ مسلم پسند نہیں تھے--- سوچ کر ہی وحشت ہوتی کہ وہ یہاں ساری زندگی کیسے گزار سکتی ہے

"پھر بھی تھوڑا سا کھا لو اسکے بعد بیوٹیشن تمہیں تیار کرے گی--- سات بجے تو نکاح ہے پریشے کا وقت ہی کتنا رہ گیا ہے--- پھر منگنی کی رسم کے دوران تمہیں کچھ کھانے بھی نہیں دیں گے سب" انہوں نے اسے کھانے پر زور دیا

"چلو جی ایک اور فتوہ" این الصبا بڑبڑائی

"تم نے مہندی کتنی ہلکی لگوائی ہے بھرے بھرے ڈیزائن لگواتی" اسے اپنے ساتھ لانج میں پڑے صوفوں تک لاتیں وہ فکرمندی سے بولیں

"میری شادی نہیں ہے" این الصبا صوفے پر دھپ سے بیٹھی--- انہوں نے اس کے لیے الگ سے وجیٹیبل رائز بنائے تھے دیکھ رہی تھیں وہ کھا لیتی کبھی ایسے ہی اٹھ جاتی--- ساتھ چکن تھا--- ایک پیالی میں دہی تھا این الصبا کا پسندیدہ کھانا اسکی بھوک چمک اٹھی---

اسے اطمینان سے کھاتے دیکھ کر وہ مسکراتی ہوئیں اپنے کمرے میں چلی گئیں جب واپس آئیں تو ان کے ہاتھ میں جیولری باکس اور دو ڈبے اور تھے

"آؤ تمہیں بھی بیوٹیشن کے پاس چھوڑ آؤں "این الصبا کھانے سے فارغ ہو چکی تھی

"ابھی؟؟؟ "این الصبا نے موبائل پر ٹائم دیکھتے حیرت سے پوچھا

"ہاں جلدی کرو---نکاح کیلیے شور مچ گیا تو بڑے لالہ نے بہت غصہ کرنا ہے "اسے زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتی لے گئیں این الصبا ضروری کام ہے کا بہانا کرتی رہ گئی

****

این الصبا کی ٹر ٹر چلتی زبان اور روک ٹوک کے باوجود بیوٹیشن نے اسے ہیوی جیولری بھی پہنا دی تھی اور منگنی کی مناسبت سے میک اپ کر دیا تھا بال آگے سے رول کر کے پیچھے سے اونچا جوڑا بنا کر دوپٹہ سیٹ کیا---وہ اچھی شکل وصورت اور صاف رنگت کی تھی مگر آج وہ اپنے آپ کو پہچاننے سے انکاری تھی ہر لڑکی اس دن اپنے آپ کو خوبصورت ترین تصور کرتی ہے اور این الصبا کو آئینہ چیخ چیخ کر بتا رہا تھا کہ اسکا ملکوتی حسن کسی کو بھی سحر زدہ کرنے کیلیے کافی ہے---این الصبا کے احساسات عجیب سے ہونے لگے---جس وقت مسکاء بیگم اندر آئیں وہ رونے والی صورت بنا کر بیٹھی تھی

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے" اس نے نیکلس تھوڑا ڈھیلا کرتے انتہائی چڑچڑے انداز میں کہا

"کرسمس ٹری بنا دیا ہے مجھے" ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو دے گی

"ماشاء اللہ اتنی پیاری لگ رہی ہو--- تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے برداشت کر لو" اسکے ماتھے پر رول کیے بالوں کو انگلیوں سے سیٹ کرتی وہ محبت سے بولیں--- آخر کو ان کے لاڈلے بھتیجے کی بیوی بننے والی تھی وہ--- این الصبا نے سیل فون پر دانیال کو میسج ٹائپ کیا--- اپنی تیاری میں اسکے ذہن میں نہیں آیا کہ وہ میسج بھی تو لکھ سکتی ہے

"دانیال شبی کا اسفندیار کے ساتھ ہی کوئی کنکشن ہے میں نے اُسکی الماری کے ڈرار میں البم دیکھا ہے اور وہیں بلیک بیگ میں ثبوت ہیں--- اور بیڈ کے سائیڈ ڈرار میں موجود ایک کتاب میں ملیحہ کی تصویر بھی ہے" اس نے میسج ٹائپ کر کے جواب کا انتظار کرنا شروع کر دیا--- اتنے میں پرویز خان اور حشمت اللہ خان (بدرالزمان کے چھوٹے بھائی) اندر داخل ہوئے--- حشمت خان نے نکاح شروع کروایا--- مسکاء بیگم بختاور بیگم پریشے کے سر پر کھڑی تھیں انیا ایک صوفے پر بیٹھی تھیں--- پریشے نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نئے رشتے کی منظوری دیتے کانپتے ہاتھوں اور بہتے آنسوؤں کے مابین نکاح نامے پر دستخط کیے--- وہ لوگ باہر چلے گئے دولہے سے رضامندی لے کر انہوں نے دعا کروائی

"منگنی کی رسم کرنے کے بعد کھانا لگواتے ہیں---" حشمت اللہ نے مشورہ دیا--- سردار بدرالزمان نے پرویز خان کی جانب دیکھا

"تم نے این الصبا کو بتا دیا تھا کہ جرگہ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟؟؟" سردار بدرالزمان نے پرویز خان سے پوچھا

"میں اُسے کیا بتاتا کہ نکاح کے بعد ہی اسفندیار کی جائیداد اُسکے نام ہوگی وہ تو منگنی پر شور مچا رہی تھی" پرویز خان نے صاف صاف بتا دیا

"یہ بھی خوب کہا تم نے---ساری زندگی ایک بیٹی نہیں سنبھالی گئی تم سے" بدرالزمان نے گہرہ طنز کیا

"آپ نکاح نامہ لے کر تو جائیں موقع کی نزاکت سمجھ کر وہ رضامندی دے دی گی" حشمت اللہ این الصبا کو جانتے نہیں تھے تبھی مزے سے بولے سردار بدرالزمان طنزیہ مسکرائے

"میں پہلے خود این الصبا سے بات کروں گا" وہ کمرے سے نکل گئے

"میرے ساتھ اندر آؤ" مسکاء بیگم مٹھائی کی کھلی ٹوکری ملازم کو تھما رہی تھیں جب وہ سنجیدگی سے کہتے انہیں ساتھ لے گئے

"خان کو کیا ہوگیا" وہ سوچتی ہوئیں اندر کی طرف چل دیں---کمرے میں انیا پریشے اور بختاور بیگم بھی تھیں ان کے جانے کے بعد سردار حشمت اللہ خان بھی اندر داخل ہو گئے-

--پرویز خان این الصبا کے سر پر کھڑے ہو گئے وہ بیڈ کے سرہانے بیٹھی تھی اسکے سامنے حشمت اللہ نے بیٹھتے نکاح شروع کروایا--این الصبا اور اسفندیار خان کے ایجاب وقبول کا مرحلہ اتنا آسان نہیں تھا

"این الصبا ولد پرویز خان آپ کا نکاح اسفندیار خان ولد سردار بدرالزمان خان کے ساتھ با اوسط پچاس لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے کیا گیا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟"این الصبا کا شاکڈ کے مارے منہ کھل چکا تھا---چند لمحے تو سکتے کی حالت میں گزر گئے پھر اسے اپنے کندھے پر پرویز خان کے لمس کا دباؤ محسوس ہوا این الصبا کو چار سو چالیس والٹج کا کرنٹ لگا تھا وہ جھٹکے سے بیڈ سے اُتر گئی

"بابا یہ کون سا وقت ہے مزاق کا-----اور اتنا گھٹیا مزاق"وہ انکی جانب دیکھتے کپکپاتے لبوں پر زبان پھیرتے دھیمے سے بول رہی تھی

"این الصبا ابھی سوال جواب کا وقت نہیں ہے---رضامندی دو شاباش"انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا---این الصبا نے ان کا ہاتھ جھٹکا

"آپ ایسا نہیں کر سکتے"وہ غصے سے ان کی جانب دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی

"این الصبا"وہ دانت پیستے بولے

"آپ میرا قتل بھی کر دیں گے تو میں رضامندی نہیں دوں گی---ایم ساری" وہ مڑ کر جانے لگی

"بیٹا شادی تو ہونی ہی تھی نا آج نہیں تو کل---شاباش اب ضد نہ کرو-- بابا کی بات مانو" انہوں نے پیار سے پچکارا

"ہمارے درمیان منگنی کی بات ہوئی تھی" این الصبا ایسے چیخ کر بولی جیسے بزنس ڈیل میں اس سے دھوکہ ہوا ہو

"این الصبا" مسکاء بیگم اسکے چیخنے پر تیزی سے آگے بڑھیں

"این الصبا آہستہ بولو---خدا کا واسطہ ہے--- باہر پوری برادری جمع ہے" ان کی آنکھوں میں نمی تھی تو این الصبا کے نین کٹورے سیلاب کا منظر پیش کر رہے تھے---وہی جنون اُس پر ایک بار پھر سوار ہو چکا تھا

"بھاڑ میں گئی آپ کی برادری آپ کا خاندان---مجھے کوئی بھیڑ بکری سمجھ رکھا ہے آپ نے---انگوٹھا لگاتی ہوں میں؟؟؟ اپنے حقوق جانتی ہوں اور آپ میں سے کسی کو بھی----" اس نے انگلی اٹھا کر کمرے میں موجود ہر شخص کی طرف اشارہ کیا گردن کی ہڈیاں ابھر رہی تھیں

"کسی کو بھی اپنے ساتھ زیادتی نہیں کرنے دوں گی---جہنم میں گئے سب---تیل لینے گئی منگنی---چھوارے بیچنے گئی شادی" این الصبا نے ایک ہی جست میں بائیں کلائی میں پہنی ساری چوڑیاں اتار کر فرش پر دے ماریں---اسکا دماغ روسٹ ہو چکا تھا

"این الصبا---" پرویز خان نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا---حشمت اللہ خان تو اسکا چیخنا چلانا سُن کر ہی کمرے سے نکل گئے تھے

"خاموش ہو جاؤ بالکل---جب منگنی کرنی ہے تو شادی بھی کرو گی آج نہیں تو کل پھر آج کرنے میں کیا قباحت ہے؟؟؟" وہ بھی غصے میں آ چکے تھے---این الصبا نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں

"مجھے کوئی منگنی نہیں کرنی نہ کوئی شادی کرنی ہے---مجھے ابھی واپس جانا ہے" بچوں کی طرح منہ بسورتے روتی ہوئی بولی

"نکاح کے سوا اب دوسری کوئی بات نہیں ہو گی اور اگر تم اپنے بابا کی اتنی سی بھی عزت کرتی ہو تو تم منع نہیں کرو گی" انہوں نے اموشنل بلیک میل کرنا شروع کیا

"آپ اس خاندان سے مجھے جوڑنا چاہتے ہیں" اس نے انیا کی طرف نفرت سے دیکھا

"صرف ایک دو گھنٹے انتظار کرلیں ان کی حقیقت خود سامنے آجائے گی تب آپ پچھتائیں گے اپنے فیصلے پر"

"کہانیاں مت کرو--- دستخط کرو این الصبا نہیں تو تم بہت پچھتاؤ گی اپنے بابا کی محبت دیکھی ہے آج تک تم نے اگر سختی کرنے پر آگیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اس دن کیلیے تمہیں اتنا مان اور محبت دی تھی کہ پوری برادری کے سامنے میرے منہ پر جوتے مارو" وہ انتہائی رنج بھری آواز میں بولے تو این الصبا نے تڑپ کر انہیں دیکھا

"بابا آپ کسی سے بھی کہہ دیتے شادی کا مگر اس خاندان میں نہیں کبھی نہیں" وہ بھی رو رہی تھی

"مم--- میں آپ کی دانی سے بات کرواتی ہوں وہ آپ کو ان کی اصلیت---" این الصبا بولتے بولتے اپنا سیل فون ڈھونڈنے لگی

"این الصبا مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ تمہارے انکار کے بعد برادری کو منہ دے سکوں--- یا تو آج تمہارا نکاح پڑھا جائے گا یا میرا جنازہ--- فیصلہ تم پر ہے" سیل فون این الصبا کے ہاتھ میں کانپتا رہ گیا وہ اپنی بات کر کے نکل گئے تھے

"بابا مجھے دھمکا رہے ہیں مم --- مگر میں آپ لوگوں کی دھمکیوں میں نہیں آؤں گی میری طرف سے سو دفع انکار ہے" این الصبا مسکاء بیگم کی جانب دیکھ کر چلائی جن کے چہرے پر پریشانی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات تھے

"سنو لڑکی ہمارے یہاں شادیاں ٹوٹنا بہت بڑی بات ہوتی ہے اس پر کسی کا اپنی جان لے لینا عام سی بات ہے --- اپنے باپ کا جذباتی پن تو تم اچھے سے جانتی ہو --- جذباتی ہوا خاندان سے بغاوت مول لے کر شادی کرلی خاندان والوں نے جذباتی کیا تو پہلی بیوی کو موت کے منہ میں دھکیل کر دوسری شادی کرلی ---- جذبات میں جائیداد تمہارے نام کردی اور اب جذبات میں تمہارا رشتہ تم سے پوچھے بغیر جوڑ دیا --- اب آخری جذباتی عمل کرنے میں اُسے زیادہ وقت نہیں لگے گا" انیا نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ لگائی --- این الصبا بلبلا اُٹھی --- انہیں جواب دینے کا اب ہوش نہیں تھا وہ مسلسل دانیال کو کالز کر رہی تھی

"دانی پک اپ دی کال یار" این الصبا موبائل اپنی ہتھیلی پر مارتی بے بسی سے بولی ---

اسکے بعد این الصبا کے پاس کوئی راستہ نہیں بچا تھا پرویز خان کی بات مان لینے کے سواء جتنا وہ اپنی برادری کو لے کر ٹچی تھی ان سے کسی بھی قسم کی حماقت کی اُمید کی جاسکتی تھی

نکاح نامے پر دستخط کرتے اسکے ہاتھ اس طرح کپکپا رہے تھے کہ دیکھنے والے ہر فرد کے دل میں چند پل کیلیے ہی اس کیلیے رحم آیا تھا -- کسی کی زندگی پر اپنے فیصلے کیسے تھوپ دیتے

ہیں بڑے ؟؟؟ برادریاں عزیز ہیں، اونچے سر، تنی گردنیں قائم رکھنے کو روز کتنے دل قربان کیے جاتے ہیں کون جانے ؟؟؟ دین کے احکامات بھلا کر پگڑیاں کیسے رکھ لیتے ہیں لوگ ؟؟؟ اللہ سے زیادہ انہیں اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے ؟؟؟ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جس نے جبراً نکاح سے منع فرمایا ہے اُسکی حکم عدولی کر رہے ہو وہ کیا سوچتا ہو گا؟؟؟

این الصبا کے ہاتھوں سے جان جاتی رہی--- جب وہ رجسٹر لے کر اسفندیار سے منظوری لینے گئے تو این الصبا اتنا پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ مسکاء بیگم کا کلیجہ منہ کو آنے لگا--- دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر وہ پاگلوں کی طرح روئے جا رہی تھی جیسے زندگی ہار گئی ہو یا کسی پیارے کی میت پڑی ہو اسکے سامنے---- ایسا ہی تو تھا اسکی انا کو اسکے باپ نے اپنے ہاتھوں قبر میں اُتارا تھا این الصبا اُسی پر فاتحہ پڑھ رہی تھی--- اسکا بھرم توڑا تھا انہوں نے اسکی ذات کا وقار، اسکا اعتماد اسکا بھروسہ سب چکنا چور کر دیا--- اتنا کچا گھڑا تھا اسکی انا کا باپ کی ایک دھمکی نے ڈبو دیا

کوئی تدبیر نہ تقدیر سے لینا دینا

بس یونہی فیصلے جو ہونے ہیں ہو جاتے ہیں

****

اسفندیار خان مردانے میں مردوں کے گھیرے میں بیٹھا تھا---- نکاح کی رسم ادا ہو چکی تھی--- دعا کیلیے ہاتھ اٹھا رکھے تھے سب نے سردار بدر الزمان اپنی جگہ سے اٹھے اور اسفند یار کو گلے لگاتے مبارکباد دینے لگے

"کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا--- افراتفری مچانے کی ضرورت نہیں--- سائیڈ پر ہو جاؤ سب" بھاری آواز کے ساتھ بھاری قدموں کی چاپ قریب آ رہی تھی--- سب سے پہلے اندر داخل ہونے والا انسپیکٹر حیدر تھا پولیس یونیفام میں چہرے پر روعب قائم کیے ایک ہاتھ میں گن تھی اپنی اسٹک سے سب مردوں کو دور دور کھڑے ہونے کا اشارہ کیا اسکے پیچھے اور بھی پولیس اہلکار تھے---ڈاکٹر شارق اور دانیال بھی موجود تھے

"اسفندیار کون ہے ؟؟؟" انسپیکٹر حیدر نے اسٹک سے اشارہ کرتے پوچھا--- سردار بدر الزمان نے جبڑے بھینچتے اسے گھورا

"مجھ سے بات کرو" انہوں نے روعب دار آواز میں کہا---

"دیکھیں بزرگ ہم جسکا پوچھ رہے ہیں بات بھی اُسی سے کریں گے" انسپیکٹر حیدر نے اپنے عہدہ کا روعب جھاڑتے کڑک دار آواز میں کہا

"میں ہوں اسفندیار--- کہیے" اسفندیار میز کے پاس سے نکل کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا

"ہتھکڑی لگاؤ اسے" حیدر نے حولدار کو حکم دیا--- وہ آگے بڑھے جب اسفندیار سنجیدگی سے بولا

"بغیر کسی جرم کے آپ مجھے ہتھکڑی لگانے کے مجاز نہیں ہو سکتے"

"جرم؟؟؟ تمہاری یاداشت بہت کمزور ہو گئی ہے شاید یا جرم کرنے کے اتنے عادی ہو گئے ہو کہ یاد رکھنا بھول گئے ہو خیر ہم یاد کروانے ہی آئے ہیں تم بے فکر رہو--- چلو ہتھکڑی لگاؤ اسے" آخری جملہ انسپیکٹر حیدر دھاڑ کر بولا--- خاندان کے تمام مرد چہ مگوئیاں کرنے لگے---

انسپیکٹر حیدر آگے تھا اسکے پیچھے حولدار اسفندیار کو ہتھکڑیاں ڈالے لا رہے تھے--- ساری برادری سکتے کے عالم میں یہ تماشا دیکھ رہی تھی سردار بدرالزمان کے بیٹے کو اسکے نکاح کے وقت پولیس گرفتار کرنے آئی تھی آخر کیا ماجرا تھا--- عورتیں لانج میں جمع چادروں کے پلو چہرے پر ڈالے ایک دوسرے سے اس گرفتاری کی وجہ پوچھ رہی تھیں--- سردار بدرالزمان کی ایک دھاڑ پر کپکپا جانے والے آج ان کے غصے و اشتعال کو دیکھ کر بھی فقرے اُچھال رہے تھے--- این الصبا بھی شور سُن کر باہر آ چکی تھی سیڑھیوں کے وسط میں کھڑی وہ اسے انسپیکٹر حیدر کے پیچھے حولداروں کی نگرانی میں کھڑا دیکھ رہی تھی اور وہ بھی تو

اسے ہی دیکھ رہا تھا--- نیچے ایک مجمع لگا تھا--- گرے شرٹ اور مسٹرڈ کلر پینٹ میں ملبوس دانیال سیڑھیاں پھلانگتا این الصبا کے پاس پہنچا

"این الصبا اسفندیار کا روم کون سا ہے ساتھ چلو ہمارے "این الصبا ابھی بھی اسفندیار کو دیکھ رہی تھی دانیال اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس اوپر لے گیا--- اسفندیار نے ضبط سے یہ منظر دیکھا--- مہمانوں میں ایک اور اُلجھن پڑ گئی--- اسفندیار کی دلہن کو لے جانے والا لڑکا اسکا کیا لگتا ہے؟؟؟

"انسپیکٹر حیدر اسے بھی ساتھ لائیے "ڈاکٹر شارق سیڑھیاں چڑھتے بولے تو اس نے حولدار کو اشارہ کیا-- دانیال اسفندیار کا کمرہ کھول چکا تھا--- اسفندیار کو جب کمرے میں لائے تو دانیال نے آگے بڑھ کر اسکے کرتے کی جیب سے چابی نکالی اور الماری کھول دی--- این الصبا اسے پہلے ہی بتا چکی تھی کون سی چیز کہاں رکھی ہے وہ سارے ثبوت اکٹھے کرنے کے بعد بھی اور تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا کمرے کا نقشہ بگاڑ دیا تھا اس نے این الصبا نے اسفندیار کی ان لارج پکچر دیکھی اس نے وہی گھڑی پہن رکھی تھی جو اسے ٹوٹی ہوئی ملی تھی

"ڈن سر" دانیال ڈاکٹر شارق کی جانب دیکھتے بولا--- سب سے پہلے حولدار اسفندیار کو نیچے لائے اسکے پیچھے وہ سب اُترے این الصبا دانیال سے کچھ کہہ رہی تھی پھر اسی طرح اپنا

For more visit (exponovels.com)

بھاری لباس سنبھالتی ان کے ساتھ باڑے کی جانب چلی آئی وہاں سے اسفندیار کے چار بندے اس نے گرفتار کروائے---اسفندیار خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھتا رہا--- سردار بدرالزمان نے اپنے علاقے کے ایس ایچ او کو فون گھمایا

"سوری سر یہ پی ایف ایس اے کی ٹیم ہے ان کے ساتھ میڈیا بھی ہے اور پولیس بھی اور کیس بریگیڈئیر کی بیٹی کا ہے---میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا مجھے اوپر سے سخت آرڈر آئے ہیں" اسکا صفاچٹ جواب ان کا میٹر گھما گیا

"تمہاری اوقات تو میں بعد میں تمہیں یاد دلاؤں گا" اسے دھمکی دے کر فون بند کیا

"یہ سب تمہاری بیٹی کا کیا دھرا ہے پرویز خان--- تم بھگتو گے---میں تمہاری بیٹی کا وہ حشر کروں گا ساری زندگی یاد رکھے گی---بخشوں گا نہیں میں تم لوگوں کو" وہ زخمی شیر کی طرح غرا رہے تھے---حویلی کی تمام عورتیں پہلی بار پولیس کو اپنے گھر میں دیکھ رہی تھیں---ان پر تو سکتہ طاری ہو گیا تھا جیسے فریز ہو گئیں ہوں---حویلی کے باہر پولیس کی دو گاڑیاں اور ایک کرولا کھڑی تھی---این الصبا کو نہ اپنے حلیے کا احساس تھا نہ لوگوں کی اُٹھتی نظروں کا وہ بس دانیال کے ساتھ کیس ڈسکس کر رہی تھی

"این الصبا کہاں جا رہی ہو تم؟؟؟" اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر پرویز خان غصے سے دھاڑے این الصبا نے دانیال کی جانب دیکھا

For more visit (exponovels.com)

"انکل این الصبا اپنی ڈیوٹی کررہی ہے کچھ قانونی کاروائی مکمل کر کے میں اسے خود چھوڑ جاؤں گا" اس نے ان کا جواب سننے کی زحمت نہیں کی اور این الصبا کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا

پرویز خان نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کھینچا

"اندر چلو تم" این الصبا کو زبردستی اپنے ساتھ لے جانے لگے

"بابا پلیز---" این الصبا اپنا بازو چھڑانے لگی

"ExcusemeSir!She'snotyourdaughteratthattime, she'scrimesceneinvestigatoranddoingherduty---youshouldtocooperatewithus"

ڈاکٹر شارق کے پروفیشنل انداز نے انہیں این الصبا کو چھوڑنے پر مجبور کردیا وہ ان کی جانب نگاہ غلط ڈالے بغیر گاڑی میں بیٹھی اور پھر تمام گاڑیاں دھول اُڑاتیں اس علاقے کے پولیس اسٹیشن کی جانب گامزن ہوگئیں

جو حاصل ہمیں ہر شے کی فراوانی ہے

یہ بھی تو اپنی جگہ ایک پریشانی ہے

تخت سے تختہ بہت دور نہیں ہوتا ہے

بس یہی بات ہمیں آپ کو بتلانی ہے

****

"کون ہے یہ؟؟؟" دانیال نے البم این الصبا سے پکڑ کر اسفندیار کے سامنے کیا جسے ایک کرسی پر بٹھا رکھا تھا اسکے ہاتھ اب پیچھے کو بندھے تھے---اسفندیار نے ایک نظر تصویر کو دیکھا پھر سامنے جیل کے جنگلے دیکھنے لگا---سپاٹ چہرہ تھا اسکا

"اسفندیار تم تعاون کرو گے تو کاروائی جلدی ہو جائے گی---" دانیال نے اسے بولنے پر اکسایا

"سر آئی تھنک ہمیں اسے اپنے ساتھ پی ایف ایس اے ہی لے جانا چاہیے" دانیال نے مشورہ دیا---انسپیکٹر حیدر جو شیشے کا گلاس منہ کو لگائے پانی چڑھا رہا تھا طنزیہ مسکرا کر بولا

"ایک دن میرا مہمان بنا دیں اسے سارے کس بل نکل جائیں گے---منہ بھی کھل جائے گا جناب کا اور طاقت کا نشہ بھی ہرن ہو جائے گا" چلتے ہوئے اسفندیار کے پاس آکر اپنی اسٹک سے اسکا چہرہ اونچا کیا---این الصبا کو اسکا انداز زہر لگا

"ہم تشدد کے قائل نہیں ہیں انسپیکٹر حیدر یہی ڈیفرنس ہے آپ کی اور ہماری انویسٹیگیشن میں" این الصبا چلتے ہوئے اسکے قریب آئی---انسپیکٹر حیدر نے نیچے سے لے کر اوپر تک اسکا سجا سجایا روپ دیکھا چہرے پر جاندار مسکراہٹ خود بخود ڈیرہ ڈال چکی تھی اسفندیار نے انسپیکٹر حیدر کو دیکھتے نخوت سے سر جھٹکا---این الصبا کا دل چاہا اسکی آنکھیں نکال دے

"دانیال ٹھیک کہہ رہا ہے--- ہمیں اسکے ٹیسٹ بھی کرنے ہیں تو وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں" ڈاکٹر شارق بھی ایک کرسی پر بیٹھے تھے اپنی رائے دینے لگے

"مگر پہلے یہ پتا لگایا جائے کہ شبی کہاں ہے؟؟؟ جسے ان لوگوں نے گاؤں میں پاگل کے نام سے مشہور کر رکھا ہے وہ زیادہ تر صبح میں جنگل کی بائیں طرف والے پہاڑ پر آتا ہے اور یہ حویلی والوں کے فیملی البم میں اُسکی بہت سی تصاویر ہیں" این الصبا ایسے کہہ رہی تھی جیسے اس سے کوئی رشتہ ہی نہ ہو

"تم ہمیں بتا دو کہ اس کا تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے اور کہاں رہتا ہے یہ ورنہ تمہیں سخت تفتیش کا سامنا کرنا پڑے گا" این الصبا نے البم میں موجود شبی کی تصویر پر اُنگلی رکھتے کہا--- اسفندیار نے چہرہ اٹھا کر بڑی کاٹ دار نگاہ اس پر ڈالی

"تم نے اپنا وعدہ توڑا ہے این الصبا--- تم نے وہ سب کیا جس کیلیے میں نے تمہاری منت کی تھی--- تمہیں یہی سب کرنا تھا تو مجھ سے جھوٹا وعدہ کیوں کیا؟؟؟" دھیمی آواز میں کہتے وہ اچانک چیخ پڑا اسکی کرسی بھی ہلنے لگی--- تھانے میں موجود تمام افراد این الصبا کو دیکھنے لگے

"مجھے جو صحیح لگا میں نے وہی کیا اور تم اپنے سوالات بند کرو اور جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ شبی کہاں ہے؟؟؟" این الصبا بھی بلند آواز بولی

"بے وقوف ہو تم--- تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے نہ بتانے سے ہم اُسے تلاش نہیں کر سکیں گے؟؟؟ اپنے لیے مشکلیں خود کھڑی کر رہے ہو تم" این الصباب بھی سختی سے مخاطب تھی اسفندیار سپاٹ چہرہ لیے اسکے غصے سے تنے نقوش دیکھ رہا تھا--- وہ دنیا کا پہلا دولہا ہو گا جو نکاح کے بعد اپنی بیوی سے اس طرح تفتیشی سیل میں مل رہا تھا---

"اُگلوا سکتی ہو؟؟؟ جتنا دم ہے لگا لو اگر میں بھی بول پڑا تو سردار بدرالزمان خان کی اولاد نہیں" اسکی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جن کی تپش این الصبا کو مزید طیش دلا گئی--- اسی غرور سے نفرت تھی اسے جو اسفندیار خان کو سردار بدرالزمان کی اولاد ہونے پر تھا

"چٹاخ" انسپیکٹر حیدر نے ایک زوردار چماٹ اسفندیار کے منہ پر دے مارا--- پھر اسکے بال جکڑ کر چہرہ اونچا کیا خود اس پر جھکا ہوا تھا این الصبا سرعت سے پیچھے ہٹی

"ہم بھی دیکھیں کتنا دم ہے تجھ میں؟؟؟ کیسے نہیں بولتا---اندر پھینکو اسے" جھٹکے سے اسفندیار کے بال چھوڑ کر اس نے حوالدار کو حکم دیا--- وہ اسے اندر لے گئے

"ہمارے لیے کیا حکم ہے سر؟؟؟" تھانے کے ایس ایچ او نے عاجزی سے پوچھا

"شبی کو تلاش کرنے میں ہمیں آپ کی مدد درکار ہے" ڈاکٹر شارق نے کہا

"فکر نہ کریں جناب" انھوں نے چند پولیس اہلکار کا بندوبست کیا

For more visit (exponovels.com)

"تمہیں کیسے پتا چلا این الصبا کہ پاگل شبی ہی ہے وہ کوئی اور بھی تو ہو سکتا ہے ؟؟؟"ڈاکٹر شارق نے این الصبا سے سوال کیا

"سر میں نے اسکا تھوڑا سا جھلسا ہوا چہرہ دیکھا تھا مجھے یاد نہیں آیا کہ میں نے اُسے کہاں دیکھا ہے پھر البم میں تصاویر دیکھ کر مجھے شک گزرا شبی وہی شخص ہے "

"ٹھیک ہے آپ جنگل والے تمام علاقے پر پولیس تعینات کردیں اور جو بھی رزلٹ آتا ہے ہمیں خبر کریں"انھوں نے ایس ایچ او کو حکم دیا--- پھر این الصبا کی جانب متوجہ ہوئے

"این الصبا آپ ہمیں ساری تفصیل بتائیں"این الصبا نے انہیں لاکٹ چین سے لے کر اسفندیار کے آدمی کے اعتراف تک سب بتا دیا کہ کیسے اسفندیار نے پی ایف ایس اے کی وین پر حملہ کروایا تھا---

"آؤ تمہیں چھوڑ آؤں وقت زیادہ نہ ہو جائے"دانیال کھڑے ہوتے بولا

"میں اسفندیار سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں سر"این الصبا نے انہیں اجازت طلب نظروں سے دیکھا

"سوری انویسٹیگیٹر این الصبا اس وقت اسفندیار پولیس کسٹڈی میں ہے جب آپ کا وقت آئے گا تب جی بھر کر باتیں کر لیجے گا"اس کا تو چہرہ دیکھتے ہی این الصبا کا بی پی ہائی ہو جاتا

For more visit (exponovels.com)

"مجھے صرف دو منٹ درکار ہیں" این الصبا ایک ایک لفظ چبا کر بولی

"اب آپ اتنی ریکوسٹ کررہی ہیں تو چلیں ٹھیک ہے مگر صرف دو منٹ" انسپیکٹر حیدر عجیب سے انداز میں ہنس کر بولا

"لعنتی شخص" این الصبا نے دل میں کہا پھر اسکے پاس سے گزر کر اندر چلی گئی جہاں ایک سیل میں اسفندیار سیمنٹ کے بنے چبوترے سے پر بیٹھا تھا اسکے چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ انسپیکٹر حیدر نے اپنا طریقہ آزمانے کی کوشش کی ہے--- پتا نہیں کیوں این الصبا کو اسکی یہ حالت ذرا اچھی نہیں لگی جب بھی اسے دیکھا تھا چوڑے ہو کر چلتے دیکھا تھا ابھی شانے جھکائے بیٹھا تھا---این الصبا نے ایک ہاتھ سے جیل کا جنگلا پکڑا چوڑیوں کی چھن چھن نے اسفندیار کو متوجہ کیا اس نے نظر اُٹھا کر اسے دیکھا

"تم سچ کیوں نہیں بتا دیتے شبی کہاں ہے؟؟؟ اگر اس طرح کا رویہ رکھو گے تو انسپیکٹر حیدر اپنا ہاتھ استعمال کرتا رہے گا اپنے آپ کو اذیت خود دے رہے ہو تم" این الصبا سمجھانے والے انداز میں بولی

"دفع ہو جاؤ" اسفندیار اتنی زور سے دھاڑا کہ این الصبا اپنی جگہ سے اُچھل کر پیچھے ہٹی--- اسفندیار بجلی کی رفتار سے دوڑتا جنگلے تک پہنچا اور دونوں ہاتھوں سے ایک ایک روڈ پکڑ کر اپنی لہو رنگ آنکھوں سے اسے گھورتے بولا

"اگر شبی کو اتنی سی کھروچ بھی آئی تو میں تمہیں زندہ گاڑھ دوں گا این الصبا" ایک ایک لفظ پر زور دے کر سرد لہجے میں پھنکار رہا تھا وہ

"ایک کرائم سین انویسٹیگیٹر کو قتل کی دھمکی دینے پر تمہاری سزا میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے" انسپیکٹر حیدر اندر آتے بولا اسفندیار نے ایک سرد نگاہ اس پر اور دوسری این الصبا پر ڈالی اور ان کی جانب سے پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا وہ این الصبا کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا

کس قدر روپ بدلتا ہے یہ سودائی بھی
خود ہی مقتول بھی, قاتل بھی, تماشائی بھی
خود کبھی اسکی محبت سے گریزاں میرا دل
اور کبھی اسکی محبت کا تمنائی بھی

****

دانیال این الصبا کو چھوڑنے حویلی جا رہا تھا اور این الصبا گاڑی کی ونڈو اسکرین سے باہر دیکھتی اپنے آنسو چھپانے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہی تھی اسے کون کون سے چیز رلا رہی تھی وہ کیا کیا بتاتی ہر راستے ہر موڑ پر تنہا تھی وہ اور سب سمجھتے تھے اسے ضرورت نہیں کسی کی---

"اگر اسفندیار اپنا جرم قبول کرلیتا ہے تو کم ازکم یہ کیس تو ختم ہو گا میڈیا کے پریشر نے تنگ کر دیا ہے یار ریلیکس ہونے کو ترس گئے ہیں" وہ اونچے نیچے راستوں پر گاڑی چلاتا بولا

"این الصبا تم سے بات کر رہا ہوں باہر کیا دیکھ رہی ہو؟؟؟"

"اندھیرا" این الصبا نے اب بھی اسکی جانب نہیں دیکھا

"اندھیرے میں کیا دیکھ رہی ہو؟؟؟"

"کچھ نظر نہیں آرہا دور تک نظر کو سیاہی ہی سیاہی نظر آرہی ہے" وہ کھوئی کھوئی سی کہہ رہی تھی

"مجھے لگتا ہے تم بہت ڈسٹرب ہو تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے ابھی جاتے ساتھ تمہیں بہت کچھ سننے کو ملے گا مگر تم نے اپنے آپ کو کول رکھنا ہے اور اگر کوئی پرابلم ہو تو بتانا مجھے" دانیال نے کار روکی حویلی آچکی تھی

"سب بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا اور شکر ہے ہم رسم سے پہلے پہن چکے تھے ورنہ سب سے پہلے میں تمہاری انگلی سے انگوٹھی اُتار کر پھینکتا" وہ اسکی خالی انگلیاں دیکھ کر مزاق کر گیا مگر این الصبا کا تو دل چیر دیا تھا اسکی بات نے

"نقلی منگنی پر تم اتنی پیاری لگ رہی ہو اصلی پر کتنی خوبصورت لگو گی آئی کانٹ امیجن" وہ اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا این الصبا کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹک گیا تھا

"گڈ نائٹ" اسکی جانب کا دروازہ کھولتے وہ الوداعی مسکراہٹ سجاتے بولا--این الصبا گاڑی سے اُتر گئی اسے حویلی کے اندر داخل ہوتا دیکھ کر اس نے کار ریورس کرلی

وہ گھیر دار فراک کو ایک ہاتھ سے سنبھالتی لان سے اندر جانے لگی تھی جب سردار بدر الزمان سامنے آکھڑے ہوئے

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اندر داخل ہونے کی؟؟؟" وہ این الصبا پر دھاڑے---این الصبا پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی فی الفور کوئی جواب دینے سے بہتر تھا خاموش رہتی

"کس جرم کا بدلہ لیا ہے تم نے ہمارے بیٹے سے؟؟؟" وہ ایک بار پھر غرائے

"آپ کو ایس ایچ او نے بتادیا ہوگا کہ آپ کا بیٹا کتنا پاکباز ہے" اب کی بار این الصبا نے بھی لب کھولے مگر بولی نارمل آواز میں تھی

"میرا بیٹا کسی کا قتل نہیں کرسکتا میں مان ہی نہیں سکتا کہ اسفندیار نے اتنا گھناؤنا جرم کیا ہے" ان کے لہجے میں بیٹے کیلیے بھرپور اعتماد تھا

"آپ کے نہ ماننے سے کیا ہوگا؟؟؟" این الصبا بولتے ہوئے ان کے بازو سے نکل کر اندر جانے لگی تو اسکا بازو ان کی فولادی گرفت میں جکڑا گیا این الصبا کو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی محسوس ہوئیں ایک سرد نگاہ اسکے چہرے پر ڈال کر انھوں نے اسے پیچھے دھکیلا وہ دور جا کر اوندھے منہ گری چوڑیاں ٹوٹ کر پورے لان میں بکھر گئیں نیکلس بھی ٹوٹ کر گر گیا--این

الصبا نے اندھیرے میں اپنی چھلنی کہنی دیکھی --لان میں لگے بلب روشن تھے مگر این الصبا کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا

"تمہارا باپ دفع ہو چکا ہے یہاں سے تمہیں اگر اپنی جان پیاری ہے تو وہ رہا باہر کا راستہ ایک منٹ سے پہلے نکلو یہاں سے" وہ اسکی اتنی تذلیل کریں گے این الصبا سوچ بھی نہیں سکتی تھی

"یہ حویلی جتنی آپ کی ہے اُتنی میری بھی ہے بلکہ آپ سے زیادہ حصہ ہے میرا یہ میرے باپ میرے شوہر کا گھر ہے آپ کون ہوتے ہیں مجھے یہاں سے نکالنے والے" این الصبا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر چیخ کر بولی اسکے آنسو بھی نکل چکے تھے---وہ اُس رشتے کا حوالہ دے رہی تھی جسکے لیے اس پر جبر کیا گیا تھا جسے اسکے دل ذہن حالات کسی نے قبول نہیں کیا تھا

"تمہارے باپ کو ہم نکال چکے ہیں تو تم کون ہوتی ہو حق جتانے والی اور کون سا شوہر جسے پوری برادری کے سامنے ذلیل کیا تم نے--- جسے خود جیل پہنچا کر آئی ہو وہ شوہر؟؟؟" ان کے سوال پر این الصبا نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں

"وہ مجرم ہے ملیحہ کا,اس معاشرے کا وہ.جس سزا کا مستحق تھا میں نے وہی دی ہے اُسے---"

"ہم سے بحث نہ کرو اور نکلو یہاں سے" وہ دھاڑے

"انیا بابا سائیں کو روکیں اس وقت وہ کہاں جائیں گی" گل زرین انیا کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے نیچے بیٹھ کر بولی

"بکواس بند کر--- میرا بس چلے تو کھڑے کھڑے اسے گولی مار دوں" وہ پشتو میں نفرت و حقارت سے بولیں گل زرین رونے لگی اتنی ہمت نہیں تھی کہ باپ کو روک سکتی

"تم ایسے نہیں مانو گی" وہ آگے بڑھے اور این الصبا کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگے

"چھوڑیں مجھے آپ میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے--- یہ سب اسفندیار خود میرے نام کر چکا ہے میں عدالت جاؤں گی" این الصبا کی بات بیچ میں ہی تھی جب وہ رُکے اور اسکی جانب دیکھ کر بولے

"وہ فیصلہ جرگے کا تھا مگر جب تم لوگ جرگے کو ہی نہیں مانتے تو اس فیصلے کی کیا اوقات ہے کوئی قانونی کاغذات ہیں تمہارے پاس؟؟؟" ان کے سوالوں کے این الصبا کے پاس کوئی جواب نہیں تھے اسے نہیں پتا تھا کہ پرویز خان اسکے ساتھ ایسا کریں گے اُنھوں نے اسے دھوکے میں رکھا جائیداد بھی اسکے نام نہیں کروائی اور منگنی کے دھوکے میں نکاح کروا دیا جب اپنے ہی دغا دے جائیں تو انسان گلا کس سے کرے؟؟؟ کس کے گلے لگ کر

بین کرے؟؟؟ کس سے شکوہ کرے؟؟؟ کس کے سامنے آنسو بہائے؟؟؟ این الصبا کو اسی طرح گھسیٹتے بڑے گیٹ سے باہر دھکا دے دیا وہ اپنا وزن سنبھال سکتی تھی مگر پرویز خان نے آج ایک بار پھر اپنی بیٹی کو بری طرح توڑ دیا تھا وہ گٹھڑی بنی گری پڑی تھی سر اُٹھا کر اندھیرے آسمان کو دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی---وقت گواہ تھا وہ جب بھی روئی تھی اپنوں کے زخم دینے پر---جب بھی بکھری تھی پرویز خان کی عدم توجھگی پر
گل زرین نے اسکے آتے ساتھ مسکاء بیگم کو میسج کر دیا تھا کہ وہ حویلی آچکی ہے مگر خدشہ یہ تھا کہ وہ باہر انتظار کرنے کے بجائے کہیں چلی نہ جائے
اپنے کپڑے جھاڑ کر این الصبا کھڑی ہوئی اسکا سیل فون بھی ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا تھا اس وقت وہ دانیال کو کال بھی نہیں کر سکتی جو بھی تھا اُن سب کا رہنے کا اپنا اہتمام تھا اتنے مردوں کے درمیان رہنا وہ بولڈ تھی بے غیرت یا بے شرم نہیں اس سے بہتر حویلی کے دروازے پر رات گزارنا تھا---سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹا جا رہا تھا کہ پرویز خان اسے لیے بغیر چلے گئے کیا وہ واقع ہی ان کی بیٹی ہے؟؟؟ اس نے سُن رکھا تھا کہ ان کا خاندان عورتوں کے معاملے میں بہت غیرت والا ہے یہ تھی ان کی غیرت اندھیری رات میں اسے سڑک پر پھینک دیا تھا نہ اسکے حلیے کا خیال کیا تھا نہ اس سے جڑے رشتے کا-----

رات کے پہر یہاں سردی پڑنا شروع ہوجاتی تھی این الصبا کو بھی موسم سرد لگ رہا تھا ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑی وہ خوفزدہ بھی تھی اور ڈری ہوئی بھی---رات یہاں کیسے گزرتی

"دانیال کو کال کرتی ہوں" اس نے سوچا

"گاؤں میں کسی کے گھر چلی جاتی ہوں" اسے دوسرا آپشن بہتر لگا ابھی قدم اٹھایا ہی تھا کہ ایک بائیک اس کے پاس آکر رکی ہیڈ لائٹس کی روشنی نے این الصبا کو آنکھیں چندھیانے پر مجبور کردیا---ہاتھ آنکھوں کے آگے کرلیا

"این الصبا بیٹھو" وہ پرویز خان تھے جذبات سے عاری لب ولہجے میں مخاطب تھے

"بیٹھو" اب کی بار وہ زور سے بولے تو این الصبا اپنی گھیر دار بھاری فراک اور لمبا چوڑا دوپٹہ بمشکل سنبھالتی بیٹھی پہلی مرتبہ بائیک پر بیٹھی تھی اس نے پرویز خان کو کندھے سے تھام لیا---ایک جھٹکے سے بائیک اسٹارٹ ہوئی این الصبا نے بے اختیار آنکھیں میچے اللہ کا نام لیا

"بھئی کوئی خاطر مدارت کی ہے ہمارے سردار صاحب کی؟؟؟آفٹر آل بدرالزمان خان کے سپوت ہیں" جیل کے پاس کھڑے حولدار سے بولتا وہ اندر موجود اسفندیار کو سنا رہا تھا جو چبوترے پر سیدھا لیٹا تھا ایک بازو آنکھوں پر رکھا تھا اور ایک ٹانگ نیچے لٹکا رکھی تھی

"سر کھانا دیا تھا مگر منع کر دیا جی" حولدار نے جواب دیا---انسپیکٹر حیدر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا

"تو کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟؟؟ زبان کھولنی ہے یا ہمارا دم خم دیکھنا ہے؟؟؟" اسکا بازو اسٹک کی مدد سے آنکھوں سے ہٹاتے وہ دھمکانے والے انداز میں بولا---اسفندیار خاموشی سے دوبارہ بازو رکھ کر لیٹ گیا---حیدر نے اب کی بار اسٹک اسکی ٹھوڑی پر رکھ کر زور سے چہرہ اونچا کیا اسفندیار کو کوفت ہونے لگی وہ سمجھ رہا تھا کہ انسپیکٹر حیدر اسے طیش دلانے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ جوابی حملہ کرے اور کیس مزید پیچیدہ ہو جائے اسفندیار کو اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا تھا---قانونی اداروں کی پکڑ میں اچھے اچھے بے بس ہو جاتے ہیں

"اٹھ کر بیٹھو---" حکم جھاڑا اسفندیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا-- دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا رکھی تھیں وہ دکھنے میں انسپیکٹر حیدر سے زیادہ طاقتور لگتا تھا کہ اگر اسکی ایک پڑ جاتی تو انسپیکٹر حیدر بھی ہل نہ سکتا مگر وہ مجبور تھا ایک پولیس آفیسر پر ہاتھ اٹھانے کی حماقت نہیں کر سکتا تھا یہ کوئی بولی ووڈ کی فلم نہیں تھی کہ وہ تفتیشی سیل میں پولیس والے کو سرف ایکسل سے دھونے لگ جاتا

"شبی کہاں ہے؟؟؟"

"مجھے نہیں معلوم"

"جھوٹ مت بولو" انسپیکٹر حیدر دھاڑا اسفندیار کی بے نیازی اسکا خون کھولا رہی تھی---وہ خاموش رہا

"اپنے علاقے پر راج کر کے تم سرداروں کا دل نہیں بھرتا جو شہر کی لڑکیوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے چلے وہ بھی چھوٹا ہاتھ نہیں ڈالا سیدھا بریگیڈئیر کی بیٹی پھانسی اب چسکے لیے ہیں تو بھگتو گے بھی" اسفندیار کا چہرہ سُرخ ہوگیا جیسے پورے جسم کا خون چہرے میں سمٹ گیا ہو اس نے اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں اتنی زور سے پھنساتے ضبط کیا کہ بازو کی رگیں اُبھر آئیں---انسپیکٹر حیدر نے اسکی حالت سے حظ اٹھایا

"دوسری بار بھی سستی چیز پر نظر نہیں ڈالی مگر تمہاری بد قسمتی تھی کہ این الصبا تمہارے ہاتھ نہیں آئی ویسے پانی بھی کبھی کسی کے ہاتھ آیا ہے" وہ اسے مزید اکسا رہا تھا

"بکواس بند کرو---این الصبا کے بارے میں اگر ایک لفظ بھی کہا تو----" اسفندیار اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر انگلی اُٹھاتا غراتے ہوئے وارن کرنے لگا تو انسپیکٹر حیدر کا فلک شگاف قہقہہ گونجا

"ابن الصبا کے بارے میں تو میں پورا دیوان کہہ سکتا ہوں مگر ہائے شاعر نہیں ہوں نا--- جسکی بندھی زُلف کا بندہ اسیر ہو جائے اُسے----" انسپیکٹر حیدر کا اگلا لفظ منہ میں ہی رہ گیا اسفندیار نے اسکا جبڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا خون رنگ آنکھیں نکالتے چیخا

" بیوی ہے وہ میری اُسکے بارے میں بکواس مت کرو انسپیکٹر--- نہیں تو میں تمہارے جبڑے نکال کر رکھ دوں گا" انسپیکٹر حیدر تو اس اچانک انکشاف پر عالم تحیر میں مبتلا ہو گیا اسے دانیال اور ڈاکٹر شارق کی گفتگو سے ابن الصبا کی منگنی کا پتا چلا تھا اس لیے جلد از جلد یہاں پہنچا تھا مگر یہاں تو سب ہاتھ سے نکل گیا تھا---اسفندیار نے جھٹکے سے اسکا چہرہ چھوڑا

"ممکن نہیں ہے---ابن الصبا تمہارے ساتھ نکاح کیسے کر سکتی ہے ایک قاتل کے ساتھ" انسپیکٹر حیدر حواسوں میں لوٹتا چلایا

"قاتل نہیں ہوں میں" اسفندیار مضبوط لہجے میں بولا تو انسپیکٹر حیدر کو اپنا غصہ نکالنے کا راستہ مل گیا

"تیرا تو باپ بھی مانے گا کہ تو نے ہی قتل کیا ہے" انسپیکٹر حیدر نے حولدار کو آواز لگائی اور اسفندیار کو ٹارچر سیل میں منتقل کرنے کا حکم دیا جب ایک پولیس اہلکار کی مدد سے یہ بات تھانے کے ایس ایچ او کے پاس پہنچی تو وہ آدھی رات کو بھاگا بھاگا آیا

For more visit (exponovels.com)

"انسپیکٹر حیدر کہاں ہے؟؟؟" اس نے آن ڈیوٹی حولدار سے پوچھا جو سیل کی طرف کھڑا تھا

"سر وہ جو سردار صاحب کا بیٹا پکڑا تھا نا وہ اسکے ساتھ ٹارچر سیل میں ہیں---" حولدار اسکے ساتھ ساتھ جاتا تیز تیز اسے ساری کہانی بتا رہا تھا کہ انسپیکٹر حیدر اور اسفندیار کے مابین جھڑپ ہوئی جس پر انسپیکٹر حیدر نے اسے ٹارچر سیل منتقل کر دیا--- لکڑی کے دو اونچے سے پٹ لگے تھے جنہیں کھولتے ایس ایچ او اندر داخل ہوا سامنے ہی انسپیکٹر حیدر اسفندیار کا جبڑا پکڑے غرا رہا تھا--- اسفندیار کی قمیض اُتری ہوئی تھی اور پورا شریر پسینے میں شرابور تھا بال اتنے گیلے تھے کہ ماتھے سے چپک رہے تھے

"انسپیکٹر حیدر" ایس ایچ او تیزی سے آگے بڑھا اور انسپیکٹر حیدر کو پیچھے گھسیٹا--- اسفندیار کے مسلز پر بے شمار نشانات تھے جو انسپیکٹر حیدر کی اسٹک کا کمال تھا اسکا گولی والا زخم بھی تازہ تھا جس سے اب خون رس رہا تھا مگر وہ ڈھیٹوں کی طرح ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا انسپیکٹر حیدر نے اپنی طاقت آزمانے اور اسفندیار نے ضبط آزمانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی

"پانی پلاؤ اسے" ایس ایچ او پاس کھڑے حولدار پر چیخا اس نے اسفندیار کے ہاتھ کھولے اور پانی کا گلاس اسے تھمانا چاہا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا--- تمسخرانہ نگاہ انسپیکٹر حیدر پر ڈال کر ٹانگ ہلانے لگا

"یہ کوئی پروفیشنل وے نہیں ہے ملزم کو ٹریٹ کرنے کا" حیدر کو اپنی ڈسک پر لا کر وہ بولا

"میں اپنی ڈیوٹی کر رہا ہوں مجھے پتا ہے سچ کیسے اگلوانا ہے ان کے منہ سے" انسپیکٹر حیدر اسٹک میز پر پھینکتا نخوت سے بولا

"تفتیشی سیل تک لے جانے کی اجازت تھی آپ کو محض شک کی بنیاد پر تشدد کر کے جبراً جرم قبول کروانا ہمارا شیوہ نہیں ہے" ایس ایچ او پنجاب پولیس کے طریقے کار سے واقف تھا شاید---خبروں میں بھی آئے دن ان کے بدترین تشدد کا ذکر کیا جا رہا ہوتا تھا

"جب وہ منہ کھولنے کو تیار نہیں ہے تو کوئی نہ کوئی طریقہ تو آزمانا ہی تھا" انسپیکٹر حیدر اپنی غلطی تسلیم کرنے پر راضی نہیں تھا---اسکا بس چلتا اسفندیار کی آتی جاتی سانسیں روک لیتا---کیس کی آڑ میں وہ ان کے نکاح کا غصہ اُتار رہا تھا

"پی ایف ایس اے کی ٹیم تفتیش کر لے گی آپ کو اپنی انرجی ویسٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے----رات بہت ہو گئی ہے آپ کو آرام کرنا چاہیے" ایس ایچ او کے کہنے پر انسپیکٹر حیدر اسے گھورتا رہ گیا

****

یہ گاؤں میں پرویز خان کے کسی جاننے والے کا گھر تھا وہ این الصبا کو لیے بغیر کیسے واپس جا سکتے تھے تبھی ان کے گھر ٹھہرنا پڑا---ان کے بیٹے کی بائیک لے کر ہی این الصبا کو لینے

گئے تھے ان کا ارادہ رات ٹھہر کر صبح چلے جانے کا تھا---دانیال اوران کی سینئر ٹیم کا لیڈر ڈاکٹر شارق کے ساتھ سب سنبھال رہے تھے این الصبا کی ضرورت اب ختم ہو چکی تھی وہ تمام ثبوت ان کے حوالے کرنے کے ساتھ اسفندیار کے خلاف اپنے دلائل بھی دے چکی تھی--- یہاں بلند پہاڑ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے تھے جن پر گھر قائم تھے این الصبا بھی انہی میں سے ایک گھر میں تھی---جس کمرے میں وہ موجود تھی وہاں ایک چارپائی تھی نیچے چٹائی بچھی ہوئی تھی جہاں چھوٹے بڑے پانچ بچے لیٹے تھے این الصبا چارپائی پر بیٹھی اپنی چوڑیاں اُتار کر کہنی دیکھ رہی تھی جو بری طرح چھلنی تھی

"ام تمارے دوا لگا دیتا اے" سترہ اٹھارہ سال کی پٹھانی اندر آئی اسکے ہاتھ میں سٹیل کی ٹرے تھی---این الصبا کے پاس بیٹھ کر اسکا بازو تھام لیا---این الصبا خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھنے لگی--- پہلے اس نے کاٹن پانی میں بھگو کر زخم صاف کیا پھر سرسوں کے تیل میں ڈبو کر لگائی اس پر پٹی باندھ دی---این الصبا کو اتنے بہترین ٹریٹمنٹ پر ہنسی آگئی مگر اسکا خلوص دیکھ کر ضبط کر گئی

"این الصبا چینج کر لو" مسکاء بیگم اسکے لیے ایک سوٹ نکال کر لائیں---ان کا چہرہ سپاٹ اور آواز سنجیدہ تھی این الصبا نے ان سے کپڑے تھام لیے---کپڑے بدلنے کیلیے اسے باہر صحن کے ایک کنارے پر موجود واش روم میں جانا پڑا جو انتہائی چھوٹا تھا---این الصبا

نے کپڑے تبدیل کیے اور منگنی کا سوٹ دوسرے کمرے میں ایک عورت کے ساتھ بیٹھیں مسکاء بیگم کو دے آئی---سادہ سا کھانا کھایا اور اچھی سی دودھ پتی پی کر سکون کرنے کو لیٹ گئی---زندگی کے پے در پے حدثات نے اسے تھکا دیا تھا---غربت سے اس نے کبھی خوف نہیں کھایا تھا جو کچھ ہے اللہ کا دیا ہے اور وہ قادر ہے اسے لینے پر بھی اور غریب سے کبھی اس نے نفرت نہیں کی تھی---وہ ذات جسے (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دو جہانوں کیلیے رحمت بنا کر بھیجا انہوں نے جب غربت کی زندگی بسر کی تو پھر غربت وجہِ نفرت کیسے بن سکتی ہے مگر وہ ہمیشہ غنی بنے-- غرباء و مساکین کے سر پر دست شفقت رکھتے تھے وہ سوچ رہی تھی خود کو دینی کہنے والے مذہبی سمجھنے والے غیرت مند کہنے والے بدرالزمان کا سارا مذہب ساری غیرت بیٹیوں اور گھر کی عورتوں پر پابندی تک ہی محیط تھی؟؟؟جو ظلم کو راستہ دیں وہ بھلا کیسے دینی ہیں کیسے مذہبی ہیں جو نسل و دولت کی بنیاد پر تفریق کرتے ہوں وہ کہاں کے دینی ہیں؟؟؟

اسفندیار کے بارے میں وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی خاموشی سے آنکھیں موند لیں---چار قُل پڑھے اور سونے کی کوشش کرنے لگی اور پھر کوشش کرنے والوں کی ہار کب ہوتی ہے وہ بھی نیند کی وادی میں اُترتی گئی---

****

صبح صادق کا وقت تھا یہاں مرغے بہت زیادہ تھے ککڑوں کوں کی آواز پر این الصبا ہڑبڑا کر اُٹھی اس کی چارپائی کے نیچے مرغا گھسا ہوا تھا اسکے علاوہ سب اُٹھے تھے --- مرد حضرات مسجد روانہ ہو چکے تھے اور مسکاء بیگم اور ایک عورت سامنے چٹائی پر جائے نماز بچھا کر رکوع کی حالت میں کھڑی تھیں اُسی وقت وہ رات والی لڑکی آئی نماز کی طرح دوپٹہ لیے اسکا پُر نور چہرے این الصبا کو سحر زدہ کر گیا وہ بہت حسین تھی اور بولتی اُس سے بھی زیادہ میٹھا تھی

"تمارے لے جائے نماز لا دیتا ہے ام تم ودو (وضو) بنا لو" اس نے این الصبا سے کہا جو کچھ سست سی پڑی تھی --- سر ہلا کر چارپائی کے نیچے سے جوتے تلاش کرنے لگی --- نماز پڑھ کر باہر صحن میں آگئی یہاں صبح کا جو نظارہ تھا وہ شہر میں کہاں دیکھنے کو ملتا تھا --- ہم شہر والے تو مصنوعی زندگی گزار رہے ہیں ہر چیز آرٹیفیشل ہے ہماری دنیا میں --- مٹی کے چولہے میں لکڑیاں ڈال کر وہ لڑکی چائے بنا رہی تھی ان کیلیے --- اس نے یہاں کی عورتوں کو بہت نرم خو اور مہمان نواز جانا تھا --- جان چھڑکنے والی محنت مزدوری کرنے والی، رشتے سنبھالنے والی وہ این الصبا جیسی لڑکیوں سے زیادہ محنتی تھیں پھر یہاں کے مرد کیوں ان پر زندگیاں تنگ کر دیتے تھے؟؟؟ اچانک چیخنے اور بین کرنے کی آواز پر این الصبا اپنے خیالات سے چونکی

"یہ آواز کس کی ہے؟؟؟" اس نے لڑکی سے پوچھا

"وہ سات (ساتھ) والے گھر میں لڑکی سوارہ میں آیا ہے اسکا خاوند بڑا ظالم ہے" لڑکی افسردگی سے بتانے لگی

"سوارہ؟؟؟" این الصبا نے نا سمجھی سے پوچھا

"جب دو خاندانوں میں جھگڑا یا کھون کھرابا ہو جائے تو صلح کیلیے جرگہ لڑکی دے دیتا ہے" وہ مزید لکڑیاں چولہے میں ڈالنے لگی

"لڑکی دے دیتے ہیں مطلب؟؟؟" این الصبا سمجھی نہیں

"لڑکی کا دشمن کے گھر شادی کر دیتا ہے" وہ اب سرسری انداز میں بتا رہی تھی

"مگر خون خرابا ہوتا کیوں ہے؟؟؟" اس نے پاس پڑی لکڑی کی چونکی پر بیٹھتے پوچھا

"یہاں غیرت کا نام لے کر خاندان کا خاندان مر جاتا ہے ہمارے ادھر" لڑکی نے پچھلی طرف اشارہ کیا

"بڑی مائی رہتا ہے اُسکے سات بیٹے مر گئے اور دشمنی بڑے بیٹے کی منگنی توڑنے پر ہوئی تھی--- سگے بھائیوں کے درمیان جنگ تھا اور دونوں خاندانوں میں بس یہی بچی---" این الصبا ساکت سی اسکی گفتگو سُن رہی تھی کیا یہ دورِ جہالت تھا یا عرب میں اسلام کے داخل

سے قبل کا وقت جہاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑے بڑے خاندان تباہ ہو جاتے تھے ---
مہینوں جنگیں چلتی تھیں

"این الصبا چائے پی رہی تھی جب پرویز خان اندر داخل ہوئے

"این الصبا اپنے بھائی اور مما کو بلا کر لاؤ ہم نکلنے والے ہیں" عمر ابھی تک یہیں تھا؟؟؟ این الصبا نے تو اسے حویلی میں دیکھا ہی نہیں تھا --- اتنے میں عمر ٹریولنگ بیگ لیے باہر آیا اسکے پیچھے چادر میں مسکاء بیگم تھیں --- این الصبا ان سب سے مل کر نکل گئی --- گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے پہاڑ پر چڑھ کر ایک الوداعی نظر پورے گاؤں پر ڈالی --- سورج نیلے صاف شفاف آسمان سے پھوٹ رہا تھا --- این الصبا کے چہرے کی سلامی لینے لگا --- ایک ہوک سی اس کے دل میں اٹھی --- ایک بے نام سی اُداسی -- کوئی چیز اسے پکار رہی تھی اسے لگا کچھ ہے جو اسے جکڑ رہا ہے این الصبا کے قدموں میں بیٹھا بین کر رہا ہے --- ایڑیاں رگڑ رہا ہے

"youarethemostbeautifulgirlIhaveeverseen"

اسے لگا آسمان جھک کر اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہا ہے یہ بادل اُس شخص کی گہری آنکھیں ہیں اسے لگا مالاکنڈ کے قریب واقع یہ گاؤں اس سے ناراض ہو رہا ہے وہ کچھ وقت کیلیے یہاں آئی تھی مگر یہاں کا شیرازہ بکھیر کر جا رہی تھی

وہ یوں روٹھا رہے مجھ سے منظور ہے لیکن

یاروں اسے سمجھاؤ میرا شہر نہ چھوڑے

****

"سر ہمیں جنگل میں تو کچھ نہیں ملا مگر پہاڑ کے نیچے ایک لکڑی کا ہٹ بنا تھا اس میں توڑ پھوڑ کی ہوئی تھی کسی نے---وہاں خون بھی جما پڑا تھا---" حولدار رپورٹ دے رہا تھا

"اس کا ہمارے کیس سے کیا تعلق ہمیں تو شبی کو ڈھونڈنا ہے "ٹیم لیڈر بولا

"شبی کو غائب بھی تو کیا جا سکتا ہے--- ہمیں یہ خبر اسفندیار کو دینی چاہیے" دانیال فوراً بولا---وہ سب تھانے میں ایس ایچ او کی میز کے پاس موجود تین کرسیوں پر بیٹھے تھے جبکہ انسپیکٹر حیدر دور بینچ پر بیٹھا چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا--- جلدی سے اُٹھ کر آیا

"نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے" اسکے اچانک سختی سے کہنے پر وہ سب متوجہ ہوئے

"کیوں؟؟؟" دانیال تیکھے کمان آبرو اُٹھاتا بولا

"وہ الگ کیس ہے---اُسے اس بات کی خبر نہیں لگنی چاہیے کہ ہم شبی کو تلاش کر رہے ہیں" حیدر نے کہا

"بٹ واِئے؟؟؟" دانیال چیخا

"مجھے لگتا ہے ہمیں اسفندیار کو بتانا چاہیے سر---اگر وہ شبی روز پہاڑ پر آتا تھا تو ممکن ہے وہ وہیں کہیں آس پاس رہتا ہوگا"ٹیم لیڈر بھی دانیال کے حق میں تھا

"تم جا کر پوچھو"انھوں نے ٹیم لیڈر کو اجازت دی انسپیکٹر حیدر نے غصے سے شیشے کا کپ میز پر پٹخا سب نے حیرت سے اسکا بگڑا موڈ دیکھا

"ایوری تھنگ از آل رائٹ انسپیکٹر حیدر؟؟؟"دانیال نے طنزیہ مسکراہٹ سجاتے پوچھا ڈاکٹر شارق ان دونوں کے تاثرات دیکھنے لگے---انسپیکٹر حیدر نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا اور روم سے نکل گیا---دانیال بھی ٹیم لیڈر کے ساتھ سیل میں داخل ہوا جہاں اسفندیار سیمنٹ کے چبوترے پر لیٹا تھا---بازو ویسے ہی آنکھوں پر رکھا تھا

"مسٹر اسفندیار خان"ٹیم لیڈر سیل میں پڑی واحد کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اسفندیار ٹانگیں نیچے لٹکا کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا تو دانیال اسکے ساتھ ہی کچھ فیصلے پر موجود نشست پر براجمان ہوگیا

"ابھی ہمیں ایک افسوس ناک خبر ملی ہے ڈونٹ نو تمہارے لیے شاکنگ ہے کہ نہیں مگر تمہیں بتانا ضروری ہے تاکہ تم اپنی بے وقوفی کا دامن چھوڑ کر ہمارے ساتھ تعاون کرو" ٹیم لیڈر نے تمہید باندھی اسفندیار خاموشی سے سنجیدہ صورت لیے اسے دیکھ رہا تھا اسکے ماتھے پر نیل سا پڑا ہوا تھا--کرتے کے اوپری بٹن کھلے تھے---دانیال کے اشارہ کرنے پر ٹیم لیڈر پھر کہنے لگا

"پہاڑ کے نیچے ایک لکڑی کا ہٹ بنا ہوا ہے کل رات چند پولیس اہلکار نے وہاں کی تلاشی لی وہاں کوئی نہیں تھا اور کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہاں توڑ پھوڑ کی گئی ہے اور زمین بھی خون آلود تھی یقیناً وہاں موجود شخص کے ساتھ کوئی افسوس ناک سانحہ پیش آیا ہے" وہ جیسے جیسے بول رہا تھا اسفندیار کو پسینے آتے جا رہے تھے اور آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں تھیں

"وو---وہاں تو شعبان تھا" اپنے پسینے سے تر چہرے کو پونچھتا وہ ہکلا کر بولا---ٹیم لیڈر نے دانیال کو دیکھا

"کون کون شعبان" اسفندیار کی نظریں ایک غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں پھر نفی میں سر ہلاتے باہر کی جانب بھاگنے لگا---دانیال اور ٹیم لیڈر نے بمشکل اسے قابو کیا وہ پھر بھی ان سے چھوٹ رہا تھا حولدار نے تیزی سے سیل کو لاک کیا---اسفندیار ڈھیلا پڑ گیا

"تمہیں ہم کل سے سمجھا رہے ہیں اگر تم بے قصور ہو تو ہم خود تمہاری ڈھال بنیں گے تم بس اصل مجرم کا بتا دو مگر تم قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے پر تُلے ہو" دانیال نے اسے شکست خوردہ سا نڈھال ہو کر چبوترے پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے دیکھ کر سخت لہجے میں کہا

"اُسکا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے---وہ بیمار ہے" وہ جیسے اپنے آپ سے بولا اسکی آنکھوں میں نمی تھی

"کون شعبان؟؟؟"ٹیم لیڈر اسے کمزور پڑتا دیکھ کر شانے پر ہاتھ رکھ کر ہمدردانہ انداز میں بولا
"شبی جسکی تلاش میں تم لوگ یہاں تک آئے ہو" اسفندیار نے آرام سے اسکا ہاتھ جھٹکا
"تمہیں کیا لگتا ہے اُسکے ساتھ کچھ ہوا ہے یا وہ واقعی ہی مینٹل ہے؟؟؟ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہے" دانیال نے پوچھا
"اُسکی رہائش کا میرے سواء کسی کو نہیں پتا تھا" اسفندیار اب سپاٹ سے چہرے کے ساتھ اسے سب بتا رہا تھا
"کوئی دشمن؟؟؟"ٹیم لیڈر نے پوچھا
""کوئی ایک ہو تو بتاؤں ساری زندگی دشمنیاں نبھاتے گزری ہے مگر شعبان کے معاملے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا---" وہ انتہائی پریشان دکھائی دے رہا تھا اب
"تم ہمیں کچھ بتاؤ گے تو ہی ہم شبی کو ڈھونڈنے میں تمھاری مدد کریں گے "ٹیم لیڈر نے پھر اس سے تعاون کی اپیل کی
"کیا بتاؤں" اسفندیار اتنی زور سے دھاڑا کہ وہ بھی کچھ دیر کو سہم گیا
"اُسکو تم لوگ ڈھونڈو گے مگر میری مدد نہیں ہوگی یہ------ یہ تم لوگوں کی خود کی ضرورت ہے" اسفندیار خاموش ہو گیا اسکے بعد انہوں نے دو تین مزید سوال کیے مگر وہ نہ بولا---
دانیال اور ٹیم لیڈر اپنا ٹول باکس لے کر جائے وقوعہ پر پہنچ گئے تھے

****

این الصبا لاہور واپس آ گئی تھی آج اسے دوسرا دن تھا یہاں آئے ہوئے اسے شعبان کے متعلق دانیال نے خبر کر دی تھی اور بتایا تھا کہ سردار بدر الزمان نے تھانے آ کر خوب ہنگامہ بھی کیا تھا ان کے جرگے کے مشران بھی حاضر ہوئے تھے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا انہوں نے اسفندیار کو رہا کروانے کیلیے مگر اب بات قانون کی گرفت میں آ چکی تھی ان کا سسٹم بے کار ہو چکا تھا--- پولیس شعبان کو آس پاس جنگل اور دوسرے گاؤں میں تلاش کر رہی تھی اسکے علاوہ کمرے سے پیروں کے نشانات ہی ملے تھے دانیال لوگوں کو--- آج اسفندیار کو لے کر وہ پی ایف ایس اے پہنچنے والے تھے--- این الصبا نے اگلے دن ہی جوائن کر لیا تھا اور نئے پولیس افسران کا ٹریننگ سیشن بھی اسکے ذمے لگ چکا تھا وہ موک کرائم سین ایریا میں ان کو ترغیب دے رہی تھی جب عینی اسکے پاس آئی

"دانیال اور سر شارق آ گئے ہیں---ان کے ساتھ ایک ہینڈسم سا بندہ بھی ہے---اتنا افسوس ہو رہا تھا مجھے اُس بندے کو دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ اتنا ڈیسنٹ اور مچیور دکھنے والا بندہ کسی کا قتل بھی کر سکتا ہے" عینی اپنی رائے دے رہی تھی نوٹ پیڈ پکڑے این الصبا کے ہاتھ ایک ہی جگہ منجمند ہو کر رہ گئے تھے

"کہاں لے کر گئے ہیں اُسکو؟؟؟" این الصبا نے پوچھا

"پولی گراف ٹیسٹ کیلیے ابھی سینئر ٹیم لے کر گئی ہے اُسے---ڈی این اے کیلیے سر طاہر کو انفارم کرنے جارہی ہوں میں---یہ کیس اب مزید نہ لٹکے بس---اچھا میں جارہی ہوں"
عینی اسکی پیٹھ پر دھپ لگاتی نکل گئی

دانیال لیبارٹری سے نکل رہا تھا جب سامنے سے این الصبا کو آتا دیکھا
"ہائے "مسکرا کر کہا---این الصبا نے بھی ہونٹ پھیلائے
"کہاں جارہی ہو؟؟؟"اس نے این الصبا سے پوچھا
"کچھ سیمپلز ہیں ڈی این اے ڈیپارٹ میں جمع کروانے جارہی ہوں"این الصبا کہہ کر آگے بڑھ گئی دانیال بھی اسکے ساتھ چلنے لگا
"اسفندیار کا ڈی این اے ٹیسٹ ہوگیا؟؟؟"این الصبا نے پوچھا
"ہاں مگر رپورٹ ابھی تک نہیں آئی اور جو بائیولوجیکل شواہد ہمیں جائے وقوع سے ملے تھے ان کی رپورٹ کے جینٹک کوڈ سے جو معلومات فراہم ہوئی ہے مجھے لگتا ہے وہ اسفندیار کے جینٹک کوڈ سے میچ کرے گی---"ڈی آکسی رائیبو نیوکلک ایسڈ ہر زندہ جسم سے حاصل کیا جاسکتا ہے---خلیے کے درمیان نیکولیئس ہوتا ہے جس کے اندر سے ڈی این

اسے حاصل کیا جاتا ہے----انسانی جسم کے ہر خلیے کے نیو کلیئس سے ملنے والا ڈی این اے ایک جیسا ہوتا ہے----ہر انسان کا ڈی این اے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے

"کیوں تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟؟؟" این الصبا نے نا سمجھی سے پوچھا

"ہمارے پاس دو ڈی این اے رپورٹس ہیں ان میں سے ایک ملزم کے گورے رنگ, بھورے بالوں اور بھوری آنکھوں کی نشاندہی کرتی ہے اور اسفندیار ایسا ہی دکھتا ہے"

دانیال بہت تیز جا رہا تھا مگر این الصبا نے اسے روک دیا

"تم نے شعبان کی تصاویر دیکھیں ہیں؟؟؟" این الصبا نے پوچھا

"ہاں مگر"

"وہ بھی اپنے بھائی جیسا دکھتا ہے" این الصبا کے لہجے میں کچھ عجیب سا تھا

"اسفندیار کے ڈی این اے کی رپورٹ اور سسپیکٹ ون کی رپورٹ کے جینیٹک کوڈز کی تقابلی جانچ سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان میں کوئی خونی رشتہ ہے کہ نہیں--- تم نے اچھا آئیڈیا دیا" دانیال صحیح کہہ رہا تھا اگر ایسا تھا تو ان کا ایک ملزم تو کنفرم ہو جانا تھا

"شبی کا کچھ پتا چلا کہاں غائب ہو گیا وہ؟؟؟" این الصبا نے ساتھ چلتے دانیال کی جانب دیکھا جو لیب کوٹ کی آستینیں فولڈ کر رہا تھا

"ہاں سچ یاد دلا دیا تم نے وہاں ہٹ سے ملنے والے کارٹیجز بھی دیئے ہیں فائر آرم اینڈ ٹول مارکس یونٹ میں" اسے اچانک یاد آیا

"تمہیں یاد ہے دانیال پی ایف ایس اے کی وین پر جو حملہ ہوا تھا وہ کلاشنکوف سے نہیں کیا گیا تھا وہاں سے ملنے والے کارٹیجز کیس کسی اور رائفل کے تھے اور سر شارق کی کار پر صرف ایک فائر ہوا تھا اور فائر آرم کی رپورٹ کے مطابق وہ کلاشنکوف سے کیا گیا تھا یعنی ایک وقت میں دو مختلف لوگوں نے حملے کیے تھے یا کروائے تھے نہیں؟؟؟" اس نے آخر میں دانیال کی رائے جاننے کی کوشش کی

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حملہ کرنے والے ایک ہوں مگر اسلحہ مختلف" دانیال نے ایک اور سوچ نکالی

"مگر اسفندیار کے آدمی کلاشنکوف ہی استعمال کرتے ہیں پھر یہ حملہ کسی اور نے تو نہیں کروایا" دانیال رُک گیا---این الصبا جو اپنی رفتار سے چل کر آگے نکل گئی تھی واپس مڑ کر اسے دیکھا

"مجھے کیوں لگ رہا ہے این الصبا تم اسفندیار کو ڈیفینڈ کر رہی ہو" اس نے کمان آبرو اُٹھاتے کہا

"اور کم آن دانیال میں جسٹ اکسیپشنز سامنے رکھ رہی تھی" این الصبا لاپرواہی سے بولی

"ہوپ سوایسا ہی ہو" وہ پھر چلنے لگے

"ایسا ہی ہے "این الصبا اپنی بات پر زور دے کر بولی

****

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا صرف اسکے سر پر روشنی قائم تھی وہ بھی پیلے بلب کی--- سفید بنیان میں اس کے بھاری مسلز نمایاں تھے ایک ہاتھ میں فون تھا جسے اس نے کان کو لگا رکھا تھا دوسرا ہاتھ لمبا کر کے کھڑکی کے پاس جما رکھا تھا

"کرنا کیا ہے؟؟؟ ماردو ویسے ہی زندوں میں تو رہا نہیں ہے بے چارہ--- ماردو گے تو محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ اگر یہ پی ایف ایس اے کے انویسٹیگیٹرز کے ہاتھ لگ گیا تو تم، تمہارے خاندان کا نام اور سب سے اہم تمہارا اکلوتا سپوت سولی پر لٹک جائیں گے--- اقتدار تو جائے گا جائے گا--- جان اور عزت بھی" پراسرار خاموشی

"شووووو" اس نے کھڑکی پر جمے ہاتھ کا جہاز اُڑایا

"دیکھو انسپیکٹر حیدر یہ لڑکا اگر پکڑا گیا تو میرا بیٹا جائے گا سیدھا اندر اور اگر وہ اندر جائے گا تو مجھے ہو گا دکھ اور دکھ جب ہوتا ہے تو صدمہ لگ جاتا ہے اور صدمے میں انسان کچھ بھی کر سکتا ہے یہ بھی بتا سکتا ہے کہ اسکے جرم میں کون کون شریک تھا--- تم سمجھ رہے ہو

نا؟؟؟خیر شاطر تو تم اول روز سے ہی تھے" مقابل نے تمسخرانہ انداز سے کہا تو انسپیکٹر حیدر کا بلند و بانگ قہقہہ گونجا

"اپنے پیر پر کون کلہاڑی مارتا ہے الیاس صاحب--- ہم تو ہر قصہ ساتھ ساتھ دفناتے آئے ہیں آپ بے فکر رہیں--- بندے پر بھروسہ رکھیں اور میرا مخلصانہ مشورہ مانیں اُسے چھوڑنا اپنے سر پر موت کی تلوار لٹکانے کے مترادف ہے" وہ انہیں آگاہ کر رہا تھا آنے والے خطرے سے

"ہوں---" دوسری جانب وہ اسکے مشورے پر عمل کرنے کو تیار ہو گئے تھے

"اگر این الصبا اسفندیار کو جیل نہ بھجواتی اسکے خلاف پولیس کو ثبوت نہ فراہم کرتی تو دشمن شبی کو اغوا نہ کرتے اسکا قتل نہ ہوتا---سب این الصبا کی وجہ سے ہو رہا ہے--- بھلا ایسی لڑکی کو کون شخص اپنے نکاح میں رکھے گا---چچ مجھے تم پر ترس آرہا ہے این الصبا ہاہاہاہا" وہ اپنے منصوبے پر خود ہی خوش ہو رہا تھا

"انسپیکٹر حیدر تو شبی کو جانتا بھی نہیں---اب میرے کہنے پر الیاس صاحب کسی کو قتل کرواتے ہیں تو میرا کیا جاتا ہے" وہ اپنے آپ کو ہر الزام سے بری الذما کرتے بولا

دوسری جانب الیاس صاحب اپنے فارم ہاؤس کے لان میں ادھر سے اُدھر چکر لگا رہے تھے انھیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیس کس طرح ہینڈل کیا جائے--- مال اور اولاد فتنہ بن گئے تھے ان کیلیے--- اولاد بھی بچانی تھی اور عہدہ بھی

"ہیلو ڈیڈ" انھوں نے کال ملائی دوسری جانب سے بے فکر سی آواز آئی

"اس ویک واپس مت آؤ--- شارجہ اپنے ماموں کے پاس چلے جاؤ" انھوں نے سنجیدہ اور بارعب انداز میں حکم صادر کیا

" بٹ وائے ڈیڈ" دوسری جانب وہ ناگواری سے دریافت کرنے لگا

"میرے باپ مت بنو جتنا کہا ہے اُتنا کرو" انھوں نے ڈپٹ کر فون بند کر دیا

"سر اُس لڑکے کا کیا کرنا ہے؟؟؟" سفید کاٹن کے کرتے پر انھوں نے بلیک جیکٹ پہن رکھی تھی گلے میں ایک لمبی سی سونے کی چین تھی--- دائیں ہاتھ کی دو اُنگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں--- ان کا گارڈ یونیفارم میں تھا

"مرا نہیں ابھی تک؟؟؟" وہ جھنجھلا کر بولے

"سر گولی پیٹ میں لگی ہے--- ہو سکتا ہے کچھ گھنٹوں میں مر جائے اگر آپ حکم کریں تو---؟؟؟"

"نہیں ابھی نہیں--- پڑے رہنے دو اُسے خود ہی مر مرا جائے گا" بہت بار مخالف سیاسی پارٹی کے بندے قتل کروائے تھے انہوں نے اور کئی صحافی بھی ان کی تنظیم کی سفاکیت کا نشانہ بن چکے تھے مگر یہ سب اتنے رازدانہ انداز میں ہوتا تھا کہ انہیں کبھی خوف محسوس نہیں ہوا تھا مگر آج انسپیکٹر حیدر ان کے راز میں شریک ہو چکا تھا فی الحال وہ اسکے ہاتھ کوئی موقع نہیں لگنے دینا چاہتے تھے--- انسپیکٹر حیدر کی ریکارڈنگ بھی محفوظ کر لی تھی کہ آنے والے وقت میں انہیں انسپیکٹر حیدر سے بہت کام پڑنے والے تھے--- اسکے ہاتھوں بلیک میل ہونے سے اچھا تھا وہ اسے اوقات پر رکھتے

****

"اسفندیار کو ایک دن سے زیادہ ہو چکا ہے پولیس کسٹڈی میں" این الصبا نے ڈسپوزیبل چائے کا کپ میز پر رکھا--- دانیال بھی چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا

"ہاں بلکہ دوسرا دن بھی مکمل ہو گیا ہے" دانیال نے اسکی جانب دیکھتے جواب دیا

"تو انسپیکٹر حیدر نے مجسٹریٹ سے اجازت نامہ سائن کروایا" سی آر پی کے سیکشن 167 کے تحت پولیس مجسٹریٹ سے ملزم کو اپنی کسٹڈی میں رکھنے کی اجازت لیتی ہے اگر چوبیس گھنٹے کے درمیان تفتیش مکمل نہ ہو سکے تو--- اب یہ مجسٹریٹ پر اور کیس کی موجودہ صورت حال پر منحصر کرتا ہے کہ مجسٹریٹ کتنے دن کا اجازت نامہ سائن کرتا ہے----

عموماً پندرہ دن سے زیادہ کی اجازت نہیں ملتی---دانیال نے اسکے سوال کے جواب میں کندھے اُچکائے مطلب اسے نہیں معلوم تھا

"کیا مطلب رپورٹس آنے تک وہ پولیس کسٹڈی میں رہے گا" این الصبا کے ماتھے پر بل پڑے

"فارگوڈسیک این الصبا---ابھی میں ریسٹ کیلیے کنٹین آیا ہوں تمہارے ساتھ اپنی ٹیم کی ڈسکشن سُن کر اور اب پھر تم بھی وہی کیس لے کر بیٹھ گئی ہو---سینئر ٹیم دیکھ رہی ہے نا تم کیوں اتنی بے چین ہو رہی ہو" دانیال کے انداز میں ناگواری تھی---این الصبا نے غصے سے اسے گھورا

"میں بے شک اس کیس کا حصہ نہیں رہی مگر یہ مت بھولو یہ کیس یہاں تک میری وجہ سے پہنچا ہے میں نے اس کیس کو حل کرنے کیلیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تم جانتے ہو بابا مجھ سے کتنا ناراض ہیں؟؟؟ مسکاء آنٹی نے تو روم سے نکلنا بند کر دیا ہے---" این الصبا جذباتی ہونے لگی

"یہ سب تمہاری اپنی چوائز تھی میں نے کہا تھا اگر تم کہتی ہو تو میں اپنی ٹیم سے ڈسکس کرلیتا ہوں کہ اسفندیار ہی وہ بندہ ہے جسکے نمبر سے ملیحہ کو حادثے والے دن کال آئی تھی اور ملیحہ کی لاکٹ چین بھی اُسکے پاس سے ملی ہے مگر تم نے منع کر دیا تم نے اس کیس کو خود اپنے

ہاتھوں میں لیا تھا اب تم ہمیں بلیم نہیں کر سکتی" دانیال پہلی مرتبہ اس سے درشتگی سے مخاطب تھا این الصبا اسکا بدلہ بدلہ روپ دیکھ رہی تھی

"ٹھیک ہے میرا طریقہ پروفیشنل نہیں تھا میں مانتی ہوں مگر انسپیکٹر حیدر کی غداری اور اسفندیار کی چالاکی کو ملحوظ خاطر رکھتے مجھے یہ طریقہ اپنانا پڑا اور جب ڈاکٹر شارق کو, سینئر ٹیم کو کوئی مسئلہ نہیں ہوا تو تم کیوں اتنا بول رہے ہو" این الصبا بھی غصے میں آ چکی تھی

"تم اپنے رویے پر غور کرو تو شاید مجھ سے یہ سوال نہ کرنا پڑے" دانیال نے خالی ڈسپوزیبل کپ مروڑا اور اُٹھ کر ڈسٹ بین میں اچھال دیا--- این الصبا کی جانب ایک نظر اُچھالی اور کنٹین سے نکل گیا این الصبا اسکے پیچھے لپکی--- بازو پکڑ کر روکا

"تم بتاؤ کیا ہوا ہے میرے رویے کو" این الصبا نے اسکی جانب دیکھتے پوچھا

"تمہارا اسفند نامہ ہی ختم نہیں ہو رہا" دانیال نے منہ کے زاویے بگاڑتے کہا

"اوہ گاڈ" این الصبا نے اپنا سر تھام لیا

"تم--- تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے--- جا کر اپنا کام کرو" این الصبا واپس کنٹین کی جانب چل دی--- دانی نے گہری سانس لیتے اسکی پُشت پر نظر جمائی

گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن
بہت اداس بہت بے قرار گزرے گی

****

دانیال اوران کا ٹیم لیڈر اسفندیار سے ملنے پولیس اسٹیشن آئے تھے---اسفندیار کی رپورٹس آنے سے قبل وہ اسکا ایک طویل انٹرویو لینا چاہتے تھے تاکہ رپورٹس کے بعد والی تفتیش سے اسکے بیانات میچ کر سکیں---انسپیکٹر حیدر نے ناک منہ چڑھاتے انہیں اپنے ساتھ آنے کا کہا پھر اُس سیل میں لے آیا جہاں اسفندیار کو قید کر رکھا تھا---اسفندیار اپنا سر اپنے بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں سے دبا رہا تھا

"اسلام و علیکم "ٹیم لیڈر جھک کر جیل کے دروازے سے اندر داخل ہوا----اسفندیار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر سلام کا جواب دیا---دانیال خاموشی سے سیمنٹ کے بنے بینچ سے پر چڑھ کر بیٹھ گیا

"اسفندیار ہمیں تمہارا تفصیلی بیان چاہیے "ٹیم لیڈر ایک ہاتھ پسلی پر ٹکائے دوسرا پینٹ کی جیب میں ڈالے بولا

"شبی کا کوئی سراغ ملا آپ لوگوں کو؟؟؟ "اسفندیار نے پوچھا---انہوں نے نفی میں سر ہلایا

"میں قاتل نہیں ہوں---نا ہی شبی نے کسی کو مارا ہے "وہ ایسے بولا جیسے انہیں کوئی عام سی اطلاع دے رہا ہو---دانیال ہولڈر میں سیل فون لگائے اسکی ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا

For more visit (exponovels.com)

"ملیحہ شبی کی بیسٹ فرینڈ تھی---وہ جب ایڈمیشن کے چھ ماہ بعد پہلے سمسٹر کے ختم ہونے پر حویلی آیا تو میری شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں----حشمت اللہ میرے چھوٹے چاچو ہیں ان کی بڑی بیٹی سے میرا رشتہ طے پایا تھا---ایک دن ہم شکار پر نکلے وہ تصویر تبھی کھینچی تھی (اسے البم میں لگی اُس تصویر کی یاد آئی جس میں وہ اور شبی اکٹھے پہاڑ پر کھڑے تھے) اُس نے مجھ سے پوچھا کہ میرا ماسٹر کی ڈگری لینے کا کیا فائدہ جب میں نے کرنی ہی ایک گاؤں کی ان پڑھ لڑکی سے شادی ہے اور یہاں زمینیں سنبھالنی ہیں اور انہیں پرانی فرسودہ رسومات کی پیروی کرنی ہے---تب مجھ اس میں سے بغاوت کی بو آنے لگی---میرا نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں پھر پتا چلا کہ میری منکوحہ ساتھ والے گاؤں میں کسی کو پسند کرتی تھی مجھ سے جبراً نکاح پر اس نے زہر کھا لیا---چاچو اور بابا سائیں نے موت کو حادثاتی قرار دیا---شبی کو جب اس واقعے کا پتا چلا تو وہ آگ بگولہ ہو کر رہ گیا---بابا سائیں اور جرگے کو اُسکا قاتل کہنے لگا کیوں کہ ہمارے یہاں برادری سے باہر شادی نہیں کرتے---پھر مجھ پر یہ راز کھلا کہ ملیحہ اُسکی دوست ہی نہیں بلکہ دوست سے بہت زیادہ تھی اُس کو ہلکا آسمانی رنگ بہت پسند تھا---شبی نے اُسکی ایک تصویر میری کتاب میں رکھ دی اور لاہور پہنچ کر فون کیا کہ میں وہ تصویر دیکھوں اور اسکی پسند کو سراہوں---وہ اگلی چھٹیوں میں آیا تو بابا سائیں نے اسکی اور گل ورین کی بات طے کرنے کا فیصلہ کیا کیوں کہ گل ورین کی بڑی دو بہنوں کے بھی برادری میں

For more visit (exponovels.com)

رشتے ہو گئے تھے مگر گلورین شبی سے دو سال بڑی تھی اور وہ شبی کو کہہ چکی تھی وہ اُس سے شادی نہیں کرنا چاہتی بلکہ وہ مجھے پسند کرتی ہے--- شبی نے رشتے سے انکار کر دیا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ وہ ملیحہ کے سوا کسی سے شادی نہیں کرے گا--- بابا سائیں نے اسے حویلی سے نکال دیا--- جائیداد سے بھی عاق کر دیا" وہ خاموش ہوا--- حولدار چائے لے کر آیا تھا دانیال اور ٹیم لیڈر کے پاس رکھ کر چلا گیا

"پھر؟؟؟"ٹیم لیڈر متجسس سا سُن رہا تھا

"پھر میں نے پہاڑ کے نیچے جو تفریح میں ایک لکڑی کا ہٹ بنایا تھا اسے رہنے کو دے دیا مطلب وہ جب مجھ سے ملنے آتا وہیں رہا کرتا--- اکثر تو میں لاہور ہوتا تو ہم وہیں مل لیتے--- کچھ مہینوں بعد ایک عجیب سی بات ہو گئی--- میں اس سے ملنے گیا وہ بہت پریشان تھا مجھے کہنے لگا کہ کیا کوئی لو سٹوری ولن کے بغیر نہیں چل سکتی--- پھر مجھے پتا چلا کہ اُس سے ایک سال سینئر بیچ میں ایک لڑکا ہے Travelvlogger--- ہے باپ سیاست میں ہے جسکی وجہ سے بہت پاپولر ہے کالج میں--- ملیحہ سے دوستی کرنا چاہ رہا تھا--- ملیحہ نے انکار کر دیا--- ایک دن میں یونیورسٹی سے واپس آیا"---

"یونیورسٹی؟؟؟" دانیال نے ٹوکا

"ہاں میں ایم اے انگلش کر رہا تھا-" اسفندیار نے پیچھے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی

"پھر؟؟؟"

"ابھی چینج کرنے ہی والا تھا کہ ملازم نے بتایا دروازے پر کوئی مشکوک سا بندہ ہے---میں فوراً نیچے گیا--چوکیدار گیٹ کھولے کھڑا تھا اور گیٹ کے بیچ میں بڑی سی چادر لپیٹے کوئی موجود تھا اسکا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا مگر اس کی جینز اور جوگرز دکھائی دے رہے تھے---میرے قریب جانے پر وہ ہلکے سے بولا

"لالہ میں ہوں شبی" اسکی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں مجھے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا میں اسے اندر لے آیا---میرے کمرے میں پہنچ کر میں نے اسکو چادر ہٹانے کا کہا اور جب اس نے چادر ہٹائی تو میری چیخ نکل گئی---اسکا ایک گال جھلسا پڑا تھا---ایک بازو پر بھی عجیب بدنما کٹ سا لگا تھا---سر پر سے خون بہہ کر اسکی کنپٹی سے ٹپک رہا تھا اور وہ؟؟؟وہ بری طرح کانپ رہا تھا" اسفندیار نے اپنے ہونٹ کاٹتے کہنی فولڈ کر کے ماتھے سے پسینہ صاف کیا جیسے وہ اُس دردناک منظر میں پھر سے جی رہا ہو---اسکے ہونٹ کپکپائے

"میں اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ اُس سے کچھ پوچھ سکتا---میں نے اسکی کلائی سے گھڑی اُتاری جس کا شیشے کا ڈائل ٹوٹا ہوا تھا اور گھڑی میں باریک سا لاکٹ چین پھنسا لٹک رہا تھا---میں نے اسکے بازو کا زخم صاف کیا چہرہ تو مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا تھا اوپر سے اسکا رونا اور میں نے کچھ نہیں کیا کی گردان کرنا مجھے پریشان کر رہا تھا---میں نے اپنے ایک یونی فیلو سے

بات کی اُسکا کزن ڈاکٹر تھا اُس نے شبی کو ٹریٹمنٹ دیا---وہ مسلسل کہہ رہا تھا کہ یہ ایسڈ اٹیک ہے اسکے خلاف ایف آئی آر درج کروائیں---بہت مشکل سے اُسے سمجھایا کہ اس بات کو راز رکھے---اپنے ملازموں کو چھٹی دی صرف چوکیدار کو رکھا---ملازم گاؤں سے ساتھ آئے تھے---بابا سائیں کے مخبر تھے---ایک ہفتے تک وہ بہتر ہو گیا صرف ظاہری طور پر دماغی طور پر نہیں---وہ راتوں میں چیخیں مارتا،ڈر کر اٹھ جاتا---ہلکے آسمانی رنگ کو دیکھ کر اس پر وحشت طاری ہونے لگتی میں مزید اسے یہاں نہیں رکھ سکتا تھا پھر اسے گاؤں لے گیا---وہاں دوبارا اس نے لکڑیاں لے جاتے بندوں پر حملہ کیا ایک بار عورت پر جس نے آسمانی رنگ پہنا تھا اور ایک بار مرد پر---پھر گاؤں میں مشہور ہو گیا کہ پہاڑ پر ایک پاگل رہتا ہے----لوگ وہاں کم جانے لگے بلکہ جانے سے گریز کرنے لگے" اسفندیار گہری سانس لے کر خاموش ہوا

"ملیحہ کو تمہارے نمبر سے کال کیسے گئی؟؟؟" دانیال نے اسکے خاموش ہوتے ساتھ پوچھا

"وہ نمبر میرا نہیں تھا---شبی کو ایک پرائیوٹ نمبر چاہیے تھا جس سے وہ صرف حویلی رابطہ کر سکے---میں نے نئی سم لی تھی اور وہ میرے ہی شناختی کارڈ پر رجسٹرڈ تھی---میں نے اُسے دے دی اور اپنے لیے نئی خرید لی" بغیر کسی تاثر کے جواب دیا

"ایک بات سمجھ نہیں آئی--- تم نے پی ایف ایس اے کی وین پر حملہ کیوں کروایا؟؟؟"
ٹیم لیڈر اصل بات کی جانب آیا
"وہ میری سب سے بڑی غلطی تھی میں پاگل ہوگیا تھا--- مجھے جب شبی سے پتا چلا کہ قتل کرنے والا لڑکا فرار ہوگیا تھا تو میرے ذہن میں یہی آیا کہ وہاں اُس لڑکے کے علاوہ شبی کے خلاف بھی ثبوت ملیں گے اور بات پولیس تک چلی جائے گی اور پولیس کو کالج سے حویلی کا ایڈریس ملے گا اور پولیس حویلی آئے گی مطلب گاؤں کے سردار کی بے عزتی اور جگ ہنسائی--- ہماری عزت خاک میں مل جائے گی--- ایسی بہت سی سوچوں کے مابین میں نے یہ انتہائی سفاک فیصلہ کیا اور اپنے آدمیوں کو حادثے کی جگہ بتائی اور دونوں گاڑیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا--- مگر خدا گواہ ہے میرے دل نے فوراً ملامت کی--- میں بھائی کی محبت میں اتنا کیسے گر سکتا ہوں؟؟؟ میں نے دوبارہ کال کی اور اُنہیں واپس آنے کا کہا مگر وہ ایک فائر کر چکے تھے جو کار پر کیا تھا نا کہ وین پر--- پھر میرے آدمی واپس آ گئے--- مگر اُن کی اطلاع کے مطابق وین پر آگے سے بھی حملہ کیا گیا تھا" اسفندیار نے بتایا--- ٹیم لیڈر نے دانیال کو دیکھا
"صحیح کہہ رہا ہے یہ--- وین پر آگے سے حملہ ہوا تھا" دانیال نے سر ہلاتے کہا

"لاکٹ چین میں نے اپنے کرتے کی جیب میں ڈال دی تھی نکالنا بھول گیا اور وہ این الصبا کے ہاتھ لگ گئی---وہ گھڑی مجھے گل زرین نے گفٹ کی تھی--- شبی نے مجھ سے پہننے کو لی تھی اسی لیے این الصبا کو سارا شک مجھ پر گزرا---" اسفندیار خاموش ہو گیا

"یہ سب تم نے این الصبا کو کیوں نہیں بتایا اور ملیحہ کے قتل کے دوران کیا ہوا تھا شبی نے کبھی تمہیں بتایا؟؟؟" دانیال اب کھڑا ہو چکا تھا

"این الصبا سے میں نے کچھ وقت مانگا تھا--- شبی ملیحہ کے قتل کے بعد سے عجیب گم سم ہو کر رہ گیا تھا وہ بالکل نہیں بولتا تھا بس اُسکی تصاویر دیکھتا رہتا--- میں نے اُسے کنوینس کرنا شروع کیا کہ این الصبا ہماری مدد کر سکتی ہے تم اُسے سچ بتاؤ میں جانتا تھا کہ وہ میری بات کا یقین نہیں کرے گی کیوں کہ اُسکے ہاتھ بہت سی غلط فہمیاں لگ گئیں تھیں مگر این الصبا نے مجھے مہلت ہی نہیں دی کچھ بتانے کی--- رہی بات شبی کی تو اُس نے یہی بتایا کہ ولن نے ملیحہ کو مار دیا وہ اُسے ولن ہی کہتا تھا اور وہ سچ مچ میں ہماری کہانی کا ولن نکلا" اسفندیار گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا

"ہم شبی کو تلاش کر رہے ہیں تم بے فکر رہو وہ جلد مل جائے گا" ٹیم لیڈر نے تسلی دینے کو اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا پھر تشویش سے بولا

"تمہیں تو ٹمپریچر ہو رہا ہے" اسفندیار اسکی بات کو نظر انداز کر گیا

"عزت اور ذلت دینے والی ذات تو اوپر بیٹھی ہے--- اپنے خاندان کی اپنے شملے کی پگڑی اونچی رکھنے کی کوشش میں میں نے کتنا بڑا گناہ کر دیا اور ہاتھ بھی کچھ نہیں آیا--- جس بھائی کو بچانے کیلیے میں نے ہر ثبوت چھپایا آج وہی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے چھین لیا اگر آج شبی محفوظ ہوتا تو شاید میں آج بھی تم لوگوں کو یہ سب نہیں بتاتا مگر ہو سکتا ہے میرے بیان میں سے تمہیں کچھ مل جائے شبی تک جانے کا کوئی راستہ" وہ اُمید نہیں توڑنا چاہتا تھا

"راستہ تو مل گیا ہے--- بس تم دعا کرو اور سنو میں کھانا اور میڈیسن بھجوا رہا ہوں پلیز کھا لینا" ٹیم لیڈر نے منت بھرے لہجے میں کہا تو اسفندیار زخمی ہنسی ہنسنے لگا--- دانیال نے ریکارڈنگ بند کر دی---- اسفندیار نے شاید شکست تسلیم کر لی تھی سردار بدرالزمان بار بار آئے تھے تھانے--- دھاڑتے رہتے دھمکاتے مگر انسپیکٹر حیدر پر تو کسی بات کا اثر نہ ہوتا اس نے ایک بار بھی انہیں اسفندیار سے ملنے نہیں دیا تھا--- این الصبا نے اپنا کہا پوری کر دیا تھا سردار بدرالزمان خان پہلی بار بے بس ہوئے تھے اور بے بس کرنے والا تھا اس ملک کا قانون انہیں جرگوں کی عادت تھی اپنے فیصلے کرنے کی اور دوسروں کو فیصلے سنانے کی---

سیانے تھے مگر اتنے نہیں ہم
خموشی کی زباں سمجھے نہیں ہم

انا کی بات اب سننا پڑے گی
وہ کیا سوچے گا جو روٹھے نہیں ہم
ادھوری لگ رہی ہے جیت اس کو
اسے ہارے ہوئے لگتے نہیں ہم
ہمیں تو روک لو اٹھنے سے پہلے
پلٹ کر دیکھنے والے نہیں ہم
بچھڑنے کا ترے صدمہ تو ہو گا
مگر اس خوف کو جیتے نہیں ہم
ترے رہتے تو کیا ہوتے کسی کے
تجھے کھو کر بھی دنیا کے نہیں ہم
یہ منزل خواب ہی رہتی ہمیشہ
اگر گھر لوٹ کر آتے نہیں ہم
کبھی سوچے تو اس پہلو سے کوئی
کسی کی بات کیوں سنتے نہیں ہم
****

For more visit (exponovels.com)

رات نو بجے کا وقت تھا الیاس صاحب اپنی پریشانیوں سے نکلنے کیلیے شراب اور شباب دونوں کا انتظام کر چکے تھے اب وقت ان سے لطف اندوز ہونے کا تھا مگر وہ اس بات سے انجان تھے کہ ان کا وقت فی الحال نہایت برا چل رہا ہے--- فارم ہاؤس کے لان میں سوئمنگ پول بنا تھا--- اور کچھ فاصلے پر کرسیاں لگی تھیں--- درمیان میں ایک سفید رنگ کی عمارت تھی الیاس صاحب اور ان کے دو قریبی دوست ڈرائنگ روم میں شراب کے مزے لے رہے تھے--- سامنے دو عورتیں رقص کر رہی تھیں--- ان کا فون مسلسل بج رہا تھا مگر نشے نے ان کے حواس تو چھینے ہی تھے--- سماعت سے بھی محروم کر ڈالا تھا--- نگاہیں بھی شباب پر تھیں

"کہاں چلے آ رہے ہیں آپ ہم نے کہا نہ الیاس صاحب نہیں ہیں یہاں" گارڈ پولیس کو دیکھ کر چیخنے والے انداز میں بولا تا کہ آواز اندر تک چلی جائے

"ہٹو راستے سے اور تم لوگ چلو گھر کے اندر سب کو باہر نکالو, ایک ایک کونے کی تلاشی لو---
انسپیکٹر حیدر کے علاوہ--ایک ایس پی بھی ان کے ساتھ--- تمام پولیس اہلکار ایک منٹ میں پورے فارم ہاؤس میں پھیل گئے--- ایس پی جیسے ہی اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر الیاس صاحب کا سارا نشہ ہرن ہو گیا باقی دو سیاسی شخصیات بھی اپنے مکروہ چہروں کے کھل جانے پر پریشان صورت لیے انہیں دیکھ رہے تھے--- دانیال اور اسکی ٹیم کے دو

For more visit (exponovels.com)

بندے اور بھی تھے--- پتا نہیں میڈیا کو کیسے خبر ہو گئ تھی--- پاکستان کے ٹاپ نیوز چینلز اپنے کیمرے سنبھالتے اندر گھسے آ رہے تھے پولیس ان کو بھی کنٹرول کرنے میں لگی تھی
"سر" دو مختلف آوازیں یکجا ہو کر چیخیں--- انسپیکٹر حیدر، دانیال اور ٹیم لیڈر آواز کے تعاقب میں بھاگے--- ایس پی صاحب میڈیا کو قابو کرنے لگے ابھی انہیں کسی بھی قسم کی نیوز چلانے سے منع کرنا تھا--- انسپیکٹر حیدر کے پیچھے ہی ٹیم لیڈر، دو پولیس اہلکار اور دانیال اندر داخل ہوئے--- اسٹور روم میں نہایت ہی گندی بدبو تھی--- مٹی ہر چیز پر اٹی پڑی تھی نیچے فرش پر ہی گٹھڑی کی صورت ایک وجود پڑا تھا--- فرش پر موجود خون کے نشانات ایسے تھے جیسے اسے کھینچ کر یہاں تک لایا گیا ہو--- ٹیم لیڈر آگے بڑھا اسکے ناک کے پاس انگلیاں کر کے سانس محسوس کرنے لگا پھر نبض چیک کی
"شاید زندہ ہے---- ایمبولینس کو کال کرو جلدی" وہ چیخا--- اچانک سے ایک بھگ دڑ سی مچ گئ--- کچھ دیر بعد ہی ایمبولینس کے ایمر جنسی ہارن کی آواز آنے لگی
ادا ہوا نہ قرض اور وجود ختم ہو گیا
میں زندگی کا دیتے دیتے سود ختم ہو گیا
****

این الصبا کی گاڑی ہاسپٹل کی پارکنگ میں کھڑی ہوئی--- بلیک سٹریٹ پجامے اور ہم رنگ قمیض پر کاٹن کا بڑا سا دوپٹہ بائیں شانے پر ڈالے وہ تیزی سے ہسپتال کی عمارت میں داخل ہوگئی--- بلند و بالا عمارت رات کے وقت بھی روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی--- این الصبا پریشانی کے عالم میں ریسیپشن تک پہنچی--- دانیال اسے بتا چکا تھا کہ شبی مشہور سیاست دان الیاس صاحب کے گھر سے نہایت ہی بری حالت میں ملا ہے---اسے آپریشن تھیٹر میں لے کر گئے ہیں اُسے پیٹ میں گولی لگی ہوئی تھی پتا نہیں اب سانسیں دوبارہ جڑیں گی کہ نہیں وہ اپنی فیملی کے ساتھ آجائے اسکی کال سُن کر وہ بھاگی چلی آئی تھی---مسکاء بیگم اور پرویز خان کو بھی نہیں بتایا تھا

این الصبا ریسیپشن سے پوچھ کر اوپر آگئی--- تیزی سے کوریڈور کراس کر رہی تھی اگلی راہداری میں مڑتے اسے سامنے ہی بینچ پر اسفندیار بیٹھا نظر آگیا--- گھٹنوں پر کہنیاں کھڑی کیے ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ ڈھانپ رکھا تھا--- کہنیوں تک فولڈ بازو اور گھڑی بھی این الصبا کی نظر میں تھی--- بھورے بال بری طرح منتشر تھے--وہ ہمت کر کے آگے بڑھی اسفندیار اسکی آمد سے بے خبر تھا--این الصبا آرام سے اسکے پاس بیٹھ گئی کچھ اس طرح کہ اسکا چہرہ باآسانی دیکھ سکے--- اسفندیار نے گردن گھما کر ساتھ بیٹھنے والی ہستی کو

دیکھا مگر اجنبی نظروں سے ---این الصبا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ یہاں کس احساس کے تحت آئی ہے ؟؟؟

"شبی کیسا ہے ؟؟؟" پہلی مرتبہ وہ اپنے سامنے بیٹھے شخص سے نرم لہجے میں مخاطب تھی--- اس نے نہایت کاٹ دار نظروں سے این الصبا کو دیکھا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر جانے لگا مگر اسکے بڑھتے قدموں کو این الصبا نے اسکا بازو پکڑ کر روکا---اس نے مُڑ کر سرد نگاہوں سے بیٹھی ہوئی این الصبا کو دیکھا پھر اپنے توانا بازو پر اسکی مخروطی اُنگلیوں کی گرفت کو--- این الصبا نے بازو چھوڑ دیا---اسفند آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑا سا فاصلے پر بازو سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا--- سردار بدر الزمان اور ان کے ساتھ ان کا خاص ملازم بھی سامنے سے آتے دکھائی دیے ان کے پیچھے ہی حشمت اللہ خان تھے

"شعبان کیسا ہے ؟؟؟ کیا ہوا ہے میرے بیٹے کو" وہ بھاری آواز میں اسفندیار کا بازو ہلاتے بولے جو سر جھکائے آنکھوں کی سرخی و نمی چھپانے کی کوشش کر رہا تھا

"اسفی تم کچھ بول کیوں نہیں رہے میرا دل بند ہو رہا ہے" این الصبا کو ان کی گلوگیر آواز نے متوجہ کیا---وہ اُنگلیاں مروڑ رہی تھی---کوریڈور کے ایک طرف دو پولیس اہلکار بھی کھڑے تھے---ڈاکٹر شارق اور انسپیکٹر حیدر بھی سامنے سے آتا دکھائی دیا ان کے پیچھے دانیال بھی تھا

"بابا سائیں حوصلہ کریں" اسفندیار نے انہیں تسلی دینا چاہی---

"یہاں بیٹھیں لالہ" حشمت اللہ خان نے انہیں بازو سے پکڑ کر این الصبا کے عین سامنے والے بینچ پر بٹھایا---اچانک ہی ان کی نظر این الصبا پر پڑی تھی---چہرے کے تاثرات بدلنے لگے جہاں پہلے افسردگی تھی اب کرختگی چھانے لگی تھی

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟" اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ اسکی جانب بڑھے---این الصبا جھجھکتی ہوئی کھڑی ہو گئی ڈر اسے سب کے سامنے اپنی بے عزتی کا تھا---اس نے چور نگاہ سے اسفندیار کو دیکھا وہ آپریشن تھیٹر کی لال بتی دیکھ رہا تھا---- بازو اب بھی سینے پر لپیٹ رکھے تھے---کتنا لاتعلق بن رہا تھا وہ

"مجھے تمہارا سایہ بھی نہیں چاہیے اپنے بیٹے پر" این الصبا کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑ دیا---این الصبا ان کے اتنے سخت ردِ عمل پر کچھ پل کو گنگ ہو گئی

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں انکل" دانیال نے این الصبا کا دوسرا بازو پکڑ کر اسے اپنے پیچھے کر لیا--- بدرالزمان نے حیرت سے اپنی بہو پر حق جمانے والے اس غیر کو دیکھا

"دیکھیں بزرگ یہ ہسپتال ہے آپ یہاں اپنے فیملی میٹرز ڈسکس نہ کریں تو بہتر ہے" ڈاکٹر شارق نے بھی پیشہ وارنہ انداز میں کہا--- سردار بدرالزمان نے ایک کڑی نفرت سے

بھری نظر این الصبا پر ڈالی اور غصے سے جا کر بینچ پر بیٹھ گئے---- دانیال آنکھوں کی نمی چھپاتی این الصبا کا ہاتھ پکڑ کر راہداری عبور کرنے لگا پھر اسے واٹر کولر کے پاس لا کر چھوڑ دیا

"تم خود کیوں آئی؟؟؟ انکل کو بھیجنا چاہیے تھا" وہ ناراضگی سے کہہ رہا تھا

"دماغ خراب ہوگیا تھا میرا ان جاہل لوگوں سے ہمدردی ہو رہی تھی--- میری طرف سے جہنم میں جائیں آگ لگے ان کو-- مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا" این الصبا کو اتنا غصہ نجانے کس بات پر آ رہا تھا--- آنکھوں کے کنارے صاف کیا

"اچھا اچھا ریلیکس" دانیال نے ہاتھ اٹھاتے کہا

"وہاٹ ریلیکس؟؟؟ تم نے دیکھا کیسے اُس شخص کے باپ نے منہ پھاڑ کر کہہ دیا کہ میں اُن کے بیٹے کے پیچھے پڑی ہوں--- کتنی انسلٹ کی ہے اُنہوں نے سب کے سامنے میری" این الصبا اب بھی غصے میں تھی

"تمہیں اُس وقت بولنا چاہیے تھا اب کیوں بول رہی ہو؟؟؟" ہمیشہ ایک سُن کر دس سنانے والی این الصبا کی خاموشی پر اسے غصہ تو آیا تھا تبھی چیخ کر بولا

"اسفند کو روکنا چاہیے تھا اُنہیں" این الصبا بے دھیانی میں کہہ گئی دانیال ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا

"وہ کیوں کچھ کہتا این الصبا" بہت دھیمی آواز میں اس نے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا جیسے این الصبا سے اس جواب کی توقع نہیں تھی

"بس ایسے ہی" این الصبا گڑبڑا کر بولی

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو این الصبا؟؟؟" دانیال ایک قدم آگے بڑھتا بولا---این الصبا ادھر اُدھر دیکھنے لگی--- سمجھ میں نہ آیا کیا جواب دے وہ اسکی رگ رگ سے واقف تھا وہ تو اسے ٹال بھی نہیں سکتی تھی---دانیال کا سیل فون بجنے لگا ڈاکٹر شارق کی کال دیکھ کر اسے جانا پڑا---این الصبا بھی کچھ دیر بعد نکل گئی---ہمدردی کا بھوت اسکے سر سے اُتر چکا تھا

****

شبی کا آپریشن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا تھا وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا---ڈاکٹر نے اسے چوبیس گھنٹے کی ٹائمنگ دی تھی اس دوران اسکا ہوش میں آجانا لازم تھا---پی ایف ایس اے نے اسفندیار کی تمام رپورٹس جلد از جلد تیار کروالی تھیں--اسکے جینیٹک کوڈ ایک ملزم کی ڈی این اے رپورٹ سے بہت میچ کر رہے تھے مگر جائے وقوع سے ملنے والے فوٹ پرنٹس اس سے میچ نہیں کیے تھے نہ ہی ڈی این اے سے حاصل کردہ فنگر پرنٹس ملزم سے میچ کرتے تھے---شبی کا بھی خون حاصل کر کے ڈی این اے کیلیے بھجوا دیا گیا تھا اسکی رپورٹس کا انتظار تھا

"الیاس صاحب کو اندر کیا کیا ایک طوفان برپا ہو گیا ہے میڈیا پر" دانیال نے ٹیم لیڈر سے کہا وہ لوگ اس وقت پولیس اسٹیشن آئے تھے انسپیکٹر حیدر پر کم از کم دانیال تو بالکل بھروسہ نہیں کرتا تھا اور اب تو ٹیم لیڈر کو بھی اس پر شک گزرنے لگا تھا

"میڈیا کو تو عادت ہے ایک ہی بات پکڑ کر گھنٹے گھنٹے کے شوز کرنے کی ویسی ہی پاگل فارغ عوام جو سارے کام چھوڑ کر ان کی بحث دیکھنے بیٹھ جاتی ہے "ٹیم لیڈر تپ کر بولا تو دانیال ہنسنے لگا

"کس سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں آپ لوگ؟؟؟" انسپیکٹر حیدر اپنے روم میں داخل ہوتا کرسی سنبھالتا بولا اسکے سامنے ہی دانیال اور ٹیم لیڈر بیٹھے تھے

"الیاس صاحب سے تفتیش کرنے آئے ہیں" دانیال نے اکڑو لہجے میں کہا

"ابھی تو کوئی فائدہ نہیں "ٹیم لیڈر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"جناب کوئی جواب ہی نہیں دے رہے بہت پوچھا میں نے مگر" انسپیکٹر حیدر نے نفی میں سر ہلایا

"ہم سب پوچھ لیں گے آپ بس ہمیں لے چلیں" دانیال کھڑا ہو گیا

"مرضی آپ کی" انسپیکٹر حیدر عجیب سے انداز میں ہنسا--- وہ اسکی تقلید میں جیل کے دروازے تک پہنچے الیاس صاحب کو جیل میں بنے بینچ پر دری بچھا کر تکیہ لگا کر دیا ہوا تھا--- اسٹینڈ فین بھی چل رہا تھا--- دانیال اور ٹیم لیڈر نے ایک دوسرے کو دیکھا

"اسلام و علیکم الیاس صاحب" ٹیم لیڈر نے اندر داخل ہوتے روعب دار آواز میں کہا تو الیاس صاحب لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ گئے دانیال اور ٹیم لیڈر کو نیچے سے اوپر تک تنقیدی نظروں سے دیکھنے کے بعد ہنسنے لگے

"و علیکم السلام--- تشریف رکھو" ایسے فرمانے لگے جیسے وہ ان کے گھر مہمان آئے ہوں

"بیٹھ تو ہم جائیں گے" دانیال نے ساتھ بنی بینچ پر بیٹھتے کہا

"مگر آپ سنائیں اتنے خوشحال دکھائی دے رہے ہیں--- زوال میں بھی وہی حال؟؟؟ وہی مذاق جو آپ سیاست میں کرتے رہتے ہیں کیمرے کے سامنے بلند و بالا جھوٹے نعرے و دعوے" دانیال نے ان پر کھٹے میٹھے طنز کے تیر برسائے

"سیاسی بندے ہیں اتنی آسانی سے ہار نہیں مانتے" وہ مکروہ ہنسی ہنس کر بتانے لگے

"شبی پر قاتلانہ حملہ کرنے اور اغواء کرنے کے نتیجے میں آپ کو عمر قید بھی ہو سکتی ہے" ٹیم لیڈر کی بات پر وہ نفی میں سر ہلا کر مسکرانے لگے

"قانون ابھی اتنا سخت نہیں ہوا" ان کا انداز مذاق اُڑانے والا تھا

"تم اگر شرافت سے اپنے بیٹے کو واپس آنے کا کہہ دیتے ہو تو تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ تمہارے فون سے اُسکا نمبر نکلوا کر لوکیشن تو ہم معلوم کروا چکے ہیں--- شارجہ گیا ہے اپنے ماموں کے پاس آپ کی مسز نے بھی تصدیق کر دی مگر بچہ ہے سمجھ رہا چھپنے سے بچ جائے گا--- ہمارے قانونی ادارے اسے شارجہ کیا مریخ سے بھی پکڑ لائیں گے-- اگر اُس نے قتل نہیں کیا تو ڈر کس بات کا اور اگر کیا ہے تو فرار بے کار ہے" ٹیم لیڈر نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ اس کیس کو انھوں نے ہلکا نہیں لیا مجرم کو کسی دوسرے ملک سے برآمد کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر بریگیڈئیر کی بیٹی تھی ملیحہ سارے قانونی ادارے ان کی ایک درخواست پر حرکت میں آ گئے تھے--- قاتل کے اتنے قریب پہنچ کر وہ چین سے بیٹھنے والے نہیں تھے

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟؟" الیاس صاحب کی ساری مسکراہٹ اُڑن چھو ہو گئی تھی دھاڑتے ہوئے ٹیم لیڈر کا کالر پکڑ لیا--- ٹیم لیڈر نے جواباً سرد نگاہ ان پر ڈالی

"ہاتھ ہٹائیں الیاس صاحب، ایک کرائم انویسٹیگیٹر کا گریبان پکڑ کر دھمکانا معمولی جرم نہیں ہے--- سیکشن فائف زیرو سکس لگوا کر سات سال کیلیے اندر کروا دوں گا" دفعہ پانچ سو چھ

کے مطابق کوئی بھی شخص آپ کو قتل یا اغوا وغیرہ کی دھمکی دیتا ہے تو اسے سات سال یا اُس سے کم کی سزا ہوتی ہے ---- کیس کی حالت کے پیشِ نظر جرمانہ بھی عائد ہو سکتا ہے

"بکواس مت کرو --- میں نے تمہیں دھمکایا نہیں ہے" ان کے گریبان چھوڑ کر صفائی دینے پر وہ ہنس پڑا

"بہت اچھے --- بس آپ کو یہ خوشخبری دینی تھی کہ آپ کا بیٹا بھی جلد آپ سے ملنے آئے گا --- چلیں اب ہم چلتے ہیں" ان سے مصافحے کیلیے ہاتھ بڑھاتے بہت ہی معصومانہ انداز میں ٹیم لیڈر نے کہا تو دانیال اپنی مسکراہٹ دبانے کیلیے پیر سے زمین کھرچنے لگا

"تت --- تم لوگوں کو دیکھ لوں گا میں --- تم لوگوں کے خاندان کے خاندان تباہ کر دوں گا اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو --- میرے ہاتھ کتنے لمبے ہیں اسکا اندازہ نہیں ہے تم لوگوں کو" وہ انگلی اٹھا کر انہیں اب صحیح تگڑی دھمکیاں دے رہے تھے

"تم نے ریکارڈنگ کر لی ہے دانیال ؟؟؟ آخر کو عدالت میں ہمیں ثبوت بھی تو دینا ہے ان کے لمبے ہاتھوں کا" ٹیم لیڈر نے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے گردن موڑ کر دانیال کو دیکھا جس نے پینٹ کی پاکٹ میں سے آدھے نکلے موبائل کو ہاتھ سے باہر کھینچا اور اسکے سامنے لہرایا --- الیاس صاحب کی آنکھیں باہر کو اُبل پڑیں --- ان کے چیختے چلاتے وہ دونوں جیل سے نکل گئے

****

اسفندیار کو ابھی لاہور سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی وہ ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے---جب این الصبا کے ذریعے پرویز خان کو شبی کی حالت کا پتہ چلا تو وہ خاموش بیٹھے رہے---مسکاء بیگم ان کیلیے چائے لے کر ڈائننگ ہال میں داخل ہوئیں---وہ بھی سُن چکی تھیں

"آپ کو جانا چاہیے بابا" این الصبا ان کی جانب سے کسی بھی قسم کا کوئی ردِ عمل نہ پا کر اپنی بات پر زور دیتی بولی

"ہمیں تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں ہے" انھوں نے بے لچک لہجے میں کہا

"آنٹی شعبان کا آپریشن ہوا ہے ہی ازان ڈینجر---انکل بدر بھی آئے ہوئے ہیں آپ ہاسپٹل جا رہی ہیں؟؟؟ میں لے چلوں آپ کو" این الصبا تیز تیز بول رہی تھی---عام سے انداز میں جیسے ان کے درمیان کبھی کوئی خلیج رہی ہی نہ ہو---مسکاء بیگم نے کوئی جواب نہ دیا---این الصبا ان دونوں کی صورت دیکھنے لگی----ایک اخبار پڑھنے میں مصروف تھے تو دوسری چائے بنانے میں---این الصبا اُٹھ کر جانے لگی جب پیچھے سے پرویز خان کی آواز آئی---این الصبا رُک گئی

"ہمارا اب اُس خاندان سے کوئی تعلق نہیں--- آئندہ اُن کا نام ہمارے گھر میں نہیں لیا جائے گا---" این الصبا نے پلٹ کر انہیں بے یقین نظروں سے دیکھا--- پھر کچھ کہے بغیر نکل گئی ان کا رویہ اسکی سمجھ سے باہر تھا--- وہ اس سے بھی خفا تھے اور اپنے خاندان سے بھی--- عجیب خاموش سے ہو کر رہ گئے تھے

"کچھ دکھانا ہے تمہیں--- ملو گی؟؟؟" کمرے میں پہنچی تو دانیال کا مسیج موصول ہوا

"شیور" این الصبا نے جواباً ٹائپ کیا دانیال نے شالیمار باغ کا ایڈریس سینڈ کر دیا این الصبا اُٹھ کر چینج کرنے چلی گئی--- جس وقت وہ پارک میں پہنچی شام کے ساڑھے چار ہو رہے تھے--- سکن کلر کا پرنٹڈ سوٹ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے وہ ایک بینچ پر بیٹھی اسکی آمد کا انتظار کر رہی تھی--- سامنے چکور تالاب تھا اسکے آس پاس بہار کے پھول کھلے تھے--- جہاں وہ بیٹھی تھی وہ جگہ گہری مہرون اینٹوں کی بنی تھی--- لاہور کی تو بات ہی الگ ہے

"کب سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا" تقریباً سات منٹ لیٹ تھا وہ--- این الصبا غصے سے بولی

"یار میں وقت پر آیا ہوں تم اب جلدی آگئی تو میرا کیا قصور" وہ اسکے پاس بیٹھ کر بولا

"بتاؤ کیا کام ہے؟؟؟" این الصبا نے جلدی سے پوچھا--- ایک دانیال ایسا شخص تھا جس پر وہ مکمل اعتبار کرتی تھی اس نے یہ پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی کہ اسے کیا کام ہے

اگر اسے کوئی کام نہ بھی ہوتا تو وہ آؤٹنگ کر کے آجاتی--- یہ دوستی ایسی ہی تھی اور کافی پرانی تھی

"یہ ویڈیو دیکھو" اس نے این الصبا کو اپنا سیل فون تھماتے کہا--- پھر ہیڈ فونز دیے

"کیا ہے؟؟؟" این الصبا نے بلیک اسکرین کو دیکھا پھر تھوڑی دیر بعد اس پر نظر آتا اسفند یار کا چہرہ دیکھ کر اسے دیکھنے لگی دانیال نے اسے ویڈیو دیکھنے کا اشارہ کیا--- این الصبا جیسے جیسے ویڈیو دیکھتی جارہی تھی ویسے ویسے اسکا ذہن کھلتا جارہا تھا--- اسفندیار کا شکستہ وجود اسے بہت برا لگ رہا تھا کیوں؟؟؟ اپنا آپ بہت بھاری محسوس ہونے لگا--- دل کے تمام وال بند ہوتے جارہے تھے

"یہ یہ---" ویڈیو ختم ہوچکی تھی این الصبا زلزلے کی زد میں حیران پریشان دانیال کا چہرہ دیکھ رہی تھی

"اسکے خلاف ہر ثبوت تھا میرے پاس--- مم مجھے اتنی بڑی غلط فہمی کیسے ہوسکتی ہے" این الصبا نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا--- کہنیاں گود میں کھڑی تھیں--- دانیال کھڑا ہوگیا اسکی پیٹھ این الصبا کی جانب تھی

"اُسکی رپورٹس بھی سسپیکٹ سے میچ نہیں کیں--- آخری شک بھی دھل گیا" دانیال کی آواز کہیں دور کھائی سے آرہی تھی

"سچائی کو منظرِ عام پر آنے سے روکنے والا بھی اُتنا ہی گناہگار ہے جتنا جھوٹ بولنے والا---اسفندیار اتنا بے قصور بھی نہیں ہے" این الصبا کی ندامت پل بھر کیلیے تھی

"بس کر جاؤ یار---کاش میں تمہاری باتوں میں آیا ہی نہ ہوتا وہ لاکٹ چین جیسے ہی تمہیں ملا تھا اپنی ٹیم کو بتا دیتا کم ازکم یہ سب نہ ہوتا" دانیال اچانک بلند آواز میں بولا

"کیا سب ہوا ہے؟؟؟" این الصبا بھی اسکے مقابل اُتنا ہی اونچا بولی

"اتنا ٹائم ویسٹ نہ ہوتا اسفندیار پہلے ہی سب بتا دیتا اور نہ اُسکی اپنی برادری میں انسلٹ ہوتی پورا خاندان جمع تھا تمہارا این الصبا اور گاؤں بھی پورا اکٹھا ہو چکا تھا" وہ مزید بول نہ سکا این الصبا نے اسکی بات کاٹی

"اوہ جسٹ شٹ اپ---میرا کوئی خاندان وندان نہیں ہے وہ اور تم کیوں اُسے اتنا ڈیفینڈ کر رہے ہو؟؟؟ نہ وہ یہ سب چھپاتا نہ اُسکے کرنامے اس طرح سامنے آتے ہر کوئی اپنا بویا کاٹتا ہے" این الصبا نخوت سے اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی

"یو آر امپوسیبل" دانیال نے اس سے موبائل جھپٹ کر اپنی کنپٹی پر انگلیاں مارتے کہا

"عجیب ہیں سب یہاں---جس کا دل چاہتا ہے اُٹھ کر مجھے بولنے لگتا ہے---سب گناہ میں نے کیے ہیں---مجھے دفنا دو---زمین پاک ہو جائے گی" وہ بلاوجہ اس پر چیخ رہی تھی دراصل

یہ اندر کی آواز کو چھپانا تھا جو اس پر آج آشکار ہوئی تھی کہ این الصبا کو اپنی غلطی ماننا نہیں آتی اور جو لوگ اپنی غلطیاں نہیں مانتے وہ در حقیقت کمزور اور کھوکھلے ہوتے ہیں

"اپنے بابا سے سوری کرو--- تمہاری وجہ سے اُن کی بے عزتی ہوئی ہے این الصبا--- تم کسی کو تو اعتماد میں لے سکتی تھی ہر چیز اپنے سر لی تھی تو اب سب کی ناراضگیاں بھی دور کرو" وہ سنجیدہ مگر کچھ سخت سے انداز میں بولا

"تمہیں شبی کا کیسے پتا چلا؟؟؟" این الصبا کو اسکی نصیحت سے کوئی سروکار نہیں تھا

"ویڈیو نہیں دیکھی؟؟؟ اسفندیار نے جس ٹریول والا گر کا بتایا تھا وہ کسی سیاست دان کا بیٹا تھا اور جو ٹاپس ہمیں جائے وقوع سے ملا تھا وہ میں نے اس لڑکے کے کان میں دیکھا تھا کالج میں نوٹس بورڈ پر اسکی کوئی اچومنٹ پک لگی تھی--- اسی سے شک ہوا پھر کالج سے پتا کروایا سب کچھ جلد از جلد کیوں کہ شبی کی جان کو خطرہ تھا" دانیال نے پوری تفصیل بتائی

"پریشانی شبی کی گواہی کی ہے عدالت کیسے قبول کرے گی ایک مینٹلی ڈسٹرب بندے کی شہادت؟؟؟" دانیال خود ہی کہنے لگا

"کوئی پاگل واگل نہیں ہے وہ ڈرامے کرتا ہے اب جب ڈرامہ ختم ہوگا تو خود ہی ٹھیک ہوجائے گا" این الصبا اپنا ہینڈ بیگ بینچ سے اٹھانے لگی

"کل تک تمہیں ہمدردی ہو رہی تھی شبی سے وہ بھی حقیقت جانے بغیر اور آج تم ایسے کر رہی ہو جیسے میری بلا سے سب جہنم میں جائیں" دانیال اسکے رویے کا مشاہدہ کرتے بولا

"اپنی ہمدردی کا نتیجہ دیکھ چکی تھی میں--- یہ لوگ عزت کے قابل ہی نہیں ہیں" این الصبا کو بدرالزمان کے رویے نے پھر سے خودسر کر دیا تھا وہ اپنی بے عزتی برداشت کرنے والوں میں سے نہیں تھی

****

شبی کو ہوش آچکا تھا مگر اسکی حالت بہت نازک تھی اسکا بیان لینا اس وقت ممکن نہیں تھا---اسفندیار بہت تھکا تھکا سا لگ رہا تھا--- بدرالزمان خود ٹوٹ سے گئے تھے واپس حویلی جا کر برادری کا سامنا کرنے کی نہ ہمت تھی نہ طاقت---انہیں اسفندیار کی زبانی سارے واقعے کی خبر ہو چکی تھی

"کاش تم نے مجھے پہلے سب بتا دیا ہوتا اسفی--- آج ہمارے بیٹے کا کم از کم یہ حال تو نہ ہوتا--- ہم نے کب تمہیں حقیقت چھپانا سکھایا تھا؟؟؟ ہمارے جرگے نے تو اپنوں کو بھی سزائیں دی ہیں اور تم نے ہمیں اتنا کمزور سمجھ لیا تھا" وہ شبی کو دیکھتے ہوئے نم و گلوگیر آواز میں فریاد کناں تھے

"بابا سائیں مجھ سے غلطی ہو گئی--- بس یہی ایک خوف تھا کہ پولیس ہمارے شبی کو لے جائے گی انہیں کیسے یقین آئے گا کہ وہ بے قصور ہے جب کہ آدھے سے زیادہ ثبوت انہیں اس کے خلاف ملے تھے" وہ سنجیدہ سا اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا

"مم--- مگر مجھے احساس ہو چکا تھا میں نے این الصبا کو سب بتانا چاہا مگر وہ--- وہ یہی سمجھتی رہی کہ ہم قاتل ہیں--- ہم تو دشمنیوں میں قتل کر جاتے ہیں ایک عام سی لڑکی کا کام تمام کرنا ہمارے لیے کون سا مشکل تھا-- وہ پہلے ہی مجھے قاتل مان چکی تھی میرے سے کیے وعدے کا بھی مان نہیں رکھا اُس نے" وہ پہلی بار ان سے اس طرح اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا ورنہ انہوں نے ہمیشہ اولاد اور اپنے درمیان بڑا فاصلہ قائم رکھا تھا مگر آج انہیں احساس ہو رہا تھا کہ اس دوری نے ان کی اولاد کو ان پر اعتماد کرنے سے روک رکھا تھا اور ان کا کتنا نقصان ہو چکا تھا--- دو دن ہو چکے تھے شبی کو انہیں پی ایف ایس اے کی جانب سے کوئی ہدایات نہیں ملی تھیں--- پولیس ہر وقت ان کے پہرے پر ہوتی جہاں وہ ٹھہرے تھے وہاں بھی پولیس کی سخت سکیورٹی تھی

****

"زبردست" ٹیم لیڈر نے فائل میز پر اُچھالی--- وہ سب میز کے آس پاس کرسیوں پر بیٹھے تھے--- سب نے ٹیم لیڈر کے چہرے کی جانب دیکھا

"ہمارا ایک ملزم شعبان خان ہے رپورٹس سے یہ بات کنفرم ہو چکی ہے----اُسکے فُٹ پرنٹس, فنگر پرنٹس ڈی این اے سب میچ کر گیا ہے---"ٹیم لیڈر کے کہنے پر باقی ٹیم کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی

"اور الیاس صاحب کے بیٹے کا کیا بنا اُسکے بھی ٹیسٹ ہوں گے تو کوئی بات سامنے آئے گی "ٹیم میں سے ایک انویسٹیگیٹر نے سوال اُٹھایا

"یہ کام تو پولیس اور بریگیڈئیر صاحب دیکھ رہے ہیں جیسے ہی وہ پاکستان پہنچتا ہے ہم سب سے پہلے اُسکا بلڈ لے کر ڈی این اے رپورٹ تیار کروالیں گے---خوشی اس بات کی ہے کہ قتل کے دوران وہاں موجود دونوں افراد اب کھل کر ہمارے سامنے آ گئے ہیں---اب ان میں سے قاتل کون ہے اس کا فیصلہ تو عدالت کرے گی"ٹیم لیڈر نے ایک طرح سے انہیں کیس کامیابی سے حل ہو جانے کی اطلاع دی تھی اور یہ ان سب کیلیے بہت اچھی خبر تھی

"شبی کا بیان کب لے رہے ہیں ہم ؟؟؟آئی مین صرف اسفندیار کی سنی کہانی پر تو آنکھ بند کر کے یقین نہیں کر سکتے نا---اصل کہانی تو شبی ہی بتائے گا کہ وہاں دراصل ہوا کیا تھا؟؟؟"وہی لڑکی پھر بولی

"مشکل ہے کہ شبی ہمیں کچھ بتائے firstthinghe'snotwelland second یہ کہ وہ پاگل دیوانہ سا ہے ایسے بندے کی تو گواہی ہی قبول نہیں ہوتی" دانیال نے کہا

"ہو سکتا ہے وہ اب ٹھیک ہو جائے اس فیس سے نکل جائے ہمیں وقت سے پہلے اندازے نہیں لگانے چاہیے" ٹیم لیڈر پُر اُمید تھا اور باقی سب اس سے متفق

****

"اسکیوز می" ایک باریک سی آواز اسکے عقب سے اُبھری اسفندیار نے مُڑ کر دیکھا--- شبی کو آج چار دن ہو چکے تھے اسے روم میں شفٹ کیا جا چکا تھا---

وہ اسکے بیڈ پر بیٹھا اسے جوس پلا رہا تھا--- سامنے ہی کاٹن کے شلوار قمیض میں دوپٹہ فولڈ کر کے سر پر جمائے کوئی اٹھائیس انتیس کی لڑکی تھی وہ--- ہاتھ میں ایک فائل تھی اسکے پیچھے ہی دانیال اور ٹیم لیڈر بھی تھے--- ایس پی صاحب بھی روم کے پاس کھڑے تھے

"ہم شعبان سے انوسٹیگشن کرنے آئے ہیں--- آپ باہر چلے جائیں" دانیال کے کہنے پر اسفندیار جوس کا گلاس رکھ کر نیپکن سے اسکا منہ صاف کرتا باہر جانے لگا جب شبی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا--- اسفندیار نے مُڑ کر دیکھا وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا

"پلیز" لڑکی نے اسفندیار سے گزارش کی--- وہ شبی کا ہاتھ ہٹانے لگا

"میں دو منٹ میں آتا ہوں" اس نے شبی کی گرفت سے ہاتھ نکالنا چاہا اسکے ناخن اسفندیار کو بری طرح چبھ رہے تھے

"میں انہیں کچھ نہیں بتاؤں گا" وہ نفی میں سر ہلاتا معصوم بچے کی طرح سرگوشی میں بولا

"تمہیں بتانا چاہیے" اسفند نے اسکا ہاتھ تھپکتے دلاسا دیا

"کبھی نہیں--- یہ یہ مجھے پاگل سمجھتے ہیں" وہ ضد کر رہا تھا سب کی نظریں ان پر جمی تھیں

"وہ تو سب سمجھتے ہیں" اسفندیار ہونٹ دباتے بولا

"نہیں، این الصبا نہیں سمجھتیں" وہ اتنے یقین سے بولا کہ اسفندیار ٹھٹک سا گیا----

دانیال نے آگے بڑھ کر اسفندیار کا ہاتھ زبردستی چھڑوایا--- شبی چیخیں مارنے لگا--- مگر انہوں نے سب کو باہر نکال دیا کمرے میں وہ تین اور ایس پی تھا بس

"تمہارے شور مچانے سے کچھ نہیں ہوگا ہم اپنے سوالات کے جوابات لے کر ہی جائیں گے" وہی لڑکی کچھ سختی سے بولی

"تم اگر سچ بتاؤ گے تو ملیحہ کو انصاف ملے گا اسکی روح کو سکون حاصل ہوگا" وہ لڑکی اسے ٹریپ کرنے لگی--- شبی مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا

"نہیں بتاؤ گے تو تمہیں ملیحہ کا قاتل تصور---" لڑکی اسکی جانب جھکی کہہ رہی تھی جب وہ اچانک اپنا ڈرپ لگا ہاتھ کھینچ کر چیخا ارادہ اسے تھپڑ لگانے کا تھا

"میں نے قتل نہیں کیا--- مم -میں قاتل نہیں ہوں" لڑکی فوراً دور ہٹی ورنہ وہ اس پر حملہ آور ہونے والا تھا-- نتھنے پھلائے وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا--- پسینہ پورے جسم کو تر کر رہا تھا

"ڈاکٹر کو بلاؤ" ٹیم لیڈر چیخا اسے سیدھا کر کے لٹایا اسکے ڈرپ والے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا--- دانیال باہر بھاگا

"آپ انہیں پریشان مت کریں--- ان کا بی پی شوٹ کر سکتا ہے--- نروس بریک ڈاؤن ہونے کا خطرہ ہے" ڈاکٹر نے اسکے چیک اپ کے بعد ایس پی کو آگاہ کیا--- وہ سر ہلا کر ان کے پاس آیا--- وہ سارے بینچ پر بیٹھے شبی کو ہی ڈسکس کر رہے تھے--- اسفندیار پھر روم میں جا چکا تھا

"ہم اسے کیسے ہینڈل کر سکتے ہیں؟؟؟ میں نے تو اپنی جانب سے ایسی بات کی تھی کہ وہ سچ بتانے پر مجبور ہو جائے مجھے کیا پتا تھا کہ وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو سکتا ہے" لڑکی صفائی پیش کر رہی تھی

"اٹس او کے یار" ٹیم لیڈر اسے تسلی دیتا بولا--- ایس پی ان کے سر پر کھڑا سب سُن رہا تھا

"کوئی تو ہو گا جو اسے ہینڈل کر سکے" ایس پی نے کہا انہوں نے اسے دیکھا پھر ٹیم لیڈر بولا

"اسفند کے سوا کون ہو سکتا ہے" دانیال نے ہونٹ لٹکاتے کہا

"اُس کو کھو وہ پوچھتا رہے تم لوگ ریکارڈ کر لو انٹرویو" ایس پی نے مشورہ دیا--- ان سب نے سر ہلایا--- دانیال اور ٹیم لیڈر کمرے میں داخل ہوئے مگر شبی کی آواز پر ٹھٹھک گئے

"وہ ایسی نہیں ہیں--- میں اُنہیں بتاؤں گا کہ آپ بے قصور ہیں--- آپ این الصبا کو بلائیں" وہ بضد تھا

"فضول ضدمت کرو شبی--- اُسے تم سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور نہ ہی میں اُسے یہاں بلانے والا ہوں" اسفندیار سختی سے بولا

"لالہ" شبی کا انداز ملتجی سا تھا

"اہمممم" ایس پی گلا کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا

"ہم این الصبا کو بلا دیتے ہیں اُسکے بعد تو تم انٹرویو دو گے نا؟؟؟" ٹیم لیڈر نے مسکراتے ہوئے دوستانہ انداز میں پوچھا تو شبی نے جھٹ ہاں میں گردن ہلائی--- اسفندیار پہلو بدل کر رہ گیا---

"دانیال این الصبا کو کال کرو یار" ٹیم لیڈر کے کہنے پر وہ سر ہلاتا موبائل جیب سے نکال کر کمرے سے نکل گیا

****

این الصبا کافی کا مگ لے کر کھڑکی میں کھڑی تھی--- گرمیوں کے دن ڈھلنے لگے تھے اور شام کے سائے پھیلنے سے پہلے سورج میاں بھی ٹھنڈے پڑ گئے تھے--- عمر اپنا بیٹ سنبھالے شارٹ اور ٹی شرٹ میں مین گیٹ سے باہر نکل رہا تھا--- اپنے دوستوں کے ساتھ دن رات کی آوارہ گردی اسکا معمول تھا

)میں آپ سے شادی کرنے میں ذرا بھی دلچسپی نہیں رکھتا--- حویلی والوں کو آپ پسند نہیں ہیں اتنا کافی ہے اپنے آپ کو برامت بنائیں اُن کی نظروں میں--- وہ وہی دیکھ رہے ہیں جو آپ دکھا رہی ہیں(

پہلے کی کہی اسفندیار کی بات یاد آئی وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی--- مگ کے کنارے پر شہادت کی اُنگلی طواف کر رہی تھی

)آپ اچھی ہیں مگر اسفندیار خان کے ٹائپ کی نہیں ہیں(

"میں نے کتنی بڑی غلطی کی اس رشتے کو قبول کر کے کاش کاش تم نے دیر نہ لگائی ہوتی دانیال" ایک ننھا سا موتی اسکی آنکھ سے ٹپکا

(تو آپ سردار اسفندیار خان کو مجرم سمجھتی ہیں؟؟؟) اس نے کبھی حویلی کی چھت پر کھڑے اس سے پوچھا تھا--- وہ کیسے نہ سمجھتی ہر ثبوت اسکے خلاف تھا اُس پر اسکا مشکوک رویہ--- اسے حویلی سے جانے کیلیے ڈرانا دھمکانا

(اسفندیار خان مجرم نہیں ہے) این الصبا کے دماغ میں جیپ میں بیٹھے اسفندیار کے جملے گردش کرنے لگے

"تم مجرم نہیں تھے مگر تم نے جرم چھپایا اسفی" این الصبا کو اس سے لاتعداد شکایتیں تھیں

)تم سچ نہیں جانتی این الصبا(

)تو تم مجھے سچ بتاؤ(

)میں کہہ رہا ہوں نا میں خود تمہیں حقیقت بتاؤں گا---بس چند دن چند دن صبر کر لو(

این الصبا کا سر دکھنے لگا تھا سمجھ نہیں آ رہی تھی خود کو قصوروار سمجھے یا اسفندیار کے رویے کو غلط؟؟؟

(این الصبا کیا میں تم پر بھروسہ کر سکتا ہوں؟؟؟) اس نے پوچھا تھا اور این الصبا نے اسے وقت دیا تھا اور پھر دھوکہ بھی دیا یہ وہ اسٹیج تھا جہاں اسے لگتا کہ شاید وہ کچھ غلط کر چکی ہے---دور آسمان پر ڈوبنے کو تیار سورج کی جانب دیکھتے وہ اپنی اس بے حساب اداسی کی وجہ تلاش کر رہی تھی---اس سورج کی طرح اسکی انا کو بھی غروب ہونا تھا---

آسیب زدہ گھر کا میں وہ در ہوں محسن
دیمک کی طرح کھا گئی جسے دستک کی تمنا

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں یہ عجیب عیب چھپا ہے

میں جس شخص کو چھولوں وہ میرا نہیں رہتا

سیل فون کی ٹون نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا---خراماں خراماں چلتے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے سمارٹ فون کو اٹھایا--- یہ اسفندیار کا ہی تو دیا ہوا تھا ایک ہوک سی اٹھی تھی دل میں---ہمیشہ اپنے بل خود دینے والی خود مختار این الصبا کا سمارٹ فون کسی ایسے شخص کا دیا ہوا تھا جس سے رشتے کا تعین نہیں ہو پا رہا تھا

"ہیلو" فوراً بے نیاز سی آواز میں بولی

"ہائے این الصبا---ہاؤ آر یو؟؟؟" دانیال کی بھی نارمل سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"فائن ,وہاٹ اباؤٹ یو؟؟؟" این الصبا نے بھی سرسری انداز میں خیریت دریافت کی

"یار تم سے ایک کام تھا" دانیال اب اصل بات کی جانب آیا

"ہوں بولو" این الصبا نے کافی کا گھونٹ بھرا

"تم ہوسپٹل آ سکتی ہو؟؟؟" بہت ہی لجاحت سے پوچھا گیا

"ابھی؟؟؟" این الصبا نے شاکڈ سے انداز میں پوچھا

"ہوں" دانیال ہونٹ بھینچے بولا

"وائے؟؟؟" این الصبا دوبارہ ہسپتال جانے کا سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی

"ٹیم لیڈر کو تم سے کوئی کام ہے ارجنٹ --- پلیز آجاؤ --- کیا سوچے گا وہ تم اپنے بیسٹ فرینڈ کی بات نہیں مان سکتی" دانیال نے ٹریپ کیا

"اچھا آتی ہوں" این الصبا بیزاری سے بولی

"جلدی پلیز" دانیال نے گزارش کرتے کہا

****

وہ جس وقت ہوسپٹل پہنچی مغرب ہونے والی تھی --- تقریباً ایک آدھے پونے گھنٹے کا وقت تھا --- دانیال سے روم نمبر پتا کر کے وہ تھرڈ فلور پر آگئی --- روم کے سامنے ہی دانیال کھڑا تھا اسے آتا دیکھ کر مسکرایا مگر این الصبا سنجیدہ تھی

"کیا کام تھا؟؟؟" اس نے قریب پہنچتے ساتھ پوچھا

"آؤ تو" اسے ساتھ لے کر ٹیم لیڈر کے پاس پہنچا وہ لوگ روم سے باہر کچھ فاصلے پر کھڑے اسی کا انتظار کر رہے تھے --- ان کے ساتھ موجود لڑکی سے این الصبا نے ہاتھ ملایا

"ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے این الصبا" اس لڑکی نے بات شروع کی --- این الصبا نے دانیال کو دیکھا اس نے پلکیں جھپکتے تصدیق کی

"تم شبی کا انٹرویو ریکارڈ کر سکتی ہو؟؟؟ پلیز" ساتھ ہی اس نے این الصبا کا ہاتھ پکڑ کر ہلکے سے دبایا --- این الصبا نے نا سمجھی سے لڑکی کو دیکھا

"مگر میں کیوں؟؟؟" یہ کام ان کا تھا پھر وہ اسے کیوں گھسیٹ رہے تھے

"ایکچوئلی وہ تمہیں انٹرویو دینا چاہتا ہے اگر ہم میں سے کوئی بھی جائے وہ ڈسٹرب ہونے لگتا ہے ڈاکٹر ہمیں ویٹ کرنے کا کہنے لگتے ہیں ہم مزید delay نہیں کر سکتے" اب کی بار دانیال نے کہا

"ٹھیک ہے مجھے کوئی ایشو نہیں" این الصبا اب انہیں انکار تو کرنے سے رہی--- تفصیل جاننے کے بعد اپنی رضامندی دے دی

"تھینکس" دانیال مسکرایا

این الصبا اور دانیال روم میں داخل ہوئے جہاں شبی آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا اور اسفندیار اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا--- شبی بہت ہلکی آواز میں کچھ کہہ رہا تھا جب اس نے اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ماتھے پر پیار کیا--- این الصبا اسے دیکھ کر ہی دروازے کے پاس رُک گئی--- دانیال آگے بڑھ چکا تھا--- اسفندیار بھی کسی کی موجودگی محسوس کر کے سامنے دروازے کی جانب دیکھنے لگا جہاں نیوی بلیو کُرتی اور جینز کے ساتھ سر پر وائٹ اور بلیو لائینگ والا اسٹولر لیے این الصبا کھڑی تھی

"کم!!!" دانیال نے اسے ہاتھ کا اشارہ دیا

"ہم شبی کا بیان ریکارڈ کر لیں تب تک آپ باہر چلے جائیں" دانیال نے اسفندیار کو کہا جو اب این الصبا سے نظریں ہٹا چکا تھا---این الصبا بھی اسکی جانب دیکھنے سے گریز برت رہی تھی

"شیور" اسفندیار اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا--- شبی نے بغور اسکے اور این الصبا کے تاثرات کا جائزہ لیا---این الصبا کے پاس سے گزر کر باہر جا رہا تھا وہ این الصبا نے نظریں زمین پر جما دیں--- یہ کم اعتمادی نہیں تھی ایک عجب گریز تھا جو حقیقت سامنے آنے کے بعد سے این الصبا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا

"اسلام و علیکم" این الصبا نے اپنا ہینڈ بیگ اُتار کر رکھتے اسٹول کھینچا--- شبی صرف مسکرایا تھا اسکے جواب میں--- دانیال نے ٹیم لیڈر کو بھی اندر بلا لیا

"what'syournameboy???"

این الصبا اسٹول پر بیٹھ کر اسے دیکھتے پوچھنے لگی--- دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا

"youknowthat"

وہ پھر ہلکے سے مسکرایا---این الصبا کو تپ تو بہت چڑھی مگر برداشت کر کے رہ گئی

"میں جو سوال کروں گی تم مجھے اُسی کا جواب دو گے ویسے بھی زیادہ بولنے کی اجازت نہیں ہے تمہیں" این الصبا اب کی بار کچھ روڈ سی بولی تو شعبان نے سر ہلا دیا

"تم ملیحہ کے قتل کے بارے میں کیا جانتے ہو؟؟؟" این الصبا مکمل پروفیشنل انداز میں پوچھ رہی تھی اس نے ہاتھ کے اشارے سے این الصبا کو کان قریب کرنے کا کہا---این الصبا اس عجیب و غریب لڑکے کو گھورنے لگی پہلے ہی اسکے جھلسے گال کو دیکھ کر اسے جھرجھری آرہی تھی---این الصبا نے کمرے میں موجود باقی افراد کو دیکھا وہ بھی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"بھابھی ہیں آپ میری, آپ کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا میں" اسکی آواز ہلکی تھی مگر دانیال اور ٹیم لیڈر کے کان کھڑے تھے این الصبا نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا مطلب اسفندیار اسے بتا چکا تھا؟؟؟ پھر پیچھے مُڑ کر ان دونوں کو دیکھا---دانیال تو ساکت کھڑا تھا--پھر اچانک سے ہکلا کر بولا

"ک---کیا کہہ رہا ہے یہ؟؟؟" اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا---دوسری جانب سے شبی کی طرف پہنچا

"تم نے ابھی اسے کیا کہا؟؟؟" اس کے یوں گھبرا کر پوچھنے سے شبی ڈر کر این الصبا کو دیکھنے لگا بلکہ این الصبا کی جانب کھسک کر زور سے اسکا ہاتھ پکڑلیا جیسے خوف زدہ سا ہوگیا ہو

"پلیز دانیال" این الصبا نے شبی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا

"Butwhyhe'scallingyoubhabi???"

دانیال کے تو سر پر کسی بھاری پتھر کی طرح یہ لفظ بھا بھی لگا تھا
"I'llexplainyoulaterbutpleasebequietnow"
این الصبا نے اسے خاموش کروایا--- دانیال غصے سے کمرے سے نکل گیا مگر دروازہ زور سے مارا تھا اسکا اتنا ہارڈری ایکشن ٹیم لیڈر کیلیے بہت نیا تھا اس نے دانیال کو ہمیشہ پر سکون ہی پایا تھا--- ٹیم لیڈر نے ہولڈر میں فون سیٹ کیا اور ریکارڈنگ کرنے لگا این الصبا اب اسے نارمل کر رہی تھی--- پانی پینے کے کچھ دیر بعد جا کر وہ نارمل ہوا تو این الصبا پوچھنے لگی
"تم نے بتایا نہیں کہ---" این الصبا نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی---اس نے محسوس کیا کہ یوں لیٹے لیٹے اس سے صحیح طرح گفتگو نہیں ہوگی--- این الصبا نے اسے اپنے سہارے بٹھا کر اسکے پیچھے دو تکیے لگائے اور ان کے سہارے پر بٹھا دیا--- وہ خاموش تھا پہلے والی مسکراہٹ اور آنکھوں کی شرارت اب مفقود ہو چکی تھی
"میں آپ سے ملنا چاہتا تھا--- یہ سب آپ کو بتانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ آپ لالہ کو قصوروار نہ گردانے وہ آپ سے محبت کرتے---" وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ این الصبا نے ٹوک دیا

"پلیز ہم جس واقعے کی بات کر رہے ہیں اُسی کے متعلق بولو یہ ویڈیو عدالت میں پیش ہوگی"
این الصبا کے کہنے پر وہ پہلے مسکرایا پھر ٹیم لیڈر کو دیکھنے لگا
"ڈلیٹ کردو" اسکے کہنے پر ٹیم لیڈر نے نئے سرے سے ریکارڈنگ شروع کی
"میں جانتا ہوں کہ جائے وقوعہ پر آپ کو زیادہ تر ثبوت میرے خلاف ہی ملے ہوں گے اور یہ بات لالہ کو بھی پتا تھی اسی لیے انہوں نے مجھے اس کیس سے بالکل الگ کرنے کا سوچ لیا اور ثبوت مٹانے کی کوششوں میں لگ گئے مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا کہ ملیحہ کا مجرم کھلی ہوا میں زیادہ دیر سانس لے سکے --- میں اپنے فیملی بیک گراؤنڈ سے ہمیشہ ہی نالاں رہا ہوں کچھ حد تک باغی بھی --- ہمارے یہاں عورتوں کو بھیڑ بکریوں سے زیادہ کی اہمیت نہیں دی جاتی تھی --- کان ترس جاتے تھے ان سے لمبی لمبی گفتگو کرنے چھیڑ خانیاں کرنے کو --- بہنیں ڈرتی تھیں ہم سے، بابا سائیں سے، چاچو سے --- جب میں نے گاؤں میں سرکاری ہسپتال کی بدتر حالت اور بیمار لوگوں کی مشکلات کا اندازہ لگایا تو سوچ لیا تھا کہ ڈاکٹر بنوں گا مگر قسمت! بی ڈی ایس میں داخلہ ملا --- وہاں میری ملاقات ملیحہ سے ہوئی ایک زندہ دل لڑکی --- بات بے بات قہقہے لگانے والی --- بناوٹ سے پاک اور سب سے اچھی بات لڑکوں سے نہ ڈرنے والی نہ دبنے والی بالکل آپ کی طرح" وہ این الصبا کو دیکھ کر

مسکرایا جو بہت غور سے بغیر ٹوکے اسے سُن رہی تھی وہ جانتے تھے وہ سید ھا مدعے پر نہیں آئے گا

"حرا ارسل ,ملیحہ اور شبی ہم چار کا گروپ تھا اور بیسٹ تھا مگر ملیحہ کا ایک بڑا سوشل حلقہ تھا وہ بہت سے سینئرز کے ساتھ انٹریکٹ کرتی رہتی --- سپورٹز اور ویڈیو ایڈیٹنگ کا بہت شوق تھا اُسے --- اُس نے اپنا پورٹ فولیو بنانا تھا اسکے لیے وہ کوئی ایسی ویڈیو ایڈٹنگ کیلیے تلاش کر رہی تھی جسے پورا کالج دیکھتا ہو پھر ایک سینئر لڑکی نے اسے شاہان کے گروپ کا بتایا وہ ٹرویول ولاگر ہے --- اُن دنوں وہ قراقرم ہائے وے اور ہنزا گھوم کر آئے تھے --- اُس لڑکی کے توسط سے ملیحہ نے شاہان سے اُن کی ویڈیوز ایڈیٹ کرنے کی بات کی --- اُس کے والد سیاست میں ہیں, دولت, رتبہ, اچھی شکل وصورت سب کچھ ہے شاہان کے پاس --- تھوڑی چوں چراں کرنے کے بعد اُس نے اس شرط پر دی کہ اگر ایڈٹ پسند آئی تو اپنے یو ٹیوب چینل پر یہ ویڈیو اپلوڈ کرے گا نہیں تو اپنے ایڈیٹر کو سینڈ کر دے گا خیر ملیحہ نے بہت محنت سے وہ ویڈیو ایڈٹ کی اور اسکی ایڈٹنگ نہ صرف شاہان بلکہ اسکے ویوورز کو بھی پسند آئی --- اس نے ملیحہ کو ٹریٹ دینے کیلیے اُسے کافی کی آفر کرنا شروع کر دی پہلے وہ ٹال مٹول سے کام لیتی رہی پھر اسکے بہت بار ریکوسٹ کرنے پر چلی گئی اسکے بعد شاہان اسے ہر وقت کالز کرتا رہتا کبھی مسیجز, وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی اور ہمیں کہتی کہ کچھ کرو

اس سے پوچھا پچھڑاؤ چپک ہی گیا ہے--- پھر وہ اسے کالج میں بھی آتے جاتے روک لیتا کبھی کبھی تو ہمارے گروپ میں ہی بیٹھ کر اسے موضوع گفتگو بنا لیتا وہ ملیحہ سے ہر حال میں دوستی بڑھانا چاہتا تھا دوسری جانب ملیحہ اسے اگنور کر رہی تھی--- ہماری دوستی کا تو سب کو ہی پتا تھا اگرچہ میں نے اور ملیحہ نے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی مگر ہمارا کالج ٹائم بھی ساتھ گزرتا اور ویک اینڈ بھی--- میں تو اُسکے لیے حویلی بھی چھوڑ چکا تھا مگر یہ بات اُسے نہیں بتائی تھی--- اپنے فیملی بیک گراؤنڈ پر مجھے ہمیشہ شرمندگی ہی ہوتی تھی اور میں ملیحہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا تھا--- شاہان نے مجھے دو تین بار کالج کے باہر روکا اور دبے دبے لفظوں میں ملیحہ سے دور رہنے کا کہا---" وہ نظریں اپنے اوپر لی سفید چادر پر گاڑے یہ کہانی سنا رہا تھا--- اب این الصبا کی جانب دیکھ کر بولا

"ہم ہیں خان اور وہ بھی یوسف زئی قبیلے کے--- ملیحہ کو میں دل سے اپنا مان چکا تھا اور اُسکے دل کا حال اُسکے بغیر کہے جان چکا تھا--- شاہان کا یہ انداز یہ حاکمیت میری غیرت برداشت نہیں کر پائی اس نے تو دبے لفظوں دھمکایا تھا میں نے اسے بائیک سے نیچے گھسیٹ کر بھیچ سڑک میں پیٹ ڈالا اور مجھے کوئی شرمندگی نہیں اپنے اس عمل پر" عجیب جنونی سے انداز میں وہ مٹھیاں بھینچے کہہ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ کاش اُسی دن شاہان کو مار دیا ہوتا--- یہ کیسی محبت تھی اسکی؟؟؟ جس کیلیے خاندان چھوڑا دشمنی مول لی، پاگل، دیوانہ ہو گیا کبھی اُس سے

کھل کر اظہار بھی نہیں کیا---این الصبا محبت جیسے احساسات سے ناواقف تھی اور انہیں محض وقتی جذباتیت اور بے وقوفی کے کچھ نہیں جانتی تھی

"اُس واقعے کے تین دن بعد جب میں کالج میں ہی دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیل رہا تھا---ملیحہ کی کال آنے لگی---میں نے فون اٹھایا تو وہ غصے میں کہہ رہی تھی کہ میں اُسے بلا کر خود غائب ہو چکا ہوں اور یہاں اتنا سناٹا ہے گرمی بھی ہو رہی ہے جلدی آؤں---میں پریشان ہو گیا کہ میں نے تو اُسے کہیں نہیں بلایا بلکہ میں اُسے خود پک اینڈ ڈراپ دیتا تھا---وہ تو میرے بغیر کہیں نہیں جاتی تھی---میں نے اپنا بیگ سمیٹا---اور نکل گیا---کالج کا پچھلا احاطہ سنسان تھا ویسے بھی یہ وقت اتنا گرم تھا کہ لوگ کم ہی گھروں سے نکلتے---دبی دبی چیخوں کی آواز پر میں گلی کے کونے تک دوڑا وہاں راستہ بند تھا اور بڑا سا درخت تھا جسکی ٹہنیاں زمین کو چھو رہی تھیں---درخت کے ساتھ ایک تنگ گلی تھی---بچپن سے ہی اصلی بندوقوں, گولیوں کے درمیان زندگی گزاری تھی خوف کیسا؟؟؟ میں گلی کے اندر گھس گیا مگر سامنے کے منظر نے زندگی میں پہلی بار پہلی بار مجھے خوفزدہ کیا تھا میں لرز گیا تھا---وہ وہ---

"این الصبا نے دیکھا اسکے ہونٹ بری طرح لرز رہے تھے اے سی چلنے کے باوجود اسے پسینے آنے لگے تھے---آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی

"وہ-----"اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا

"پانی؟؟؟" این الصبا نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی اُنڈیلا---اس نے گلاس شبی کے منہ کو لگایا وہ سارا پانی غٹا غٹ چڑھا گیا

"تم بتانے کی کوشش کرو--- ہمیں ملیحہ کے مجرم کو پکڑنا ہے سزا دلوانی ہے" این الصبا ٹشو پیپر سے اسکی آنکھیں صاف کیں---وہ پر سکون ہونے لگا

"وہ اسے بری طرح دبوچے ہوئے تھا--اس----اس کا" وہ رُک رُک کر کہہ رہا تھا

"اسکا بیگ دور پڑا تھا اور وہ اسے زمین پر لٹائے اسکے منہ پر ہاتھ جمائے اسکے اوپر---" وہ رُک گیا اس سے زیادہ وہ اس دردناک اور انسانیت سوز حادثے کی منظر کشی نہیں کر سکتا تھا

"میرے وجود میں اسکے تڑپتے بدن کو دیکھ کر جنبش ہوئی میں نے پیچھے سے ہی شاہان پر وار کیا اسکا کالر پیچھے سے پکڑ کر ملیحہ سے دور کھینچا---ملیحہ کی گردن پر اسکی وحشت کے ,اسکی درندگی کے نشان تھے---میرے کھینچتے ہی اس نے دوسرے ہاتھ سے میرے بازو پر وار کیا---تیز دھار چاقو سے---مجھے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ ملیحہ کی جانب بڑھا اور براؤن کلر کی ایک شیشے کی بوتل اُٹھائی وہ اُس نے پہلے ہی کہیں سے نکال کر رکھی تھی شاید---مجھے نہیں پتا کہ میرے آنے سے پہلے ان کے درمیان کیا ہوا؟ اس نے شیشی کھول کر ملیحہ کے چہرے پر اُنڈیلی میں نے اُسے دھکا دیا جسکی بناء پر کچھ تیزاب اُسکے چہرے پر گرا دکچھ گلی میں

اور کچھ میرے گال پر" وہ پھر خاموش ہوگیا---این الصبا اسکا درد نہیں محسوس کر سکتی تھی نہ ہی ٹیم لیڈر مگر اسکی کہانی ان کے رونگٹے کھڑے کر رہی تھی

"تیزاب کی شیشی بھی اس ہاتھا پائی میں ٹوٹ کر میرے سر پر لگی--- میرا خون بہنے لگا--- ملیحہ تڑپ رہی تھی وہ ایسے ٹانگیں مار رہی تھی جیسے اسکی جان نکل رہی ہو--- شاہان پوری پلاننگ سے آیا تھا--- سر پر لگی چوٹ اور بازو کے وار کے ساتھ اپنا جھلسا گال مجھے بہت کمزور کر چکے تھے--- مجھ سے ملیحہ کا جلا ہوا چہرہ نہیں دیکھا جا رہا تھا---- میں دیوار کے ساتھ پڑا اپنے جلتے گال پر تڑپ رہا تھا جب شاہان نے اُسی تیز دھار چاقو سے ملیحہ کے پیٹ میں پوری طاقت سے وار کیا--- ملیحہ کی آنکھیں اُبل کر باہر آگئیں تھیں میں نے پہلی بار اتنی درندگی دیکھی تھی--- اس نے ایک بار چاقو نکال کر پھر گھسایا میں گرتا پڑتا اسکی طرف بھاگا اسے دور کھینچنے لگا مگر کیا فائدہ ہونا تھا--- ملیحہ کی سانسیں اُکھڑ چکی تھیں--- میں نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں اس لڑکی کو کبھی اس حال میں دیکھوں گا--- آپ کسی کو جان کی حد تک چاہو اور کوئی ایک ہی وار میں اُسے اس دنیا سے آپ سے بہت دور پہنچا دے-- آپ برداشت کر پاؤ گے؟؟؟ میں جنونی ہوتا شاہان پر ٹوٹ پڑا اسکا سر دیوار میں مارا چاقو اسکے ہاتھ سے دور گرا مگر وہ مجھ سے اپنا آپ چھڑا کر بھاگ گیا--- ملیحہ کی لاش کی جانب مجھے دیکھنے سے خوف آ رہا تھا--- مم--- مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا سر پھٹ رہا تھا صرف خوف اور

دہشت تھی---میں وہاں سے باہر نکلا ایک گھر کی بالکنی میں چادر لٹک رہی تھی پائپ پر پیر رکھ کر چادر کھینچ لی اور لالہ کے گھر کی جانب چل پڑا اُن دنوں وہ ایم اے کیلیے لاہور رہ رہے تھے "اسکی لمبی کہانی اختتام پذیر ہوئی تو این الصبا نے دکھی آہ لبوں سے آزاد کی---اس نے سوالات کرنے تھے مگر اس وقت اسکا دماغ نہیں چل رہا تھا

"تم شاہان کے خلاف عدالت میں گواہی دو گے نا؟؟؟" این الصبا نے بہت اُمید سے اسکی جانب جھکتے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی جو وہ دائیں ہاتھ کی شہادت اور انگوٹھے سے مسل رہا تھا---این الصبا کے پوچھنے پر زور سے اثبات میں سر ہلایا

"میں اُسکے خلاف پوری جنگ لڑوں گا اور ملیحہ کو انصاف دلوا کر رہوں گا---روگ لینے والے کمزور ہوتے ہیں اور حادثات برداشت کر کے ان کے اثرات زائل کرنے والے باہمت اور حوصلہ مند ہوتے ہیں اور میں ہمت والا بننا چاہتا ہوں" اس نے ایک عزم سے کہا---این الصبا نے مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ کا دباؤ اسکے ہاتھ پر بڑھایا اور وہ ایسی ہی تھی کسی کی بھی تکلیف پر اسکا حوصلہ بڑھانے والی---

"تھینک یو سو مچ بریو بوائے "ٹیم لیڈر نے بھی حوصلہ دیتی مسکراہٹ سے نواز کر اسکے سامنے مصافحے کیلیے ہاتھ بڑھایا جسے شبی نے دکھی سی مسکان کے ساتھ تھام لیا

"میں آتا ہوں" ٹیم لیڈر ہولڈر سے موبائل نکالتا کمرے سے نکل گیا---این الصبا اب خاموش بیٹھی تھی شبی بھی اسی طرح بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا---این الصبا جانے کا سوچ رہی تھی

"مجھے بھی چلنا چاہیے" وہ اٹھنے لگی تو شبی نے اسکا ہاتھ پکڑلیا

"پلیز آپ بیٹھیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے" این الصبا بیٹھ گئی اس نے ہاتھ چھوڑ دیا

"آپ---آپ" وہ خاموش ہو گیا جیسے الفاظ نہ مل رہے ہوں یا جھجھک رہا ہو--این الصبا غور سے اسکے تاثرات دیکھ رہی تھی

"آپ، آپ لالہ سے محبت کرتی ہیں؟؟؟" اس نے سر اٹھا کر این الصبا کی طرف دیکھتے جلدی سے پوچھا---این الصبا کو اس سوال کی ایک فیصد بھی توقع نہیں تھی---اسکا ہونٹ کچھ کہنے کی کوشش میں وا ہوئے پھر سل گئے بھلا وہ کیا جواب دیتی؟؟؟

"بابا سائیں آپ کو پسند نہیں کرتے وہ لالہ کو بھی مجبور کریں گے مگر لالہ آپ کو چاہتے ہیں" وہ تیزی سے بولا

"اگر آپ قدم نہیں بڑھائیں گی تو لالہ بھی اپنی انا کا خول کبھی نہیں اُتاریں گے---آپ کی وعدہ خلافی اور بے اعتباری نے اُنہیں ٹھیس پہنچائی ہے" وہ اسے کہہ رہا تھا

"مجھے لالہ سب بتا چکے ہیں بلکہ آپ جب حویلی آئیں تھیں مجھے تب سے آپ کے بارے میں پتا ہے" این الصبا نے گہرا سانس لیا خود کو کمپوز کیا پھر کہنے لگی

"تمہارے بھائی نے تمہارے سامنے وہی زاویہ کھینچا ہو گا جس میں اسکا کردار صاف شفاف اور رفٹ آتا ہو گا اس نے یہ نہیں بتایا ہو گا کہ دوسرے فریق نے کن بناء پر کون سا قدم اُٹھایا" اسفندیار اندر آچکا تھا اور اسکی بات بھی سُن چکا تھا این الصبا اسکو دیکھ کر خاموش ہو گئی

"اسی لیے تم نے اسے یہاں بلایا تھا؟؟؟" اسفندیار شبی کے بیڈ کے قریب آتے سختی سے بولا

"میں نے تم سے کہا تھا نا میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور ایسی خود غرض لڑکی سے میں کبھی کوئی تعلق قائم بھی نہیں کرنا چاہوں گا---اسکا کام ختم ہو چکا ہے اسے کہو جائے یہاں سے" اسفندیار بول تو شبی سے رہا تھا مگر احکامات سارے اسکی ذات کیلیے تھے

"شبی ان سے کہو شاید یہ بھول رہے ہیں زبردستی کا تعلق انہوں نے ہی قائم کیا تھا میں تو تب بھی ان سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھی اور رہی بات یہاں سے جانے کی تو مسٹر یہ بات بھول رہے ہیں کہ اس وقت ان کے سامنے کرائم سین انویسٹیگیٹر این الصبا بیٹھی ہیں اور کسی کی ہمت نہیں ہے کہ مجھے یہاں سے نکال سکے---البتہ میں ان کو یہاں سے جانے کا کہہ

سکتی ہوں" وہ مخاطب شبی کا نام لے کر ہو رہی تھی مگر انگارے چباتی آنکھوں سے دیکھ اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے اسفندیار کو تھی---اسفندیار نے بھی جواباً سرد نگاہوں سے اسے گھورا اور این الصبا کے پاس پڑے سائیڈ ٹیبل کے پاس آیا

"Ihaveneverever seensuchanegoisticgirllikeyou, sickmind"

اسفندیار نخوت سے کہتا اپنا سیل فون سائیڈ ٹیبل سے اُٹھا کر جانے لگا مگر این الصبا نے اسکے کرتے کا بازو کھینچ کر روکا ساتھ ہی خود بھی اسٹول سے کھڑی ہو گئی

"Ohhseriouslyman???Whatdoyouthinkabout yourself???"

این الصبا نے اپنی شہادت کی اُنگلی اسکے سینے پر رکھتے اپنی چھوٹی سی ناک سکیڑی

"اپنی غلطیوں کا ملبہ دوسروں کے سر ڈالنے سے تم بے گناہ ثابت نہیں ہو جاؤ گے--- اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے, شبی کی اس حالت کی ذمہ دار میں ہوں (اس نے شبی کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے کہا جو ان دونوں کی ہی جانب دیکھ رہا تھا) تو میں تمہیں خوش کرنے کیلیے یہ الزام اپنے سر نہیں لے سکتی--- تمہیں جو سمجھنا ہے شوق سے سمجھو---" این الصبا اپنے ازلی تیکھے انداز میں کہہ رہی تھی---اسفندیار کو اسکی بے حسی پر شدید تاؤ آیا---اسکا بازو دبوچ کر اپنے مقابل گھسیٹتے دانت پیس کر غرایا

"Ifyou'lladmityourmistakeyourselfworthwouldn't bedecreased"

این الصبا کو اسکے انداز پر سلگ کر رہ گئ

"جب میری کوئ غلطی ہی نہیں ہے تو کیا مانوں؟؟؟" این الصبا بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتی جراہ کررہی تھی---دونوں ایک دوسرے کو مقابل دیکھ کر وقت جگہ سب بھول گئے تھے

"تم نے وعدہ خلافی کی ہے---تم نے میرا اعتبار توڑا ہے---پیٹھ پیچھے وار کیا ہے تم نے این الصبا" وہ اسکا دوسرا بازو بھی دبوچ چکا تھا---غصے میں جھنجھوڑ ڈالا اسے---اسفندیار کی آنکھوں میں لاتعداد شکوے تھے اسکے چہرے کا طواف کرتیں آنکھیں اس کے نقش نقش پر اپنی ناراضگی جما رہی تھیں

"تم نے یہ سب ہی کرنا تھا تو مجھے بے وقوف کیوں بنایا؟؟؟ کیوں دیا مجھے وقت؟؟؟ میرے پیچھے میرے کمرے میں ثبوت بھی سارے رکھ دیے---واہ یار کہیں بھی کمی نہیں چھوڑی اور پولیس بھی اُس وقت بلائی جب میری بہن کی بارات میرے گھر تھی---پریشے کو اُسکے سسرال والے ساتھ نہیں لے کر گئے وجہ پتا ہے؟؟؟" اس کی انگلیاں این الصبا کے گوشت میں پیوست ہوگئیں

"غلط فہمی کی آڑ میں تم نے حویلی والوں سے اپنی دشمنی نکالی ہے کیوں نہیں مان لیتی یہ بات؟؟؟" وہ حد درجہ دل گرفتگی سے کہہ رہا تھا---این الصبا اسکی گرفت میں کسمسائی بالکل سپاٹ چہرہ تھا اسکا جیسے اسفندیار کی کسی بات کا اثر نہ ہو رہا ہو

"سنگ مرمر کا وجود ہے تمہارا؟؟؟ کس پتھر سے بنی ہو؟؟؟ کوئی بات, کوئی موسم, کوئی رشتہ تم پر اثر نہیں کرتا؟؟؟" وہ اب بھی اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے مقابل کیے ہوئے تھا وہ اسکی جانب دیکھنے سے احتراز برت رہی---چہرے پر تکلیف اور کوفت بھرے تاثرات قائم کر رکھے تھے

لگایا ہے دل بھی تو پتھر سے میں نے
مری زندگی کی یہی اک خطا ہے

اسفندیار اسکے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا جب کھلے دروازے سے کوئی اندر آیا---این الصبا دروازے کی جانب سے ترچھی سی کھڑی تھی جبکہ اسفندیار بالکل سامنے---دانیال کو دیکھ کر بھی اسفندیار نے این الصبا پر گرفت ہلکی نہیں کی---شبی تو کبھی دانیال کو دیکھتا تو کبھی اسفندیار کو---این الصبا نے بھی اب اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر جھٹکے سے اپنا ایک بازو آزاد کرواتی مُڑی مگر اگلا جھٹکا اسے اسفندیار نے دیا تھا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے" اسفند اسکی کلائی پکڑے اسے کمرے سے باہر لے جانے لگا جب دروازے میں کھڑا دانیال اسکے آگے آگیا---این الصبا اسفندیار کے پیچھے کھڑی دانیال کا غصہ سے تمتماتا چہرہ دیکھ رہی تھی

"این الصبا تم لیٹ ہو رہی ہو"

"این الصبا تم لیٹ ہو رہی ہو" دانیال نے اسفندیار کو نظرانداز کرتے اسکے شانے کے پیچھے سے اُبھرتے این الصبا کے چہرے کو دیکھ کر کہا---این الصبا نے ایک بار پھر اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کی مگر اسفندیار کی گرفت مضبوط تھی

"تمھیں این الصبا کے لیے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں" اسفندیار نے بائیں آبرو اُٹھاتے بے لچک انداز میں دانیال کو جواب دیا پھر اسکی سائیڈ سے این الصبا کو لے کر گزر گیا---دانیال ان کی پُشت دیکھتا رہ گیا---کچھ تو گڑبڑ تھی

****

وہ اسے کوریڈور سے گزار کر لیبارٹری سائیڈ پر لے آیا جہاں بالکل سکون تھا اسے ایک بینچ پر بٹھا کر خود کھڑا اسکی شکل کو گھورنے لگا---این الصبا اپنی کلائی سہلا رہی تھی جہاں اسکی لمبی اُنگلیوں کے سرخ نشان پڑ چکے تھے.

"کون ہے یہ؟؟؟" اسفندیار خشمگیں نظروں سے گھورتا پوچھ رہا تھا

"تم سے مطلب؟؟؟اپنے کام کی بات کرو" این الصبا سختی سے بولی

"زبان مت چلاؤ" اسفندیار انگلی اٹھاتا بولا

"تم بھی حق مت جتاؤ" این الصبا بینچ سے کھڑی ہوگئی

"میرا حق ہے تم پر اور تم اس سے انکاری نہیں ہو سکتی" وہ این الصبا کی آنکھوں میں دیکھتا اپنے ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا

"میں نے تمہیں کوئی حق نہیں دیا" این الصبا بھی جواباً اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی---

اسفندیار نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا

"مجھے اپنے حقوق وصول کرنے آتے ہیں" اسکی ناراضگی سے بھرپور سیاہ نینوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑ کر بہت کچھ جتا گیا تھا---این الصبا کلس کر رہ گئی---اسکے سینے پر دباؤ ڈالتے اسے دور دھکیلا اور اپنا بازو چھڑا کر مُڑنے لگی تھی جب سامنے کھڑے دانیال کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی---دانیال نے ایک غصیلی نظر این الصبا پر ڈالی اور آگے بڑھ گیا

"دانی" این الصبا اسکے پیچھے بھاگی---اسفندیار نے لمبا سانس خارج کیا

"دانی میری بات سنو" این الصبا اسکے پیچھے ہی سیڑھیاں اُتر رہی تھی

"دانی" این الصبا نے اسکا بازو پکڑ کر روکا---دانیال نے ناراضگی سے بازو کھینچنا چاہا تو این الصبا نے دوسرے ہاتھ سے بھی پکڑلیا---وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا اور سیڑھیوں سے اوپر آتے لوگ انہیں ہی دیکھ رہے تھے

"آئی ایم سوری دانیال---میں تمہیں بتانے والی تھی" این الصبا رُکی

"کیا بتانے والی تھی؟؟؟" دانیال نے غصے سے اپنا بازو چھڑاتے چلا کر پوچھا---سب انہیں دیکھنے لگے---لوگوں کو متوجہ دیکھ کر دانیال اپنا غصہ ضبط کرتے تیز تیز سیڑھیاں اُتر گیا---این الصبا بھی اسکے پیچھے ہی تھی---وہ پارکنگ میں پہنچ گئے دانیال نے اپنی کار کی چابیاں نکال لیں

"دانیال ہم آرام سے بیٹھ کر بات کرسکتے ہیں" این الصبا نے اسے نرمی سے مخاطب کرتے التجا کی

"تم نے اسفندیار سے نکاح کرلیا اور مجھے بتانا تک گوارہ نہیں کیا" ضبط کے مارے اسکی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں---این الصبا چاہ کر بھی اسکی کیفیت نہیں سمجھ سکتی تھی

"ایسا نہیں ہے" این الصبا نے اسے جھٹلایا

"جھوٹ مت بولو شبی نے خود بتایا ہے مجھے" وہ چیخا---این الصبا نے اپنا سر پکڑلیا---دل چاہا ابھی اوپر جاکر شبی کا منہ توڑدے

"پلیز ابھی مجھ سے کوئی بات مت کرو این الصبا--- میرا راستہ چھوڑو" اسکے ناگواری سے کہنے پر این الصبا ایک طرف ہوگئی وہ پارکنگ ایریا میں کھڑی گاڑیوں میں سے اپنی کار ڈھونڈنے لگا---این الصبا اپنا ہینڈ بیگ اوپر ہی چھوڑ آئی تھی اسے اب مجبوراً واپس جانا تھا---جب وہ اوپر پہنچی تو دروازے کے پاس دو پولیس اہلکار ویسے ہی کھڑے تھے اور ٹیم لیڈر اندر شبی کے پاس تھا---اسکی شکل دیکھتے ہی این الصبا کا پارہ ہائی ہوگیا

"کیا بکواس کی ہے تم نے دانی سے؟؟؟" این الصبا اسکے سر پر چڑھی دھاڑ رہی تھی نہ ٹیم لیڈر کا لحاظ کیا تھا اور نہ ہسپتال کا

"این الصبا" ٹیم لیڈر جو اسٹول پر بیٹھا تھا تیزی سے کھڑا ہوا

"آپ چپ رہیں پلیز" این الصبا اسکی جانب دیکھتے ناگواری سے بولی

"تم سے کچھ پوچھا ہے میں نے" ایک شبی بھی پورا ڈرامہ تھا اب اسے ایسی معصوم صورت بنا کر دیکھ رہا تھا جیسے بچے ڈانٹ پڑنے پر دیکھتے ہیں

"آآآآآء" این الصبا نے مٹھیاں بھینچتے غصہ کنٹرول کرنے کی سعی کی---اسی دوران فون آف کرتا اسفندیار اندر داخل ہوا شاید وہ پہلے کسی سے فون پر گفتگو کر رہا تھا

"کیا ہوا ہے؟؟؟" این الصبا کو غصے سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر جاتے دیکھ کر اس نے حیرت سے ٹیم لیڈر اور شبی کو دیکھتے پوچھا

"ہٹو" این الصبا تقریباً اسے دھکا دیتے اسکے پہلو سے نکل کر دندناتی ہوئی چلی گئی

"لالہ بھابھی تو بہت غصے والی ہیں" شبی نے آنکھیں پھاڑے کہا تو اسفندیار چاہ کر بھی اپنے مسکراتے لب بھینچ نہ سکا

"غصے والی ہی نہیں انا والی بھی ہے" اس نے جیسے شبی کی معلومات میں اضافہ کیا تھا

"بابا سائیں نے تو کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا ایسی بہو کا" شبی جیسے محظوظ ہو رہا تھا اس سارے واقعے سے

"اچھا اب تم زیادہ بولو مت" اسفندیار کے ٹوکنے پر وہ دائیں ہاتھ کی انگلی ہونٹوں پر رکھتا خاموش ہوگیا---اسفندیار مسکرادیا

****

"ایجنسی نے شاہان کو گرفتار کرلیا ہے اور کل وہ پولیس اسٹیشن کے تفتیشی سیل میں اُسے ٹرانسفر کردیں گے اُس نے ابھی تک منہ نہیں کھولا" سر شارق نے بریگیڈئیر سے ملنے والی اطلاع ٹیم لیڈر کو دی جو اس وقت اپنے روم میں سونے کی تیاریوں میں تھا

"اور انسپیکٹر حیدر کا کیا کرنا ہے سر؟؟؟" ٹیم لیڈر کے پوچھنے پر وہ سوچ میں پڑ گئے

"پہلے تو تم شاہان اور الیاس صاحب کا انٹرویو لو اگر کچھ نہیں بتاتے تو ایس پی کے حوالے کردیں گے ٹارچر سیل میں ایک دن گزار کر ہی وہ منہ کھول دیں گے---شاہان کا ڈی این

اسے بھی چیک کرنا ہوگا--- عدالت میں تمام ثبوت درکار ہوں گے" ان کے کہنے پر ٹیم لیڈر کا دھیان بھی شاہان کے بیان کی جانب گیا

"اگر الیاس صاحب انسپیکٹر حیدر کی غداری کا ذکر کر دیتے ہیں تو اُسے فوراً گرفتار کر لیا جائے تو بہتر ہے اُسکا یوں کھلے عام دندنانا ہمارے لیے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے--- الیاس صاحب دھمکیاں دے رہے تھے مجھے اور دانی کو جب ان کا انٹرویو لینے پہنچے تب" ٹیم لیڈر نے انہیں الیاس صاحب کی شیطانی سوچ کا سرا تھمایا

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ایسے سیاسی لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں ان کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں" انہوں نے ٹیم لیڈر کی بات سے اتفاق کیا

"ٹھیک ہے شاہان اور الیاس صاحب کا انٹرویو لینے کے بعد ہی کچھ حل نکالا جا سکتا ہے اس سچویشن کا" ڈاکٹر شارق نے الوداعی کلمات ادا کر کے فون بند کر دیا

****

شاہان کو ایجنسی نے پولیس اسٹیشن کے تفتیشی سیل میں ٹرانسفر کر دیا تھا--- ڈاکٹر شارق نے ٹیم لیڈر، دانیال اور ایک اور گروپ میمبر کو تفتیش کیلیے بھیجا تھا--- پولیس اسٹیشن میں ان کی ملاقات اس بار انسپیکٹر حیدر کے بجائے ایس پی سے ہوئی تھی اور یہ صورت حال انسپیکٹر حیدر کیلیے خطرے کی علامت تھی--- شاہان کو تفتیشی سیل میں موجود ایک کرسی سے

رسیوں سے باندھ رکھا تھا اسکے سر پر بینڈیج ہوئی تھی اور کپڑوں کی حالت نہایت ابتر ہو رہی تھی--- دراز قد و قامت اور مضبوط جسامت کے ساتھ اسکے مغرور نین نقش بتاتے تھے کہ وہ رد کیے جانے والا نہیں ہے تبھی ملیحہ کے ریجکشن نے اسے انسان سے حیوان بنا دیا تھا---ایس پی صاحب نے انہیں اندر بھیج کر پولیس اہلکار کو باہر بلوا لیا---وہ تینوں شاہان کو دیکھنے لگے جو پہلے ہی بہت تھکا اور نڈھال سا لگ رہا تھا یقیناً فرار کی راہوں نے اسے تھکا دیا ہوگا آخر مجرم کہاں تک بھاگ سکتا ہے کبھی نہ کبھی تو قانون کی گرفت میں آتا ہی ہے نہیں تو روزِ محشر اللہ کی عدالت میں تو اُسے حاضر ہونا ہی ہے

"اسلام و علیکم "ٹیم لیڈر نے ایک کرسی کھینچ کر اسکے سامنے بیٹھتے کہا--- دانیال ریکارڈنگ کر رہا تھا دوسرا میمبر شاہان کی کرسی کے پیچھے ٹیک لگا کر ریلیکس سا کھڑا تھا

"نام کیا ہے تمہارا؟؟؟"ٹیم لیڈر نے اسکا گال تھپک کر متوجہ کیا---وہ جواب بھی نہیں دے رہا تھا ساتھ گہرے گہرے سانس بھر رہا تھا

"آئی تھنک ہی از ناٹ ویل "کرسی کے پیچھے کھڑے شخص نے کہا

"یو آر رائٹ "ٹیم لیڈر نے اتفاق کیا

"ہم بعد میں انٹرویو لے لیں گے ابھی اسے ریسٹ کرنے دیتے ہیں" دانیال نے تجویز پیش کی

"میں ایس پی سے بات کرتا ہوں "ٹیم لیڈر اپنی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو چکا تھا--- پانچ سات منٹ بعد پھر تشریف لایا

"ابھی چلو ہم چھ بجے تک آئیں گے "ٹیم لیڈر نے اندر داخل ہوتے گھڑی دیکھ کر کہا

"او کے " دانیال نے سیل فون ہولڈر سے نکالا--- دوسرے میمبر نے شاہان کی کہنی سے تین چار انچ اوپر ٹائٹ بیلٹ سی باندھی اور سرنج نکال کر شاہان کا بلڈ لے لیا

"ابھی ڈیڑھ گھنٹے بعد ہمیں پھر واپس آنا ہو گا "ٹیم لیڈر کار ڈرائیو کر رہا تھا-- اسکے برابر بیٹھے دانیال نے بیزاری سے کہا

"اب کیا کر سکتے ہیں اُسکی حالت تھی کچھ کہنے لائق ؟؟؟ "ٹیم لیڈر نے ڈرائیونگ پر فوکس کرتے جواب دیا-- نظریں ونڈ اسکرین پر جمی تھیں

"ہاں یہ تو---- " دانیال ابھی کہہ ہی رہا تھا جب اچانک ان کی کار پر کسی نے فائرنگ کی--- فائرنگ اونچائی سے کی گئی تھی وہ پُل کے نیچے والے حصے میں تھے ٹیم لیڈر نے تیزی سے کار ریورس کی ایک گولی سیدھی آکر دانیال کی جانب والی کھڑکی میں لگی--- چھن سے شیشہ ٹوٹا اور دانیال کا بازو خون سے بھر گیا اسکے پورے کپڑوں پر شیشے کی کرچیاں بکھر گئیں--- ٹیم لیڈر کار کنٹرول کر رہا تھا جو ٹریفک میں ادھر سے اُدھر بج رہی تھی--- گاڑی پر ایک اور فائر ہوا اور پیچھے کا شیشہ ٹوٹ گیا--- کار آگے موجود بس میں لگی--- بس پر چڑھنے والے دو

افراد بھی دھکا لگنے سے نیچے گر گئے--- کار ٹکرانے کی زوردار آواز کے بعد مین شاہراہ پر یکدم خاموشی چھاگئی--- ٹیم لیڈر کا سر اسٹیرنگ میں دھنسا ہوا تھا--- دانیال بازو پکڑے کراہ رہا تھا پیچھے بیٹھا ان کا ٹیم میمبر بھی سر اور گردن پر شیشہ لگنے سے زخمی ہو چکا تھا--- ایمبولینس کے پراسرار سائرن نے ایک بار پھر روڈ پر اکٹھے ہجوم کو متوجہ کر لیا تھا

****

"این الصبا کہاں جا رہی ہو یار؟؟؟ واپسی پر میرے لیے sizzlers سے پاستہ لیتی آؤ گی؟؟؟" این الصبا جو عینی کے فون پر بھاگتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگ کر اب تیزی سے کار ڈور کو کیز لگا رہی تھی بالکنی سے چیخ کر مخاطب ہوتے عمر کو فقط ایک نظر سر اٹھا کر دیکھا

"پاستہ کھا کھا کر مر جانا ایک دن تم" اسی طرح چلا کر جواب دیتے اس نے گاڑی میں اپنا پرس پھینکا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی--- جس وقت وہ ہسپتال پہنچی وہاں پی ایف ایس اے کے کرائم سین ڈیپارٹ کے سینئر جونیئر کافی سارے موجود تھے--- این الصبا بھی آگے بڑھ گئی

"کیسے ہوا یہ سب؟؟؟" اس نے لائن میں لگے تینوں بیڈز پر موجود ان تینوں کو دیکھتے سب کو مخاطب کر کے پوچھا--- زخمی تو تینوں تھے مگر ٹیم لیڈر کو گہری چوٹیں آئیں تھیں

"پولیس اسٹیشن سے واپسی پر ان کی گاڑی پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے" عینی نے جواب دیا

"کروایا گیا ہے" ایس پی اندر داخل ہوتا بولا

"کس نے کروایا ہے؟؟؟" سن سے پہلے این الصبا نے پوچھا

"یہ بھی جلد ہی پتا لگ جائے گا ڈونٹ وری" انہوں نے جیسے تسلی دی تھی

"ڈاکٹر شارق کی کال آئی ہے ہمیں واپس جانا چاہیے بہت ٹائم ہوگیا---ان کی فیملیز آتی ہی ہوں گی" وہاں موجود ایک آفیسر نے سب کو مخاطب کر کے کہا

"مجھے تو تم ڈراپ کردو واپس---میں گھر جا کر ہی آرام کروں گا" ان کے زخمی میمبر نے ایک آفیسر ساتھی سے کہا---آہستہ آہستہ رش چھٹنے لگا---ٹیم لیڈر کا بھی چھوٹا بھائی اور والدہ آگئیں---این الصبا دانیال کے پاس رُک گئی آجکل وہ کسی کیس پر کام نہیں کر رہی تھی تو وہ اپنے ٹائم پر آف لیتی تھی جبکہ عینی, علی سینئرز کے ساتھ ایک کیس سارٹ آؤٹ کرنے میں لگے تھے ان کا جانا ضروری تھا---این الصبا دانیال کے بیڈ پر ہی اس کی ٹانگوں کے پاس موجود خالی جگہ پر بیٹھ گئی وہ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا تبھی پائنتی کی جانب جگہ زیادہ بچی ہوئی تھی

"تم نے گھر کال نہیں کی؟؟؟" این الصبا نے پوچھا---دانیال اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا اسکی نظریں اپنے بازو پر موجود سفید پٹی پر جمی تھیں---سر کو نفی میں جنبش دی

"کیوں؟؟؟" این الصبا نے کچھ خفگی جتائی اس نے آنکھیں موند کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی---این الصبا کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا

"تم مجھ سے ناراض ہو مگر میری بات کا جواب تو دو" این الصبا کی الگ ہی منطق تھی

"این الصبا پلیز مجھے ڈسٹرب مت کرو" وہ کچھ اکتایا سا بولا

"تم جانتے ہو مجھے منانا نہیں آتا اور تم تو میرے اچھے دوست ہو--- تم تو کبھی ناراض نہیں ہوئے مجھ سے" این الصبا کو حقیقتاً منانا نہیں آتا تھا---بچوں جیسی باتیں کررہی تھی

"دانی بولو بھی" این الصبا نے اسکا بازو ہلایا

"آہ---" اس نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا---این الصبا نے ہونٹ دانتوں میں دباتے ڈر کر اسے دیکھا

"میں تمہیں اکسپلین کر تو رہی ہوں"

"تم نے مجھے کچھ اکسپلین نہیں کیا ایون بتایا بھی نہیں" دانیال سختی سے بولا تو اس نے سر جھکا لیا

"بابا بہت ناراض ہورہے تھے باہر پوری برادری جمع تھی--- سب مجھے پریشرائز کررہے تھے" این الصبا جو آرام آرام سے بول رہی تھی دانیال کے ٹوکنے پر رُک گئی

"اور تم پریشر میں آگئی ہے نا؟؟؟" اس نے گہرا طنز کیا

"مجھے بے وقوف مت بناؤ این الصبا"

"تم غلط بات کر رہے ہو بابا نے مجھے خودکشی کی دھمکی دی تھی"

"اور تم ڈر گئی اور جھٹ سائن کر دیے---واؤ وہاٹ آ اسکرپٹ رائٹرنگ" وہ تو جیسے کچھ بھی ماننے کو تیار نہیں تھا

"ہماری سالوں پرانی دوستی ہے اگر اُسکا لحاظ کر کے میں تمہیں وضاحتیں دے رہی ہوں تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مجھ سے روڈ بی ہیو کرو--- تمہیں ٹرسٹ کرنا ہے تو کرو نہیں تو" غصے میں بولتے بولتے وہ رُک گئی

"نہیں تو بھاڑ میں جاؤ ہے نا؟؟؟" دانیال پھر تلخی سے بولا

"مجھے محبت کے معنی بھی نہیں معلوم تھے جب سے تمہیں اپنے لائف پارٹنر کے روپ میں دیکھ رہا ہوں---کس کس کو ریجیکٹ نہیں کیا میں نے تمہارے لیے تم خود گواہ ہو اس بات کی--- مما تک کو سمجھایا اتنا انتظار کیا اور مزید انتظار بھی کر لیتا مگر تم نے کیا کیا این الصبا؟؟؟ ہماری کمٹمنٹ تک کا خیال نہیں کیا" دانیال پہلی بار اس سے اُلجھ رہا تھا غصہ ہو رہا تھا اسکی آنکھوں میں موجود لال ڈورے این الصبا کو بتا رہے تھے کہ وہ اس کی صرف دوست نہیں تھی

"میں نے کوئی کمٹمنٹ نہیں کی تھی" اسکی آواز دبی دبی سی نکلی--- دانیال زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے اسکے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا--- جیسے اپنے آپ پر ہنس رہا ہو کچھ دیر خاموشی کے بعد اسنے این الصبا کو دائیں ہاتھ کی انگلیاں گالوں سے مس کرتے دیکھا

"ہیۓ این الصبا" اس نے این الصبا کا وہی ہاتھ پکڑ کر اسے دیکھا مگر وہ چہرہ موڑ چکی تھی

"تم رو رہی ہو؟؟؟" دانیال نے اسکے ہاتھ کو جھٹکا دیا--- اسکی ہچکیوں کی آواز پر وہ بوکھلا سا گیا

"HeyI'msorrypleasedon'tcrymyfriend"

وہ اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر بولا

"بس مجھے غصہ آگیا تھا تم نے مجھے بتایا ہوتا تو میں اس طرح ری ایکٹ نہیں کرتا--- سوری یار" وہ مسلسل بول رہا تھا اور این الصبا بائیں ہاتھ کی پُشت سے آنکھیں رگڑ رہی تھی

"میں نے اپنی خوشی سے تو اُس سے نکاح نہیں کیا پھر بھی تم مسلسل مجھے ٹونٹ کرنے میں لگے ہوئے ہو" وہ ہونٹ مروڑتے بولی

"تو تم اس نکاح کو ختم کردو گی اب؟؟؟" این الصبا نے نامحسوس انداز میں اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا

"میں نے کچھ سوچا نہیں ہے ابھی اس بارے میں" وہ اب پُرسکون ہو چکی تھی

"تو سوچو نا ویسے بھی اُس نکاح کی کیا اہمیت جسے تم نے دل سے قبول نہیں کیا" وہ زہر خند سا کہہ رہا تھا

"ابھی ایسی صورتحال نہیں ہے کہ میں اس بارے میں کوئی اسٹیپ لے سکوں--- گھر پر بابا اور اُن کی بیگم بھی ناراض ہیں اور یہاں حویلی والے کیس میں اُلجھے ہوئے ہیں--- یہ رشتہ اگر میں نہیں تو اسفندیار پریشر میں آ کر ختم کر دے گا سوڈونٹ وری اباؤٹ اٹ" این الصبا نے بے فکر انداز میں کہا

"اسفندیار پریشر میں آنے والا لگتا تو نہیں ہے" دانیال کی فکر کم نہیں ہوئی تھی

"اُسکی مردانگی دیکھ چکی ہوں میں--- باپ کے سامنے بھیگی بلی بن جاتا ہے بے فکر رہو تم" این الصبا کے لہجے میں عجیب نفرت سی تھی--- اس نفرت کی تاثیر نے دانیال کے خدشات کو ٹھنڈا کر دیا تھا

****

ٹیم لیڈر کی ایسی حالت نہیں تھی کہ وہ انٹرویو لے سکتا اور دوسرا میمبر بھی آف لے چکا تھا تبھی دانیال سر شارق سے پرمیشن لے کر این الصبا اور ایک اور لڑکی کے ساتھ شاہان کا انٹرویو اگلے دن ہی شام میں لینے پہنچ گیا تھا ایس پی نے انہیں تفتیشی سیل میں بھیج دیا--- اپنی تیاریاں مکمل کر کے دانیال کرسی کھینچ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا

"کیا نام ہے تمہارا؟؟؟" دانیال نے نارمل انداز میں پوچھا

"شاہان الیاس" وہ آج بالکل بہتر حال میں تھا یہاں تک کہ لباس بھی تبدیل تھا

"اپنا مکمل تعارف کرواؤ---کم آن" اسے این الصبا اور دوسری لڑکی کو گھورتا پا کر دانیال نے اپنا شوز اسکی چیئر پر مارتے جیسے متوجہ کیا

"شاہان الیاس نام ہے بی ڈی ایس کے فائنل ائیر میں ہوں لاہور میڈ میکل ڈینٹل کالج کا اسٹوڈنٹ ہوں" وہ خاموش ہوا

"اور بھی بتاؤ یوٹیوب چینل وغیرہ,دوست وغیرہ" دانیال نے اسے اکسایا

"یہ میرے پرسنلز ہیں" وہ ناگواری سے بولا

"اچھا" دانیال نے مصنوعی متاثرانہ تاثرات سجاتے کہا

"ایک دن ٹارچر سیل میں گزارو گے تو پتا چل جائے گا کہ تفتیشی مراحل کے دوران آپ کا ذاتی کچھ بھی نہیں ہوتا جو پوچھا جائے سیدھا بتایا جاتا ہے" دانیال کے کہنے پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا

"بتانا ہے یا نہیں؟؟؟" دانیال نے کرسی سے ٹیک لگاتے اطمینان سے پوچھا

"یوٹیوب چینل ہے میرا ٹریول ولاگر ہوں ہم چار دوستوں کا گروپ ہے" اس نے جیسے جان چھڑائی

For more visit (exponovels.com)

"اور سہیلیاں کتنی ہیں؟؟؟" دانیال اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"یہ کیسا سوال ہے؟؟؟" وہ بھڑک کر بولا

"لڑکیوں سے بھی دوستی ہو گی نا تمہاری؟؟؟" دانیال نے سوال کا انداز بدلا

"ہاں ہے تو؟؟؟" وہ اکڑ رہا تھا

"ملیحہ سے بھی تھی؟؟؟" دانیال اصل سوال پر آیا

"ہیلو ہائے تھی بس" وہ بغیر ہچکچائے بولا

"اور اس ہیلو ہائے کو اپنے مطلب کی دوستی میں بدلنے کے لیے کیا کیا کیا تم نے؟؟؟" دانیال نے ایک اور سوال کیا

"اسکیوز می؟؟؟" اس نے می کو لمبا کھینچا

"اتنی اوور ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے---ابھی ہمیں نہیں بتاؤ گے تو پولی گراف ٹیسٹ میں کچھ بول پڑو گے نہیں تو ٹارچر سیل میں سب بتا دو گے---دیکھو بولنا تو تم نے ہے ہی اب یہ تم خود فیصلہ کر لو کہ کتنی اذیت سہہ کر سچ بولنا ہے" دانیال نے پتہ پھینکا

"بتا رہا ہوں ملیحہ سے صرف ہیلو ہائے تھی" وہ چلایا

"گُڈ تو تم نہیں بتانا چاہتے" دانیال کرسی سے کھڑا ہو گیا

"آپ جو سننا چاہتے ہیں اب میں وہ تو نہیں کہہ سکتا نا" اس نے زچ آ کر کہا

"ٹھیک ہے تمہیں ٹارچر سیل ہی منتقل کرنا پڑے گا" دانیال نے جیسے فیصلہ کیا

"تم لوگ مجھے دھمکا رہے ہو" وہ خود کو چھڑاتا چلایا

"ہم دھمکی نہیں دیتے عمل کرتے ہیں--- تم بس ویٹ کرو تمہاری چیخیں پورا لاہور سنے گا" ابن الصبا نے بھی حصہ ڈالا

"فیصل مسجد تک سنائی دیں گے تم فکر کیوں کرتی ہو" دانیال ہنسا---شاہان نے ایک بار پھر خود کو رسیوں سے آزاد کرنے کی کوشش کی

"میں نے اُسے قتل نہیں کیا اُسے شبی نے مارا ہے بوائے فرینڈ ہے اُسکا--- ملیحہ اُس سے بریک اپ کر کے میرے سے فرینڈشپ کرنا چاہ رہی تھی تبھی سے وہ جلا پڑا تھا خبیث اُسی نے مارا ہے ملیحہ کو" اچانک وہ تیز تیز بولنا شروع ہو گیا

"میری اور ملیحہ کی دوستی برداشت نہیں ہوتی تھی اُس سے----اُس نے ایسڈ بھی پھینکا تھا ملیحہ پر اور جب میں اُسے بچانے گیا تو یہ میرا بازو بھی جھلس گیا" اس نے اپنے بازو کی جانب اشارہ کیا جو رسی میں جکڑا ہوا تھا---دانیال نے اسکا جلا ہوا بازو دیکھا

"پہلے وہ اُسے بے وقوف بناتا رہا پھر جب ملیحہ کو اُسکے فیملی بیک گراوٴنڈ کا پتا چلا تو اُس نے بریک اپ کر دیا--- بس ملیحہ اُسکے جنگل سے نکل آئی تھی اسی کا بدلہ لینے کو ایک دوپہر اُس نے ملیحہ کو کالج کے پچھلی طرف سنسان گلی میں بلایا اور اُسکو زیادتی کا نشانہ بنانے کی

کوشش کی یہ تو عین وقت پر میں پہنچ گیا تھا ورنہ" وہ رکا---وہ سب جو بڑے غور سے اسے سُن رہے تھے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگے

"میں نے ملیحہ کو بچانے کے چکر میں اپنا بازو بھی داغدار کر لیا مگر اُسکے نصیب میں شاید زندگی نہیں تھی" گہری افسردہ سانس خارج کر کے وہ خاموش ہو گیا

"کہانی اچھی سنائی ہے تم نے---اب تم ہمارے ساتھ پولی گراف ٹیسٹ کیلیے جاؤ گے باقی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی وہیں ہو جائے گا" دانیال اسکا گال تھپتھپاتا سیل سے باہر نکل گیا

"میں کہیں نہیں جاؤں گا"

"چھوڑو مجھے" وہ چیختا رہ گیا---حولدار سے خود کو چھڑاتا رہ گیا مگر پی ایف ایس اے نے اسے نہیں بخشا

****

شاہان کا پولی گراف ٹیسٹ فیل ہو گیا تھا---کیس سے متعلق ہر سوال پر اسکا بی پی بڑھنے لگتا---موسام سے پسینہ پھوٹنے لگتا---اسکی رپورٹس کا انتظار تھا پھر اسے ٹارچر سیل شفٹ کر دیا گیا---ان کو کیس کے دونوں ملزم مل گئے تھے شبی اور شاہان---شبی کی حالت بہتر ہونے لگی تھی اسکا نروس سسٹم پہلے کے مقابلے اب زیادہ برداشت کر لیتا تھا اب ملیحہ یا

کیس کے متعلق کسی بھی بات یا سوال پر وہ ہائپر نہیں ہوتا تھا---الیاس صاحب ابھی تک جیل میں تھے انہوں نے منہ نہ کھولنے کی قسم کھا رکھی تھی---میڈیا اس بات کو خوب گرم مصالحے لگا کر پیش کر رہا تھا ان کی تنظیم پی ایف ایس اے اور دیگر اداروں پر بے وجہ تنقید کرتی نظر آ رہی تھی چند نامی گرامی سیاسی شخصیات کی پشت پناہی کے باعث پولیس کے بھی ہاتھ بندھ گئے تھے وہ ان پر کسی قسم کا تشدد کر کے میڈیا کو موقع فراہم نہیں کر سکتے تھے البتہ شاہان پر ان کا ہاتھ کھل چکا تھا---ٹارچر سیل میں پنجاب پولیس کے صرف دو ہاتھ ہی لگے تھے اسے کہ دوبارہ بیان دینے کو تیار ہو گیا مگر پھر جھوٹی کہانیاں گڑھنے لگا اسی دوران شبی کا بھی پولی گراف ٹیسٹ کیا گیا جو کافی حد تک پوزیٹو رہا تھا---ٹارچر سیل میں کچھ وقت مزید گزار کر شاہان کی بس ہو چکی تھی---دانیال اور ٹیم لیڈر ایک بار پھر تفتیش کیلیے تھانے آ چکے تھے---اس ایک ہفتے میں اسفندیار اور شبی پولیس کی سخت نگرانی میں لاہور میں ہی مقیم رہے تھے جبکہ این الصبا ایک اور کیس میں مصروف ہو چکی تھی---اس نے ہر طرف سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں ایسا لگتا تھا جیسے زندگی میں ایک نوکری کے سوا کچھ نہیں تھا----
دانیال نے شاہان کی ابتر حالت دیکھی پھر ٹیم لیڈر کو دیکھا جس نے اسے کیمرہ سیٹ کرنے کا اشارہ کیا

"مم---میں نے ہی ملیحہ کا قتل کیا ہے" وہ بتاتے ہوئے رو پڑا---ٹیم لیڈر نے میز پر پڑے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر اسے دیا---گلاس خالی کرنے کے بعد بھی جب وہ نہ بولا تو دانیال نے ٹوکا

"شروع سے بتاؤ سب"

"ملیحہ سے میری پہلی ملاقات اپنی کلاس فیلو کے تھرو ہوئی تھی اُسے ایک ویڈیو چاہیے تھی ایڈیٹنگ کیلیے----بس وہیں سے میری اُس سے ہیلو ہائے ہو گئی---اُس نے اپنا کام مکمل کر کے مجھ سے بعد میں کوئی رابطہ نہیں کیا اُسکی یہ بے نیازی میرا خون جلا گئی مجھ پر پورے کالج کی لڑکیاں مرتی تھیں چاہے وہ جونیئر ہوں یا میری کلاس میٹس---میں نے اُس سے سوشل میڈیا پر رابطہ شروع کیا اُسکا نمبر حاصل کیا ہر بار وہ ٹال مٹول سے کام لیتی رہی مجھے شاہان الیاس کو اگنور کرتی رہی پھر مجھے اُسکے اور شعبان کے ریلیشن کا پتا چلا میرے اندر عجیب سی آگ دھک اٹھی تھی---مجھ پر اُس نے شعبان کو فوقیت دی بھلا میری پسند کی گئی چیز کوئی اور مجھ سے کیسے چھین لے اگر وہ مجھے نہیں ملی تو کسی اور کی بھی نہیں رہنے دوں گا---ایک دن شبی جم آیا فٹ بال کھیلنے اسکا بیگ باہر ٹیبل پر پڑا تھا جہاں اور بھی اسٹوڈنٹس کے بیگ جمع تھے---اتفاق سے اسکا فون بھی بیگ میں تھا اور اُس پر کوئی لاک نہ تھا جسٹ سواپ کیا میں نے اور کانٹیکس میں سے ملیحہ کا نمبر تلاش کرنے لگا جو لائف لائن کے نام

سے سیو تھا میں نے اُسے کالج کے پچھلی طرف آنے کا مسیج کر کے ڈلیٹ کر کے دیا---
میں نے سم ون سے یہ کام کیا ابھی فون رکھنے ہی لگا تھا کہ مسیج آیا "کون؟؟؟ "مجھے جلدی میں کچھ سمجھ نہیں آیا شبی لکھ کر سینڈ کر دیا--- پھر مسیج آیا "تم نے نمبر چینج کر لیا" میں نے ٹائپ کیا "ایمرجنسی ہے اب اس نمبر پر دوبارہ مسیج مت کرنا بس باہر آجانا" اسکے علاوہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا---میں جب وہاں پہنچا وہ پہلے سے موجود تھی

"ہائے ملیحہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟ "میں نے دھوپ کی تمازت سے دمکتی اسکی گلابی ہوتی رنگت کو بغور دیکھتے دریافت کیا

"نتھنگ" وہ مروتاً مسکرائی

"کم آن----اس ٹائم اور ان سنسان گلیوں میں تم کچھ نہیں کرنے آئی" میں نے ہنس کر اس سے کہا تو وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی

"میں یہاں مور دیکھنے آیا تھا دیکھو گی؟؟؟ "میں نے اسے تذبذب کا شکار پاتے پوچھا

"یہاں کہاں سے آگئے مور؟؟؟ "وہ حیران ہوئی

"ادھر جو درخت نظر آرہا ہے اس گلی میں ایک گھر ہے اُن کے صحن میں نظر آتے ہیں سفید رنگ کی مورنی بھی ہے--- چلو" میں نے آگے قدم بڑھائے

"آؤ نہ" اسکا بازو پکڑ کر گھسیٹ لیا

"پھر کبھی چلیں گے" وہ بازو کھینچنے لگی مگر تب تک ہم پہنچ چکے تھے میں نے اسے گلی کے اندر زور سے دھکا دیا اسکا بیگ کہیں گرا اور وہ خود اُلٹے منہ دور جاگری---میں نے اپنے بیگ سے ایسڈ کی بوتل نکالی اور اسکی جانب بڑھنے لگا وہ ہاتھوں کے پنجوں کے بل پیچھے پیچھے ہو رہی تھی---ہرنی جیسی آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی اس خوفناک صورتحال نے اسکی زبان پر تالے ڈال دیے تھے

"اگر تم نے شور مچایا یا چیخی چلائی تو یہ سارا ایسڈ تمہارے منہ پر گرا دوں گا---اس جسم کا ریشہ ریشہ جھلس جائے گا" اس سرد پھنکار نے اسکے رہی سہی حس بھی گنوا دی---گھٹنے کے بل اسکے پاس بیٹھ کر میں نے اسکا دوپٹہ کھینچ کر دور اُچھالا تیزاب کی بوتل اب بھی میرے ہاتھ میں تھی وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی ہاتھ جوڑ رہی تھی جتنا اس نے مجھے تڑپایا تھا اپنے پیچھے کتے کی طرح خوار کروایا تھا اسکے سامنے اتنی سی تڑپ تو معمولی تھی---تیزاب کی بوتل نیچے رکھ کر میں اسکے دونوں بازو دبوچ کر اسے زمین پر چت لٹا چکا تھا---ابھی تو میں نے شروع ہی کیا تھا کہ (شاہان نے تین چار موٹی موٹی گالیاں نکالیں) شبی وہاں پہنچ گیا اس نے مجھ پر حملہ کر دیا ملیحہ پر تیزاب پھینکتے وہ ایک بار پھر بیچ میں آگیا جس وجہ سے کچھ تیزاب اُسکا گال اور میرا بازو جھلسا گیا---وہاں سے فرار ہوتے ہی میں نے گھر پہنچ کر ابو کو سب بتا دیا وہ ہمیشہ ہی میرے مسئلے حل کر دیا کرتے تھے---انہوں نے اپنے بندوں کو پیسے دے کر پی

ایف ایس اے کی وین پر حملہ کروادیا اور کافی حد تک کامیاب رہے ملیحہ کی لاش کی راکھ بھی نہیں بچی تھی---پھر پتا چلا کہ ثبوت ایک آفیسر نے بچا لیے ہیں تب بابا نے انسپیکٹر حیدر کو تگڑی رقم آفر کی کہ کچھ بھی ہوجائے وہ شبی کے گاؤں تک نہیں پہنچے گا کیوں کہ اگر شبی یا اسفند میں سے کوئی ان کے ہاتھ لگ جاتا تو میری حقیقت سامنے آجاتی---انسپیکٹر حیدر نے پتا نہیں کیسے معاملہ سنبھالا اور اسفندیار کو پی ایف ایس اے کے انویسٹیگیٹرز سے دور رکھا مگر کب تک؟؟؟کچھ دن پہلے انسپیکٹر حیدر نے ابو کو کال کی کہ وہ اور کرائم سین انویسٹیگیٹرز اسفندیار کی گرفتاری کے لیے حویلی جارہے ہیں تو ابو نے اپنے بندے بھیج دیے جنھوں نے گھڑسواری کے دوران اسفندیار پر حملہ کیا مگر وہ بچ گیا---واپسی پر انہیں وہ ہٹ مل گیا جہاں شبی کو چھپا رکھا تھا وہ اسے وہاں سے اغوا کرلائے اور مجھے شارجہ جانے کا حکم دے دیا" اپنی بات مکمل کرکے وہ کسی شکست خوردہ انسان کی طرح نیم مردہ سا ہورہا تھا

"صرف اپنے غرور کے نشے میں تم نے ایک معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا درندوں جیسا سلوک کیا؟؟؟" دانیال نے نہایت ہی نفرت سے پوچھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکا چہرہ بھی تیزاب سے جلادیتا

"میرے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی مجھے کچھ ہوش نہیں تھا میں کیا کرنے جارہا ہوں--
-مجھ سے غلطی ہوگئ" وہ نادم تھا یا خود کو ظاہر کر رہا تھا---دانیال نے اسکو جبڑوں سے پکڑ
لیا

"لعنت ہو تمہارے پیدا ہونے پر---ہوس کے پجاری ہو تم---انسان نہیں درندے ہو-
--خدا کی لعنت ہو تم پر" دانیال کا بس چلتا تو بھیچ چراہے پر اسے زندہ آگ لگا دیتا اور وہ اسکا
مستحق تھا---کسی کو رد کرنے کسی کو قبول کرنے کا حق ہم نے آج تک صنف نازک کو نہیں
دیا آخر اُسکی کیا اوقات وہ کسی مرد کو انکار کر سکے---گندے اور اس غلیظ معاشرے میں
عزت کے ڈر و خوف نے آج لڑکیوں سے سانس تک لینے کی آزادی چھین لی ہے---ہر
شعبے میں مرد اپنی حکمرانی قائم کرتے نظر آتے ہیں اگر عورتیں اپنے حق میں بولتی ہیں تو
اُنھیں زبان دراز, باغی اور بری لڑکی کا لقب دے دیتے ہیں اور جو گلا گھونٹ لیتی ہیں اپنی
خوشیوں کا اپنے قہقہوں کا اُنھیں اچھی لڑکی کا میڈل پہنایا جاتا ہے---اگر ایک زندہ انسان
کے باوجود بھیڑ بکری جیسی زندگی گزار کر آپ اچھی لڑکی بن جاتے ہیں تو اس سے بہتر ہے
آپ اپنے حق کیلیے, اپنی مرضی کیلیے آواز اُٹھا کر بری لڑکی بن جائیں---آپ گھٹ گھٹ کر
جئیں یا مر مر کر سانس لیں کوئی نہیں آئے گا آپ کے حق میں بولنے جب تک آپ خود
نہیں بولیں گی

"مجھے معاف کردیں, مم مجھ سے غلطی ہوگئ" اب جب موت اسکے سامنے کھڑی تھی تو وہ کہہ رہا تھا اس سے غلطی ہوگئ

"تمہیں وہ وقت یاد کرنا چاہیے جب تم نے ملیحہ کو لاچار اور بے بس کر دیا تھا اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا اسکے جسم پر تیزاب پھینکا تھا--- ذرا سا ہاتھ جل جائے تو لڑکیاں مما مما کا شور مچا کر پورا گھر اکٹھا کر لیتی ہیں اُسکو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی تیزاب کی جلن سے--- کیسے برداشت کیا ہوگا اُس نے؟؟؟ اور تم مرد کیسے ہو؟؟؟ کیا تم وہی مرد ہو جو اپنے گھر کی عورتوں کے محافظ ہوتے ہیں اور دوسروں کیلیے بھیڑیے--- انہیں اُدھیڑ کر نوچ کھانے کیلیے ہر پل تم لوگوں کی رال ٹپکتی رہتی ہے--- اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کیلیے نکاح کا راستہ دیا کہ ایک عورت کو خود پر حلال کر لو مگر آج مرد ایک عورت پر قناعت نہیں کرتے آج کے مردوں کا آدھا ایمان محفوظ نہیں ہو رہا نکاح کر کے--- تین تین سال کی بچیاں ان کی ہوس کا نشان بن کر کٹے جسم لیے کسی نہر میں پڑی اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی ہوتی ہیں کہ یہ تیری مخلوق ہے میرے مالک! یہ تیرا وہ بندہ ہے جسے تو نے اشرف المخلوقات کہا جسے افضل درجہ دیا--- جسے احساسات دیے جذبات دیے--- دیکھ میرے رب اس نے میرا کیا حال کیا ہے؟؟؟ وہ اِس غلیظ معاشرے سے سوال کرتی ہیں کہ لگاؤ فتوے میرے لباس پر کہ یہ میری کم لباسی کا نتیجہ ہے--- اب بولو کہ عورت اشارہ نہ کرے تو مرد کچھ نہیں

کر سکتا---ارے لعنت ہے تم لوگوں پر!!!" این الصبا نے روتے ہوئے شاہان کی جانب اشارہ کیا

"اگر ملک میں زیادتی کی شرح بڑھ رہی ہے تو اسکی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے تم جیسے، شاہان الیاس جیسے مرد---کھلے گوشت پر تو کتے ہی ٹوٹتے ہیں اور وہ مرد کتوں جیسے ہی ہیں جو اپنی ہوس کو یہ کہہ کر جسٹیفائی کرتے ہیں کہ عورت کم لباس پہنتی ہے---ننھی ننھی زندگیاں تم جانوروں، درندوں کی ہوس کھا گئی اور اس پر خاموش تماشائی عورتیں ان سب کو ڈوب مرنا چاہیے---جیسے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے ویسے ہی ایک عورت کی تذلیل پوری قوم کی عورتوں کی تذلیل ہے اور یہ ہیں کہ ذلت برداشت کرنے کی عادی ہو چکی ہیں---پچھلے پانچ سالوں میں سترہ ہزار عورتیں زیادتی کا شکار ہو چکی ہیں---ہزاروں لڑکیاں اپنے گھروں میں غیر محفوظ ہیں کوئی چاچو سے، کوئی ماموں سے، کوئی بہنوئی تو کوئی دیور سے مگر مہر بہ لب ہیں---ایسی چھت پر لعنت جس میں عزت محفوظ نہیں اور ایسی بزدلی پر تھو ہے" این الصبا جو بولنے پر آئی تو کیس سے ہٹ گئی اس کے اندر یہ غبار آئے روز کی زیادتی کی خبروں نے بھر رکھا تھا وہ کہیں نا کہیں تو نکلنا ہی تھا

"تمہیں تو سزائے موت ہو گی آخر اس قوم کو بھی پتا چلے کہ قانون امیر اور غریب کیلیے برابر ہے" این الصبا کا دل چاہ رہا تھا ابھی اسے پھانسی پر لٹکا دے

****

پولیس نے چارج شیٹ جاری کردی تھی جس کے تحت ان کی تفتیشی ختم ہو چکی تھی اگر ان کے پاس مجرم نہ ہوتا تو فائنل رپورٹ جمع کروائی جاتی مگر چونکہ ان کے پاس مجرموں کی لمبی قطار تھی اور تقریباً سارے ہی گرفتار تھے تو ایک لمبی چارج شیٹ تخلیق ہو چکی تھی--- یہ چارج شیٹ انسپیکٹر حیدر کے انڈر تیار کی گئی تھی-- الیاس صاحب اقبال جرم کرنے کو تیار نہیں تھی ان کی جانب سے کیس ابھی پیچیدہ ہی تھا---- مجسٹریٹ نے مزید تفتیش کا وقت دے دیا تھا اور اس بار کیس ایس پی کے ہاتھ میں تھا کیوں کہ یہ درخواست ان کی جانب سے کی گئی تھی اور ان کی چارج شیٹ میں ایک مزید نام درج ہو چکا تھا اور وہ انسپیکٹر حیدر کا تھا---کیس عدالت میں پہنچ چکا تھا

"الیاس صاحب اور ان کے بیٹے پر عدالت نے فردِ جرم عائد کر دیا ہے--- جی آپ بالکل درست سُن رہے ہیں--- عدالت میں پیش چارج شیٹ کے مطابق شاہان الیاس نے اپنے کالج کی جونیئر کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اور اس کے بعد اس پر تیزاب ڈال دیا اور یہی نہیں بے دردی سے تیز دھار آلے سے قتل کیا گیا مزید معلوم ہوا ہے کہ الیاس صاحب نے پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی کی وین جس میں لاش کو پوسٹ مارٹم کیلیے لے جایا جا رہا تھا پر حملہ بھی کروایا نتیجے میں لاش کی راکھ بھی فرانزک تک نہ پہنچ سکی---اس حوالے سے

ہمارے نمائندے اشرف نے ایک رپورٹ تیار کی ہے--- جی اشرف "این الصبا نے
ٹی وی پر چلتی نیوز رپورٹر کی تیز زبان کو داد دی اور پھر اپنا سمارٹ فون اٹھا کر کھڑکی میں کھڑی
ہوگئی
"کیا ہوا آج عدالت میں؟؟؟ "اس نے دانیال سے پوچھا
"ہوں---" دانیال کا مایوس سا ہنکارا اسے سمجھ نہ آیا
"اگلی پیشی کا انتظار کرنا ہوگا---" ابھی تو کیس کے اتنے ثبوت تھے---اقبال جرم کی ویڈیوز
تھیں اور کیس بھی بریگیڈئیر کی بیٹی کا تھا تب بھی عدالت کا وہی نظام تھا---این الصبا کو
افسوس ہونے لگا جو ادارے انسان کی راحت و سکون کیلیے بنائے تھے کہ یہاں سے انصاف
ملے گا اب وہ تاریخ پر تاریخ دیتے ہیں یہاں تک کہ درخواستگار کے جوتے گھس جاتے ہیں
عدالتوں کے چکر لگاتے لگاتے ایک ذہنی اذیت تھی یہ بھی
"شاہان نے عدالت میں بیان دیا ہے کہ یہ ویڈیو میں اُس نے وہ سب کہا جس کے لیے
پولیس نے اُسے مجبور کیا تھا اور اسے بہت ٹارچر کیا گیا تھا اور بھی بہت بکواس کر رہا تھا کہ
ٹارچر سیل میں اسکے ساتھ بہت نازیبہ حرکات ہوئی ہیں اور مزید برداشت اس میں نہیں تھی
تبھی جو اسکرپٹ اسے پکڑائی اس نے وہی رٹی رٹائی سنائی اور اسکے وکیل نے تین
شہادتیں پیش کی ہیں عدالت میں جن میں شاہان کے دو دوست ہیں اور ایک کسان ہے جس

کا کہنا ہے کہ وہ اسفندیار لوگوں کے یہاں کام کرتا ہے اور اس نے شبی کو پہلے بھی مزارعے کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانیاں کرتے اور ہاریوں کی بیٹیوں کو چھانسے دیتے دیکھا ہے---ایس پی نے انسپیکٹر حیدر کی وہ ریکارڈنگ بھی عدالت کو دے دی جس میں انسپیکٹر حیدر شبی کو جان سے مارنے کے مشورے دے رہا تھا الیاس صاحب نے وہ ریکارڈنگ اسے بلیک میل کرنے کو رکھی تھی مگر افسوس ان کا موبائل قبضے میں لیتے ہی وہ ایس پی کے ہاتھ لگ گئی---عدالت نے انسپیکٹر حیدر پر بھی فرد جرم عائد کر دی ہے جو ابھی تک نیوز میں نہیں آیا" دانیال نے اسے ساری رپورٹ سنائی

"اور میری گواہی کی ضرورت ہے؟؟؟" این الصبا نے اُس گواہی کے متعلق پوچھا جب اس نے اسفندیار کے آدمی کو اعتراف کرتے سنا تھا کہ اُس نے پی ایف ایس اے کی وین پر حملہ کیا ہے

"دیکھتے ہیں ویسے اسفندیار نے اپنا جرم قبول کر لیا ہے" جرم قبول کر لینے کے بعد شہادتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

"اچھا اور شبی نے گواہی دی؟؟؟"

"ہاں اس بے چارے کو تو بہت ہی پریشرائز کیا تھا الیاس صاحب کے وکیل نے اُسکا بی پی شوٹ کر گیا تھا---ایمرجنسی میں لے کر گئے تھے اُسے" این الصبا بہت پریشان ہو گئی---

شبی سے ہر ملاقات میں اسے صرف اس سے ہمدردی ہوئی تھی کئی بار اس کے دیکھنے کے انداز پر بہت تپ بھی جاتی تھی

"اب کیسا ہے وہ؟؟؟" اس نے پوچھا

"پتا نہیں میں تو گھر آگیا ہوں اور اب ریسٹ کروں گا" اس نے لاپرواہی سے کہا

"تم ایک بار پتا تو کرو" این الصبا نے ضد کی

"تم خود کر لو---آفٹر آل بھا بھی ہو اُسکی--- میرا خیال ہے تمہیں اُسکی خیریت دریافت کرنے بھی جانا چاہیے اسی بہانے اسفندیار سے بھی ملاقات ہو جائے گی" دانیال ہنس کر بول رہا تھا مگر این الصبا جانتی تھی وہ اس پر طنز کر رہا تھا طعنے مار رہا تھا

"ہاں میں بھی سوچ رہی ہوں چلی جاؤں---ڈنر اُن کے ساتھ ہی کر لوں گی" این الصبا بھی جل کر بولی تھی

"مرضی ہے تمہاری" دوسری جانب سے لاپرواہی ظاہر کی

"ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں---اللہ حافظ" این الصبا نے مسکرا کر کہا

"اوکے" این الصبا نے رابطہ منقطع کر دیا---ابھی وہ واپس بیڈ تک ہی آئی تھی کہ سیل فون پھر گنگنانے لگا اسکے ہونٹ آپ ہی آپ مسکرا دیے---دانیال کالنگ جگمگا رہا تھا

"ہاں بولو" این الصبا نے مسکراہٹ چھپاتے پوچھا

"وہ---وہ ایکچوئلی آج میرا اور علی کا باہر ڈنر کا پلان تھا عینی بھی ہمیں جوائن کر رہی ہے---"

"تو؟؟؟" این الصبا بیڈ پر بیٹھتی بظاہر لاپرواہی سے پوچھ رہی تھی مگر لب مسکرا رہے تھے

"اگرررر اگرررر تم جوائن کرنا چاہو تو آسکتی ہو---تمہاری مرضی ہے" وہ بن رہا تھا اب

"یہ ایک ہی منٹ میں پلان کیسے بن گیا؟؟؟" وہ اب اسے تنگ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی

"فاسٹ سروس ہے جناب" وہ ہنسا

"اچھا پھر میں اسفی کو منع کر دیتی ہوں" این الصبا کا دل چاہا کاش وہ سامنے ہوتا اسفی سُن کر اسکے چہرے کے تاثرات دیکھنا چاہتی تھی وہ

"ایک منٹ میں تم نے اسفندیار بلکہ اسفیییی کو فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع بھی دے دی" دوسری جانب وہ جل ککڑا بنا پوچھ رہا تھا

"اگر تمہاری سروس فاسٹ ہے تو میرا بھی صابن سلو نہیں ہے" دانیال نے اسکی بات پر زبردست قہقہہ لگایا تھا

****

ہر پیشی میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر کے اگلی تاریخ دے دی جاتی تھی---چھ مہینے گزر چکے تھے کیس جتنا حل ہوا تھا مزید بگڑ گیا تھا---اسفندیار پر تو ایک طرح سے کرفیو لگ چکا تھا اسکے گھر

کے باہر پولیس تعینات رہتی تھی اس کے ہر عمل پر ان کی نظر تھی---اسفندیار گھر میں رہ رہ کر اکتا گیا تھا اس نے عدالت میں درخواست دی تھی گاؤں جانے کی جسے الیاس صاحب کے وکیل کی چالاکی اور دلائل کی بناء پر مسترد کر دیا تھا---شبی کو بھی ابھی گاؤں جانے کی اجازت نہیں ملی تھی---گاؤں کے الگ حالات خراب تھے پریشے نہ زندوں میں تھی نہ مردوں میں رشتے دار عورتیں اسے روز کچو کے لگا تیں کہ یہی اسکی اوقات ہے کہ غلطی بھائی اور بھابھی کی اور سزا اسے دی اس کے شوہر نے پلٹ کر اسکی خبر تک نہیں لی تھی---جرگے کے مشران چاہتے تھے کہ اب گاؤں کے تمام معاملات سردار بدر الزمان سے لے کر ان کے قبیلے میں موجود باقی چار مشران میں سے کسی ایک کے حوالے کر دیں---گدی چھن جانے کے خوف نے سردار بدر الزمان کو مزید چڑچڑا اور سخت مزاج بنا دیا تھا اسفندیار کی بار بار درخواست پر بھی وہ گل زرین کو لاہور پڑھنے نہیں بھیج رہے تھے---ان کا کہنا تھا کہ پولیس چوبیس گھنٹے ان کے دروازے پر رہتی ہے اور وہ اتنے بے غیرت نہ ہو سکتے کہ ان حالات میں گل زرین کو ان کے پاس چھوڑ دیں---یہ کیس میڈیا کی بھی زینت بنا ہوا تھا ایس پی کی ایک پریس کنفرنس بھی ہو چکی تھی اس سلسلے میں جس میں انہوں نے انسپیکٹر حیدر کے حوالے سے تاریخ ساز الفاظ کہے تھے

"یہ وقت ایک مسلم قوم کیلیے شرمندگی اور ڈوب مرنے کا ہے---جن کے مذہب نے اُنہیں ایمانت داری کا درس دیا---رشوت لینے والے کو جہنمی قرار دیا نہایت افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ اُس قوم کے محافظ رشوت خور ہیں---خیانت کرنے والے ہیں اور ان ہی جیسے پولیس آفیسرز کی بناء پر آج پاکستان میں لوگ پولیس والوں کو حرام کمانے والے سمجھتے ہیں---رشوت خور اور بد دیانت جانتے ہیں---ہم شرمندہ ہیں پاکستان---ہم شرمندہ ہیں---اے پاکستان تیرے تو محافظ بھی غدار ہیں"

الیاس صاحب کا وکیل یہ ثابت کرنے پر تلا ہوا تھا کہ وین کو آگ الیاس صاحب کے بندوں کی فائرنگ پر نہیں بلکہ اسفندیار کے آدمیوں کی فائرنگ پر لگی ہے جسکی بناء پر عدالت میں این الصبا کی گواہی کی ضرورت پیش آگئی تھی---وکیل نے این الصبا کو کٹھرے میں بلانے کی اجازت چاہی---دوسری جانب اسفندیار کو کٹھرے میں لایا گیا کیوں کہ اب فیصلہ اسکے جرم کا ہونا تھا

"اجازت ہے" اسفندیار نے سر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا کہ وہ کمرہ عدالت میں کس جگہ کس نشست میں کس رنگ کے لباس میں کن تاثرات کے ساتھ موجود ہے؟؟؟

این الصبا کٹھرے میں حاضر ہوئی قرآن پاک کی قسم اٹھائی اور سچ بولنے کا دعوہ کیا

"جی مس این الصبا آپ اسفندیار کی کیا لگتی ہیں؟؟؟ کیا رشتہ ہے آپ کا ان سے؟؟؟ آپ ان کی حویلی میں ٹھہری کوئی تو ریلیشن ہوگا نا؟؟؟" این الصبا نے تھوک نگلا---لاکھ اس شخص سے جڑے رشتوں سے انکار کرتی رہے مگر زندگی نے ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا کہ سو دو سو کی موجودگی میں اس نے ایک رشتہ قبول کر ہی لیا تھا

"میرے والد کے کزن کے بیٹے ہیں" این الصبا نے اعتماد سے جواب دیا

"خوب--اب آپ عدالت کو بتائیں گی کہ آپ نے اسفندیار کو اپنے جرم کا اقرار کرتے کب اور کیسے سنا؟؟؟" عدالت میں خاموشی تھی---این الصبا نے اپنے عین سامنے کٹھرے کے سرے پر دونوں ہاتھ رکھے سر جھکائے کھڑے اسفندیار کو دیکھا ٹھیک اسی وقت اس نے مکمل سفید کاٹن کے شلوار سوٹ میں سر پر دوپٹہ جمائے کھڑی این الصبا کی جانب دیکھا--- نظروں کا ٹکراؤ ہوا اور این الصبا نے نگاہ پھیر کر وکیل کی جانب دیکھا جبکہ وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا

"میں روز صبح واک کیلیے جاتی تھی ایک دن واپسی پر باڑے کی جانب جاتے مجھے آواز آئی وہ ان کا ہی کوئی آدمی تھا پچھلی رات ہی آیا تھا ٹرک کے ساتھ---وہ بول رہا تھا کہ میں وہی لڑکی ہوں جو ملیحہ کا کیس ہینڈل کر رہی ہے اور یہ کہ اس نے جس گاڑی پر حملہ کیا تھا اُس میں میں بھی موجود تھی" این الصبا خاموش ہوگئی--- تو آج این الصبا نے اسکے خلاف گواہی دے

دی تھی مگر درحقیقت اسکی گواہی اسفندیار کے حق میں تھی اس نے عدالت میں وہی بتایا تھا جو اس نے سنا تھا---این الصبا واپس اپنی جگہ آ گئی تھی---بدرالزمان نے نہایت نفرت سے اسکی جانب دیکھا تھا وہ گہری سانس بھرتی دانیال کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے عدالت شاہان الیاس کو مجرم قرار دیتی ہے مگر چونکہ شعبان خان کے سواء اس قتل کا عینی شاہد کوئی نہیں تو دفعہ تین سو دو کے تحت قصاص عائد نہیں کیا جائے گا اور ورثاء بھی دیت لینے یا معاف کرنے کو تیار نہیں---عدالت دفعہ تین سو دو کے تحت شاہان الیاس پر قتل عمد ثابت ہو جانے پر اسے عمر قید کی سزا سناتی ہے" دفعہ تین سو دو میں ضمانت قبول نہیں ہوتی---دفعہ تین سو دو قتل عمد کی صورت میں عائد ہوتی ہے---قتل عمد سے مراد کسی شخص کو جان بوجھ کر قتل کرنا اسکی سزا قصاص یعنی قتل کے بدلے قتل یا معافی یا دیت (رقم اور اسکے دیگر مسائل بھی ہیں) بھی ہو سکتا ہے---یا عمر قید کی سزا بھی سنائی جاتی ہے جو زیادہ تر دس سال پر محیط ہوتی ہے---شاہان الیاس کو پچس سال کی سزا ہوئی تھی---عمر قید بڑھائی بھی جا سکتی ہے

"الیاس صاحب پر دفعہ 362 ثابت ہونے پر دفعہ 364 کے تحت دس سال قید با مشقت عائد کی جاتی ہے اسکے سواء پنجاب فرانزک سائنس ایجنسی کی وین پر حملہ کروانے کی صورت میں پچس لاکھ جرمانہ ادا کرنا ہوگا" دفعہ 362 میں abduction کا ذکر ہے اگر کسی ہوش

مند انسان کو پاکستان میں ہی قید رکھا جائے اور اغوا قتل کی نیت سے کیا جائے تو اس پر دفعہ 364 میں بتائی گئی سزا عائد ہوتی ہے. جس میں اگر اغوا کے بعد قتل کر دیا ہے تو سزائے موت نہیں تو سات سال عمر قید یا قید با مشقت سنائی جاتی ہے--- باقی اغواء کی اقسام 360 میں ہیں

"اسفندیار خان کے ملازم کو دفعہ 324 کے تحت عدالت تین سال قید کی سزا سناتی ہے" کسی بھی انسان پر قتل کے ارادے سے فائرنگ کرنا دفعہ 324 کے زمرے میں آتا ہے

"الیاس صاحب کے ملازمین کو عدالت 337 اور 324 کے تحت سات سال کی سزا کا اعلان کرتی ہے اور پولیس کو انہیں جلد از جلد گرفتار کرنے کا حکم دیتی ہے" دفعہ 337 میں بہت سے سب سیکشنز ہیں مگر بنیادی طور پر یہ کسی کو ایذا پہنچانے, زخمی کرنے کی صورت میں عائد کی جاتی ہے--- اسفندیار اور شعبان دونوں ہی ان کے حملے پر زخمی ہوئے تھے

"انسپیکٹر حیدر پر دفعہ 161 عائد کی جاتی ہے جسکی بناء پر انہیں تین سال قید اور دس لاکھ جرمانہ ادا کرنا ہوگا" دفعہ 161 میں اگر پولیس کسی بھی کام کیلیے رشوت لیتی ہے تو اسے یہی سزا سنائی جاتی ہے---

"عدالت سردار اسفندیار خان کو"---

اسفندیار کے نام پر جانے کیوں این الصبا کا دل دھڑکا تھا بلکہ کانپا تھا---دانیال نے بھی لب کاٹتی این الصبا کی جانب دیکھا

اسفندیار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ بھی اسکی جانب ہی دیکھ رہی تھی پہلی مرتبہ اسے این الصبا کی نظروں میں اپنے لیے نفرت, بیگانگی یا غصہ نظر نہیں آیا تھا مگر عجیب دھند تھی ان نگاہوں میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا لیکن این الصبا کو اسکی آنکھوں میں شکایت نظر آئی تھی---ایک عجیب سا شکوہ کچھ کھوجتی سی نگاہ!!!

سردار اسفندیار خان بہت ہی بدقسمت واقع ہوا تھا نکاح کے محض چند منٹ بعد اسکی منکوحہ اسے تفتیش کیلیے تھانے لے گئی تھی اور آج عدالت میں اسکے خلاف گواہی دے کر اسے تین سال کی سزا بھی دلوا چکی تھی

"عدالت سردار اسفندیار خان کو دفعہ 109 کے تحت وہی سزا سناتی ہے جوان کے ملازم کو دی گئی---تین سال قید" یہی عدل تھا جہاں مالک ملازم, امیر غریب برابر ہوں---دفعہ 109 میں کسی بھی شخص کو پیسے دے کر یا کسی دوسرے طریقے سے اکسا کر جرم کروانا شامل ہے اگر اسکی لاء میں کوئی مخصوص سزا ہو تو وہی دی جاتی ہے یا پھر جس سے اکسا کر جرم کروایا ہو اُسی کو دی گئی سزا جرم کروانے والے کو بھی سنائی جاتی ہے

"الیاس صاحب کی جانب سے آئے تین جھوٹے گواہان کو عدالت دفعہ 194 کے تحت

دس سال قید کی سزا دیتی" سیکشن 193 میں اگر کوئی شخص ایسی صورت میں چھوٹی گواہی

دیتا ہے جب اسے معلوم ہو کہ ملزم کو سزا ہو سکتی ہے تو اسے سات سال قید با مشقت کی

سزا ہوتی ہے یا جرمانہ یا دونوں مگر اس کیس میں دفعہ 194 لگی تھی کیونکہ اگر شہادت دینے

والے کو یہ پتا ہو کہ ملزم کو اس جھوٹی شہادت کی بناء پر سزائے موت یا عمر قید ہو سکتی ہے

تو اس پر 194 لگتی ہے

"عدالت شعبان خان کو باعزت بری کرتی ہے "جج صاحب نے عدالت کی کاروائی

برخاست کرتے آخری فیصلہ سنایا اور اُٹھ گئے---شعبان خان کا اس تمام کاروائی میں

باعزت بری ہو جانا کسی بھی طرح معجزے سے کم نہیں تھا کیوں کہ پنجاب فرانزک سائنس

ایجنسی کی رپورٹس کے مطابق وہ بھی وہاں موجود تھا اور شاہان بھی--- یہ ایک الگ کہانی تھی

کہ ان چھ ماہ میں دونوں حریف کے وکلاء نے کس طرح اس کیس کو سلجھایا اور اُلجھایا تھا---

مگر اس میں ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ ڈی این اے اور اسی طرح کے دوسرے فرانزک

ٹیسٹس کی حیثیت صرف ایک ثبوت سے زیادہ کی نہیں ہوتی اسکی بناء پر کسی کو مجرم نہیں

ٹھہرایا جاسکتا

این الصبا اور دانیال عدالت کی سیڑھیاں اُتر رہے تھے اسکے پاس سے ہی پولیس اسفندیار کو ہتھکڑیاں لگائے لے جا رہی تھی--- سورج کی شعاعیں اسکے بھورے بالوں پر پڑ رہی تھیں---اسفندیار پل کی پل رکا اسکو پکڑے پولیس اہلکار بھی اپنی اپنی جگہ تھم گئے این الصبا نے بہت ہمت کر کے اسکی جانب نگاہ اٹھائی بہت مشکل ہوتا ہے طاقتور لوگوں کے غرور کا آئینہ ٹوٹتے دیکھنا اور آئینہ بھی وہ جس پر آپ کے پتھر نے زخم لگائے ہوں---اسفندیار نے اپنے سامنے کھڑی اس دھان پان سی لڑکی کو دیکھا وہ اب بھی اس سے نفرت نہیں کر سکا تھا---این الصبا سے اسفندیار نے کبھی مقابلہ کیا ہی نہیں تھا

جو تو ہی مقابل ہے میرے تو فتح کیسی؟؟؟

ساری جیتیں تجھ پر وار گئے ہم ہار گئے

****

"بہت اچھی تربیت کی ہے تم نے اپنی بیٹی کی پرویز خان--- گھر کی عورتیں اب ہمارے مردوں کو عدالتوں میں گھسیٹیں گی؟؟؟ تم دیکھنا میں تمہاری بیٹی کا وہ حشر کروں گا کہ پوری دنیا دیکھے گی جو ذلت و رسوائی کی خاک اُس نے ہمارے سروں میں ڈالی ہے وہی اُس کے منہ پر نہ ملی تو میں بھی سردار بدر الزمان نہیں---- کس خوش فہمی میں ہو تم اور کس بناء پر یہ نکاح قائم رکھا ہے--- میں لعنت بھیجتا ہوں تمہاری آوارہ بیٹی پر---اسفندیار طلاق کے

کاغذات اُسکے منہ پر مارے گا" ان کا دبئی میں سارا بزنس بکھرا پڑا تھا آج کل اُسی سلسلے میں بہت فون کالز آ رہی تھیں انہوں نے یہی سوچ کر جلدی میں نمبر دیکھے بغیر کال اُٹھا لی مگر دوسری جانب سے بدرالزمان کی زبان سے نکلتے شعلوں نے انہیں جلا کر راکھ کر دیا

"آپ کسی خوش فہمی میں نہ رہیں--- خلع کے پیپرز میں آپ کے منہ پر ماروں گا--- قاتلوں کے خاندان سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا ہمیں اور خبردار جو میری بیٹی کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی--- زبان کھینچ لوں گا گدی سے--- لحاظ مروت سب ختم" پرویز خان بھی اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر دھاڑ رہے تھے--- مسکاء بیگم ان کی دھاڑ پر تیزی سے کچن سے نکل کر لانج میں آئیں--- وہ سیل فون صوفے پر پٹخ چکے تھے--- مسکاء بیگم ان کے غصے کے ڈر سے ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیں--- پھر ایک دو دن کے اندر اندر انہوں نے خلع کے پیپرز تیار کروا لیے

"این الصبا ڈیڈ از کالنگ یو" عمر نے اس کے کمرے میں جھانک کر کہا جو لائٹ آف کیے لیٹی تھی

"آتی ہوں" وہ مری سی آواز میں بولی--- اس کا ذہن اب تک تسلیم نہیں کر رہا تھا کہ وہ شخص جسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کلف کی بالٹی سے نکالا ہوا تنی آسانی سے اتنی بڑی سزا

کیسے قبول کرگیا اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی کہ اُس نے کوئی حملہ نہیں کروایا؟؟؟

"جی بابا؟؟؟" وہ ان کے بیڈروم میں داخل ہوئی وہ بیڈ پر بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے --اس کے آنے پر نظر کا چشمہ اُتار کر ایک طرف رکھ دیا

"یہ خلع کے پیپر زہیں سائن کر دیں" انہوں نے سائیڈ ٹیبل سے پیپر ز اُٹھا کر اسے پکڑائے --این الصبا کے دماغ میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہ فیصلہ کیے ہوئے ہیں

"پکڑیں" اسے یوں ہی برف کا مجسمہ بنے کھڑے دیکھ کر وہ اچانک دھاڑ کر بولے ---این الصبا نے جلدی سے پکڑ لیے

"سائن کریں" اسی دوران مسکاء بیگم اندر داخل ہوئیں

"این الصبا تمہارے سیل فون پر کسی کی کال آرہی ہے جا کر دیکھ لو---ارجنٹ نہ ہو"

"مم---میں سائن کر کے لاتی ہوں" این الصبا تیزی سے کمرے سے نکل گئی اگر وہ کھڑی رہتی تو وہ اُسی وقت دستخط کروا لیتے---پیپر ز اس نے لا کر کمرے میں بیڈ پر پٹخے اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی---فون دیکھا کسی کی کال نہیں تھی---اسی وقت مسکاء بیگم دستک دیتیں اندر آئیں

"جو بھی فیصلہ کرو سوچ سمجھ کر کرنا" وہ صرف اتنا ہی کہنے آئیں تھیں اور حویلی سے آنے کے بعد پہلی بار اس سے مخاطب ہوئیں تھیں

"میں خان کو کہہ دوں گی کہ تم سو گئی ہو" جاتے ہوئے انہوں نے دروازہ لاک کر دیا---این الصبا نے کاغذات سائیڈ ٹیبل کے ڈرار میں ڈالے اور بیڈ پر گر گئی

"ان کی مرضی چل رہی ہے جب چاہا نکاح کے پیپرز سائن کروا لیے جب چاہا خلع کے پیپرز پر دستخط کرنے کا حکم دے دیا" این الصبا کی ضدی طبیعت نے اسے روک رکھا تھا---اگلی صبح پرویز خان ایمرجنسی میں دبائی فلائی کر چکے تھے

****

ایک سال چھ ماہ بعد

"این الصبا کیا لائی ہو؟؟؟" نیوی بلیو لمبی قمیض کے ساتھ اس نے بلیو ہی جینز پہن رکھی تھی---قمیض کے ایک کنارے پر مہرون بیل تھی---بالوں کا جوڑا اور گہری سرخ لپ اسٹک آج بھی ہونٹوں پر قائم تھی---مہرون رنگ کا سوتی کپڑے کا اسٹولر گلے میں اسطرح ڈالا تھا کہ دونوں پلو آگے آ رہے تھے---بوندو خان بیکرز کا شاپر اسنے میز پر رکھا تھا---لانج میں صوفے پر اوندھا لیٹا ایل ای ڈی دیکھتا عمر فوراً اٹھ کر آیا

"کیک" اس نے شاپر کے اندر جھانکا

"یپ "این الصبا نے اپنا ہینڈ بیگ بھی لانج میں ہی میز پر رکھ دیا اب وہ اپنے کمرے میں ہی بند نہیں رہتی تھی اور پرویز خان بھی دبئی تھے

"کیس لیے؟؟؟"عمر نے کیک کا ڈبہ نکالتے کہا

"تم نے کبھی کیک نہیں دیکھا واپس رکھواسے "این الصبا نے خفگی سے کہا

"دیکھا ہے کھایا بھی ہے مگر تمہارے پیسوں کا نہیں کھایا" وہ معصومیت سے کہتا ڈبے پر لگی ٹیپ کھولنے لگا

"یہ دانی کیلیے لائی ہوں میں---ندیدے انسان---اڈیٹ نہ ہو تو" این الصبا نے احتیاط سے اس سے کیک پکڑا

"کیوں اُس کا برتھ ڈے ہے؟؟؟" عمر نے حیرت سے پوچھا---این الصبا نے اثبات میں سر ہلاتے کیک واپس ڈبے میں ڈال کر ملازمہ کو آواز لگائی

"یہ فریج میں رکھ دو"

"تو تم آج پارٹی پر جا رہی ہو؟؟؟" عمر اب بہت سوال کرتا تھا

"تمہیں کوئی تکلیف ہے؟؟؟" این الصبا چڑی

"بس میرے لیے پاستا لے آنا" اس نے احسان کرنے والے انداز میں کہا تو این الصبا نے اپنا سر پیٹ لیا

For more visit (exponovels.com)

"پاستا پاستا پاستا اسکے علاوہ بھی دنیا میں لذیذہ کھانے پائے جاتے ہیں میرے بھائی"

"پارو پارو پارو اسکے علاوہ بھی دنیا میں بے وقوف لڑکیاں پائی جاتی ہیں جب یہ بات دیوداس کو سمجھ نہیں آئی تو مجھے کیسے آسکتی ہے" عمر دوبارہ صوفے پر لیٹ چکا تھا

"وہ پارو تھی یہ پاستا ہے--- پاستاااا" این الصبا نے تا کو لمبا کھینچا

"وہاٹ ایوور--- عشق تو ایک جیسا ہے نا

دیوداس کا پارو سے, عمر کا پاستا سے" وہ گنگنایا

"بڑی ٹھنڈی کامیڈی تھی" این الصبا نے ناک سکیڑی

"یو مین کول کول نا" اس نے کالر جھاڑا

"شٹ اپ عمر" این الصبا سمارٹ فون پر ٹائیپنگ کرتی چڑ کر بولی

"شٹ اپ این الصبا" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا

"شیم آن یو تم سے سات سال بڑی ہوں میں" این الصبا نے شرم دلانی چاہی

"Thanksforaddingsuchaninformativeelementinmy knowledge"

عمر بھی کہاں باز آنے والا تھا---اس سے پہلے این الصبا کوئی جواب دیتی دانیال کی کال آنے لگی

"ہاں بولو؟؟؟" این الصبا کان کو فون لگائے لانج سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی

"کب تک آ رہے ہو پھر تم لوگ؟؟؟" وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی---آج بھی انٹرئیر سفید اور مہرون ہی تھا

"ہم لوگ؟؟؟ کہاں؟؟؟" این الصبا نے غصے سے ہونٹ بھینچے

"چلو اب ڈرامے نہ کرو مجھے پتا ہے تم لوگ میرا برتھ ڈے نہیں بھول سکتے" دانیال کے لہجے میں یقین تھا

"کیک لے آئی ہو تو وش بھی کر دو" این الصبا کو محسوس ہوا وہ مسکرا رہا ہے

"manymanyhappyreturnsoftheday"

اس نے وش کیا---دانیال کا دل دنیا کی ہر خوشی محسوس کرنے لگا---انہیں یاد بھی نہیں تھا لڑکپن سے جوانی تک کتنے سال ہو گئے تھے انکی دوستی کو

****

وہ چاروں دانیال کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے کیلیے "اربن کچن لاہور" آئے تھے---یہاں فرنچ اٹلین چائینیز سب تھا اور اٹلین کے تو یہ سارے شوقین تھے---اندر داخل ہوتے ہی مرجنڈا رنگ کی لائٹنگ نے ان کا استقبال کیا---گولڈن لائٹنگ کی بکھری

شعاعوں میں اربن کچن لکھا جگمگا رہا تھا---گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوئے جہاں وال پر بہت سی فوٹوگراف فریمز چسپاں تھے---سیٹنگ ارینجمنٹ اچھا تھا وہ سیکنڈ فلور پر آ گئے---این الصبا نے بلیک شارٹ شرٹ پر نیٹ کا لمبا سا گاؤن پہن رکھا تھا بالوں کا بل جوڑا بنائے---ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک سجائے---کانوں میں سلور بڑے سے ٹاپس پہن رکھے تھے---خوبصورت بلیک پینسل ہیل میں مقید پیر اسکی ہر چال پر کسی ماڈل کا سا گمان گزرتا

"تم کس خوشی میں اتنا تیار ہوئی ہو؟؟؟ برتھ ڈے تمہاری ہے یا میری؟؟؟" دانیال اسکے لیے کرسی کھینچ کر اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتا شوخی سے بولا

"میرے تیار ہونے پر تمہارا ابل آرہا ہے؟؟؟" اس نے منہ پھلایا

"ہاہاہاہا---مجھے لگا اسفی ملنے آرہا ہے" اسکے اچانک عجیب مذاق نے این الصبا کو چونکا دیا تھا وہ خاموش ہوگئی

"آرڈر دو" عینی نے کارڈان کی جانب بڑھایا---این الصبا عدم دلچسپی سے دانیال کا ساتھ دیتے آرڈر پلیس کروانے لگی---انہوں نے دانیال کیلیے کیک کا ارینجمنٹ بھی کروادیا تھا---دانیال ہاتھ میں چھری لیے عینی اور علی کی نوک جھونک پر ہنس رہا تھا این الصبا کا بھی موڈ بحال ہونے لگا

"اس بگ بی نے سارا کھالینا ہے اس لیے پہلے تم این الصبا کو پھر مجھے کھلاؤ گے" عینی انگلی اٹھائے حکم دے رہی تھی

"او کوئل کو کو زیادہ مت بولو---یہ دو سو والے کیک کیلیے مرے نہیں جا رہا میں" اس نے اپنا کوٹ درست کرتے ایک ادا سے کہا

"یہ دو سو کا نہیں ہے علی" این الصبا نے دانت پیسے

"اوہ تم لائی ہو" وہ جیسے ہوش میں آیا تھا عینی ہنسنے لگی

"برش کر کے آئی ہو؟؟؟" علی نے پھر جملہ کسا

"آپ لوگوں کا حکم ہو تو میں کیک کاٹوں؟؟؟" دانیال چھری پکڑے پکڑے تھک گیا تھا

"اجازت ہے" علی نے شاہانہ انداز میں کہا تو سب کا ہلکا سا قہقہہ گونجا

"HappyBirthdaydeardaniyal
HappyBirthdaydaytoyou
Mayyougetwifewithبڑا سا منہ"

آخری جملہ صرف علی نے بولا تھا دانیال نے مصنوعی غصے سے اسے گھورا جبکہ عینی اور این الصبا ہنسنے لگی---این الصبا کی تو ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی تھی دانیال نے کیک کا پیس اسکے منہ کی طرف بڑھایا---چہرے پر خوشی کے آثار لیے اس نے ابھی کیک کو کاٹا بھی

نہیں تھا کہ سامنے سے سیڑھیاں چڑھ کر سیکنڈ فلور پر آتے بلیک جینز پر وائٹ بے شکن شرٹ پہنے---کہنیوں تک بازو فولڈ کیے---دائیں ہاتھ میں کار کی چابی گھماتے شخص پر اسکی نظر پڑی---اسکی شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے تھے---ہلکی ہلکی بھوری شیو, ہم رنگ بال وہی مغرور نقوش

این الصبا کی آنکھیں کیا منظر دیکھ رہی تھیں؟؟؟

وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا بلکہ پہلے اس نے ہی دیکھا تھا---اسکے ساتھ کھڑی لڑکی کچھ کہہ رہی تھی پھر وہ بھی اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی این الصبا پر آٹھہری

"کھا بھی لو---میری بھی باری آنے دو" علی کی آواز نے جیسے اسکا سکتہ توڑا مگر دانیال بھی سامنے کھڑے اسفندیار کو دیکھ چکا تھا---عینی اور علی کی اسفندیار کی جانب پُشت تھی انہوں نے بھی گھوم کر پیچھے دیکھا

"یہ تو جیل میں تھا" عینی ہولے سے بڑبڑائی---شاک کے اس عالم میں اسکے لبوں سے بس یہی نکل سکا تھا

اسفندیار کے چہرے پر بے تحاشا سختی تھی---جبڑے بھینچے سرد برفیلی نگاہ این الصبا کے چہرے پر ڈال کر وہ تیز تیز سیڑھیاں اُتر گیا---وہ لڑکی پہلے انہیں دیکھتی رہی پھر اسفندیار کے پیچھے بھاگی

"سر"

"سر" وہ ریسٹورینٹ کے باہر بنی جگہ پر موجود اسے تیز تیز پکار رہی تھی مگر وہ آندھی طوفان کی طرح ہر شے ء سے بے نیاز اپنی چمچماتی سیاہ کرولا میں آبیٹھا

"سر پلیز میری بات تو سنئے---" وہ اسکی طرف کا شیشہ بجاتی منت کر رہی تھی---اسفندیار اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا اسکی کار تیزی سے ریورس ہوئی اور دھول اُڑاتی اسکی نظروں سے دور ہوگئی

"یہ یہاں کیا کر رہا تھا؟؟؟" سب سے پہلے عینی کی متجسس روح پھڑکی---این الصبا کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی---کیک پلیٹ میں ہی پڑا رہ گیا تھا---دانیال نے ٹشو پیپر سے اپنے ہاتھ صاف کیے---اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا

"مجھے گھر جانا ہے میرا سر پھٹ رہا ہے پلیز--- تم لوگ انجوائے کرو" این الصبا کو ہمیشہ اپنی ذات سے سروکار رہتا تھا اب بھی وہ اسکی سالگرہ کا خیال کیے بغیر بولی نہ ہی اس نے اپنے تاثرات چھپائے تھے

"این الصبا آج دانی کی برتھ ڈے ہے" عینی نے دبے دبے لہجے میں احتجاج کیا
"I'mreallysorrydaniyal"
این الصبا میز پر سے اپنا کلچ اُٹھاتی بولی
"میں تمہیں ڈراپ کر آتا ہوں" وہ بھی اٹھ گیا
"ہم لوگوں نے کا آرڈر دیا ہے یار" علی نے بھی مداخلت کی
"پلیز این الصبا اب تم اسفندیار کی شکل دیکھ کر ہی اس طرح ری ایکٹ کرو گی؟؟؟ مطلب اتنا اہم ہو گیا ہے اب وہ؟؟؟ وہ جیل میں رہے یا باہر نکلے ہمیں اس سے کی؟؟؟" علی اور عینی ان کے نکاح سے بے خبر تھے ہاں یہ ضرور جانتے تھے کہ وہ این الصبا کا کزن ہے--
-این الصبا نے ایک نظر کھڑے دانیال پر ڈالی دوسری ان دونوں پر پھر جیسے احسان کرتی بیٹھ گئی
"شکر---ورنہ دانی تو تمہیں ڈراپ کرنے کے بہانے کھسک گیا تھا---ہمیں پیچھے سے برتن دھونے پڑتے" اس نے ماحول کو خوشگوار کرنا چاہا---دانیال ہلکے سے مسکرا دیا---
عینی ہنسنے لگی---این الصبا کسی سوچ میں گم تھی---کچھ دیر میں علی نے ان سب کا موڈ بحال کر دیا تھا
****

دانیال نے اسے گھر ڈراپ کر دیا تھا وہ پورے راستے اس سے مخاطب نہیں ہوئی تھی اور وہ بھی کچھ نہیں بولا تھا---کمرے میں آکر اس نے اپنا گاؤن اُتارا--- بال کھولے اور شیشے کے سامنے کھڑی ہوگئ---وہ اس سال چھبیس سال کی تھی--- یہ اسکا ستائیسواں سال چل رہا تھا--- مگر تیکھے نین نقوش, مناسب قد اور پتلی جسامت اسے کسی ماڈل کا سا لُک دیتی تھی---وہ بائیس تیئس کی لگتی تھی مگر اس وقت آئینے میں اپنے گالوں پر ہاتھ رکھے, پھر بالوں کو ادھر سے اُدھر شفٹ کرتے ہر انداز سے اپنے چہرے کو دیکھ رہی تھی, لپ اسٹک ٹشو سے صاف کر کے, ٹشو پیپر ڈریسنگ کے ساتھ پڑی باسکٹ میں رکھ دیا---شارٹ شرٹ اور پجامے میں ملبوس, ناگن زلفیں بکھیرے, مٹے مٹے میک اپ کے ساتھ بھی وہ خاصی پُرکشش اور دلکش لگ رہی تھی مگر جانے کیوں اسے آج اپنا سراپا پسند نہیں آرہا تھا یا شاید وہ غیر ارادی طور پر اپنے آپ کو اسفندیار کے ساتھ موجود لڑکی سے میچ کر رہی تھی--- اٹھارہ اُنیس کی ٹین ایج گرل, ٹیل پونی, رائل بلیو ٹاپ اور ٹائٹ جینز میں ملبوس اسفندیار کے ساتھ رات کو ڈنر کرنے ریسٹورینٹ آئی تھی--- مسکرا کر اسے کچھ بتا رہی تھی جب این الصبا کی اسکی جانب نظر اُٹھی تھی وہ اس سے ایک انچ کے فاصلے پر ہی تو کھڑی تھی

وہ اسفندیار کی کیا لگتی تھی؟؟؟

اُس کے ساتھ کیوں تھی؟؟؟

For more visit (exponovels.com)

ان کے درمیان کتنی بے تکلفی ہوگی؟؟؟

این الصبا نے ڈریسنگ پر زور سے ہاتھ مارا دو تین چیزیں نیچے گریں---اسکے چہرے پر صرف غصہ جھلک رہا تھا---پُرسکون سا غصہ---پھر ڈریسنگ سے ہٹ کر بیڈ پر گر گئی---

پنکھا بند تھا کمرے میں اے سی چل رہا تھا---کافی دیر پنکھے کو گھورتے اسکے دماغ میں ماضی کسی فلم کی طرح چل رہا تھا---ہر طرف ایک ہی چہرہ تھا کبھی اسے دھمکاتا ہوا تو کبھی شعر گنگناتا ہوا

این الصبا نے ہر خیال جھٹکنے کو ماتھے پر بازو رکھ لیا

کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دو اے حسن والو

گنگناہٹ کی آواز بہت قریب سے آئی تھی این الصبا نے اچانک بازو ہٹایا اٹھ کر بیٹھ گئی

پورے کمرے میں نظر دوڑائی کوئی نہیں تھا

"میرا حق ہے تم پر" کوئی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا اور اب کیسے اسکا حق کسی اور کو دے رہا تھا

"تم نے میرا اعتبار توڑا ہے"

"وعدہ خلافی کی ہے"

For more visit (exponovels.com)

کسی نے شکوہ کیا این الصبا نے اپنا سر گھٹنوں میں دے لیا جیسے اسکی آواز کو دبانا چاہ رہی ہو وہ خود ابھی اپنے جذبات واحساسات سمجھ نہیں پا رہی تھی بس ایک گھبراہٹ تھی، ایک خوف تھا، عجیب بے چینی، اُلجھن بے قراری جو تڑپا رہی تھی---دل وسوسوں میں گھرا ڈر و خوف سے کپکپا رہا تھا

وہ اسفندیار سے محبت تو نہیں کرتی یہ تو طے تھا مگر وہ اسے کسی کے ساتھ دیکھ بھی نہیں سکتی تھی---کیسی تھی وہ

نہ اُسے اپنا ہونے دیتی تھی

نہ غیر کے حوالے کر سکتی تھی

اس نے کبھی اپنے لائف پارٹنر کے بارے میں نہیں سوچا تھا کہ اسکا ہمسفر کیسا اور کون ہوگا؟؟؟

پھر جب شادی کیلیے دباؤ پڑنے لگا تو اسکے ذہن میں ہمیشہ دانیال کی شبیہہ اُتری شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ کمٹ کر چکا تھا---وہ شادی کرے گا تو صرف اس سے پھر اسے کہیں نہ کہیں تو شادی کرنی تھی نا تو دانیال کیوں نہیں؟؟؟ وہ اسکا دوست تھا، اسے سمجھتا تھا اس سے محبت کرتا تھا اسکی خواہشات کو ترجیح دیتا تھا اور سب سے بڑھ کر اسکا غم خوار تھا اسکا ساتھی، این الصبا کا چارہ گر

مگراب ایسا مقام تھا کہ وہ اسفندیار کو خلع کے پیپرز بھجوانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی
مگر وہ دانیال کو انکار کر کے اسکا دل بھی نہیں توڑ سکتی تھی
وہ دانیال کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی مگر وہ اسفندیار کو کسی اور کیلیے بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی--
-این الصبا کی یہ رات بہت بے چین گزری تھی---وہ بستر پر کروٹیں بدلتی سکون کی متلاشی
صحراؤں میں سفر کر رہی تھی---رقابت کی آگ ہی وہ پہلا احساس ہے وہ پہلی چبھن ہے جو
محبت سے آشنا کرواتی ہے---
محبت کا ظرف بہت چھوٹا ہوتا ہے تقسیم تو دور کی بات وہ تو یار کا تصور بھی کسی کے ساتھ
نہیں بانٹنے دیتی
این الصبا کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تو تکیہ اُٹھا کر ادھر اُدھر رکھنے لگی---مگر آنکھوں کے
سامنے ایک ہی منظر لہرا رہا تھا وہ لڑکی کس تڑپ سے اسکے پیچھے لپکی تھی؟؟؟
این الصبا نے تکیے کو بری طرح اپنی مٹھی میں دبوچ لیا
فراق یار نے بے چین مجھ کو رات بھر رکھا
کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ اُدھر رکھا
****
"این الصبا" وہ پی ایف ایس اے کیلیے نکل رہی تھی جب مسکاء بیگم نے اسے آواز لگائی

"جی؟؟؟" این الصبا اپنی کار کا لاک کھولتے کھولتے رہ گئی

"آج شام کی فلائٹ سے خان واپس آرہے ہیں---وہ آتے ہی تم سے خلع کی ڈیمانڈ کریں گے---ان کا ارادہ اپنے ایک دوست کے بیٹے کیلیے ہے وہ کافی وقت سے منتظر تھے مگر پہلے ان کی ضد خاندان میں کرنے کی تھی تو معذرت کرتے رہے مگر اب شاید وہ منع نہ کر سکیں---ڈیڑھ سال بہت ہوتا ہے فیصلہ کرنے کیلیے" وہ آرام سے کہہ کر پلٹنے لگی تھیں جب این الصبا نے ان کی پُشت پر نظریں جماتے سوال کیا

"آپ اسفندیار سے رابطے میں ہیں؟؟؟" وہ رُکی ہوئی تھیں اسکے سوال پر پلٹ کر اسے دیکھا

"جس دن ہم حویلی سے آدھی رات کو نکالے گئے تھے مجھے اُسی روز اپنے دو رشتوں میں سے ایک کو چننا تھا اور میں نے خان کو ترجیح دی" این الصبا کو ان کا لہجہ کچھ کاٹ دار سا یا شکوہ کناں لگا تھا

"پھر آج کیوں اپنے بھتیجے کی حمایتی بن رہی ہیں؟؟؟" این الصبا نے طنز نہیں کیا تھا مگر الفاظ کا چناؤ اچھا نہیں تھا

"غور کرو گی تو سمجھ جاؤ گی کہ میں کسی کی حمایت کر رہی ہوں اور ایک بات یاد رکھنا این الصبا باپ کے ساتھ ضد لگائی جا سکتی ہے شوہر کے ساتھ نہیں" وہ مزید اسکا ایک لفظ بھی سنے

For more visit (exponovels.com)

بغیر تیزی سے اندر چلی گئیں---این الصبا نے گہرا سانس لیتے آسمان کی جانب دیکھا جو اس کے مستقبل کی طرح دھندلا رہا تھا

این الصبا کچھ سیلڈ سمپلز چیک کر کے الگ الگ کر رہی تھی انہیں ان سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں پہنچانا تھا اسی وقت دانیال لیبارٹری سے سیدھا اسکے پاس آگیا---لیب کوٹ اُتار کر کاؤنٹر پر رکھا---این الصبا اپنے کام میں مصروف رہی

"اسفندیار کا پتا چلا وہ کیسے جیل سے رہا ہو گیا؟؟؟اُس نے تم سے رابطہ کیا؟؟؟" دانیال نے اسکے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہا

"وہ مجھ سے کیوں رابطہ کرے گا؟؟؟اور وہ جیل میں رہے یا سوئزرلینڈ میں آئی ڈونٹ کیئر" این الصبا لاپرواہی سے بولی

"پھر کل اُسے دیکھ کر تمہارا ری ایکشن اتنا ہارڈ کیوں تھا؟؟؟ بکاز یو کیئر" دانیال کی عادت تھی جو اسکے چہرے سے پڑھتا اسے سنا دیتا

"جو تم سمجھو" وہ اب بھی بے فکری سے مخاطب تھی

"زندگی اس ایٹیٹیوڈ سے نہیں گزاری جاتی این الصبا---ایک دن تنہا رہ جاؤ گی" وہ مخلصانہ مشورہ دے رہا تھا

"میں تنہا ہی ٹھیک ہوں تم اگر جانا چاہتے ہو تو جاسکتے ہو" وہی ازلی بے نیازی, اپنے آپ کو رشتوں, دوستوں کے بغیر بھی مضبوط سمجھنا

"میں تو چلا ہی جاؤں گا مگر تمہیں اسفی کے حوالے کر کے" وہ اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا نظریں سامنے والے کاؤنٹر پر تھیں

"واٹ ربش؟؟؟" این الصبا نے اویڈنس وہیں چھوڑ دیے غصے سے اسے گھورنے لگی

"کل اُس لڑکی کو اسفندیار کے ساتھ دیکھ کر تمہیں جلن ہوئی تھی---اُسے گرفتار ہوتے دیکھ کر تمہیں تکلیف ہوئی تھی---اُسکا روعب جمانا تمہیں اچھا لگتا ہے---تم اُسے خلع کے پیپرز شاید زندگی بھر نہ بھجوا سکو---اپنے آپ کو دھوکہ دے رہی ہو؟؟؟ خود سے جھوٹ بول کر یہ منافقوں والی زندگی گزار سکو گی؟؟؟ تم نے تو ہمیشہ حالات کو اپنی منشاء کے مطابق موڑا ہے اب کیوں حالات سے ڈر رہی ہو؟؟؟ اگر دل دغا دے ہی چکا ہے تو تسلیم کر لو اپنے حصے کی جنگ لڑو" این الصبا دم سادھے اسے سُن رہی تھی کیا اُسکے ماتھے پر لکھا تھا کہ وہ اُس سے محبت---نہیں اسفندیار سے محبت؟؟؟

بالکل نہیں---وہ اس کے آئیڈیل سے بالکل میچ نہیں کرتا---وہ اور این الصبا الگ الگ ذہنیت, رہن سہن اور عادت واطوار کے مالک ہیں

"میں اگر تمہارا مخلص نہ ہوتا یا دوست نہ ہوتا تو آج یہ سب تم سے نہیں کہہ رہا ہوتا---مجھے تمہارا کھرا کردار پسند تھا جو ظاہر وہی باطن, کوئی منافقت نہیں---پلیز اپنے کردار میں منافقت مت بھرو پوری ایمانداری سے اپنی زندگی کا فیصلہ کرو---میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا تمہارے ہر فیصلے میں---میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم میری ہو--میں تمہیں کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا---یہ سب بکواس جاہل لوگ کرتے ہیں جنہیں محبت کے مفہوم تک سے آگہی نہیں ہوتی---ہر انسان کو اپنی زندگی کے فیصلے لینے کا اختیار ہے محبت کا مطلب زبردستی اپنی ذات کو کسی پر مسلط کرنا نہیں ہے---دوسرے کو اُسکی خوشی دینا اور قربانی دینا ہی اصل محبت ہے" دانیال نے اپنی طرف سے ہر بات, ہر پہلو کی وضاحت دے دی تھی---وہ این الصبا کا دوست تھا---روشن خیال اور اچھی ذہنیت کا مالک کیوں نہ ہوتا؟؟؟

"اگر تم پھر بھی انا قائم رکھ کر اسفندیار سے علیحدگی لے لیتی ہو تو مجھے ضرور یاد رکھنا---میں منتظر رہوں گا تمہارے فیصلے کا" اسکی حیران آنکھوں میں دیکھ کر چاہت بھری مسکراہٹ سے نواز گیا اور این الصبا چاہ کر بھی اسے روک نہ سکی اسکی کسی بات کی تردید نہ کر سکی

****

مغرب کا وقت تھا نماز ادا کر کے وہ ایسے ہی بُک شیلف سے فورٹی رولز آف لو اُٹھا لائی یہ ایک بہترین کتاب تھی وہ اسے کئی بار پڑھ چکی تھی---اس وقت بھی یہ سوچ کر اٹھا لی کہ ان

اُلٹی سوچوں سے نجات مل جائے گی---مگر یہ اتنا آسان نہیں تھا کتاب گود میں کھلی پڑی تھی اور ذہن میں دانیال کی باتیں گونج رہی تھیں---بیڈ کراؤن سے سر ٹکائے اس نے آنکھیں موند لیں---وہی لڑکی اسفندیار کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتی نظروں میں آسمائی---اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں---ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے شبنم کی طرح چمک رہے تھے اس نے پیشانی صاف کی

"کیا ہو گیا ہے مجھے؟؟؟"

"اتنا یاد تو وہ مجھے اس ڈیڑھ سال میں نہیں آیا جتنا اس ایک دن میں آ رہا ہے" این الصبا نے بے بسی سے سوچا

"کتنی بے وقوف اور عام نکلی میں؟؟؟ وہی عام لوگوں کی طرح محبت کا راگ الاپتے مقابل کے سامنے ڈھیر ہو جانا"---

"اپنی عزت، وقار، انا سب قربان کر کے اگر مجھے اسفندیار ملتا ہے تو نہیں چاہیے وہ"

مزید اُلٹی سیدھی سوچیں اسکے دماغ کے ارد گرد ڈیرہ ڈالے ہوئیں تھیں جب اسے اپنا سیل فون وائبریٹ ہوتا محسوس ہوا

ایک انجان نمبر سے کال آ رہی تھی---این الصبا نے اٹینڈ کی

""ہیلو" گھمبیر بھاری آواز

"کہیے" وہ پہچانی نہیں

"اسفندیار خان بول رہا ہوں"

این الصبا کی سانس تھم گئی---اس کا پورا وجود کان بن چکا تھا---

"اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں" جملہ تھا یا صور پھونکا تھا اس نے

این الصبا کے ہاتھ کانپنے لگے---ہونٹ کچھ کہنے کی کوشش میں پھڑپھڑانے لگے

"خوش ہو؟؟؟" بہت دیر بعد سنجیدہ سی آواز میں اُس نے پوچھا

"بہت زیادہ---شکر ہے تم نے مجھے اس زبردستی کے relationship سے آزاد کرنے کا فیصلہ کرلیا کم ازکم ایک روایت تو توڑی تم نے اپنے خاندان کی" این الصبا کے آنسو گالوں پر لڑھک رہے تھے بے آواز مینہ برس رہا تھا---دوسری جانب اسفندیار اسکی اتنی بیگانگی ولاتعلقی پر سرد آہ بھر کر رہ گیا---کیا تھا اگر وہ محبت نہ سہی، پسند نہ سہی رشتے کا ہی لحاظ کرلیتی---وقت کے ساتھ سب بدل جاتا

"بہت سی روایات بدل چکا ہوں---گاؤں اب پہلے جیسا نہیں رہا کبھی چکر لگانا میری بات کی تصدیق ہوجائے گی" این الصبا کو تو بس اسکی آواز سُن رہی تھی وہ کیا کہہ رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسکی پہلی خبر نے ہی اسکے حواس چھین لیے تھے

"تمہیں کوئی شکوہ نہیں ہے؟؟؟ تمہارا بھی یہی فیصلہ ہے؟؟؟" وہ جیسے یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ بھی یہی چاہتی ہے---این الصبا نے بے دردی سے اپنے گال رگڑے---سیل فون کان سے تھوڑا دور ہٹا کر اپنے آپ کو نارمل کرنے لگی---اسفندیار کھنکارا

"میں تم سے پہلے یہ فیصلہ کر چکی تھی---خلع کے پیپرز میرے ڈرار میں پڑے ہیں میں جلد ہی سائن کر کے پوسٹ کر دوں گی تم مجھے ایڈریس سینڈ کر دو" این الصبا نے جیسے ایک پل میں فیصلہ کر لیا تھا---کوئی نوکیلا تیر اسفندیار کے سینے کے آر پار ہو گیا تھا---اسے اپنے سینے سے خون رستا محسوس ہوا----این الصبا نے پتھر دے مارا تھا اسے وہ زخم زخم ہو گیا---مگر انا تھی کہ انکار کر رہی تھی اپنی دلی کیفیت ظاہر کرنے پر

انا جب بے تحاشہ ہو

تو کیسے نا تماشہ ہو؟؟؟

"اسکی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں ڈائیوارس پیپرز بھجوا دوں گا" وہ اسے چھوڑ رہا تھا اور وہ اسے چھوڑ رہی تھی دونوں ناک اونچی رکھنے میں رشتے پیروں تلے روند رہے تھے

"ہونہہ،تم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ تم مجھے چھوڑ رہے ہو؟؟؟" این الصبا زہر خند لہجے میں بولی

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے این الصبا تم مجھے چھوڑو یا میں تمہیں چھوڑوں---رشتہ تو دونوں صورتوں میں ختم ہو گا" وہ جیسے زخمی مسکراہٹ سجاتے بولا

"میں فون رکھ رہی ہوں" کچھ دیر اور بات کرتی تو شاید دل انا کا خول اُتار پھینکتا

"تو میں ڈائیوارس پیپرز بھجوادوں؟؟؟" وہ پوچھ رہا تھا

"نہیں" این الصبا کے جواب نے ابھی اسفندیار کو حیران ہی کیا تھا کہ وہ مزید بولی

"میں خلع کے پیپرز بھجواؤں گی نہیں تو ڈیڈ ناراض ہوں گے---ایک سال ہو گیا ہے انہوں نے مجھے سائن کرنے کا کہا تھا اب مزید دیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" این الصبا نے اپنے انکار کی وجہ بتائی دوسری جانب وہ طنزیہ مسکرایا

"اپنے فیصلے کا الزام چاچو کے سر مت ڈالو" اسفندیار کیسے مان لیتا کہ جنہوں نے خود اسے نکاح کیلیے مجبور کیا اب خود اسے طلاق پر راضی کر رہے تھے

"میری بات کی تصدیق تم اپنے چاچو سے پوچھ کر کر سکتے ہو---اللہ حافظ" این الصبا نے رابطہ منقطع کرتے ہی موبائل بیڈ پر اُچھالا اور دونوں ہاتھوں میں سر گرا کر رونے لگی---

اب تو سب واضح ہو گیا تھا وہ غلطی پر تھا اور این الصبا اپنی ڈیوٹی پر پھر کیوں اس بات کو انا کا مسئلہ بنا رہا تھا وہ؟؟؟ ایک بار، ایک بار کوشش تو کرتا اسے سمجھنے کی---اسے صفائی دینے کا موقع تو دیتا مگر وہ تو کوئی لفظ سنے بغیر کوئی مہلت دیے بغیر فیصلہ کر بیٹھا تھا پھر این الصبا کیوں اسے صفائیاں پیش کرتی جب وہ اسکے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتا تھا

حساب ترک تعلق تمام میں نے کیا

شروع اس نے کیا اختتام میں نے کیا

مجھے بھی ترک محبت پہ حیرتیں ہیں رہیں

جو کام میرا نہیں تھا وہ کام میں نے کیا

وہ چاہتا تھا کہ دیکھے مجھے بکھرتے ہوئے

سو اس کا جشن بصد اہتمام میں نے کیا

بہت دنوں مرے چہرے پہ کرچیاں سی رہیں

شکست ذات کو آئینہ فام میں نے کیا

بہت دنوں میں مرے گھر کی خاموشی ٹوٹی

خود اپنے آپ سے اک دن کلام میں نے کیا

****

وہ فون بند کر کے جیسے ہی پلٹا گل زرین کو اپنے سامنے موجود پایا اسکے ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھی---ساتھ بسکٹ پڑے تھے---اسفندیار نے اس سے نظریں چرالیں---گل زرین نے چائے کی ٹرے بیڈ کے سامنے پڑی شیشے کی اسٹائلش سی میز پر رکھی---چاکلیٹ اور سکن کلر کا انٹر ئیر بہت خوبصورت تھا---کمرے میں جدید اسٹائل کا کریم کلر کا فرنیچر پڑا

تھا---دیواریں اسکی مختلف ایونٹس پر کھینچی تصاویر سے بھری پڑی تھیں---سائیڈ ٹیبل پر تین چار موٹی انگلش لٹریچر کی کتابیں پڑی تھیں---بیڈ کے وسط میں لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا "چائے "گل زرین ٹرے رکھ کر بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی---اسفندیار اسکی جانب پُشت کیے سینے پر بازو باندھے کھڑا تھا---سامنے بالکنی تھی---جہاں سے آتے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسکے بھورے گھنے سلکی بالوں سے ٹکراتے انہیں کشادہ سپید پیشانی پر بکھیر دیتے

"آپ این الصبا کو کیوں چھوڑ رہے ہیں؟؟؟ "بہت دیر بعد وہ جھکے سر سے انگلیاں مروڑتے پوچھ رہی تھی

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے "اسفندیار سختی سے بولا

"حالات کا جائزہ لیے بغیر، غلط فہمیوں کی تہوں میں لپٹ کر مستقبل کے فیصلے نہیں کیے جاتے---آج ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کو چھوڑ دیں گے ایک دوسرے کا ساتھ مگر کل کیا کریں گے؟؟؟ زندگی بہت طویل ہے لالہ اپنی پسند کا ہمسفر نہ ملے تو یہ کسی عذاب مسلسل کی طرح آپ کو نگلتی جاتی ہے "گل زرین کی بات کھری اور کھری تھی اسفند یار تھکے سے انداز میں بیڈ کے دوسری جانب بیٹھ گیا

"غلط فہمیاں دور ہو بھی جائیں تو دل نہیں پلٹے جا سکتے---وہ تو ایک سال سے فیصلہ کیے بیٹھی ہے جو میں نے آج کیا ہے "اسفندیار کے انداز میں مایوسی تھی---گل زرین اور وہ بیڈ کے مختلف کناروں پر بیٹھے ایک دوسرے کی صورت دیکھنے سے قاصر تھے

"یہ فیصلہ اُسکا ہے؟؟؟آپ کو یقین ہے؟؟؟"

"وہ کہہ رہی ہے چاچو بھی یہی چاہتے ہیں"

"وہ تو یہی چاہیں گے"گل زرین کے لہجہ میں ایسا کچھ تھا جس نے اسفندیار کو چونکا دیا

"وہ ایسا کیوں چاہیں گے؟؟؟"وہ اسکی جانب مڑا اسکا نصف چہرہ دوپٹے میں سے جھانک رہا تھا

"بابا سائیں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسکے بعد مشکل ہی ہے کہ پرویز چاچو دوبارہ کبھی حویلی کا رُخ کریں---جب پولیس آپ کو لے کر گئ تو سارے رشتے دار منہوں پر ہاتھ رکھے، کانوں میں سرگوشیاں کر رہے تھے---بابا سائیں غصے میں پرویز چاچو کے سامنے کھڑے ہو گئے"

"تم شروع دن سے حویلی والوں کیلیے منحوس رہے ہو اور آج تمہارے گندے خون نے ذلیل و رسوا کر دیا ہمیں سارے خاندان کے سامنے---جب تمہاری بیٹی راضی نہیں تھی تو بات ختم کر دیتے کم از کم وہ اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر ہمارا شملہ تو نیچے نہ کرتی"وہ

غیض و غضب کی عملی تفسیر بنے لہو رنگ آنکھوں سے ان کی جانب دیکھتے غرائے تھے-
--لانج میں بہت سے مہمان یہ تماشہ دیکھ رہے تھے---پرویز خان کے چہرے کا رنگ بھی
ایک دم سُرخ ہوا تھا---سبکی و ذلت کے احساس نے آنکھوں میں مرچیں بھر دی تھیں
"این الصبا میرا خون ہے---پاک وصاف ہے وہ, آپ کی یہ پُست و سطحی سوچ نے آج
مجھے بتا دیا ہے کہ وہ کیوں آپ لوگوں سے خار کھاتی تھی---انسان ہیں آپ بدر لالہ اور
دوسروں کو بھی انسان ہی سمجھیں---این الصبا کی ماں سے نکاح کیا تھا میں نے کوئی جرم
نہی کیا تھا اگر آپ کو این الصبا کی ذات اتنی ہی چبھتی تھی تو رشتے کیلیے بات کیوں ڈالی؟؟؟
صرف جائیداد کی تقسیم نہ ہو اس لیے---اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کی اصلیت سے
ناواقف ہوں تو آپ بالکل خسارے میں ہیں آپ کا مکروہ چہرہ آج کھل کر میرے سامنے
آگیا ہے---آپ لوگوں کے رسم و رواج آج بھی جاہلانہ ہے---ذات پات, نسلوں کی
بنیاد پر تفریق آج بھی ویسی ہی ہے---آپ لوگ این الصبا کا وجود کبھی تسلیم نہیں کریں
گے اور میں بھی قاتل و غیرت گیری کو فروغ دینے والے خاندان میں اپنی بیٹی دینا پسند
نہیں کروں گا" ان کے اندر کا اصل خان تو آج باہر آیا تھا این الصبا کو گندہ خون کہہ کر
مخاطب کرنا اسے گالی دینے کے مترادف تھا وہ کیسے اتنی بڑی توہین برداشت کرلیتے وہ بھی
اتنے رشتے داروں میں---اگر آج وہ برداشت کرلیتے تو یہ خاندان ان کی بیٹی کو کبھی جینے نہ

دیتا---وہ اتنا تو جانتے تھے کہ اگر این الصبا نے اسے گرفتار کروایا ہے تو اسکے پاس کوئی نہ کوئی ٹھوس وجہ ضرور ہوگی مگر انہیں این الصبا سے بھی شکایت تھی کہ وہ انہیں اعتماد میں تو لے سکتی تھی نا

"واہ بہت خوب پرویز خان ہمارے خاندان میں بیٹی دینی نہیں ہے مگر ہماری بہن کو اپنی بیوی بنا لیا تب تمہیں یہاں کے رسم و رواج کا نہیں پتا تھا یا بیس سال پہلے یہ سب ایسا نہیں تھا" ان کے گھرے طنز پر پرویز خان ایک قدم ان کی جانب بڑھے

"اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا بدرالزمان--- تمہاری بہن تمہیں مبارک ہم جا رہے ہیں اس خاندان سے ہر رشتہ ختم کر کے" یہاں زبان سے نکلا ایک ایک لفظ پتھر پر لکیر ہوتا تھا اگر انہوں نے کہہ دیا کہ رشتہ ختم تو اب زبان تو قائم رکھیں گے بے شک زندگی پچھتاوے میں گزر جائے---سارے خاندان کے سامنے وہ ان سے ہر تعلق ختم کر چکے تھے---مسکاء بیگم جو پرویز خان کے پیچھے کھڑی تھیں ساکت رہ گئیں---آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں اس عمر میں اب وہ انہیں چھوڑنے کی بات کر رہے تھے اپنی انا میں گم دونوں نہ مسکاء بیگم سے ان کی مرضی پوچھی تھی نہ این الصبا سے اسکی رضا---وہ کیا چاہتی تھیں اس سے ان کو کچھ فرق نہیں پڑتا تھا

"ٹھیک ہے---تم جاسکتے ہواب" سردار بدر الزمان کلف لگی گردن اکڑا کر بولے مسکاء بیگم جیسے ہوش میں آئیں تھیں فوراً پرویز خان کی جانب بڑھیں

"یہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟؟ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی" ان کا بازو پکڑ کر کپکپاتے لبوں سے بولیں آنکھوں سے نمکین پانی بہے جارہا تھا

"اگر تم اس کے ساتھ جاؤ گی تو ہم سے سارے تعلق توڑ کر جاؤ گے" بدر الزمان دھاڑے--آنکھیں اُبل کر باہر آگئیں-

"بب--بڑے لالہ" مسکاء بیگم ان کی جانب بڑھنے لگیں انہوں نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا

"باہر پھینکوان کا سامان---" سردار بدر الزمان اشتعال انگیز روپ میں ان کے سامنے تھے وہ کچھ نہیں کہہ سکیں---ان کے آدمیوں نے ان کا اور این الصبا کا سارا سامان لا کر لانج میں رکھ دیا گلے کو جو جو ملا تھا سب پیک کر دیا تھا---بدر الزمان نے ان کا کوئی لحاظ نہیں کیا تھا رات کے اس وقت وہ کہاں جائیں گے؟؟؟ یہاں قانون تو چلتا نہیں تھا گھسیٹا جاتا تھا ورنہ حویلی پر ان کا بھی اتنا ہی حق تھا جتنا بدر الزمان کا وہ انہیں نکالنے کے مجاز نہیں تھے---انیا اس تمام معاملے میں خاموش رہی تھیں

گل زرین نے این الصبا کے ساتھ ان کے سلوک کا بھی ٹھیک ٹھاک نقشہ کھینچا تھا

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟؟؟" اسفندیار اٹھ کر گل زرین کے سامنے آگیا

"بابا سائیں خفا ہوں گے اگر انہیں پتا چلا کہ یہ بات میں نے آپ کو بتائی ہے میں شاید آج بھی نہ بتاتی مگر میں آپ کو اور این الصبا کو الگ ہوتے نہیں دیکھ سکتی--- آپ دونوں ایک ساتھ ہی اچھے لگتے ہیں" گل زرین کے کہنے پر اسفندیار کے عنابی لبوں پر تبسم بکھر گیا

"آپ ایک بار اپنی پوزیشن کلیئر کر کے تو دیکھیں این الصبا جیسی بھی ہیں مگر نکاح کوئی چھوٹی بات نہیں ہے اور طلاق حلال سہی مگر اللہ تعالٰی کے نزدیک اچھا فعل نہیں ہے--- رشتے جوڑنا سیکھیں توڑنا نہیں" گل زرین شروع سے ہی سمجھ دار تھی اور اب بھی اس نے اسفندیار کو اپنی جانب سے بہترین مشورہ دیا تھا اسے سب سے پہلے اپنی پوزیشن کلیئر کرنی چاہیے تھے وہ گاڑی کی چابی، اپنا والٹ اٹھا کر جیب میں ڈالتا گھڑی کلائی پر باندھ رہا تھا

"کہاں جا رہے ہیں؟؟؟ چائے تو پیتے جائیں" اسے کمرے سے نکلتا دیکھ کر گل زرین نے پیچھے سے آواز لگائی--- وہ کمرے کی چوکھٹ پر رُکا پھر پیچھے مڑ کر اسے دیکھا--- بھوری نشیلی آنکھیں مسکرا رہی تھیں

"اپنے سسرال میں پیوں گا" اسکی بات پر گل زرین کھلکھلا کر ہنسی جبکہ وہ تیزی سے سیڑھیاں اُترنے لگا

منتظر رہنا مِری جان بہار آنے تک
رنگ شاخوں سے گلابوں میں اتر جانے تک

ایک تتلی ہے کہ بے چین اُڑی پھرتی ہے

تیرے آنگن سے مرے دل کے پَری خانے تک

تشنگی اپنے نصیبوں میں لکھی تھی ورنہ

فاصلہ کچھ بھی نہ تھا ہونٹ سے پیمانے تک

چند لمحوں میں سبھی عکس نکھر آئیں گے

دھند کا راج ہے بس دھوپ نکل آنے تک

****

این الصبا فون بند کر کے نیم مردہ وجود کے ساتھ بیڈ پر ڈھے گئی---دماغ پھٹے جا رہا تھا---فیصلے کی گھڑی آ پہنچی تھی---دل خون کے آنسو رو رہا تھا عجیب بے بسی تھی وہ چاہ کر بھی اپنی انا کا گلا نہیں گھونٹ سکتی تھی---اپنے آپ سے شکست کھا گئی تھی اسکے نزدیک اسفندیار میں ایک بھی ایسی کوالٹی نہیں تھی جسکی بناء پر اس سے محبت کی جا سکتی اور اسے اگر محبت بھی ہوئی تو ایسے شخص سے؟؟؟ وہ تو اُس دنیا کا باسی تھا جہاں انسانوں انسانوں میں تفریق کی جاتی تھی---جہاں صنفِ نازک کیلیے سانس لینا محال تھا اور وہ ان کی سانسیں روکنے والوں میں سے ہی تو تھا این الصبا کے نزدیک وہ تنگ نظر اور پُست ذہنیت کا مالک تھا---اسکے اطراف سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا وہ بزدل بھی تھا اپنے شملے کو بچانے کیلیے

اپنا سر اونچا رکھنے کیلیے وہ کسی پر بھی بندوق تان سکتا تھا---شبی کے کیس سے وہ اسکی ذات کا یہی امیج تشکیل دے پائی تھی---اپنی انا کچل دیتی اگر وہ ایسا نہ ہوتا وہ دانیال جیسا ہوتا

سات بیس ہو رہے تھے کمرے میں گھپ اندھیرا تھا ایک چیز کو دوسری شےء سجھائی نہیں دے رہی تھی---دریچوں پر پردے برابر تھے وہ جانتی تھی کہ شام میں ہی پرویز خان آئے ہیں ممکن ہے کہ وہ اس بارے میں اس سے سوال کر لیں اسی لیے وہ سوتی بن گئی تھی---دروازے پر دستک ہو رہی تھی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا

"این الصبا" دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا

آواز مسکاء بیگم کی تھی اسے بیڈ پر اوندھے لیٹے دیکھ کر آواز دی مگر جب اسکے وجود میں جنبش نہ ہوئی تو دروازہ بند کر کے چلی گئیں

"این الصبا کہاں ہے؟؟؟" وہ لانج میں آئیں---پرویز خان فریش ہو کر آف وائٹ کرتا شلوار میں ملبوس نکھرے نکھرے خوشبو لگا کر بیٹھے تھے ان کی خوشی بتا رہی تھی کہ بزنس فرسٹ کلاس چل رہا ہے---انہیں اکیلا آتا دیکھ کر پوچھا

"سو رہی ہے" وہ ان کیلیے چائے بنانے لگیں

"اس وقت؟؟؟آخر این الصبا کیوں فیصلہ کرنے سے گھبرا رہی ہے کہیں آپ تو---"ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شوگر پوٹ سے چینی ڈالتیں مسکاء بیگم بول اُٹھیں

"آپ نے جہاں اُسے ایک سال دیا ہے مزید کچھ وقت دے دیں---رہی میری بات تو اُس نے کبھی مجھے اتنی اہمیت نہیں دی"ایسا نہیں تھا کہ اس ایک سال میں وہ بالکل اس بات کو بھول چکے تھے---انہوں نے اس ایک سال میں دباؤ اس لیے نہیں ڈالا تھا کہ اسفند یار جیل میں تھا اور این الصبا کے مستقبل کے حوالے سے انہوں نے کچھ سوچا نہیں تھا مگر اب انہیں اپنے دوست کو مثبت جواب دینا تھا

"اور وقت ضائع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"گزرے وقت میں ان کا رویہ سخت ہو گیا تھا این الصبا سے بھی اور مسکاء بیگم سے بھی

"سر وہ---"چوکیدار لانج کے آخری سرے پر کھڑا تھا---گڑبڑا کر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا

"آؤ"انہوں نے اسے آگے بلالیا

"سر وہ کوئی صاحب گیٹ پر آئے ہیں"

"کون ہے تم نے نام نہیں پوچھا"انہوں نے مسکاء بیگم کے ہاتھ سے چائے تھامی

"وہ کہہ رہے ہیں---آپ کے داماد ہیں" واچ مین کی بات پر چسکی بھرنے کو چائے کا کپ لبوں کے قریب لے جاتے پرویز خان ٹھٹھک کر رُک گئے---مسکاء بیگم نے بھی ان کی جانب دیکھا

"کیا بکواس کر رہے ہو---ہوش میں ہو تم؟؟؟ جو بھی ہے دفع کرواسے" وہ زور سے دھاڑے بھلا حویلی سے آدھی رات کو انہیں سارے خاندان کے سامنے نکالا گیا تھا وہ بھول سکتے تھے اپنی اتنی بے عزتی---گارڈ فوراً باہر کی جانب بھاگا

"کیا کر رہے ہیں آپ---وہ ہم سے ملنے آیا ہے اُسکی بات تو سُن لیں" مسکاء بیگم نم آواز میں فریاد کرتی بولیں

"چُپ ہو جائیں آپ" وہ سخت لہجے میں مخاطب تھے

"صاحب کہہ رہے ہیں آپ جائیں یہاں سے" چوکیدار نے اندر سے ہی بلند آواز میں پیغام دیا---اسفندیار شش و پنج میں بتلا کھڑا تھا

"انہیں کہیں میرا بات کرنا بہت ضروری ہے---پلیز ایک بار میری بات سُن لیں" وہ گارڈ سے درخواست کر رہا تھا اور وہ بے چارہ اس سے بھی زیادہ مجبور تھا

"صاحب بہت غصے میں ہیں آپ مہربانی کریں ابھی چلے جائیں" گارڈ دروازے سے منہ لگائے بول رہا تھا جب پرویز خان لانج کے دروازے کے پاس سے ہی دھاڑے

"اگر یہ پانچ منٹ تک نہیں جاتا تو بتاؤ میں پولیس کو کال کرتا ہوں" ان کی آواز اتنی بلند تھی کہ باہر کھڑے اسفندیار تک باآسانی پہنچ گئی

"چاچو مجھے اندر تو آنے دیں" اسفندیار زور سے دروازے کو ہاتھ مار کر اونچی آواز میں بولا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا---واپس جا کر آرام سے چائے سے لطف اندوز ہونے لگے--- مسکاء بیگم انگلیاں مروڑتیں ان کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھیں ہلکے ہلکے آنسو بہا رہی تھیں---انہوں نے ریموٹ اُٹھا کر تیز آواز میں نیوز چینل لگا لیا

اسفندیار کو باہر کھڑے دس منٹ گزر چکے تھے---اس نے کُرتے کی جیب سے سمارٹ فون نکال کر این الصبا کو کال کی--- مسلسل کال کر رہا تھا مگر وہ تھی کہ اٹھا کے نہیں دے رہی تھی

"پک اپ دی کال یار" وہ اپنی کار سے ٹیک لگائے روڈ کی دوسری جانب کھڑا اسے کال کر رہا تھا ساتھ سیکنڈ فلور پر نظریں جمائی ہوئیں تھیں کہ شاید وہ بالکنی سے دیکھ لے مگر وہ انجان تھا این الصبا کا کمرہ گراؤنڈ فلور پر تھا--- عمر کا اوپر

روتے روتے این الصبا کی آنکھ لگ چکی تھی مگر نیند ابھی بہت کچی تھی بار بار وائبریشن محسوس کر کے اس نے یونہی نیند میں ہاتھ مار کر اپنے آس پاس سیل فون ٹٹولا--اندھیرے میں موبائل اسکرین کی روشنی جگمگائی---اسفندیار کی تیرہ مسڈ کالز

For more visit (exponovels.com)

"یہ کیوں کال کر رہا ہے؟؟؟ کہیں ڈائیورس---" اس سے آگے وہ سوچ نہیں پا رہی تھی--

-کال پھر آنے لگی---ہڑبڑاہٹ میں اس نے کاٹ دی

"یہ کینسل کیوں کر رہی ہے" اسفندیار نے میسج ٹائپ کیا

"میں نیچے کھڑا ہوں---دروازہ کھولو" اسکا میسج پڑھ کر این الصبا کی ساری نیند بھک سے اُڑ گئی--

آنکھیں پھیل کر سائز میں کئی گنا بڑی ہو گئیں تھیں

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟" اس نے جلدی سے ٹائپ کیا---ساتھ ہی دبے پیر کمرے سے نکلی---سامنے ہی لانج تھا پرویز خان یہاں سے صاف نظر آ رہے تھے

"تمہیں پرپوز کرنے کی تیاری کر رہا ہوں--- عجیب باتیں کر رہی ہو" سڑی شکل والی ایموجی بھی ساتھ بھیجی تھی

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے---صاف صاف بات کرو نہیں تو پھینکنے لگی ہوں تمہارا نمبر بلاک لسٹ میں" این الصبا نے تیزی سے ٹائپ کیا---ساتھ ہی سامنے دیکھا ان سے نظر بچاتے---دیوار کی اوٹ میں ہوتے سیڑھیوں تک پہنچی اور چھلانگیں مارتی سیکنڈ فلور پر آ گئی

"چاچو سے بات کرنی ہے مگر وہ اندر نہیں آنے دے رہے" آخر کار اسے ڈھنگ سے بتانا پڑا ڈر بھی تھا وہ بلاک نہ کر دے---این الصبا بغیر ناک کیے عمر کے کمرے میں گھس گئی---وہ بیڈ پر آڑھا ترچھا لیٹا سامنے پڑے ایل ای ڈی پر کوئی انگلش موی دیکھ رہا تھا اسکے آنے پر چیخا

"مینرز نہیں ہیں تمہیں" این الصبا نے اسے صاف نظر انداز کیا اور بالکنی میں چلی گئی---- سامنے ہی وہ اپنی کار سے ٹیک لگائے سمارٹ فون تھامے کھڑا نظر آیا---سٹریٹ لائٹس کی روشنی سڑک پر پھیلی ہوئی تھی---وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا---اسکے عنابی لبوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ آٹھری تھی اسے دیکھ کر---جب کہ این الصبا حیرت زدہ سی تھی

"کیا کر رہی ہو تم یہاں ؟؟؟" عمر اسکے پیچھے ہی چلا آیا---اسکی نظروں کے تعاقب میں نیچے دیکھا

"اسفی لالہ" وہ بڑبڑایا

"اب کیا یونہی مجھے دیکھتی رہو گی ساری زندگی یا اندر بھی بلواؤ گی" مسیج ٹون پر این الصبا نے پلکیں جھپکیں---اسکا پیغام پڑھ کر جیسے ہوش میں آئی

"عمر میرے ساتھ نیچے چلو ڈیڈ کو بولو اسفندیار کو اندر آنے دیں اُسے ضروری بات کرنی ہے" این الصبا نے پہلی بار کسی کام میں اسکی مدد طلب کی تھی

"چلو بھئی چلو اپنے کام خود کرو---ایک پاستا تو زندگی میں کبھی کھلایا نہیں گیا تم سے" انکار میں ہاتھ ہلاتا کمرے میں چلا گیا

"عمر کے بچے" این الصبا نے دانت پیسے --- نیچے کھڑا اسفندیار ہاتھ کے اشارے سے پوچھ رہا تھا کہ کیا ہوا

"رکو" این الصبا نے اسے جواباً اشارہ کیا اور نیچے اُتر آئی---لانج سے پرویز خان کے سامنے سے جاتی باہر آئی اور دروازہ کھول دیا---گارڈ سمجھا وہ خود کہیں جا رہی ہے---جب تک پرویز خان باہر آئے اسفندیار اندر آ چکا تھا

"تھینک یو" اس نے این الصبا کو دیکھ کر ہلکے سے مسکرا کر کہا

"این الصبا کس کی اجازت سے آپ نے اسے میرے گھر میں بلایا ہے؟؟؟" پیچھے کھڑے پرویز خان تیز آواز میں غصے سے بولے---این الصبا اور اسفندیار بالکل ساتھ ان کے سامنے کھڑے تھے

"چاچو آپ تحمل سے ایک بار میری بات سُن لیں---میں خود چلا جاؤں گا یہاں سے" اسفندیار این الصبا کو خاموش دیکھ کر آگے بڑھتا نرمی سے التجا کرتا بولا

"کہنے سننے کو کچھ باقی نہیں رہا---تمہارا باپ سارے رشتے ناطے توڑ چکا ہے تم کس منہ سے آئے ہو پھر؟؟؟" وہ حقارت سے بولے

"خون کے رشتے زبان کے انکار سے نہیں ٹوٹتے چاچو" اسفندیار اب بھی دھیمی آواز میں مخاطب تھا

"تم بس جاؤ یہاں سے" وہ جھنجھلا کر بولے

"چلا جاؤں گا بس ایک بار آپ کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں" اس نے ایک بار پھر گزارش کی

****

"گل زرین نے مجھے آج ہی سب کچھ بتایا ہے میں بہت شرمندہ ہوں بابا سائیں کے رویے پر---- برادری کے سامنے اپنی بے عزتی کا بدلہ انہوں نے آپ سے لے کر سراسر ناانصافی کی ہے--- مگر وہ غصے میں تھے پریشے کے سسرال والوں کا رخصتی کیلیے انکار کوئی چھوٹی بات نہیں تھی--- حویلی بہت بدل گئی ہے--- گاؤں بدل گیا ہے--- پریشے کی میں نے اپنے دوست سے شادی کروائی ہے وہ ہماری ذات کے نہیں ہیں مگر میں نے بابا سائیں کو قائل کرلیا--- گدی بھی بابا سائیں سے چھن گئی تھی اس واقعے کے بعد سے یہ بھی آپ سے لاتعلقی کی ایک خاص وجہ ہے--- گل زرین میرے ساتھ ہی رہتی ہے ایم بی بی ایس کی اسٹوڈنٹ ہے--- بابا سائیں اب بدل گئیں ہیں--- حشمت اللہ چاچا نے اپنے حصے کی زمینیں بیچ دیں اور بزنس بڑھا لیا--- بابا سائیں نے اُنھیں آرام سے اُن کا حصہ دے

دیا---اگر آپ کو میری باتوں کا یقین نہیں تو ایک بار گاؤں آ کر دیکھیں---اب وہاں بے بنیاد رسموں کے پجاری نہیں رہتے ایک جھٹکا زندگی بدلنے کو کافی ہوتا ہے---اختیار چھن چکے ہیں بابا سائیں سے اب ان کے پاس غرور و تکبر کرنے کو کچھ نہیں رہا" اس نے اپنے تئیں تو انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی---وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے مسکاء بیگم بھی وہاں موجود تھیں---این الصبا نہیں تھی---وہ لانج میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی

"تم جو بھی کہہ لو---بڑے لالہ ہر تعلق توڑ چکے ہیں تمہارا یہاں آنا مناسب نہیں---آگے سے خیال رکھنا" وہ اٹھ کر جانے لگے تو اسفندیار بھی اپنے صوفے سے کھڑا ہو کر ان کے سامنے آ گیا

"اگر بابا سائیں خود آ کر معافی مانگ لیں تب بھی آپ یہی کہیں گے" وہ سنجیدہ سا ان کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا

"تم جس مقصد سے رشتے استوار کرنا چاہتے ہو وہ ممکن نہیں این الصبا تم سے علیحدگی چاہتی ہے" انہوں نے جیسے اس کی خوش فہمی دور کرنی چاہی

"میں اُسے قائل کر لوں گا" اسفندیار جلدی سے بولا

For more visit (exponovels.com)

"یہ کوئی اور طریقہ تو نہیں این الصبا سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کا" وہ شکی انداز میں اسے دیکھتے بولے--- حویلی کے مردوں نے کب سے رشتوں کے آگے سر جھکانے شروع کر دیے؟؟؟

"باخدا اسفندیار میں ہزار برائیاں سہی دھوکہ نہیں دے سکتا" اس کا صبر اسکا اطمینان قابلِ دید تھا

"مجھے این الصبا سے بات کر لینے دیں پلیز چاچو---اگر مجھے آپ سے وا این الصبا سے چاہت نہ ہوتی تو کبھی یہاں نہ آتا نہ کبھی آپ کی منت سماجت نہ کرتا---اگر ایک میرے جھکنے سے سارے رشتے جڑ جاتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں مجھے--- پھوپھو کی آواز سننے کو انیا ترس گئیں ہیں مگر بابا سائیں سے کچھ نہیں کہہ پاتیں--- ختم کریں یہ ناراضگیاں" اسفندیار کا انداز سمجھانے والا تھا--- برین واشنگ کر رہا تھا ان کی---- جانتا تھا بابا سائیں کے رویے کا نتیجہ تھا یہ ورنہ وہ اتنے سخت تو کبھی نہیں تھے

"اب کیا چاہتے ہو تم؟؟؟" وہ قدرے بیزاری سے بولے---اسفندیار نے مسکاء بیگم کی جانب دیکھا انھوں نے کچھ اشارہ کیا

"این الصبا سے بات کرنا چاہتا ہوں" وہ اتنی ہلکی آواز میں بولا کہ انہیں بمشکل سنائی دیا--- ساری بات ان کی طرف دیکھ کر کی تھی مگر اس بار میز کی جانب دیکھتا بولا تھا

For more visit (exponovels.com)

"این الصبا سے بات کروا دیں اسکی" وہ احسان کرنے والے انداز میں کہہ کر ڈرائنگ روم سے نکل گئے

"تم بیٹھو میں این الصبا کو بلاتی ہوں" وہ مسکرا کر کہتیں نکل گئیں

یہ اسکی پھوپھو کا، اسکے چاچو کا، اسکی منکوحہ کا گھر تھا مگر پھر بھی اسے اجنبیوں کی طرح ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا تھا--- پہلے تو اندر ہی داخل نہیں ہونے دیا تھا پھر بے تحاشا منتیں اور اب؟؟؟ اس سے پانی تک کا نہیں پوچھا تھا کسی نے

وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر چکا تھا--- اپنے باپ کے رویے کی معذرت بھی کر چکا تھا ان کی ہر کڑوی بات بھی برداشت کر لی تھی---

وہ انا والا تھا مگر رشتے نبھانے والا بھی تھا

اس نے اپنے بھائی کا ساتھ بھی نہیں چھوڑا تھا جب اسکے باپ نے اُسے نکال دیا تھا

اس نے اپنے چاچو حشمت اللہ کو بھی اکیلا نہیں چھوڑا تھا جب ان کا بیٹا نہ ہونے کے باعث اسکا باپ انہیں جائیداد میں حصہ دینے کو تیار نہیں تھا اس نے اپنے بزنس میں انہیں حصہ دیا تھا

جب وہ ان سب کو نہیں چھوڑ سکا تھا تو این الصبا کو بغیر کسی غلطی کے کیوں چھوڑتا؟؟؟

وقت خراب تھا این الصبا کا رویہ خراب تھا مگر اب وہ سب کلیئر کرنا چاہتا تھا یہ دھند ہٹے

گی تو منظر واضح ہوگیا---وہ گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کیے بیٹھا تھا جب این الصبا نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا

سفید رنگ کے ٹراوزر پر اسکی نظر ٹھر گئی--- ننگے پیر دبیز قالین میں دھنسے تھے---اسفندیار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا---چیک کی گھٹنوں تک آتی کھلی سی شرٹ میں اسکا جسم بالکل واضح نہیں ہو رہا تھا---بال بھی بکھرے ہوئے تھے---آنکھیں کچھ اُداس سی تھیں وہ اسکے اس طرح دیکھنے پر پہلی بار پزل ہوئی تھی---دل بدلہ تھا تو انداز بھی بدل گئے تھے---

دونوں نفوس کے درمیان معنی خیز خاموشی قائم تھی

وہ جو دعویدار ھے شہر میں کہ سبھی کا نبض شناس ھوں

کبھی آ کے مجھ سے تو پوچھتا کہ میں کس کے غم میں اداس ھوں

یہ مری کتاب حیات ھے اسے دل کی آنکھ سے پڑھ ذرا

میں ورق ورق ترے سامنے ترے روبرو ترے پاس ھوں

فون پر تو بول چکی تھی مگر اب کیا کہے گی جو اُس نے ترک تعلق کا سوال کر ڈالا تو؟؟؟

آنکھیں جھلک گئیں تو؟؟؟

زبان لڑھک گئی تو؟؟؟

کیسے اپنا بھرم قائم رکھے؟؟؟

وہ کتنا ہنسے گا اس پر---کتنا مذاق اُڑائے گا اسکا کہ وہ تو اسے کسی گنتی میں شمار نہیں کرتی تھی اب مرے جا رہی ہے اسکے لیے؟؟؟بس یہی تھی این الصبا کی سختی؟؟؟

"تم بیٹھو گی یا میں کھڑا ہو جاؤں؟؟؟"اس نے این الصبا کا میک اپ سے عاری صاف چہرہ دیکھتے کہا یہاں تک کہ لپ اسٹک بھی غائب تھی---این الصبا نے یونہی اپنے بال کانوں کے پیچھے کیے---اسفندیار کو اسکا رویہ و انداز دونوں کھٹک رہے تھے

این الصبا اسکی جانب دیکھے بغیر تھری سیٹر صوفے کے ساتھ پڑے سنگل صوفے پر بیٹھ گئی---کچھ یوں کہ اسفند اور اسکے درمیان کافی فاصلہ تھا---وہ تھری سیٹر صوفے کے ایک کونے میں بیٹھا تھا دوسری جگہ خالی تھی پھر سنگل صوفہ تھا---این الصبا نے دونوں ہاتھ اپنی گود میں رکھے ہوئے تھے اور نظریں سامنے دروازے پر تھیں---اسفندیار کو وہ بہت بیزار لگی

"میں جانتا ہوں میری یہاں آمد تمہارے لیے بالکل حیران کن ہے مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھے آج نہیں تو کل تمہارے روبرو ضرور آنا تھا---تمہارے ذہن میں میرا کیا خاکہ بنا ہے اسکا کچھ کچھ اندازہ ہے مجھے اگر میری باتیں اس خاکے میں ذرا سی بھی ترمیم کرنے کی اہل ٹھریں تو تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی"این الصبا کی نظریں اپنے ہاتھوں کی جانب

تھیں جو گود میں ایک دوسرے کے اوپر دھرے تھے---دل اندر کہیں زور سے دھڑک رہا تھا اسکی آواز این الصبا کو سہما رہی تھی---وہ اتنے فاصلے پر تو اسے نہیں سن سکتا تھا

"این الصبا میں تم سے مخاطب ہوں" اسکا یہ عجیب رویہ اسفندیار کو بالکل پسند نہیں آیا تھا وہ تو ہمیشہ مقابل کی جانب پورے اعتماد سے دیکھتی اسکی گفتگو سنتی تھی

"میں سُن رہی ہوں" این الصبا نے ذرا کی ذرا نظر اُٹھا کر اسے دیکھا

"تم ادھر آ کر آرام تسلی سے میری بات سن لو---ایسا لگ رہا ہے جیسے بھاگنے کو تیار بیٹھی ہو" اسفندیار اسکی جانب دیکھتا ہلکا سا طنز کر گیا

"تم اپنی بات کرو اور جاؤ یہاں سے" پہلی بار این الصبا اپنے ازلی انداز میں گویا ہوئی تو اسفندیار کو کچھ حوصلہ ہوا

"تمہیں یہاں بیٹھنے میں کیا پرابلم ہے؟؟؟ بندے نہیں کھاتا میں" اسفندیار نے اپنے تھری سیٹر صوفے پر اپنے ساتھ موجود خالی جگہ پر اشارہ کیا---این الصبا اسکی ایک ہی ضد پر پیچ و تاب کھاتی غصے سے اٹھ کر اسکے برابر صوفے پر بیٹھ گئی---اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی این الصبا چڑچڑی سی ہو رہی تھی

"مجھے اگر گل زرین بابا سائیں کے بی ہیویر کا نہیں بتاتی تو شاید یہ لاعلمی ہمارا رشتہ نگل لیتی مگر اللہ کا شکر ہے مجھے وقت پر ساری بات معلوم ہو گئی---اس میں کوئی شک نہیں بابا

سائیں نے تمہارے اور میرے رشتے کی بنیاد محض پرویز چاچو کی جائیداد کیلیئے رکھی تھی--- خاندان میں کبھی بیٹیوں کے نام جائیداد نہیں لگائی گئی یہ صرف پرویز چاچو نے کیا تھا--- بابا سائیں کو یہ ڈر تھا کہ اگر تمہاری شادی خاندان سے باہر ہو جاتی ہے تو جائیداد باہر چلی جائے گی جب کہ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے "

"تم بھی تو ان کے ساتھ شامل تھے " این الصبا اسکی بات کاٹ کر تلخی سے بولی

"نہیں--- ایسا بالکل نہیں ہے میں واقع ہی تمہیں پسند کرنے لگا تھا تبھی ان سے بحث کر کے اپنے لیے مشکلات پیدا کرنے سے گریز کیا اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا--- زمینیں تمہارے نام رہتیں یا میرے نام منتقل ہو جاتیں باخدا مجھے اس سے چندا فرق نہیں پڑتا" اسفندیار نے فوراًاسکی بات کی تردید کی

"اور شاید تمہیں یہ بھی غلط فہمی لاحق ہے کہ میں ایک عرصے تک شادی شدہ زندگی گزار چکا ہوں تو یہ محض تمہاری غلط فہمی ہے میرا گل ورین کی بڑی بہن سے صرف نکاح ہوا تھا اور اس ناپسندیدہ رشتے کا بوجھ نہ اُٹھانے کیلیے اس نے خودکشی کرلی تھی--- یہاں بھی مجھے اپنے رسم و رواجوں نے ایک بار جھنجھوڑا تھا مگر میں شبی کی طرح اپنی آواز بلند نہیں کر سکا--- بابا سائیں کی ناراضگی اور گھر والوں سے دوری شاید میں برداشت نہیں کر سکتا تھا جو شبی نے ایک عرصے تک برداشت کی" وہ کچھ دیر رکا جب این الصبا نہایت افسوسناک لہجے میں بولی

"تم بہت بزدل ہو تمہاری چابی تمہارے بابا سائیں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جس طرف چاہیں گھما دیں" این الصباب اب کافی حد تک سنبھل چکی تھی وہ موضوع ہی ایسا چھیڑ چکا تھا

"اگر ایسی بات ہوتی تو آج میں یہاں تمہارے سامنے بیٹھا اپنی پوزیشن کلیئر نہ کر رہا ہوتا---میں بابا سائیں کا احترام کرتا ہوں جو میرے خیال میں ہر اولاد کو کرنا چاہیے"

"غلط غلط ہے اور جو غلط ہے اسکے خلاف بولنا ہر انسان کا فرض ہے اور بد قسمتی سے تم اتنے اختیارات لے کر بھی ہمیشہ ان کی ناانصافیوں پر مہر بہ لب رہے" این الصبا کو اسکا اپنی غلط روایات کے خلافت نہ کرنا بہت چبھا تھا

"میں نے دل میں ہمیشہ ان ظالمانہ روایات کو برا جانا ہے" وہ جیسے اپنی صفائی دے رہا تھا

"ایک آیت کا مفہوم ہے ظلم و زیادتی ہوتے دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو اگر اُس سے بھی نہیں روک سکتے تو دل میں برا جانو مگر یہ بہت کم ایمان کی نشانی ہے---اقتدار ہوتے بھی تم نے کبھی خود کو ان ظالمانہ رسومات کے خلاف بولنے پر آمادہ نہیں کیا---تم صرف اپنے بابا سائیں کی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتے تھے؟؟؟" این الصبا کو شبی اس سے زیادہ سمجھدار لگا کم از کم وہ غلط کو غلط تو کہتا تھا اس نے اپنی محبت کیلیے اسٹینڈ تو لیا تھا---ذات پات کے فرق کو تو جھٹلایا تھا

"اب ایسا نہیں ہے مجھے اپنی غفلتوں کا اندازہ ہوگیا ہے---میں نے پریشے کی شادی اپنی ذات سے باہر کروائی باباسائیں کی مخالفت مول لے کر میں اُنہیں سمجھانا چاہتا تھا کہ برادری محض ہماری پہچان ہے اسے تفریق کا ذریعہ نہ بنائیں نہ ہی برادریوں کے نام پر کسی کو برتر یا کم تر ثابت کریں---تم نہیں جانتی این الصبا ہمارے خاندان میں اگر کوئی لڑکی کسی لڑکے کے نام سے منسوب ہوگئ تو ساری زندگی اُسی کے نام پر بیٹھی رہے گی پھر وہ چاہے اسے قبول کرے یا نہ کرے---پریشے کا شوہر اپنی فیملی کے دباؤ میں اسے رخصت کروانے کو تیار نہیں تھا اور طلاق کا ہمارے یہاں رواج نہیں تھا---میں نے بہت مشکلوں سے پریشے کو خلع کیلیے راضی کیا پھر اسکی اپنے ایک دوست سے شادی کروائی---ابھی تین ماہ ہوئے ہیں اُسکی شادی کو---بہت خوش ہے اور میں مطمئن ورنہ ساری زندگی یہ پچھتاوا نہ جاتا کہ اپنی بہن کی اس اُجڑی زندگی کا قصوروار میں ہوں" اسکی بات شاید مکمل نہیں ہوئی تھی مگر جملہ مکمل ہوتے ہی این الصبا نے اپنے ذہن میں کب سے ڈیرہ ڈالے سوال کا پوچھ لیا "تم نے اپنی سزا پوری نہیں کی؟؟؟آئی مین تمہاری سزا تو تین سال کی تھی نا" این الصبا نے کچھ جھجھک کر پوچھا---اسفندیار اسکی ہی جانب دیکھ رہا تھا تبھی اسے پوچھنے میں مزید دشواری کا سامنا کرنا پڑا

"میرے وکیل نے بابا سائیں کو مشورہ دیا تھا انہوں نے جج کے فیصلے کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تھا پھر میرے وکیل نے بھی یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ فائرنگ کا مقصد کسی کی جان لینا نہیں محض ثبوت گم کرنا تھا اور فائرنگ سے کسی بھی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا صرف ایک فائر کار میں لگا تھا اور میں اُس سے پہلے ہی اپنے آدمی کو کال کرکے اس عمل کیلیے منع کرچکا تھا---زیادہ جرمانے کے ساتھ میری سزا ایک سال کے عرصے تک محدود کردی گئی تھی" اسفندیار عام اور سرسری انداز میں بتا رہا تھا
"کیا تم بھی اپنی سزا کا ذمے دار مجھے سمجھتے ہو؟؟؟" این الصبا نے اسکے چہرے پر کچھ کھوجنا چاہا وہ ہونٹ بھینچے نفی میں سر ہلا رہا تھا پھر میز کی سطح کھرچتے بولا
"میں غلطی پر تھا مجھے میرے کیے کی سزا ملی ہے مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لوں اور ایک مظلوم کو انصاف سے محروم رکھوں اُسکے مجرم کا ساتھ دوں---اپنوں سے محبت اچھی چیز ہے مگر ایسی محبت کا کیا فائدہ جو آپ کو گنہگار کردے---این الصبا تم نے تو مجھے ملیحہ کا گنہگار ہونے سے بچا لیا ورنہ میں بھی روزِ محشر اُسکے ساتھ ظلم کرنے والوں کی صف میں کھڑا ہوتا---مجھے بس تم سے یہی شکایت ہے کہ تم نے پولیس اور اپنی ٹیم کو بہت غلط وقت پر بلایا تھا" اس نے ساتھ ہی شکایت بھی کرڈالی---این الصبا نے نفی میں سر ہلاتے اسکی جانب دیکھا

"تمہیں غلط فہمی لاحق ہوئی ہے---میں دانیال کو پریشے کی شادی سے دو روز پہلے آنے کا کہہ چکی تھی مگر اُس نے کچھ پرابلمز کی بناء پر delay کر دیا--- تم چاہو تو دانیال سے پوچھ سکتے ہو---میں حویلی والوں کو ناپسند ضرور کرتی تھی اور ان سے شکایتیں بھی بہت تھیں مگر اس سب کے باوجود میں پریشے سے دشمنی نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی---"این الصبا نے شاید زندگی میں پہلی بار کسی کو اپنی صفائی پیش کی تھی پتا نہیں کیوں اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اسے غلط نہ سمجھے

"جو ہو چکا ہے ہم اُسے بدل نہیں سکتے این الصبا مگر جو ہو چکا ہے اُسکے اثرات کم کرنے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں اور میں وہی کر رہا ہوں--- پریشے کے مقدر میں یہی تھا اُسکو اُسکا اچھا ہمسفر مل گیا ہے میں اپنے ساتھی کو لینے آیا ہوں صرف اس اُمید پر کہ وہ ہمارے رشتے کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھتا ہے--- حالات و واقعات کا کھلے ذہن سے تجزیہ کرنے کے بعد میں یہی سمجھا ہوں کہ قصوروار صرف میں ہوں--- اگر میں شبی کے حوالے سے اتنا ٹچی ہو کر تم لوگوں کے کام میں مداخلت نہ کرتا تو شاید یہ سب نہیں ہوتا---بس خلش اس بات کی تھی تم نے مجھے وقت نہیں دیا نہ میرا اعتبار کیا" وہ بالکل سادہ سے الفاظ عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا نہ چہرے پر افسردگی تھی نہ شرمندگی--- مگر لفظ اپنی خطا قبول کر رہے تھے

"کم از کم تم نے یہ تو سمجھا کہ میں نے یہ سب حویلی والوں کی نفرت میں نہیں کیا تھا---میں اُن کو دوسروں کے سامنے کیوں برا بناتی میں تو خود اُن کے سامنے بری بنی ہوئی تھی" این الصبا نے کیا کیا نہیں یاد کروا دیا تھا---وہ دن جب وہ اسے حویلی سے نکل جانے کیلیے بے حد تنگ کرتا تھا---یہاں تک کہ جنگل میں بھی اسے مارنے کی دھمکی دے کر اچھا خاصا خوفزدہ کر دیا تھا---یہ اتنی چھوٹی بات نہیں تھی جب کیس لڑا گیا تھا این الصبا نے اس واقعے کا ذکر تک نہیں کیا تھا

"مجھے تو تمھارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ تم نے مجھ پر کیس نہیں کیا ورنہ میں اب تک ضرور جیل میں سڑ رہا ہوتا" وہ ہنس کر بولا تھا این الصبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"کون سا کیس؟؟؟" ماتھے پر بل پڑ گئے---اسفندیار نے اس کی جانب دیکھتے صوفے کی بیک سے ٹیک لگا لی---ورزشی جسامت اور کلف لگے کرتا شلوار میں وہ اس سے زیادہ جگہ گھیرے بیٹھا تھا

"جنگل میں تمھیں روک کر جو دھمکایا تھا---میرا ارادہ تب بھی کچھ خطرناک کرنے کا نہیں تھا مگر تم میری اُمید سے زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی خیر ڈھیٹائی بھی تم پر ختم ہے---حویلی چھوڑ کر تم تب بھی نہیں گئی تھی--- عجیب وقت ہے پہلے میں تمھیں حویلی سے نکالنا چاہتا تھا اور

آج "اسفندیار خاموش ہو گیا این الصبا جو ٹیک لگائے اوپر کی جانب دیکھتے اسفندیار کی طرف متوجہ تھی اسکے بات ادھوری چھوڑنے پر بے چین سی ہو گئی

"آج میں تمہیں واپس لے جانا چاہتا ہوں" اب وہ سر گھمائے این الصبا کو دیکھ رہا تھا اسکے دیکھنے پر این الصبا نے نگاہ کا زاویہ بدلا

"یہ ممکن نہیں ہے" این الصبا کھڑی ہو گئی

"وجہ؟؟؟" اسفندیار بھی اپنی نشست چھوڑ چکا تھا

"اب بھی تم وجہ جاننے کی کوشش کر رہے ہو؟؟؟ تمہارے بابا سائیں نے مجھے تمہاری حویلی سے آدھی رات کو دھکے مار کر نکالا تھا یہ محاورۃً نہیں کہہ رہی میں---اُنھوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر باہر دھکا دے دیا جیسے لوگ کچرا پھینکتے ہیں---وہاں تمہارے ملازم کھڑے یہ تماشہ دیکھتے رہے---معذرت کے ساتھ مسٹر اسفندیار خان وہ رات مجھ پر عیاں کر گئی تھی کہ آپ لوگ کتنے غیرت والے ہیں---انیا، آپ کی والدہ سب موجود تھے گھر میں مگر کسی نے نہیں سوچا کہ اتنی رات کو اتنے ویرانے میں انجان لوگوں میں کہاں جاؤں گی---جس طرح ڈیڈ کو بے عزت کیا گیا وہ کبھی نہیں بھولیں گے" این الصبا نے اپنے انکار کی وجہ سامنے رکھی جو اتنی غلط بھی نہیں تھی---بلکہ وہ بالکل حق پر تھی جہاں سے اسے اور اسکے باپ کو ذلیل کر کے نکالا گیا تھا وہاں واپس جانے کا مطلب اپنی بے عزتی آپ تھا اور وہ

بھی ایسی صورت میں جب نکالنے والوں نے نہ معافی مانگی ہو اور نہ آنے کی دعوت دی ہو-

--اسفندیار اسکے قریب آکر کھڑا ہو گیا محض چند قدموں کے فاصلے پر

"میں تمہیں لے کر جاؤں گا اور جو وہ کر چکے ہیں وہ اس کے لیے چاچو سے معافی مانگ لیں گے---صرف تمہاری رضا چاہیے این الصبا" اسفندیار نے آخری جملہ کہتے پہلو میں گرے اسکے نرم و نازک پتلے ہاتھ کو پکڑ لیا---اتنے مضبوط ہاتھوں میں وہ دب سے گئے تھے---این الصبا کو اسکا پُر حدت لمس جی جان سے محسوس ہوا تھا---جھنجھلا کر اسکی گرفت سے ہاتھ نکالنا چاہا

"اوں ہوں---میں نے جو پوچھا ہے وہ بتاؤ" اسنے اپنی گرفت میں لیے اسکے ہاتھ کو مزید اپنی چوڑی ہتھیلی میں دبا لیا---این الصبا کا دل سینے کی دیواروں سے ٹکریں مارتا شور برپا کر رہا تھا

"ایسا نہیں ہو سکتا" این الصبا کے چہرے پر جھنجھلاہٹ اور سرخی چھائی ہوئی تھی---اسفند یار کو لگا وہ اسکے ہاتھ پکڑنے پر غصے سے سرخ ہو رہی ہے

"کیوں نہیں ہو سکتا" وہ اسے آسانی سے چھوڑنے کے چکروں میں نہیں تھا

"کیوں کہ تت---تم مجھے اچھے نہیں لگتے" این الصبا کی نظریں اسکی ہتھیلی میں جکڑے اپنے ہاتھ پر تھیں---اور اسفندیار کی اسکی جھکی پلکوں پر

"برا بھی تو نہیں لگتا" وہ دو بدو بولا

"لگتے ہو بہت بہت بہت زیادہ برے لگتے ہو بس ہو گئی تسلی؟؟؟ جان لی وجہ انکار کی اب جاؤ یہاں سے" اسفندیار کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو اس نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیا--- صاف شفاف جلد گلابی ہو رہی تھی--- ہاتھ میں ہلکا ہلکا درد ہونے لگا ایسی آہنی گرفت تھی اُسکی

"این الصبا یہ وقت جذباتی ہونے کا نہیں ہوش مندی سے فیصلہ کرو" جاتی ہوئی این الصبا کے راستے میں آتے نہایت سنجیدگی سے بولا

"میں فیصلہ کر چکی ہوں" این الصبا اسکی جانب دیکھتی قدرے سختی اور پختگی سے بولی

"اسفی تمہارے چاچو بلا رہے ہیں تمہیں" اس سے پہلے کہ وہ اسے مزید کچھ کہتا مسکاء بیگم دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئیں

"جی بس تھوڑی دیر----" اسکی بات مکمل ہونے سے قبل این الصبا تیزی سے کمرے سے نکل گئی وہ جو اس سے مزید گفتگو کا ارادہ رکھتا تھا مایوسی سے مسکاء بیگم کو دیکھنے لگا

"میں بات کروں گی این الصبا سے تم فکر نہیں کرو" اسکے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرنے کیلیے انہیں ایڑیاں اُٹھانی پڑیں تھیں--- اسفندیار کی کمر پر تھپکی دیتے تسلی دی

"آپ نے مجھے بتایا نہیں بابا سائیں نے کیا سلوک کیا ہے آپ لوگوں کے ساتھ" اسفندیار نے شکایت کی

"تم نے رابطہ ہی نہیں کیا اپنی پھوپھو سے "انہوں نے خاصی افسردگی سے کہا

"آئی ایم ساری پھوپھو، میرے مسائل سے تو آپ واقف تھیں" وہ بھی اپنی جگہ درست تھا

"اب کیا کرو گے تم؟؟؟ بڑے لالہ تو کبھی اتنی آسانی سے نہیں مانیں گے" وہ اصل پریشانی کی جانب آئیں

"جہاں اتنا کچھ منوا چکا ہوں یہ بھی منوالوں گا پہلے اسفندیار ان کے ہر غلط فیصلے کو ان کا احترام سمجھ کر قبول کر لیتا تھا مگر اب میں اُن کی انا قائم رکھنے کو دوسروں کو نقصان میں نہیں ڈال سکتا---اُنہیں ماننا ہوگا" وہ اپنے ارادے پر ثابت قدم تھا

"ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ اسکی بازو پر ہاتھ رکھ کر بولیں

"آؤ اپنے چاچو سے مل لو" اسے لے کر لانج میں پہنچ گئیں----پرویز خان پشت پر بازو باندھے ادھر سے اُدھر چکر لگا رہے تھے اسے مسکاء بیگم کے ساتھ آتا دیکھ کر رُک گئے

"دیکھو برخوردار، یہ آج کی بات تھی جو اندر داخل ہونے دیا اسکے بعد یہاں تب ہی آنا جب تمہارا باپ اپنے کیے کی معافی مانگنے آئے اور اپنی ہر زیادتی کا کفارہ ادا کرنے کو تیار ہو---یہی شرط ہے میری" وہ اسکی جانب دیکھ رہے تھے جب سیڑھیوں کے پاس کھڑی ان کی بات سنتی این الصبا پر نظر پڑی تو مزید کہنے لگے

"اگر این الصبا تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہے تو تم اُسے لے جا سکتے ہو مگر پھر اُسکا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا" این الصبا اپنی جگہ کھڑی لرز کر رہ گئی وہ سوچ بھی کیسے سکتے تھے کہ وہ اسفندیار کیلیے انہیں چھوڑ دے گی

"بابا ایسا کچھ نہیں ہے میری وہی مرضی ہے جو آپ کا فیصلہ ہے" این الصبا تیزی سے لانج میں ان سے کچھ فاصلے پر جا کر بولی---اسفندیار نے مڑ کر اُسے دیکھا وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی

"این الصبا کا جواب بھی تم سُن چکے ہو---اب کچھ کہنے سننے کی خواہش نہیں ہمیں تم اب جا سکتے ہو---" اسکی طرف ایک سخت نگاہ ڈال کر وہ اسی طرح اکڑتے ہوئے لانج سے نکل گئے---مسکاء بیگم اپنی جگہ کھڑی رہ گئیں---اسفندیار نے ایک نظر گردن موڑ کر اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑی این الصبا کو دیکھا اسکے دیکھنے پر این الصبا نے تیزی سے نگاہ چرائی پھر اپنے کمرے کی جانب تیز تیز قدم اٹھانے لگی---اسفندیار سوچ رہا تھا کہ کئی بار بڑوں کی زیادتیاں بچوں کی خوشیاں نگل لیتی ہیں

تعلق کرچیوں کی شکل میں بکھرا تو ہے پھر بھی

شکستہ آئینوں کو جوڑ دینا چاہتے ہیں ہم

****

"انیا گل ورین کے رشتے کی بات کیوں نہیں کرتیں آپ حشمت لالہ سے "بختاور بیگم نے سٹیل کی خوبصورت سے ڈیزائن والی ڈش میں انہیں چائے پیش کرتے ہوچھا--- تسبیح کو میز پر رکھ کر چائے کا کپ اٹھالیا

"اپنے بیٹے کے تیور دیکھے ہیں؟؟؟ غصہ ہو کر گیا ہوا ہے---واپسی کی کوئی خبر نہیں گل زرین بھی بھائی کی چمچی ہے کچھ نہیں بتاتی "انہوں نے چائے میں پھونک ماری---بختاور بیگم ان سے کچھ فاصلے پر بیڈ پر بیٹھ گئیں

"وہ راضی ہوجائے گا بس وقتی غصہ ہے "

"وہ پہلے کی باتیں تھیں جب وہ باپ کے سامنے دب جاتا تھا اب تو ایسا باغی ہوا ہے کہ باپ کو کسی گنتی میں نہیں لاتا "انیا اسفندیار سے کچھ زیادہ ہی خفا نظر آرہی تھیں

"باغی نہیں ہوا,وہ بھلائی کے کام کررہا ہے انیا--- ہماری گل زرین کی طرح گاؤں کی بچیوں کا بھی دل ہے پڑھنے کا ٹیچر بننے کا,ڈاکٹر بننے کا,انجینئر بننے کا---ایک چھوٹا سا اسکول تعمیر کروانے سے ہماری دولت میں کمی تو نہیں آگئی اور جہاں تک کارخانے کی بات ہے تو جو عورتیں اپنے ہنر کو چند روپے میں بیچ کر اپنی ضروریات نہیں پوری کرپارہی تھیں وہ اب مناسب قیمت میں اپنا ہنر بیچ سکتی ہیں--- کاشتکاری میں ہمارے گاؤں کی عورتوں کا کوئی جواب نہیں پھر اس سے اُن کو بھی منافع حاصل ہوتا ہے اور اسفندیار کا بھی

اچھا کاروبار چل رہا ہے--- عورتوں کے حق میں اگر کوئی مرد بول اُٹھے تو اُسے ہمارے یہاں رسم شکن یا باغی کیوں کہہ دیتے ہیں؟؟؟ اگر آج اسفندیار اپنے باپ کو پریشے کے رشتے کیلیے قائل نہ کرتا تو میری بیٹی کی تو ساری زندگی تباہ ہو جاتی, اتنی سفاک رسومات کے خلاف بولنا اگر بغاوت ہے تو میں شکر ادا کرتی ہوں کہ میرا بیٹا باغی بن گیا ہے" یہ صرف بختاور بیگم کے ہی نہیں بلکہ گاؤں کی ہر عورت کے خیالات تھے

کیوں کہ گاؤں کی ہر عورت اپنی حق تلفی برداشت کر رہی تھی

"پھر تمہیں کیا مسئلہ ہے؟؟؟ بیٹا تمہارا پروفیسر لگا ہے کوئی پڑھی لکھی بیاہ لائے گا کیا ضرورت ہے گل ورین کو اُسکے متھے لگانے کی؟؟؟" انیا نے ناگواری سے کہا

"گل ورین گھر کی بچی ہے دیکھی بھالی پھر اسفندیار کے مزاج کو بھی سمجھتی ہے اور ہمارے رہن سہن کی بھی عادی ہے" انہوں توجہہ پیش کی

"وہ گل ورین کیلیے راضی نہیں باقی تمہاری مرضی ہے اُسکی رضامندی لے لو ہم بات کر لیتے ہیں--- حشمت اللہ سے بھی اور بدر سے بھی" انہوں نے گویا بات ہی ختم کر دی

****

این الصبا اپنی وارڈراب سیٹ کر رہی تھی---کچھ کپڑے بیڈ پر پڑے تھے کچھ تہہ شدہ اسکے ہاتھ میں تھے اور تین چار سوٹ نیچے قالین پر گرے تھے---وہ کپڑے رکھ کر پلٹی تو بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون گنگنا اٹھا---این الصبا نے فون اٹھا کر دیکھا----

اسفی کالنگ

"اسکو کیوں سکون نہیں ہے" این الصبا نے بے بسی سے سوچا وہ جتنا خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی اسفندیار اُتنا ہی اسے آزما رہا تھا---این الصبا نے اپنا سمارٹ فون واپس رکھ دیا---دماغ فون کرنے والے کی جانب تھا مگر وہ زبردستی اپنے کام میں دھیان لگائے ہوئے تھے---ایک گھنٹے بعد اس نے اپنا سمارٹ فون اٹھایا

"اکیس مسڈ کالز" این الصبا نے سر تھام لیا---میسجز کھولے تو بس ایک ہی بات کال اٹھاؤ, کال اٹھاؤ

پھر کال آنے لگی----سیل فون این الصبا کے ہاتھ میں اُچھل رہا تھا آخر دل کو اس پر رحم آ ہی گیا اس نے کال اٹینڈ کی

"کب سے کال کر رہا ہوں" استحقاق بھرے انداز پر این الصبا ٹھٹھکی

"کیا کام ہے؟؟؟" این الصبا نے لہجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی

"ملنا ہے" مختصر جواب آیا

"میں ہر ایرے غیرے سے نہیں ملتی" اسکے اتنے آرام سے مطالبہ بیان کرنے پر وہ تڑخ کر بولی

"دانیال غیر ہے ,اسفندیار نہیں" وہ بہت مضبوط لہجے میں جتا کر بولا

"طعنہ مار رہے ہو؟؟؟؟ تت---- تم بہت چیپ انسان ہو اسفندیار" این الصبا جیسے کچھ سخت کہتے کہتے رُک گئی

"میں نے کچھ غلط نہیں کہا این الصبا, میں کوئی غیر نہیں ہوں جو تم مجھ سے ملنے میں اتنا ہچکچا رہی ہو" وہ سنجیدگی سے بولا

"تو یہ بات بتانے کیلیے تمہیں دانیال کو بیچ میں گھسیٹنے کی کیا ضرورت تھی" این الصبا تو اچھی خاصی تپ چکی تھی

"وہ خود ہی بیچ میں آجاتا ہے" اسفندیار نے ناگواری سے کہا

"شٹ اپ" این الصبا چیخی

"تم دانیال کے لیے مجھ سے لڑ رہی ہو؟؟؟ میں اسفندیار ہوں, تم میرے نکاح میں ہو--- تمہیں ہمارے رشتے کی نزاکت کا ذرا بھی احساس ہے؟؟؟" اسفندیار نے اسے کچھ باور کروانا چاہا

"مجھے تمہاری کال ہی نہیں اٹھانی چاہیے تھی---یو نو واٹ اسفندیار میرا دانیال سے کوئی افیئر نہیں چل رہا جو میں اِس معاملے میں تمہارے طنز برداشت کروں---تمہیں ایٹ لیسٹ اُسکے بارے میں ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی تم جانتے ہی کیا ہو اُسکے بارے میں وہ ہمارے بھیج آیا ہے---اس بات کا کیا پروو ہے تمہارے پاس؟؟؟" این الصبا بے قابو ہو چکی تھی

"تم ایسے ہی بات کو بڑھاوا دے رہی ہو این الصبا---" اسفندیار تلخی سے بولا

"تو تم بات کر ہی کیوں رہے ہو؟؟؟" این الصبا بھی جواباً تیکھے انداز میں گویا ہوئی تو دوسری جانب کافی دیر خاموشی رہی

"مجھے تم سے ملنا ہے" وہ جیسے انا مار کر بولا

"مجھے نہیں ملنا" اس نے صاف انکار کیا

"این الصبا میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں" وہ تحمل سے بولا

"بات؟؟؟ یہ دو منٹ کی اعصاب شکن گفتگو کے بعد میری کوئی تمنا نہیں ہے تم سے بات کرنے کی" وہ زہر خندی سے بولی

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا

"کمان سے نکلا تیر اور زبان سے نکلے لفظ کبھی واپس نہیں جاتے" این الصبا نے فلسفہ جھاڑا

"کیا چاہ رہی ہو؟؟؟ اب پاؤں پڑوں تمہارے ؟؟؟" وہ چڑ کر بولا

"تم نے جو بات کرنی ہے فون پر کر لو" وہ کچھ ڈھیلی پڑ گئی

"اگر فون پر ہو سکتی تو ملنے کیلیے کبھی نہیں بلاتا" اسفندیار بضد تھا

"کہاں ملنا ہے؟؟؟" این الصبا نے احسان کرنے والے انداز میں پوچھا

"شالیمار باغ"

****

وہ اس باغ میں کئی بار دوستوں کے ہمراہ اور تنہا آتی رہی تھی مگر آج پہلی بار اسفندیار سے ملنے آئی تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ شخص اتنا ضدی نکلے گا این الصبا سے اپنی باتیں منوا کر دم لے گا---وہ تالاب کے پاس کھڑی تھی جو ساخت میں چکور تھا اس کے ایک جانب سنگ مرمر کا تخت تھا اور اسکے بالکل سامنے لال اینٹوں کے پلر کے سہارے کھڑی چکور سی چھت تھی---باغ میں بارہ سنگ مرمر کی دریاں تھیں----باغ اسی ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا تھا---یہاں ایک خوبصورت سنگ مرمر کی آبشار بھی تھی---باغ میں کل پانچ آبشاریں تھیں یہ باغ مغل شہنشاہ شاہ جہاں نے تعمیر کروایا تھا---باغ میں چار سو سے زائد فوارے اور کئی اقسام کے درخت لگے ہوئے تھے---بلاشبہ یہ ایک دلچسپ تاریخی تفریح گاہ تھی---اسفندیار نے اسے اُسی لال اینٹوں کی تعمیر جگہ پر پہنچنے کا میسج کیا وہ اسکے ہی انتظار

میں کھڑا تھا اسے دور سے آتا دیکھ رہا تھا پلکیں تب تک نہ جھپکائیں جب تک وہ بالکل اسکے سامنے نہ پہنچ گئی---این الصبا نے آتے ساتھ ایک طرف پڑے بینچ پر پرس رکھا اور سکون سے اسکے بولنے کا انتظار کرنے لگی---کچھ دیر قبل کا غصہ بالکل غائب تھا---اسفند یار کی اسکی جانب پشت تھی وہ اب تک پلر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا پھر پلٹ کر اس تک آیا

"اسلام و علیکم" اسکا لہجہ کچھ جتاتا سا تھا

"وعلیکم السلام---جو بات کرنی ہے جلدی کرو---مجھے دیر ہو رہی ہے" این الصبا نے اسکی جانب دیکھے بغیر کہا---دل نے لتاڑا اتنی بے حس بھی نہ بنو---کچھ مروت ہی نبھا لو

"تو تم نے پکا ارادہ کیا ہوا ہے پچھلے سارے بدلے اُتارنے کا" اسفند یار نے اسکے لہجے کی جانب اشارہ کیا تھا

"volatilememory

ہے میری جن باتوں کو مٹا دوں وہ پھر یاد نہیں رہتیں" اس نے ادائے بے نیازی سے جواب دیا

"اگر تم اُن باتوں کو بھول چکی ہوتی تو شاید تمہارا رویہ مثبت ہوتا" اسفندیار اسکے ساتھ ہی بینچ ہر بیٹھ گیا چھوٹے سے بینچ پر اسکے بیٹھتے ہی جگہ بھر گئی---این الصبا فوراً کھڑی ہوئی

"مجھے لگتا ہے تمہیں کوئی کام کی بات نہیں کرنی اور فضول باتوں کیلیے میرے پاس وقت نہیں "اس بینچ سے اٹھتے کہا---جب اسفندیار تیزی سے بینچ پر سے اٹھا

"یہ ہمارے مستقبل کی بات ہے این الصبا یہ فضول کیسے ہو سکتی ہے؟؟؟ میں صرف تم سے تمہاری مرضی جاننا چاہتا ہوں" وہ اسکے مقابل آتا بولا

"میں اپنی مرضی بتا چکی ہوں" این الصبا نے اسکی جانب دیکھے بغیر کہا

"جھوٹ بول رہی ہو تم وہ تمہاری مرضی نہیں تھی وہ چاچو کا فیصلہ تھا" اسفندیار نے اسکو کندھوں سے تھامتے سختی سے اسکی بات کی تردید کی

"تمہیں کیا ہوگیا ہے؟؟؟ کیوں اس طرح بی ہیو کر رہے ہو جیسے میں اس دنیا کی آخری لڑکی ہوں؟؟؟ ہزاروں لڑکیاں ہیں دنیا میں مجھ سے حسین اور تمہارے اسٹینڈرڈ کی فار گاڈ سیک میرا پیچھا چھوڑ دو--- تم بالکل میرے ٹائپ کے نہیں ہو نہ تمہارا فیملی بیک گراونڈ مجھے پسند ہے--- نہ تم پسند ہو نہ تمہاری عادات و اطوار پسند ہیں--- کیا یہ سب باتیں کافی نہیں ہیں تمہیں اپنا فیصلہ بتانے کیلیے" این الصبا اسکے ہاتھ جھٹکتے تیز لہجے میں بولی---اسفندیار چند لمحے اسے دیکھتا رہا

"ہوں گی تم سے بھی حسین لڑکیاں مگر تم میری منکوحہ اور یہی وجہ کافی ہے میرے اس بی ہیویر کی" اسفندیار مدھم آواز میں بولا

"میرا پھر بھی وہی فیصلہ ہے جو ڈیڈ کا ہے" این الصبا قطیعت سے گویا ہوئی

"اتنی فرمانبردار تو تم کبھی نہیں رہی تھی" اسفندیار نے طنز کیا

"ہاں بہت بری ہوں میں، بدتمیز، نافرمان، لڑاکا پھر کیوں تم مرے جا رہے ہو مجھ سے بات کرنے کو" این الصبا تیکھے انداز میں تیز آواز میں کہہ رہی تھی---اسفندیار کے عنابی لبوں ہر تبسم سا بکھر گیا

"تمہارے چیخنے کے باعث لوگ ہمیں ایسی نظروں سے دیکھ رہے ہیں جیسے تم مجھ سے بریک اپ کر رہی ہو" آس پاس کوئی نہیں تھا وہ بس اسے تپانے کو بولا

"ہمارا پیچ اپ ہی کب ہوا تھا جو بریک اپ ہوتا" این الصبا نے اپنی چھوٹی سی ناک سکیڑی

"پچھلے دو سال سے ہمارا بریک اپ ہی ہوتا آ رہا ہے---اگر آج تم راضی ہو جاؤ تو پیچ اپ ہو سکتا ہے---کیا خیال ہے پھر؟؟؟" سینے پر بازو باندھے ذرا سا جھک کر اسکی آنکھوں میں جھانکتے رائے لینے کی کوشش کی

"Impossible"

این الصبا نے چہرہ موڑ لیا

"nothingisimpossible"

اس نے این الصبا کا بازو تھامنا چاہا جب وہ پیچھے ہٹ گئی

"پلیز مسٹر اسفندیار آپ زبردستی اپنے آپ کو مجھ پر مسلط کرنے کی کوشش مت کریں --
-میں بتا چکی ہوں میں آپ کو اپنے لائف پارٹنر کے طور پر کبھی قبول نہیں کر سکتی ----ہمارا
لائف اسٹائل، ہمارے مائنڈ بالکل ایک دوسرے کے اپوزٹ ہیں ---آپ اس بات کو
سمجھ لیں، اپنا اور میرا وقت ضائع نہ کریں "این الصبا اسکے بار بار حق جتانے پر پھٹ پڑی --
--اسفندیار اسکے جواب میں کچھ نہیں بولا بس یونہی کھڑا اسکا سرخی جھلکاتا دلکش چہرہ اور
نازک سراپا دیکھتا رہا---سفید ٹراؤزر اور پیچ رنگ کی کھلی سی سادہ شرٹ میں سفید دوپٹہ
ایک شانے پر ڈالے وہ خاصی پرکشش لگ رہی تھی---بالوں کا ویسا ہی جوڑا تھا اور ہونٹ
آج بھی سرخ لپ اسٹک سے سجے تھے اسکے اس طرح دیکھنے پر وہ پزل سی ہونے لگی---
ننھے ننھے قطرے پیشانی پر چمکنے لگے---پہلی مرتبہ کسی مرد کی لو دیتی نگاہیں اس نے اپنے
سراپے کے اندر تک اُترتے دیکھی تھیں---وہ بری طرح سٹپٹا گئی---پھر بمشکل خود پر
قابو پایا
"بہت ٹائم ہو گیا ہے مجھے اب چلنا چاہیے "این الصبا نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب
دیکھتے سنجیدگی سے کہا--- پھر بینچ کی طرف بڑھ گئی اپنا ہینڈ بیگ اُٹھانے--اسفندیار نے اسکا
ہاتھ پکڑ کر روکنا چاہا مگر این الصبا کی صرف دو اُنگلیاں قید کر سکا---وہ ایک ہلکے سے جھٹکے پر
اپنا ہاتھ چھڑا سکتی تھی مگر مڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"Canyoustayforawhile???"

وہ اسکے سیاہ نین کٹوروں میں دیکھتا گھمبیر مدھم آواز میں بولا---جیسے شام کے اس سحر نے اسے بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو---این الصبا نے ہونٹ بھینچتے نفی میں سر ہلایا آہستگی سے اپنی مخروطی اُنگلیاں اسکی گرفت سے نکال لیں---اسفندیار پلر سے ٹیک لگائے کھڑا ہینڈ بیگ اُٹھاتی این الصبا کی پُشت پر نگاہ جمائے کھڑا تھا وہ بیگ اُٹھا کر جانے لگی تو راستہ روک کر کھڑا ہو گیا---ڈوبتا سورج اسفندیار کی پُشت پر تھا

"ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہے دم لے لو

نہ چھیڑوں گا میں جیسی چاہے تم مجھ سے قسم لے لو"

بہت موقع پر بہت ہی کام کا شعر پڑھا تھا---لفظ بدلے تھے انداز بدلہ تھا مگر مفہوم پھر وہی تھا----ٹھہر جانے کی گزارش---این الصبا جتنا دامن بچا رہی تھی وہ اسے اتنا ہی گھیر رہا تھا---اسکا دل یکبارگی زور سے دھڑکا تھا---اس سے پہلے کہ اسکا چہرہ اسکے دل کا حال عیاں کرتا وہ جلد از جلد اسکے سامنے سے ہٹ جانا چاہتی تھی---اسکے سائیڈ سے نکل کر جانے لگی جب وہ بولا

"مجھے کوئی آس کا جگنو نہیں تھمایا تم نے---میری بے چینی تمہیں رات بھر سونے نہیں دے گی" اور وہ مزید ایک قدم نہ اُٹھا سکی---دونوں مخالف سمتوں میں چہرہ کیے کھڑے

تھے---وہ اسے کتنی پیار بھری بددعائیں دے رہا تھا---این الصبا بتا نہیں سکی اُسکی یہ بددعائیں اُسے کئی دن پہلے سے لگ چکی ہیں---این الصبا تیزی سے اسکے پہلو سے نکل گئی---اسفندیار نے اسے مڑ کر نہیں دیکھا تھا اور فواروں کے درمیان سرخ اینٹوں کی لمبی راہداری عبور کرتی این الصبا کی آنکھوں میں نمی تھی---آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر عارضوں پر بہہ نکلے وہ انگلیاں موڑتی انہیں بار بار صاف کرتی اپنے سرخ کٹاؤ والے ہونٹ بے دردی سے کاٹ رہی تھی---سورج عین اسکے چہرے پر اپنی نارنجی روشنی چھوڑ رہا تھا----شام نم اور بے انتہا اُداس تھی---شالیمار باغ کے فوارے بھی اس جدائی پر خوب برس رہے تھے

برباد محبت کی دعا ساتھ لیے جا

ٹوٹا ہوا اقرار وفا ساتھ لیے جا

اک دل تھا جو پہلے ہی تجھے سونپ دیا تھا

یہ جان بھی اے جان ادا ساتھ لیے جا

تپتی ہوئی راہوں سے تجھے آنچ نہ پہنچے

دیوانوں کے اشکوں کی گھٹا ساتھ لیے جا

شامل ہے مرا خون جگر تیری حنا میں

یہ کم ہو تو اب خون وفا ساتھ لیے جا

ہم جرم محبت کی سزا پائیں گے تنہا

جو تجھ سے ہوئی ہو وہ خطا ساتھ لیے جا

****

این الصبا بیڈ شیٹ بدل رہی تھی جب مسکاء بیگم دروازے پر دستک دیتی اندر داخل ہوئیں اپنے کام میں مصروف این الصبا نے سر اٹھا کر دیکھا ان کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی این الصبا آج ڈائننگ ٹیبل پر نہیں آئی تھی--- جو ذہنی اذیت اور بے سکونی وہ ان دنوں میں محسوس کر رہی تھی اس نے صرف اپنی ماں کی وفات پر محسوس کی تھی اُسکے بعد کا سارا دورانیہ وہ ایک گلیشئر بنی رہی تھی مگر کب تک؟؟؟ اسفندیار اس گلیشئر کو اپنی محبت کی آنچ پر پگھلا چکا تھا اب اس نے بہہ کر کس جانب جانا تھا یہی ایک مشکل فیصلہ تھا

"کچھ کام تھا آپ کو؟؟؟" وہ ٹرے کمرے میں موجود شیشے کی میز پر رکھ کر جب آرام سے صوفے پر بیٹھ گئیں تو تکیے درست کر کے رکھتے این الصبا نے پوچھا

"ہاں, بیٹھو--- تم سے چند باتیں کرنی تھیں "انھوں نے اپنے ساتھ پڑے سنگل صوفے کی جانب اشارہ کیا تو این الصبا گہرا سانس بھرتی ان کے برابر آ بیٹھی جیسے خود کو انکی باتوں کیلیے تیار کر رہی ہو

"این الصبا میں جانتی ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتی--- میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم نے آج تک اپنے بابا کو معاف نہیں کیا نہ مجھے قبول کیا ہے مگر اس سب کے باوجود تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ میں نے کبھی تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کی--- نہ تمہیں ایذاء پہنچایا ہے---اگر میں نے اپنے خاندان میں تمہارے رشتے کی بات کی تھی تو صرف اس لیے کہ خان کی یہ پریشانی دور ہو جائے کہ اُن کے بعد تمہارا کیا ہوگا---ننھیال تمہارے نے کبھی مُڑ کر نہیں پوچھا---ددھیال بھی چھوڑ رہی تھی تم اگر غیروں میں شادی کر دیتے تو کل کو انہیں تمہارے حوالے سے کون پوچھنے والا ہوتا؟؟؟ ہم بڑے ہیں ہم نے وہی سوچا جو ہمیں تمہارے مستقبل کیلیے بہتر لگا---اسفندیار میں ایسی کوئی کمی نہیں ہے جسکی بناء پر تم مجھ سے یہ شکایت کرو کہ میں نے ستیلا پن دکھایا ہے تمہارے لیے اچھا ہمسفر نہ چُن کر---میں تو تمہارے ساتھ بھلائی کرتے کرتے خود اپنا نقصان کر بیٹھی ہوں--- میکہ تو چھوٹ گیا ہے مگر شوہر کے دل میں بھی جگہ کم پڑ گئی ہے---اس ایک ڈیڑھ سال میں میں نے اپنے آپ کو جتنا تنہا محسوس کیا ہے شاید میں لفظوں میں نہ بتا سکوں پھر سوچتی ہوں تم بھی تو ہو---

تمہارے پاس بھی تو کوئی نہیں تھا پھر تم کیسے تنہا رہ لیتی ہو؟؟؟ تمہیں کسی کی محبت کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں؟؟؟ نوکری اور گھر بس!!! کیا یہی زندگی ہے؟؟؟ سچ پوچھو تو اس رشتے کو کروا کر سب سے زیادہ گھاٹا مجھے ہی ہوا---اپنے گھر والوں سے بھی شرمندہ خان کے سامنے سر جھکا اور اسفی اُس پر تو ہم سب نے رشتوں کا بوجھ ڈال دیا ہے---وہ تو سب ٹھیک کرنے کے چکر میں اُلجھ کر رہ گیا ہے---بہت مشکل ہے این الصبا اسفی جیسا ہمسفر ملنا جو مرد ہو کر بھی اپنی انا اپنے رشتے پر قربان کر دے---تمہارے لیے اسٹینڈ لے---اپنے سسرال میں بے عزت ہو کر بھی اپنی بیوی سے نرم برتاؤ رکھے اسفی جس بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھتا ہے وہاں مرد عورت کے آنکھ اٹھا کر بات کرنے کو بھی اپنی بے عزتی گردانتے ہیں مگر اسفی نے تمہیں ویسے ہی ٹریٹ کیا جس طرح ایک آئیڈیل مرد اپنی نصف بہتر کو کرتا ہے---وہ لاکھ غلطی پر تھا مگر جسطرح تم اپنے نکاح والے روز اسے پولیس اسٹیشن لے کر گئیں اگر اُسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو اُسی وقت طلاق تمہارے منہ پر مارتا پتا ہے کیوں؟؟؟ کیونکہ یہاں لوگ اپنے گناہوں، جرموں، کوتاہیوں کا اعتراف نہیں کرتے اسفندیار کی طرح---ہر انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا اُس میں جو خامیاں تم سے ملنے سے پہلے تھیں وہ انہوں خوبیوں میں بدل چکا ہے پھر انکار کس بات کا؟؟؟" این الصبا تو اپنے

رویے ،اپنے احساسات خود نہیں سمجھ پا رہی تھی انہیں کیا وضاحت دیتی؟؟؟ مگر ایک بات وہ جان گئی تھی کہ مسکاء بیگم کی اتنے سال اس سے دوری کی وجہ این الصبا کا رویہ تھا

"آپ کی سب باتیں درست سہی مگر آپ بھول رہی ہیں کہ اُس رات آپ کے بڑے لالہ نے کس طرح ذلیل کر کے ہمیں حویلی سے نکالا تھا--- میں مانتی ہوں اسفی کی کوئی غلطی نہیں ہے اور اُس نے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا ہے--- میں اُسے پسند بھی کرتی ہوں مگر مجھے اپنی self-respect اپنی محبت سے زیادہ عزیز ہے--- جس در سے ایک بار ٹھکرا دیے جائیں وہاں بار بار دستک نہیں دیتے--- حویلی والے مجھے کسی پتھر کی طرح اپنی زندگیوں سے باہر پھینک چکے ہیں--- میں اپنی وجہ سے اسفندیار کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی نہ ہی میں بابا والی کہانی دہرانا چاہتی ہوں وہ بھی شاید بابا کی طرح جذبات میں آ کر ابھی میرے لیے حویلی چھوڑ دے مگر بعد میں وہ بابا کی ہی طرح کسی خاندان کی لڑکی سے شادی کر کے انہیں خاندانی بہو عطا کر دے اور میں مما کی طرح ایڑیاں رگڑتی رگڑتی قبر میں اُتر جاؤں--- آپ میں سے کوئی میری اذیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا نہ میرے خدشات سمجھ سکتا ہے--- مرد کا دل بدلنے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے؟؟؟ پھر وہ میرے لیے کیوں چھوڑنے لگا اپنے عزیز رشتے اس سے پہلے کہ وہ بعد میں بہانے تلاش کر کے مجھے بیچ راستے میں چھوڑ دے کیوں نا میں ہی اپنا بھرم قائم رکھوں" آخر این الصبا کے خدشات نے زبان کا راستہ لے ہی لیا تھا

"اگر بڑے لالہ خود تمہیں لینے آئیں تو کیا تم پھر بھی انکار کرو گی؟؟؟" انہوں نے این الصبا کی جانب دیکھتے پوچھا جو اضطرابی انداز میں اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی- --سر جھکا ہوا تھا

"ممکن ہی نہیں کہ وہ جھک جائیں"

"کچھ بھی ناممکن نہیں ہے اس دنیا میں میری جان" مسکاء بیگم نے ہاتھ لمبا کر کے اسکے کندھے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا

"تم بے جا خدشات کا شکار ہو اسفندیار اپنے فیصلوں پر پختگی سے قائم رہتا ہے وہ بڑے لالہ سے بہت کچھ منوا چکا ہے اور تم تو اُسکی زندگی میں اب سانسوں کی طرح شامل ہو چکی ہو ایسا کیسے ممکن ہے کہ وہ تمہیں بیچ رہ میں چھوڑ جائے--- تمہارا اور تمہاری مما کا کیس بالکل مختلف ہے--- بڑے لالہ لوگ جتنا مرضی شور کر لیں مگر حقیقت تو یہی ہے کہ تم ان کے خاندان کا حصہ ہو، خان کی پہلی اولاد ہو، خان جذباتی ہیں مگر اسفی ثابت قدم تم ان کا موازنہ مت کرو" وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھیں--- این الصبا کی زندگی کی آدھی ابنارمیلیٹی کے ذمے دار خان تھے ان کا جذباتی پن ان سے کئی بار غلط فیصلے کروا چکا تھا پھر انہیں روٹھے لوگ منانے بھی نہیں آتے تھے--- نہ معافی مانگنا آتی تھی

"تم اسفی کو ایک بار اُمید کا جگنو تو تھما کر دیکھو وہ تمہاری ساری بے سکونی ختم کر دے گا---تمہیں اپنی محبت سے معتبر کر دے گا ایک بار آزما کر دیکھو اُسے----اپنی زندگی میں پچھتاوے مت جمع کرو این الصبا" زندگی میں پہلی بار یہ ان دونوں کی ایک تفصیلی گفتگو تھی

"آئی ایم سوری----میری وجہ سے آپ کے گھر والے آپ سے ناراض ہیں---انیا بھی آپ سے بات نہیں کرتیں---بابا بھی آپ پر غصہ ہیں مگر میں سچ کہہ رہی ہوں یہ سب میری intentions نہیں تھیں" این الصبا نے اپنے شانے پر دھرے ان کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں دباتے نم آواز میں کہا---انہوں نے محسوس کیا وہ رو رہی ہے وہ این الصبا کو ہمیشہ بہت سخت دل, خود غرض سمجھتی تھیں کاش انہوں نے کبھی اسے سمجھنے کی کوشش کی ہوتی صرف اپنے اندازے لگاتی رہیں

"یہ سب حالات کا کیا دھرا ہے اس میں نہ تم قصوروار ہو, نہ میں, نہ اسفندیار" انہوں نے پیار سمجھاتے اس کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کیے

"اب اگر اسفی نے رابطہ کیا تو تم اُسے مایوس نہیں کرو گی---وعدہ کرو مجھ سے" انہوں نے این الصبا کے آگے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی---مسکاء بیگم نے طمانیت سے آنکھیں موند لیں

****

"چٹاخ چٹاخ" کچا سا اینٹوں کا صحن بنا تھا---رات دس بجے کا وقت تھا وہ چبوترے پر ٹانگے لٹکائے لیٹا تھا سر اوپر اُٹھائے کھلے آسمان پر چمکتے تارے دیکھ رہا تھا--- مچھر بار بار آکر اسکے خون کا ذائقہ چکھنے لگتے جسکے نتیجے میں وہ خود ہی اپنے جسم پر طمانچے مارنے لگتا---اسکی آدھی سزا پوری ہو چکی تھی آدھی رہتی تھی---انسپیکٹر حیدر کو یہاں دیکھ کر اسکے ساتھی پولیس افسران اسکو خاصا مذاق کا نشانا بنائے رکھتے جب بھی پولیس ان قیدیوں کے حال احوال کیلیے آتی اسے اپنے سامنے نیچے بٹھا کر خوب طعنے و طنز کا شکار بناتی---ایک وقت تک وہ اپنے گناہ و جرم چھپاتا آیا تھا لوگوں پر اپنے عہدے کا رورب ڈالتا ان پر ظلم کرتا آیا تھا مگر اب اسکے ساتھ بھی وہی سب ہوتا جو وہ اپنے قیدیوں کے ساتھ کرتا تھا ابھی تو اسکا ایک جرم کھلا تھا اُس سب کا کیا جو وہ پچھلے وقت میں کرتا آیا تھا؟؟؟

"میں انسپیکٹر حیدر ہوں---اس سے پہلے میں ایک عام پاکستانی تھا پھر میں نے عہد کیا اپنے ملک کو سرو کرنے کا ایک عام پاکستانی سے ایک اچھے پاکستانی بننے کا مگر کاش میں اچھا پاکستانی بننے کے بجائے ایک عام پاکستانی ہی رہتا--- شروعات میں مجھے اس عہدے نے بہت خوشی دی تھی---اپنی وردی پہن کر سر پر کیپ لیتے اپنا آپ قد آدم آئینے میں دیکھتے میں جیسے خوشی سے نہال ہو جاتا مگر رفتہ رفتہ خوشی جاتی رہی ذہنی اذیت بڑھتی رہی ہر دوسرا بندہ رشوت آفر کرنے لگتا ہر کوئی اپنا کام نکلوانے کو پیسے پھینکنے لگتا

آپ جانتے ہیں کوئی شرابی کیوں کہلاتا ہے؟؟؟

شراب کی وجہ سے----اگر شراب نہ ہوتی تو کوئی شرابی نہ ہوتا

اگر پولیس والے رشوت خور ہیں تو کس وجہ سے؟؟؟

رشوت دینے والوں کی وجہ سے

اگر کوئی رشوت دینے والا نہ ہوتا تو کوئی پولیس والا رشوت خور نہ ہوتا

پاکستان کا نظامِ عدل اتنا خراب نہ ہوتا---ایک عام پاکستانی ہی ایک خطرناک پاکستانی ہے---عہدے والے اگر کمزور ایمان کے ہیں تو ان کو ورغلانے والے تو ایمان سے عاری ہیں

میں نے این الصبا کی ہدایات کے مطابق ساری کاروائی شروع کی یہ اُس دن کی بات ہے جب میں نے این الصبا کو ملیحہ کی کال لسٹ بھیجی تھی---وہ مجھے جو کام کہتی رہی میں ایک پل کی تاخیر کے بناء کرتا رہا سچ یہی ہے کہ میں اُسکی نظر میں اپنا امیج اچھا بنانا چاہتا تھا وہ مجھے اچھی لگتی تھی اور اسکی خاص وجہ صرف اور صرف اُسکا ایٹیٹیوڈ تھا---مجھے تو وہ کسی سنگ تراش کا مجسمہ معلوم ہوتی تھی---اُسکی سنگدلی کا اندازہ تو مجھے اسفندیار کو تھانے میں دیکھ کر ہو ہی گیا تھا---بہت آگ لگی تھی مجھے اُسکے اور این الصبا کے رشتے کا سُن کر خیر میں آپ کو اُس دن کی بات بتا رہا تھا جب ملیحہ کی کال لسٹ میں نے این الصبا کو سینڈ کی تھی تبھی مجھے ایاس صاحب کا فون آیا تھا جو لالچ اس کیس میں دبا دی تھی میں نے ان کے فون نے ایک بار پھر

اُجاگر کردی ان کا مطالبہ تھا کہ کچھ بھی ہو جائے مجھے حویلی والوں تک نہیں پہنچنا اگر پی ایف ایس اے وہاں تک پہنچ گئی تو ان کا بیٹا پکڑا جائے گا پھر میں نے وہی کیا جوان کا حکم تھا--- بریگیڈئیر کے گھر این الصبا نے مجھ پر شاؤٹ کیا وہ پہلی لڑکی تھی جو اتنا ڈٹ کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھے بتا رہی تھی کہ میں اپنے کام سے غافل ہوں اسکے بعد میں نے اُسے اپنے لیے خطرہ سمجھتے اُسے کیس سے نکلوا دیا مگر مجھے کیا پتا تھا کہ وہ اتنا لمبا آف لے لے گی---میں نے اُسکو کالز کرنا شروع کیں دو تین بار کی بات کے بعد وہ مجھے بلاک لسٹ میں ڈال چکی تھی مطلب وہ اپنی زندگی میں مجھے اتنی بھی جگہ نہیں دے سکتی تھی کہ میری آواز اُس تلک پہنچ سکے---عینی نے بھی میری مدد کرنے سے انکار کر دیا---پھر اُس لڑکی نے مجھے شکست دے دی اُس نے وہ راز تلاش کر ہی لیا جسے میں چھپانے کی کوششوں میں تھا---اُسکی سنگدلی کا اندازہ تو اس بات سے لگالیں کہ اس نے اپنے شوہر تک کو نہیں بخشا اگر وہ قصوروار ہوتا تو شاید این الصبا اسے پھانسی بھی لگوا چکی ہوتی مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میں ایک مرد ہو کر اپنی وردی کا مان نہیں رکھ سکا اور اُس نے ایک عورت ہو کر اپنا عہد اُس وقت بھی نبھایا جب اسکے سامنے اسکے عزیز رشتے تھے---اسکا ہمسفر تھا

وہ ایک ایماندار لڑکی تھی مجھ بے ایمان کو کیسے ملتی!!!

الیاس صاحب کے کہنے پر میں نے دانیال اور اسکی ٹیم کے دو بندوں پر پولیس اسٹیشن سے واپسی پر جان لیوا حملہ بھی کروایا تھا مجھے نہیں معلوم کہ اس کیس نے آخر کیا صورتحال اختیار کی ہے--- میرا ریکارڈ تو اب کھل چکا ہے میری سزا کتنی طویل ہو سکتی ہے یہ تو میرے جرائم ہی بتائیں گے

کیا پتا اللہ میرے جرم چھپا لے میں صرف تین سال کی ہی سزا کاٹوں اور کیا پتا میرے مزید گناہ سامنے آجائیں کیا پتا یہ کیس حل ہو جائے حملہ کرنے والے میرا نام بتا دیں اور میں ایک اور سزا بھگتاؤں--- یہ بھی ممکن ہے کہ سزا پوری ہونے کے بعد مجھے میرے عہدے سے برطرف کر دیں--- ایک بات تو طے ہے برا کرنے والوں کے ساتھ اچھا کبھی نہیں ہوتا--- کہانی کے اختتام پر اُنہیں ان کے کیے کی سزا مل کر رہتی ہے

****

"آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے میں نے خود اُسکے ہر انداز میں اپنے لیے بیزاری محسوس کی ہے پھوپھو--- وہ اتنی سنگدل ہے کہ میری محبت کی ضربیں اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اُس پتھر سے ٹکرا ٹکرا کر اب مایوس ہو چکی ہیں--- میرے پہلو میں بیٹھ کر شکایت کرتی ہیں--- کہتی ہیں سنگ مرمر کا یار ہے تیرا کہاں دل لگا بیٹھے اسفی میاں" جملے کے اختتام پر وہ مسکرا

دیا جیسے کوئی اپنی حماقت کر مسکراتا ہے---اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا وہ فون پر ان سے محو گفتگو تھا

"میں خود سے نہیں کہہ رہی این الصبا نے خود اپنے منہ سے اعتراف کیا ہے تمہاری چاہت کا بھتیجے" وہ شوخی سے بولیں تو اسفندیار جھٹکے سے اٹھ بیٹھا جیسے نیند سے جاگا ہو

"مت کریں ایسا مذاق---میری جان لیں گی کیا؟؟؟" اس نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھا---لفظ جان بوجھ کر شوخے ہو رہے تھے---وہ چولہے کی آنچ دھیمی کر کے کچن سے نکل آئیں

"پھوپھو کا یقین نہیں ہے تو خود آ کر مل لو" انہوں نے کھلی آفر کی

"میرے سسر کو جانتی ہیں نا آپ؟؟؟ کیا چاہ رہی ہیں؟؟؟ بیوی تو جیل میں چکی پسوا چکی ہے اب سسر صاحب کا بھی شوق پورا کروانا چاہتی ہیں؟؟؟ اب تو خواب میں بھی پنجاب پولیس سلام کرنے آ جاتی ہے" وہ بھنا کر بولا تو ان کی ہنسی چھوٹ گئی

"تمہارے سسر صاحب کل شام میں ہی میٹنگ کے سلسلے میں فیصل آباد گئے ہیں کل تک آئیں گے---اس لیے ایک نیکی کر رہی ہوں بھتیجے کے ساتھ---بچھڑے دلوں کو ملانا بھی بڑے ثواب کا کام ہے" وہ مسکراتے ہوئے بولیں تو اسفندیار نے قہقہہ لگایا

"اپنی پھوپھو کی ذہانت اور رحمدلی پر میں قربان---آپ چائے بنائیں میں یہ اُڑتا ہوا آیا"
اس نے ہاتھ کا مصنوعی جہاز اُڑایا
****
این الصبا خاموش تو پہلے بھی رہتی تھی مگر اسکے پاس فارغ وقت نہیں ہوتا تھا بہت سی ایکٹیویٹیز میں انگیج رہتی تھی مگر ان دنوں اس نے سب ترک کیا ہوا تھا خاص کر فوٹوگرافی جو اسکا شوق تھا بہت سے ایونٹز میں دانی نے اسے فوٹوگرافی کی آفر کی مگر اس نے سہولت سے انکار کر دیا دانیال کے ساتھ دوستی اب بھی ویسی ہی تھی مگر بے تکلفی کم ہوتی جا رہی تھی---این الصبا خود ہی اب اس سے دور دور رہنے کی کوشش کرتی تھی کسی کی قربانیوں پر اسے امتحان میں ڈالنا اچھے لوگوں کا ظرف نہیں ہوتا وہ ہزار کہے کہ وہ اسے ہر کمٹمنٹ سے آزاد کر چکا ہے مگر ہے تو انسان نا اور ہر انسان کو اپنے پسندیدہ انسان سے دوری اختیار کرتے بہت تکلیف ہوتی ہے--- تبھی کہتے ہیں جدائی میں بے شک موت تو نہیں آتی مگر پھر بھی خدا کبھی کسی کو کسی سے جدا نہ کرے
وہ کچھ دیر پہلے ہی پی ایف ایس اے سے آئی تھی--- باتھ لے کر چینج کیا آرام دہ ٹی شرٹ کے ساتھ کھلا فلازو پہن رکھا تھا اس نے--- تولیے سے اپنے لمبے بال خشک کرنے میں مصروف تھی دروازے کی طرف اسکے بال اور ٹاول تھا--- کھٹکے کی آواز پر اس نے جھٹکے

سے سر اٹھایا تو سارے گیلیے بال دائیں طرف سے کمر پر پھسل گئے---چہرے پر پانی کے قطرے چمک رہے تھے---گھرے کٹاؤ والے ہونٹ ادھ کھلے آنے والی شخصیت کو دیکھ رہے تھے---اسکی حیران صورت کو دیکھتے لبوں پر تبسم لیے وہ بند دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا---بازو سینے پر باندھ رکھے تھے---این الصبا کی کالی سیاہ آنکھیں ابھی تک باہر کو اُبل رہی تھیں

"تت---تم تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟" این الصبا نے ایک ہاتھ میں ٹاول پکڑ رکھا تھا اپنے حلیے سے بے نیاز ماتھے پر شکنیں ڈالتی متحیر سی بولی

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں اور قسم سے ایسی نظر سے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا" وہ اپنی خمار آلود بھوری نگاہیں اسکے کھلے کھلے مہکتے سراپے پر جماتے بولا تو این الصبا نے سٹپٹا کر سامنے ڈریسنگ مرر میں دیکھا پھر جلدی سے ٹاول ہی شانوں پر ڈال لیا---وہ اسکی حرکت پر جاندار مسکراہٹ عنابی لبوں پر سجائے بالوں میں ہاتھ گھمانے لگا

"تت---تم اندر کیسے آئے؟؟؟" این الصبا وہیں کھڑے پوچھ رہی تھی اپنی جگہ سے دونوں ایک انچ بھی نہیں ہلے تھے

"دروازے سے" وہ فرصت سے اسے دیکھتا بولا---این الصبا نے چہرے پر آتی بھیگی لٹوں کو کان کے پیچھے اُڑسا اسکا یوں دیکھنا اسے بری طرح ڈسٹرب کر رہا تھا

"کیوں آئے ہو؟؟؟" این الصبا جھنجھلا کر بولی

"تمہیں دیکھنے" اس نے این الصبا کے بھیگے چہرے کو جیسے اپنی نظروں سے چھولیا ہو

"اففففف" این الصبا نے بے اختیار اسکی جانب سے پُشت پھیر لی---اسفندیار اسکی اس ادا پر قہقہہ لگا تا ایک ایک قدم اسکی جانب بڑھ رہا تھا---این الصبا نے تولیے پر گرفت مضبوط کرلی---آنکھیں میچ لیں اسکے قدموں کی آواز این الصبا کو اپنے دل کی سرزمین پر محسوس ہورہی تھی---گداز لبوں کو بری طرح دانتوں میں دبا لیا---ہر لڑکی کو زندگی میں ایک بار ان لمحات سے گزرنا پڑتا ہے جب وہ اس ایک مرد کو اختیار دیتی ہے اپنے نزدیک آنے کا, اپنے قریب آنے کا اور یہ لمحات صرف اُن لڑکیوں کیلیے خاص ہوتے ہیں جن کی زندگی میں صرف ایک مرد ہوتا ہے اور این الصبا انہی لڑکیوں میں سے تھی---اسفندیار اس سے کچھ فاصلے پر آکر ٹھہر گیا---این الصبا بغیر مُڑے بتا سکتی تھی کہ اس کمرے میں موجود دوسرا دل اس سے کتنے فاصلے پر ہے---اسفندیار نے اسکی کمر پر بکھرے اس بہتے آبشار کو چھونے کیلیے ہاتھ بڑھایا وہ اس سے ذرا سے فاصلے پر ہی تو تھا---ایک خواب تھا اس لڑکی تک رسائی حاصل کرنے کا جو آج پورا ہوتا لگ رہا تھا---کیا واقعے ہی وہ اسکی آرام گاہ میں اس کے پاس سانس لے رہا ہے؟؟؟

اسفندیار کی انگلیوں کی پوروں نے اسکے بھیگے گیسو محسوس کیے تھے --- کتنے نرم بال تھے اسکے --- الجھے سلجھے سیاہ ریشم تھے جو اسفند کی انگلیوں پر لپٹ رہے تھے --- این الصبا دم سادھے کھڑی تھی --- اسکے سینے میں موجود پتھر اسفندیار کے نام پر دھڑک رہا تھا --- اگر وہ اسکے سینے سے اُٹھتی دھڑکنوں کا شور سُن لیتا تو شاید بے یقینی سے بے ہوش ہو جاتا

"این الصبا" اس نے بوجھل سرگوشی کی --- اسکی زلفیں اپنی مٹھی میں قید کرنے کی کوشش کر رہا تھا این الصبا کا دل چاہ رہا تھا کہیں بھاگ جائے اور اس نے دل کے کہے پر لبیک پڑھا اور تیزی سے اسکے آگے سے ہٹنے لگی

"آہ" اس نے گردن پر ہاتھ رکھا بال بہت زور سے کھینچے تھے --- غصے سے پلٹ کر اسے دیکھا جو اسکے آدھے بال اپنی مٹھی میں جکڑے کھڑا تھا بڑی معصومیت سے اسکی غصیلی نگاہوں کا سامنا کر رہا تھا

"بال چھوڑو" این الصبا کا انداز حکمیہ تھا --- بمشکل اپنا اعتماد بحال کیا --- اسفندیار نے نچلے لب کا کونہ دانت میں دباتے نفی میں سر ہلایا --- خمار آلود آنکھیں این الصبا سے بہت کچھ کہہ رہی تھیں جسے نظر انداز کرنے کی تگ و دو میں وہ بے حال ہوتی جا رہی تھی

"اللہ، کس نے بھیجا ہے آپ کو میرے روم میں" این الصبا رو دینے کو تھی پہلی بار اسفند یار اسکا یہ روپ دیکھا تھا---اسکے گلابی ہوتے عارض اسفندیار پر اسکا حالِ دل عیاں کرتے جا رہے تھے

"ایک میری ساس ہی اتنا نیک کام کر سکتی ہیں" اس نے این الصبا اور اپنے درمیان موجود فاصلے کو سمیٹتے آہستگی سے اسکے بال چھوڑ دیے---این الصبا نے قدم پیچھے کی جانب اٹھانا چاہا تو اسفندیار نے کہنی سے اسکا بازو تھام لیا---این الصبا کا سر جھکا ہوا تھا اسفندیار نے اپنے مضبوط بازو اسکے گلے میں ڈال دیے---این الصبا کے نازک شانوں نے اس بوجھ پر بھرپور احتجاج کیا مگر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ موم کا مجسمہ بنی کھڑی تھی

"کر لیا تھا میں نے عہد ترک عشق

تم نے پھر بانہیں گلے میں ڈال دیں"

"این الصبا" اسفندیار اسکی جانب جھکتے بولا وہ اس سے اتنا لمبا تھا کہ ٹھوڑی این الصبا کی پیشانی سے ٹکرا رہی تھی

"تمہارا دل بہت شور کر رہا ہے" گھمبیر و بوجھل آواز میں اس نے کچھ ایسے کہا تھا کہ این الصبا کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں---بھیگے چہرے پر بھی پسینہ پھوٹ پڑا---وہ اسے اسٹیچو کر چکا تھا اسکے دور ہٹنے سے اس نے پانی ہو جانا تھا مگر وہ دور ہٹتا تو

"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں" اسکی ٹھوڑی این الصبا کے بالوں سے مِس ہوئی وہ اسکے تاثرات سے انجان آنکھیں موندے بولا

"ایسا لگ رہا ہے جیسے ابھی تم میرا حصار توڑ کر چیخو چلاؤ گی اور سارا خواب چکنا چور ہو جائے گا" اسکے گلے میں ڈالے بازوؤں میں سے ایک ہٹا کر اسکی ٹھوڑی کو پکڑتے چہرہ اونچا کیا--- این الصبا نے زور سے آنکھیں میچ لیں---وہ ہنسنے لگا--- یہ وقت دونوں کی زندگی کے قیمتی ترین لمحہ تھا---اس وقت این الصبا کا چہرہ اسے دنیا کا سب سے حسین چہرہ لگا تھا

"آنکھیں کھولو این الصبا" اسفندیار نے اب تک اسکی ٹھوڑی کو تھام رکھا تھا این الصبا کی گردن کی ہڈی نمایاں ہو رہی تھی

"قریب سے دیکھ کر تسلی کر لو کتنا ہینڈسم اور وجیہہ بندہ ملا ہے تمہیں" اسکی آواز بہت قریب سے آرہی تھی وہ خاموش ہوا تو این الصبا نے اسکی سانسیں تک سنی تھیں---تاول اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا دل کے شور سے گھبرا کر وہ بجلی کی رفتار سے اس سے دور ہوئی فوراً پلٹ کر دروازے کی جانب بھاگی اسفندیار نے اس سے زیادہ پھرتی دکھائی وہ دروازہ کھولنے ہی والی تھی کہ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ٹھک سے بند کر دیا---اسکا بازو پکڑ کر رُخ اپنی جانب کرتے اسکی پُشت دروازے سے لگا دی

For more visit (exponovels.com)

"آج نہیں---جب تک اقرار نہیں کرلیتی جان نہیں بخشوں گا تمہاری" اسکی خفا خفا سی کالی آنکھوں میں جھانک کر روعب سے بولا

"تم تم" این الصبا نے الفاظ تلاشنے شروع کیے---اسفندیار نے سوالیہ اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو ہاں بولو بولو

"تم دل پھینک آدمی دور ہٹو" این الصبا نے اسکے سامنے سے ہٹنا چاہا تو اسفندیار نے دروازے پر ہاتھ رکھ لیا دوسرے ہاتھ سے اسکے چہرے کے پاس جھولتے بال آہستگی سے کانوں کے پیچھے کیے

"یہ دل تمہاری جانب ہی پھینکا تھا اب کچھ ڈراپ مت کرو" اسکی شوخیاں عروج پر تھیں---این الصبا بری پھنسی تھی

"جب تک اظہار نہیں کرتی میری قید سے آزاد نہیں ہوگی" وہ اسے نکلنے کا راستہ تلاش کرتا دیکھتے بولا

"مجھے قید پسند نہیں ہے" ااکے لہجے میں کچھ جتاتا سا تھا---اسفندیار نے اسکی کان کی لو کو دو انگلیوں کی پوروں سے چھوا

"میری باہوں کی قید میں تمہیں جو آزادی ملے گی این الصبا وہ تمہیں لاہور کی کھلی فضاؤں میں کبھی نہیں مل سکتی" نشیلی بھوری آنکھوں نے اسکی نظروں میں جھانکا

"کتنا ترساؤگی؟؟؟ دو پیار کے بول نہیں بولے جاتے؟؟؟ محبت کرنے والے تو میری طرح ہوتے ہیں فراغ دل" اس کے ہاتھ این الصبا کے بالوں سے چھیڑ خانیاں کر رہے تھے---وہ این الصبا سے اقرار سننے کو مرے جا رہا تھا

"بولو نا" اس نے اُکسایا

"کیا بولوں؟؟؟" این الصبا نے جھنجھلاتے ہوئے اپنے بالوں سے کھیلتے اسکے ہاتھ کو جھٹکا

"تم نے نہیں بولنا" وہ دروازے سے ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا---شاید ناراض ہو چکا تھا یا غصہ این الصبا نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا

"ہٹو" اس نے سنجیدگی سے این الصبا کو کہا---این الصبا آہستگی سے دروازے سے ہٹ گئی---اسفندیار نے ناب گھمائی

"تم جا رہے ہو؟؟؟" این الصبا نے ہمت کر کے پوچھا

"مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا" وہ مڑے بغیر بولا---پھر دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا

"اسفی" این الصبا نے ادھ کھلے دروازے سے اسے آواز لگائی---وہ چند قدم ہی تو دور گیا تھا---اسے لگا این الصبا نے نہیں زندگی نے اسے آواز لگائی ہے پلٹ کر بے یقین

نظروں سے اسے دیکھا وہ دروازے سے جھانک رہی تھی---اسکے سیاہ نین کٹوروں میں

اس وقت اسفندیار کیلیے کچھ خاص احساس تھا---کئی قندیلیں اسکے آس پاس روشن ہو گئیں

"تم میری زندگی میں سانسوں کی طرح شامل ہو گئے ہو---"آواز تھی,لفظ تھے یا ساز چھیڑا

تھا اس نے جو اسفندیار کی روح تک سرایت کر گیا تھا---کڑی دھوپ سے یک لخت

محبت کی چھاؤں میں آ کھڑا ہوا تھا---این الصبا نے ٹھک سے دروازہ بند کر دیا وہ تیزی سے

قریب آیا مگر وہ لاک لگا چکی تھی

"دروازہ کھولو"اس نے ہلکے سے کھٹکھٹایا

"آئی ول کل یو این الصبا" دانت پیسے

"اففففف لڑکی جان لو گی کیا؟؟؟" بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ

جیسے بے قابو ہو رہا تھا

"تمہاری جان تو میں لے چکی ہوں "این الصبا دروازے سے چپکی کھلھلائی

"کیسے رہوں گا جان کے بغیر کچھ تو خیال کرو ظالم" وہ دروازے سے سر ٹکائے کہہ رہا تھا

این الصبا اسکی بے قراریوں پر ہواؤں میں اُڑ رہی تھی

"چھوڑوں گا نہیں تمہیں" وہ اب دھمکیوں پر اُتر آیا تھا

"چھڑوانا کون چاہتا ہے "اسکی آواز گنگنا رہی تھی

"قریب آکر کھونا" اسفندیار کو اسکی ہنسی سنائی دی

"دل چاہ رہا ہے یہ دروازہ توڑدوں" وہ زور سے دروازے کو ٹھوکر مارتا بولا اندر سے اسکی جلترنگ ہنسی کی آواز آئی تو جلتا کڑھتا دروازے سے ہٹ گیا---مسکاء بیگم نے کھانے پر اچھا خاصا اہتمام کرر کھا تھا اس نے پیٹ بھر کر,بے تکلف ہو کر کھانا کھایا این الصبا کو مسکاء بیگم نے بہت کہا مگروہ باہر نہیں آئی--- جانتی تھی اگر باہر چلی گئی تو وہ اپنی پھوپھو کا لحاظ کیے بناء ہی اسے گھورتا رہے گا اور اسکی بھوری آنکھوں کی تپش اب این الصبا کو بے نیاز نہیں رہنے دیتی تھی---رات جب وہ سونے کو لیٹی تو اسے اسفندیار کی جانب سے ایک پیغام ملا

محبت کے نام پر اک غزل لکھ رہا ھوں

اسے اپنی صبح اور شام لکھ رہا ھوں

بسی ھے اس کی خوشبو میری سانسوں میں اسطرح

اسے اپنی جان و دل لکھ رہا ھوں

نہیں تھا میں شاعر اس کی محبت سے پہلے

میں اپنی شاعری اس کے نام لکھ رہا ھوں

چھوڑ دی جس کے لیے میں نے دنیا کی رونق

For more visit (exponovels.com)

میں اپنی تنہائی بھی اس کے نام لکھ رہا ھوں

کوئی پوچھے میری موت کا سبب " تبسم "

مت لینا اس کا نام، میں اسکو اپنا خون معاف لکھ رہا ھوں

"آج رات نیند نہیں آئے گی "ایک اور میسج آیا

"کسی نے کہا تھا میں اُسکی زندگی میں سانسوں کی طرح شامل ہوگیا ہوں---اب پوچھنا یہ تھا کہ میرے بغیر سانس آرہی ہے ؟؟؟ "اگلا پیغام پڑھ کر اسکے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی---

بے اختیار انگلیاں ٹائپنگ کرنے لگیں

"آرہی ہے "ساتھ ہنسنے والا ایموجی بھی ڈل دیا

"شرم آنی چاہیے "اُس نے جلی ہوئی ایموجی کے ساتھ جواب دیا

"نہیں آرہی "اس نے پھر وہی ایموجی بھیجا

"کیا؟؟؟ سانس یا شرم؟؟؟ "اس نے پوچھا

"شرم " وہ ہنستے ہوئے ٹائپ کررہی تھی

"ڈوب مرو "لال سرخ ایموجی غصے کا اظہار کررہی تھی---این الصبا نے ہنستے ہوئے موبائل بند کرکے رکھ دیا

****

"کہاں کی تیاری ہو رہی ہے لالہ ؟؟؟" گل زرین شام کی چائے اسکے کمرے میں لے آئی

وہ آج شام پھر دیر سے آیا تھا--- بیڈ پر بیگ پڑا تھا اسکے کچھ استری شدہ کپڑے بھی پڑے تھے---وہ الماری کھولے ہینگ کیے اپنے کرتے اُتار رہا تھا---ٹائٹ جینز اور ہلکی گرے ڈریس شرٹ میں وہ خاصا سمارٹ اور نظر لگ جانے کی حد تک جاذبِ نظر لگ رہا تھا

"گاؤں جا رہا ہوں" اس نے ہینگر سے کرتا نکالا

"مگر کیوں ؟؟؟ آج تو جمعہ نہیں ہے" وہ جمعے کی شام کو نکلتا تھا اور اتوار کی شام کو آتا تھا اسے زمینوں کا کام بھی سنبھالنا ہوتا تھا شعبان سوشل ورک کرتا تھا اُسکا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں تھا پھر وہ زمینوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا یہ کام شروع سے اسفندیار نے ہی سنبھال رکھا تھا

"یونیورسٹی سے آف لے لیا آپ نے" اس نے ٹرے میز پر رکھی اور اسکی جانب پلٹی

"ہوں" وہ اب بھی اپنی پیکنگ میں مصروف تھا

"کریں میں رکھ دیتی ہوں" اسکی پیکنگ وہی کرتی تھی مگر آج اس نے بتایا نہیں تھا--- اسفندیار صوفے پر بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہونے لگا

"کیوں جا رہے ہیں سب خیریت ہے نا؟؟؟" گل زرین نے اسکی جانب دیکھتے پوچھا

"بابا سائیں سے درخواست کرنے جارہاہوں اب میری بیوی لے ہی آئیں بہت رہ لیا تنہا" وہ سنجیدگی سے بولا مگر گل زرین کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی

"میں بھی ساتھ چلوں؟؟؟" وہ اسکا کرتا طے کرتے اسکی جانب دیکھتے پوچھنے لگی

"تم کیا کروگی جا کر؟؟؟" وہ چائے کا کپ خالی کر کے رکھتا بولا

"قائل کروں گی کہ مجھے صرف این الصبا ہی قبول ہے اپنی بھابھی کے طور پر" اسفندیار جھینپ گیا---گل زرین اسکی اس ادا پر کھلکھلا کر ہنسی

"این الصبا سے ملنے گئے تھے کل؟؟؟" وہ دوبارہ پیکنگ کی جانب متوجہ ہوگئی---اسفندیار نے اثبات میں سر ہلایا

****

اسفندیار جس وقت گل زرین کے ساتھ حویلی پہنچا رات کے دو بج رہے تھے---بختاور بیگم نے رات کا کھانا لگایا اور تھکن ہونے کے باعث وہ لوگ بھی بستروں میں گھس گئے---

اگلی صبح حویلی میں گویا طوفان آگیا تھا

"بکواس بند کرو تم اپنی---تمہاری ایک مانی دو مانی تم تو پھیل گئے ہو---میں؟؟؟ سردار بدرالزمان معافی مانگے تمہارے سسر سے؟؟؟ یہی غیرت رہ گئی ہے تمہارے اندر؟؟؟"

بختاور بیگم کو اپنے کمرے سے ان کے اونچے اونچے بولنے کی آواز آئی ابھی تو حویلی میں کسی نے ناشتہ تک نہیں کیا تھا وہ چائے بنانے ہی کچن کی طرف جا رہی تھیں

"وہ میرے سسر ہونے سے پہلے آپ کے بھی کچھ لگتے ہیں--- یہ حویلی اُن کی بھی اُتنی ہی ہے جتنی آپ کی ہے--- اُن کا رشتہ میرے سے بعد میں اور آپ سے پہلے ہے بابا سائیں--- اور رشتوں میں اتنی لمبی ناراضگیاں بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے--- تین دن سے زیادہ اپنے عزیز و اقارب سے خفا رہنا گناہ ہے--- اللہ تعالیٰ نے رشتے اس لیے تو نہیں بنائے تھے نا کہ ہم لڑائی جھگڑے کر کے لمبی لمبی ناراضگیاں لگا بیٹھیں--- رشتے دکھ درد بانٹنے کیلیے ہیں نا کہ دکھ درد دینے کیلیے" اسفندیار نے انہیں غیض و غضب سے لال پیلا ہوتے دیکھ کر سمجھانے قائل کرنے والے انداز میں کہا

"پھر غلطی بھی ہے آپ کی آپ نے چاچو کو بے عزت کر کے حویلی سے نکال دیا وہ واپس کیس بھی کر سکتے تھے آپ پر کیوں کہ حویلی میں اُن کا بھی حصہ ہے" وہ بیڈ پر بیٹھے تھے اسفندیار ان کی پائنتی کی جانب تھا

"تو اب تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے چاچو کہ آگے جا کر ہاتھ جوڑوں تا کہ وہ اپنی اُس خود سر اور بے باک بیٹی کو تمہارے ساتھ بھیجنے پر راضی ہو جائے؟؟؟" نہایت سرد لہجے میں وہ پھنکار کر بولے

"وہ خود سر نہیں ہے بابا سائیں "اس نے سر جھکائے این الصبا کی طرف داری کی

"اُس نے اتنا سب کچھ کرڈالا ہمارے ساتھ پھر بھی تم اُسے ہی حویلی کی بہو بنانا چاہتے ہو؟؟؟ اتنے بے غیرت ہو تم ؟؟؟ "وہ دھاڑے

"غیرت والا ہوں تبھی اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں اور رہی بات اُسکی خود سری کی تو اُس نے وہی کیا جو اسکا فرض تھا باقی حالات کبھی بھی کسی کی بھی مخالفت میں چل سکتے ہیں "اسفندیار نے این الصبا کا پورا پورا ساتھ دیا

"ہم کہیں نہیں جا رہے اور نہ ہی وہ لڑکی ادھر آئے گی--- ہم اُسے اپنی بہو کے روپ میں کبھی قبول نہیں کریں گے--- طلاق دے کر فارغ کرو اُسے "انہوں نے ہاتھ میں پکڑا اخبار سائیڈ ٹیبل پر دے مارا

"گستاخی معاف بابا سائیں مگر میں اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا "وہ اٹل لہجے میں کہہ کر کھڑا ہو گیا

"ٹھیک ہے پھر ہمیں چھوڑ دو--- دفع ہو جاؤ یہاں سے "وہ غصے سے دھاڑے اسفندیار نے ایک نظر انہیں دیکھا اور باہر نکل گیا---بختاور بیگم باہر ہی کھڑی تھیں بھاگ کر اسکے پیچھے گئیں مگر وہ اپنا سامان پیک کر رہا تھا

"اسفندیار کیا کر رہے ہو؟؟؟ بیٹا تمہیں ان کے غصے کا تو پتا ہے--- تم ہی ٹھنڈے دماغ سے کام لو" وہ اسکا بازو پکڑ کر بولیں جو ہاتھ میں آئی ہر شے ء بیگ میں ٹھونس رہا تھا--- جبڑے سختی سے بھینچ رکھے تھے---اپنا بیگ اٹھائے وہ نیچے کی سیڑھیاں اُتر رہا تھا بختاور بیگم اسکے پیچھے ہی تھیں

"اسفندیار"

"اسفندیار" وہ اسے بار بار پکار رہی تھیں

مگر اس نے نہیں رکنا تھا وہ نہیں رُکا

****

ایک ماہ بعد

"آؤ" اسفندیار نے اسے باہر نکلنے کو کہا--- اسکی سیاہ کرولا خوبصورت سے بنگلے کے پورچ میں رکی

"میں کہیں نہیں جا رہی تم مجھے گھر ڈراپ کرو" این الصبا سختی سے بولی---اسفندیار غصے سے باہر نکلا اور دوسری جانب آکر دروازہ کھولتے اسکی کلائی پکڑ کر باہر کھینچا چہرے پر سختی و کرختگی جھلک رہی تھی این الصبا اپنی کلائی آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی

"Asfileavemyhand"

این الصبا اسکی فولادی گرفت سے کلائی چھڑوانے کی تگ ودو کر رہی تھی جب کہ وہ اسے اپنے ساتھ لیے اپنے روم کی جانب بڑھ رہا تھا گل زرین نے اپنے کمرے سے جھانکا مگر باہر نہیں نکلی---اسفندیار نے اسے اپنے روم میں لاکر دروازہ لاک کر دیا

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟؟؟ یو چیپڑ، تم نے باہر ملنے کا کہا تھا اور اب؟؟؟" این الصبا اس ایک ماہ میں اس سے دو تین بار مختلف کافی شاپز پر مل چکی تھی---پرویز خان کی جانب سے دباؤ بڑھ رہا تھا---این الصبا جب یہ بات اس سے ڈسکس کرتی وہ اسے ملنے بلا لیتا لمبی لمبی تسلیاں دیتا اور چلا جاتا

"مجھے گھر جانا ہے آگے سے ہٹو" اسے دروازے کے سامنے ایستادہ دیکھ کر وہ چلائی---اسفندیار نے اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا---چاکلیٹ کلر کی قمیض اور گولڈن سکن ٹراؤزر دوپٹے میں ملبوس وہ خاصی پرکشش لگ رہی تھی---بالوں کا جوڑا اسکے یوں بیڈ پر دھکا دینے سے کھل گیا تھا---دوپٹہ ڈھلک کر بیڈ پر گر گیا این الصبا سراسیمگی کی کیفیت میں اسکی جانب دیکھنے لگی جو آج آتش فشاں بنا ہوا تھا

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟؟؟ کھا جاؤں گا میں؟؟؟" وہ دھاڑا این الصبا کا گریز اب بھی پہلے جیسا تھا وہ اسے یوں محسوس کرواتی جیسے وہ اسکا نامحرم ہو اور جب تک اسکے گھر والے رشتے کیلیے نہیں آتے وہ اس پر بھروسہ نہیں کر سکتی

"اور کیا کہہ رہی تھی تم کہ بابا اپنے دوست کو ہاں کر رہے ہیں تم کچھ نہیں کر سکتی" کچھ دیر پہلے کال پر وہ اسے پرویز خان کے ساتھ ساتھ اپنا بھی فیصلہ سنا رہی تھی وہ اس پر ہی شعلے اُگل رہا تھا

"میں نے تمہارے لیے اپنے بابا کے سامنے اسٹینڈ لیا, گھر چھوڑا, سب کی ناراضگیاں دور کیں اور تم مجھے اپنے فیصلے سنا رہی ہوں" وہ سرخ آنکھوں سے گھورتا دھاڑا---این الصبا کو وہ بالکل پہلے والا اسفندیار لگا جو اسے جنگل میں ملا تھا---اسفندیار نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا---این الصبا نے ڈر کے مارے آنکھیں میچ لیں

"محبت کرتی ہو تو اعتبار کرنا بھی سیکھو---کہا ہے نا کہ بابا سائیں جلد آئیں گے تو وہ آئیں گے---تم میرے نکاح میں ہو کسی اور مرد کا نام بھی تمہارے ساتھ لیا گیا تو تم مجھے بہت برا پاؤ گی این الصبا بہت زیادہ برا" اس نے این الصبا کے چہرے کی جانب دیکھنے کی کوشش کی جو وہ بار بار موڑ لیتی----اسفندیار نے جتنے غصے میں اسے پکڑا تھا اُتنی ہی نرمی سے چھوڑ دیا

"سوری" مدھم آواز میں بولا---این الصبا نے ہاتھ کی پُشت سے گال پر بہتے آنسو رگڑے اسفندیار نے جونہی ہاتھ بڑھایا اس نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا---اسفندیار نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اوپر اٹھایا---این الصبا نے بھیگی پلکوں کی چادر گرالی-

--رونے سے چھوٹی سی ناک سرخ ہورہی تھی اس پر کپکپاتے ہونٹ اسفندیار نے اسے چھوڑتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ٹشو باکس سے ٹشو پیپرز نکالے اور اسکی ٹھوڑی پکڑ کر ٹشو پیپرز سے اسکے ہونٹ صاف کردیے ریڈ لپ اسٹک اسکے ہونٹوں سے اُتر کر ٹشو پیپرز پر منتقل ہوگئی

"اتنا خوبصورت رنگ ہے تمہارے لبوں کا ان مصنوعی چیزوں کا سہارا کیوں لیتی ہو؟؟؟" اسکے گہرے کٹاؤ والی گلابی پنکھڑیاں دیکھتے ناراضگی سے بولا

"پلیز اب رونا بند کردو---ایسا بھی کوئی ظلم نہیں کردیا میں نے" ٹشو پیپرز ڈریسنگ کے پاس پڑی باسکٹ میں پھینک کر اسکی جانب پلٹا وہ بیڈ سے اپنا دوپٹہ اُٹھا رہی تھی

"جاؤ فیس فریش کرکے آؤ---یہ مرجھایا چہرہ بالکل اچھا نہیں لگ رہا مجھے" یہ جو حکمیہ انداز تھا یہ این الصبا کے رشتہ قبول کرنے کے بعد سے ہی اسکے لہجے کا حصہ بنا تھا

"مجھے گھر چھوڑ آؤ بس" این الصبا اسکی جانب دیکھے بغیر بولی

"کون سا گھر؟؟؟ کیسا گھر؟؟؟ رخصتی ہوگئی ہے تمہاری اب چپ چاپ یہیں رہوگی تم" اسفندیار نے اسکے سر پر بم پھوڑا---این الصبا کی آنکھیں اُبل کر باہر آنے لگیں

"پاگل تو نہیں ہوگئے تم" این الصبا چیخی

"تمیز سے بات کرو" اسفندیار غرایا---انگلی سے آہستہ بولنے کا اشارہ کرتا اسکی سمت اسکے پاس آ کر ٹھہر گیا---وہ شیرنی بنتی تھی تو وہ بھی شیر تھا اسکا، فوراً اسکے پنجوں کو قابو کر لیتا
"اس طرح کم از کم میری ذہنی اذیت تو کم ہو گی جو دوسرے دن تم یہ کہہ کر بڑھا دیتی ہو کہ بابا کہہ رہے ہیں خلع کے پیپرز سائن کرو---" وہ آرام سے کہہ رہا تھا
"اگر میں اپنی محبت کی خاطر اتنی قربانیاں دے رہا ہوں تو ایک آدھ تم بھی دے دو---
سکون سے رہو یہاں میرے پاس ،میرے قریب یہاں جدائی کا کوئی خوف نہیں ہو گا"
اسکے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گلے میں حمائل کر دیے---این الصبا فوراً اس سے دور ہٹی
"اسفی مجھے پریشان مت کرو پلیز" محبت آپ کو کتنا کمزور بنا دیتی ہے وہ اسی کمزوری سے ڈرتی تھی اب وہ سنگدل نہیں رہی تھی اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی
"اور تم جو مجھے پل پل اذیت دیتی ہو وہ" اسفندیار نے اسکے کھلے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اسکا چہرہ اونچا کرتے پوچھا جہاں پریشانی رقصاں تھی وہ اسے مزید پریشان نہ کر سکا
"اچھا جاؤ فریش ہو کر آؤ--- گل زرین چائے بناتی ہے وہ پی کر پھر تمہیں چھوڑ آؤں گا---
جتنے بڑے امتحان میں خود کو ڈالا ہے اُتنا بڑا امتحان تم سے نہیں لینا چاہتا" اس نے این الصبا کو واش روم کی جانب اشارہ کیا وہ غڑپ سے غسل خانے میں گھس گئی
****

"بابا سائیں ضد لگا کر بیٹھے رہیں---زمینوں کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور پھر حویلی میں بھی این الصبا اپنا حصہ مانگ لے گی--- جائیداد بھی جائے گی اور بیٹا بھی---این الصبا کو لالہ گھر لے آئے ہیں انہیں اب آپ لوگوں کے فیصلے کی ضرورت نہیں---اب پچھتاتے رہیں" گل زرین نے بختاور بیگم کو سوچوں کے گرداب میں دھکیل کر رابطہ منقطع کر دیا

"گل زرین "اسکی آواز پر وہ فوراً کمرے سے نکلی

"چائے بنا لو---ساتھ میں کچھ نمکین بھی نکال لینا---میں این الصبا کو لے کر آتا ہوں" وہ اسے کہہ کر واپس اوپر کی سیڑھیاں چڑھ گیا---این الصبا واش روم سے نکل رہی تھی

"کیسا لگا میرا گھر؟؟؟ شادی کے بعد تم یہیں رہو گی میرے ساتھ" وہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں کہنی کے بل لیٹ گیا---این الصبا نے کوئی جواب نہیں دیا

"بس اب ہفتہ بھر منہ پھلائے رکھنا اتنی سی بات پر" وہ اسکے پھولے ہوئے چہرے پر طنز کرتا چڑ کر بولا

"کہہ رہا ہوں بابا مان جائیں گے صبر کر لو صبر کر لو مگر نہیں میڈم کو شادی کرنی ہے---- ایک بات بتاؤ یہ چاچو کے دوست کا بیٹا مجھ سے زیادہ ہینڈسم ہے کیا؟؟؟ مجھے نہیں لگتا ایسا ہوگا" این الصبا کو سمجھ نہیں آئی وہ جاننا کیا چاہتا ہے وہ ایسے ہی کمرے کے وسط میں کھڑی اسکی بے تکی باتیں سن رہی تھی

"ادھر آجاؤ میرے پاس, قسم سے کاٹوں گا نہیں" بات کے اختتام پر نچلے لب کا کونہ دانت میں دباتے شرارت بھری نظروں سے اسے دیکھا

"دل پھینک آدمی" این الصبا بڑبڑائی

"بہت بدتمیز ہو تم شادی کے بعد یہ سب نہیں چلے گا اور ہاں یہ لپ اسٹک آئندہ تم استعمال نہیں کروگی" وہ بڑے مزے سے اسے حکم دے رہا تھا این الصبا نے آبرو اٹھاتے اسے دیکھا

"زیادہ پھیلو مت تم" اپنے ازلی تیکھے انداز میں بولی تو اسفندیار کو اسکے ہونے کا یقین آیا

"That'smyIronlady"

وہ اٹھ کر اس تک آیا این الصبا دروازے کی جانب بڑھنے لگی تھی اسفندیار نے اسکا دوپٹہ پکڑ لیا

"بھاگتے تو مجرم ہیں آپ نے کیا جرم کیا ہے؟؟؟" اسکا دوپٹہ ابھی تک اسفندیار کے ہاتھ میں تھا نیٹ کے دوپٹے کو وہ اپنی ہتھیلی میں جکڑ چکا تھا

"اسفی فری مت ہو---" این الصبا جھنجھلائی

"ابھی میں فری ہوا ہی کب ہوں؟؟؟" اس نے شریر مسکراہٹ کے ساتھ دوپٹہ کھینچا

"تم نے بتایا نہیں اپنا بیڈروم کیسا لگا تمہیں؟؟؟" اسکے کان کے پاس جھک کر سرگوشی کی---اسکے ہونٹ این الصبا کے بالوں کو چھو رہے تھے

"اسکا انٹرئیر بدلوا لیتا ہوں کیا خیال ہے؟؟؟" "تمہارے کمرے کا زیادہ اچھا ہے" اس نے این الصبا کا دوپٹہ آہستگی سے چھوڑتے اسکے شانے پر مزید پھیلا دیا

"نہیں یہ اچھا لگ رہا ہے"

"مطلب تمہیں میری پسند اچھی لگی" وہ مسکرایا

"اتنی بری بھی نہیں ہے" این الصبا نے کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈالتے کہا

"تم بھی میری پسند ہو اور اتنی بری بھی نہیں ہو" اسکے کہنے پر وہ این الصبا کھلکھلا کر ہنس دی وہ اسکے مسکراتے چہرے کی نظر اُتارنے لگا

"لالہ چائے لے لیں" گل زرین کی آواز پر اس نے این الصبا پر سے اپنا دھیان ہٹایا

"آرہے ہیں" وہ کمرے سے باہر نکلنے لگی جب اسفندیار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا

"اتنی بے اعتبار مت ہوا کرو---محبت کرتا ہوں تم سے اور تمہاری عزت کو اپنی عزت جانتا ہوں" ہلکے سے اسکے ہاتھ کو دبا کر اپنے لمس کی حدت منتقل کر دی

اسے اسفندیار کا یوں یہاں دھوکے سے لانا پسند نہیں آیا تھا مگر اس نے این الصبا کا اعتبار نہیں توڑا تھا ورنہ اگر آج وہ اسکا اعتبار توڑ دیتا تو پرویز خان مجبور ہو جاتے این الصبا کو اسکے ساتھ بھیجنے پر مگر اسفندیار اتنا کم ظرف نہیں تھا

دل کو تری چاہت پہ بھروسہ بھی بہت ہے

اور تجھ سے بچھڑ جانے کا ڈر بھی نہیں جاتا

****

"کون آیا ہے؟؟؟" اسفندیار نے گھر کے باہر ایک جیپ اور پجارو کھڑی دیکھ کر پوچھا

"بڑے صاحب آئے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے ایک دوست بھی ہیں" گارڈ نے بتایا تو

وہ سر ہلاتا اپنی گاڑی لاک کر کے اپنا لیپ ٹاپ بیگ اُٹھائے اندر داخل ہو گیا

"اسلام و علیکم" لانج میں ہی وہ اور ان کے دوست خوش گپیاں لگاتے نظر آ گئے

"کیسے ہو اسفندیار؟؟؟" ان کے دوست نے پوچھا ساتھ ہی اس سے بغل گیر ہوئے---

سردار بدر الزمان نے بھی اسکے سر پر دست شفقت پھیرا

"میں فریش ہو کر آتا ہوں" وہ اوپر چلا آیا

وہ فریش ہو کر آیا تو وہ لوگ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"اسفندیار اپنے چاچو کو فون کر کے بتا دو ایک دو گھنٹے تک ہم اُن کی طرف چلیں گے" وہ ان کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ وہ بول پڑے---اسفندیار کو زندگی کی نوید سنائی تھی انہوں نے

"جی جی" وہ فوراً کھڑا ہو گیا---کال کر کے مسکاء بیگم کو اطلاع دی این الصبا کو کال کرنے لگا مگر چائے ٹھنڈی ہونے کے خیال سے رُک گیا

ایک گھنٹے بعد وہ انہیں لے کر پرویز خان کے گھر کی جانب جا رہا تھا---وہ اسکے برابر پسنجر سیٹ پر بیٹھے تھے اسفندیار ڈرائیو کر رہا تھا

"تمہیں پتا ہے آج تمہارے گھر کون آرہا ہے؟؟؟" اسفندیار نے ڈش بورڈ پر سے اپنا سیل فون اٹھا کر ٹائپ کیا

"کون؟؟؟" این الصبا کا مسیج آیا اس نے پھر فون اٹھایا

"تمہارے سسر آرہے ہیں تمہاری فیورٹ پرسنیلیٹی" اسفندیار نے دل والے ایموجی بھیجی

"کیا؟؟؟؟" این الصبا جو آرام سے بیڈ پر لیٹی اسکے میسجز پڑھ رہی تھی اچھل کر بیٹھ گئی

"اب میں کیا کروں؟؟؟" اس نے پوچھا---اسفندیار نے پھر سمارٹ فون اٹھایا بدر الزمان نے ترچھی نگاہ اس پر ڈالی وہ مسکرا کر ٹائپ کر رہا تھا

"اچھا سا کھانا بناؤ اور پلیز قمیض شلوار پہننا" اس نے سڑی شکلیں بھیجیں

"وہاں جا کر بات کر لینا" اسکا دوبارہ ٹائپنگ کا ارادہ دیکھ کر وہ ونڈا سکرین کی جانب ہی نگاہ کر کے بولے تو اسفندیار نے خجالت سے سر کھجاتے سمارٹ فون ڈش بورڈ پر رکھ دیا

کچھ دیر بعد ہی بختاور بیگم کمرے میں داخل ہوئیں وہ جو گرز سمیت بے ترتیب سا بیڈ پر ڈھیر اس ساری صورتحال کو سمجھنے میں کوشاں تھا کھٹکے کی آواز پر کشن چھوڑ کر سیدھا ہوا انہوں نے جگ اور گلاس کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی

"یہ سب کیا ہے ؟؟؟ این الصبا اور پھوپھو یہاں کیسے پہنچیں ؟؟؟" وہ بہت سنجیدہ تھا

"لے کر آئے ہیں تمہارے بابا سائیں"

"ہونہہ ،اچھا مذاق ہے" اسکا منہ بگڑا---بختاور بیگم نے پانی کا گلاس بھر کر اسکی جانب بڑھایا

"نہیں چاہیے" ایسے نخرے ماں کو آج سے پہلے تو اس نے کبھی نہیں دکھائے تھے---انہوں نے سر کو ہلکے سے جنبش دیتے اسے دیکھا

"کیا مسئلہ ہے اب ؟؟؟ کس بات کی ضد ہے ؟؟؟" اسکی بلاوجہ کی ناراضگی اور خراب موڈ ان کی سمجھ سے باہر تھا

"کوئی ناراضگی نہیں ہے مجھے---بس آپ جائیں یہاں سے کچھ نہیں کھانا پینا مجھے" وہ ناگواری سے ماتھے پر لاتعداد شکنیں سجا کر بولا

"مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے سب نے یہاں---جب جس کا دل چاہے جھوٹ بول دے میں ہی ہر کسی پر اعتبار کر لیتا ہوں" اس نے کشن اٹھا کر پٹخا

"گل زرین نے بولا تھا لالہ کو سرپرائز دینے کا---ہم نے دے دیا سرپرائز مگر لالہ تو سر چڑھ گئے ہیں بھئی---لالہ کے تو مزاج ہی نہیں ملتے" انہوں نے گلاس واپس میز پر پڑی ڈش میں پٹخ دیا

"جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟؟؟ گل زرین کو اکیلا چھوڑ کر آنا پڑا مجھے اُسکے فائنلز چل رہے تھے" وہ کچھ ڈھیلا پڑتا بڑبڑایا

"تمہارے پرویز چاچو ہیں وہاں دیکھ لیں گے اُسے بلکہ دو تین دن میں اُن کے ساتھ آ جائے گی وہ" انہوں نے اتنے آرام سے کہا اسفندیار کے آبرو تن گئے

"واہ اب اتنی گہری صلح بھی ہو گئی اس معجزے کا پس منظر جاننے کی گستاخی کر سکتا ہوں میں؟؟؟" اس نے لطیف سا طنز کیا

"اپنے بابا سائیں سے ہی پوچھ لینا" وہ کمرے سے نکل گئیں---اسفندیار اُلجھتا ہوا الماری کھول کر کھڑا ہو گیا---آنکھوں کے سامنے اُسی رگِ جان کا چہرہ گھوم رہا تھا

"کیا مصیبت ہے؟؟؟"اس نے زور سے الماری کا پٹ بند کیا

مت پوچھ کہ ہم ضبط کی کس راہ سے گزرے

یہ دیکھ کہ تجھ پہ کوئی الزام نہ آیا

****

وہ آج بھی اُسی کمرے میں ٹھری تھی جہاں دو سال پہلے رہنے آئے تھی---کمرے میں آتے ساتھ اس نے دوپٹہ اُتار کر بیڈ پر پھینکا ڈریسنگ سے کیچر اُٹھا کر چوٹیا میں بندھے بالوں کا ہی جوڑا بنا کر لگا لیا---ابھی وہ صحیح سے ریلیکس بھی نہیں ہوئی تھی کہ گل زرین کی کال آنے لگی

"لالہ پہنچ گئے؟؟؟"سلام دعا کے بعد اسکی جانب سے پہلا سوال یہی ہوا تھا

"ہاں"این الصبا نے اپنے تراشے ہوئے گلابی ناخنوں کو قمیض کے دامن پر لگی پھولوں کی بیل پر پھیرتے کہا

"کیسا لگا اُنھیں سرپرائز؟؟؟"وہ پرجوش تھی تو این الصبا کی انرجی زیرو واٹ تھی

"پتا نہیں"

"کیا مطلب؟؟؟"گل زرین ٹھٹھکی

"وہ سب سے ملا اور اپنے کمرے میں چلا گیا"این الصبا نے مایوسی سے کہا

"آپ سے ملے؟؟؟ شاک لگا نہیں آپ کو دیکھ کر؟؟؟" وہ پھر سے جوش میں آئی

"مجھے نہیں پتا یار" این الصبا نے جھنجھلا کر کہا

"یہ کیا بات ہوئی؟؟؟" گل زرین کو غصہ آنے لگا مگر بھابھی کا لحاظ زیادہ مقدم تھا

"اچھا انہوں نے پوچھا نہیں کچھ؟؟؟ شادی کی تیاریاں دیکھ کر, آپ کو اور پھوپھو کو دیکھ کر-

--نہیں؟؟؟" این الصبا کا جتنا موڈ اُداس تھا وہ اتنا اُسے بولنے پر اکسا رہی تھی

"لالہ کی کال آرہی ہے---سب خیریت تو ہے؟؟؟" اسکی تو جان پر بن آئی تھی

"اچھا میں بعد میں آپ کو کال کرتی ہوں" اس نے جلدی سے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا

"اسلام و علیکم لالہ" گل زرین نے سلام جھاڑا

"یہ سب کیا چل رہا ہے یہاں؟؟؟" وہ سختی سے دریافت کر رہا تھا---گل زرین کا دل کانپنے لگا

"وہ وہ لا---" اس نے تھوک نگلا

"تم نے جھوٹ بولا تھا مجھ سے؟؟؟ ازمیر کو کس نے شامل کیا اس گیم میں" وہ ڈپٹ کر بولا

گل زرین نے آنکھیں میچ لیں

"کچھ پوچھا ہے میں نے" دوسری جانب سے کوئی جواب نہ پا کر اسکے غصے کا گراف مزید بلند ہونے لگا

"گلورین کی شادی میں شرکت کرنے کیلیے بلا رہے تھے بابا سائیں آپ کو---میں نے تو بس اُن کی مدددد"

"پرویز چاچو کی بیٹی کیا کر رہی ہے یہاں؟؟؟" اس نے اپنے مطلب کی بات گھما کر پوچھی

(پرویز چاچو کی بیٹی؟؟؟ واہ لالہ) گل زرین نے دل میں اسے شاباشی دی

"کون؟؟؟" اس نے انجان بننے کی ناکام کوشش کی

"میں بتاؤں کون؟؟؟" اسفندیار کے دانت پیس کر کہنے پر وہ یاد کرتی بولی

"بھابھی کی بات کر رہے ہیں---اچھا وہ بھی گل ورین کی شادی میں شرکت کیلیے آئی ہیں" وہ ان کے خاندان کی واحد لڑکی ہوگی جو اپنے لالہ سے اس طرح مخاطب ہو لیتی تھی ورنہ یہاں تو سلام کے بعد دوسری بات نہیں کی جاتی تھی

"گل زرین" اسفندیار دھاڑا

"سوری لالہ, وہ بابا سائیں خود لائے ہیں بھابھی اور پھوپھو کو" اس نے سچ سچ بتایا

"کب لائے تھے؟؟؟"

"دو دن پہلے" وہ منمنائی

"اور یہ معجزہ کیسے ہوا؟؟؟ لڑ لڑ کر تھک گئے ہیں سب یا مزید کوئی تماشے کی حسرت باقی رہ گئی ہے؟؟؟" وہ سخت بدگمان تھا یا پھر بھڑاس نکال رہا تھا

"کیسی باتیں کررہے ہیں لالہ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے سب ٹھیک ہورہا ہے" وہ افسوسناک لہجے میں بولی

"چلو اب یہ بھی تم ہی بتا دو کہ مجھے کس وقت کیا فیل کرنا چاہیے کیوں کہ میں تو انسان نہیں ہوں سب کو غصہ آسکتا ہے, سب کی انا ہرٹ ہو سکتی ہے, ٹرسٹ بریک ہو سکتا ہے ایک اسفندیار ہی ہے جسے ہر وقت مثبت کردار ادا کرنا ہے پھر چاہے سارے اس سے جھوٹ بولیں یا اسکی فیلنگز کا مذاق اُڑائیں اِسے چوبیس گھنٹے سب ٹھیک ہے کا سائن دینا ہے" وہ بھرا پڑا تھا گل زرین نے فون کان سے کچھ پرے کیا گہرا سانس لیا

"تم مجھے یہ بتاؤ کہ بابا سائیں نے ہار کیسے مان لی؟؟؟" جب تک اسکی تسلی نہیں ہو جاتی تھی اسے سکون نہیں آنا تھا وہ اُسی لباس میں ملبوس سمارٹ فون کان سے لگائے ادھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا

"میں آکر سب کچھ بتاتی ہوں" گل زرین نرم لہجے میں بولی

"مجھے ابھی سننا ہے" وہ ضد لگا کر بیٹھا تھا

"ایکچوئلی لالہ بابا سائیں کو غلط فہمی ہو گئی تھی" اسکی آواز بمشکل نکل رہی تھی

"کیسی غلط فہمی؟؟؟" انداز ہنوز تھا

وہ---وہ جب"

"بولو بھی" وہ چڑا

"جب آپ این الصبا کو گھر لائے تھے تو میں نے امی کو کال کر کے کہا کہ آپ این الصبا کو رخصت کر کے لے آئے ہیں--- آپ سب بیٹھے رہیں ضد لگا کر--- لیکن خدا گواہ ہے میں نے غلط نیت سے یہ سب نہیں کہا تھا مجھے لگا میری کال سے وہ پریشان ہوں گی کہ اس ضد میں صرف اُن کا نقصان ہے اور بابا سائیں کو سمجھائیں گی رخصتی کیلیے مگر سب کچھ اُلٹ ہو گیا امی نے یہ بات کیا بتائی بابا سائیں بھڑک اُٹھے کہ این الصبا نے آپ کو شیشے میں اُتار لیا ہے آپ دونوں ان کی رسومات سے اختلاف کر رہے ہیں اور این الصبا سے بدگمان ہو گئے تھے کہ اتنی بھی کیا بے شرمی کہ خود ہی آپ کے ساتھ رہنے آگئیں--- مجھے جب امی سے پتا چلا کہ بابا سائیں نے اس بات کو بنیاد بنا کر این الصبا کو اتنی سنائیں ہیں تو میں اگلے ماہ ہی چھٹیوں میں جب حویلی گئی تھی تو سب بتا آئی تھی امی کو" جیسے جیسے گل زرین بتاتی جا رہی تھی ویسے ویسے اسکا سر پھٹتا جا رہا تھا--- دماغ کی رگیں تن گئیں تھی

"مجھے تم سے ایسی احمقانہ حرکت کی ہرگز توقع نہیں تھی" وہ تاسف سے بولے

"لالہ میں---" اس سے پہلے کہ گل زرین اپنی صفائی میں کچھ کہتی اسفندیار رابطہ منقطع کر چکا تھا سمارٹ فون بیڈ پر پٹخ دیا--- گھنے بالوں میں اُنگلیاں پھیرنے لگا تھکن اعصاب پر سوار ہونے لگی تھی ہر پریشانی کو پس پشت ڈال کر وہ فریش ہونے چل دیا

****

گل ورین کا جہیز اور مہمان خواتین و مرد کیلیے تحفے تحائف ترتیب دینے میں این الصبا بختاور بیگم اور مسکاء بیگم کے ساتھ ساتھ رہی تھی---اب بھی وہ رات کے کھانے کیلیے ان کے ساتھ مل کر میز لگا رہی تھی جب اسفندیار سیڑھیاں اُترتا دکھائی دیا---وہ سفید رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس تھا---این الصبا نے ذرا سی نگاہ اُٹھا کر اسے دیکھا عین اسی لمحے اسفندیار نے بھی ڈائننگ ٹیبل کی جانب دیکھا وہ میز پر پلیٹیں رکھ رہی تھی مگر دیکھ اسے رہی تھی اسکے دیکھنے پر جلدی سے پلیٹیں رکھ کر کچن میں گھس گئی

"بابا سائیں کدھر ہیں؟؟؟"اس نے لانج میں بیٹھی گل ورین کی بڑی بہن کو مخاطب کیا جو اپنے چھوٹے بیٹے کو سریلیک کھلا رہی تھی

"ابھی سب کھانے کیلیے ہی آرہے ہیں تایا جی بھی آتے ہوں گے"

"اسفی آؤ کھانا لگ گیا ہے"پیچھے سے پھوپھو کی آواز آئی---وہ اسی سنجیدہ صورت کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا---کچھ دیر میں تمام مرد حضرات اکٹھے ہو گئے---بڑی عورتیں بھی جمع ہو گئیں این الصبا اسے دوبارہ نظر نہیں آئی تھی اسکی اس بے نیازی پر وہ اندر ہی اندر جل بھن گیا تھا

For more visit (exponovels.com)

سردار بدر الزمان نے بھی آ کر مرکزی کرسی سنبھالی اب اتنے افراد میں تو وہ ان سے بات نہیں کر سکتا تھا چپ چاپ کھانا زہر مار کیا جبکہ اسکی پسند کا مٹن پلاؤ بنا ہوا تھا کھانے کی لذت بتا رہی تھی کہ یہ پھوپھو نے بنایا ہے سب سے پہلے وہ ڈائننگ ٹیبل سے اٹھا تھا

"اسفندیار تھوڑی دیر میں میرے کمرے میں آؤ کچھ ضروری بات کرنی ہے" وہ کرسی چھوڑ کر کھڑا ہی ہوا تھا جب وہ اپنی پلیٹ پر جھکے رغبت سے کھاتے بولے

"جی" وہ تابعداری سے کہتا نکل گیا--- غصہ ناراضگی اپنی جگہ مگر احترام کرنا نہیں بھولتا تھا وہ

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے ان کے کمرے کے دروازے پر دستک دی

"آجاؤ" وہ اندر داخل ہوا وہ ہاتھ میں نوٹ لیے آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے رجسٹر کھول کر بیٹھے تھے

"بیٹھو" وہ ان کے پیروں کی جانب بیٹھ گیا

"گلورین کا رشتہ آیا تھا تمہاری خالہ کے گھر سے---اسی ہفتے برات آئے گی اور برات سے اگلے روز تمہارا ولیمہ ہے---نکاح ہو چکا ہے اب رخصتی کا یہی ایک مناسب طریقہ سمجھ آیا ہے مزید دیر کا رسک نہیں لینا چاہتے ہم" انہوں نے اب بھی اپنا فیصلہ ہی سنایا تھا

"کیا ہر بار مجھے فیصلہ سنانے کیلیے ہی بلایا جاتا ہے؟؟؟" اسفندیار نے ان کی جانب دیکھے بغیر کہا---وہ بیڈ کے کنارے ٹانگیں لٹکائے بیٹھا تھا دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے ان پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا

"ہمارے فیصلے سے کوئی اعتراض ہے تمہیں؟؟؟ مزید کوئی ضد منوانا ہے تو بتا دو---جوان اولاد کے آگے باپ مجبور ہو جاتے ہیں جیسے ہم ہو گئے" وہ پھیکی ہنسی ہنسے اسفندیار نے سر گھما کر انہیں دیکھا

"تو آپ میری وجہ سے مجبور ہو کر یہ فیصلہ کر رہے ہیں---آپ نے این الصبا کو اب تک دل سے تسلیم نہیں کیا؟؟؟" انہوں نے چشمہ اُتار کر رجسٹر پر رکھا

"ہم نہیں جانتے وہ ہماری آنے والی نسلوں کی کیسی پرورش کرے گی نہ ہم نے اُس سے توقعات وابستہ کی ہیں---مگر ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے بیٹے کے ساتھ رہے گی تو وہ اسے دوسروں کا احترام کرنا بھی سکھا دے گا" ان کی بات پر اسفندیار نے نفی میں سر ہلایا

"این الصبا نے اُس وقت بھی آپ کا احترام کیا تھا بابا سائیں جب آپ نے اُس پر بے بنیاد الزام لگائے تھے" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے حق میں بولا مگر غلط نہیں بولا تھا

"اُس دن سے پہلے کی اُسکی گستاخیاں نہیں یاد تمہیں؟؟؟" وہ اب تک این الصبا سے اپنا دل صاف نہیں کر پائے تھے

"آپ سب نے اُسکی ماں کو دھتکارہ تھا اُسکے وجود کو تسلیم نہیں کیا تھا یہ سب اُسی کا ردِ عمل تھا--- آپ سب کو اُسکی بد تمیزیاں نظر آتی ہیں اُسکے دکھ کیوں نہیں نظر آتے؟؟؟ وہ آپ سب کے پیار و محبت کو ترسی ہوئی ہے اپنا دل وسیع کریں ایک بار محبت سے بلا کر دیکھیں اُسے وہ آپ سب سے نفرت نہیں کرتی مگر آپ کی ذات پات کی تفریق سے ضرور نفرت کرتی ہے. جس نے کبھی اُسکی ماں کو اُسکا جائز حق نہیں دلوایا" این الصبا جو بدر الزمان کیلیے چائے لائی تھی غیر ارادی طور پر ان کی باتیں سننے لگی--- اسے پتا بھی نہیں چلا کب اسکی آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے--- لب پھڑپھڑا سے گئے اس نے اسفندیار کو کیا دیا تھا؟؟؟ ایک لمحہِ محبت ڈھنگ سے نہیں دے سکی تھی اور وہ اس کیلیے محبتیں جمع کرتا پھر رہا تھا

"آپ اُسے بھی تو دیکھیں بابا سائیں اپنے آپ میں وہ تبدیلیاں لا رہی ہے جسکی ضرورت ہے اور جن کی ہمیں ضرورت ہے وہ تبدیل کر رہی ہے نہ وہ مکمل طور پر درست ہے نہ ہم مکمل غلط--- ہر انسان میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں آپ صرف اُسے اُسکے ظاہر سے جانچتے ہیں کبھی اُسکا باطن پڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپ جانیں گے کہ وہ

For more visit (exponovels.com)

منافقت سے پاک ہے بالکل کھری ہے--- صاف شفاف پانی کی طرح اسکا اندر میلا نہیں ہے جو جسکے بارے میں جو محسوس کرتی ہے وہی ظاہر کرتی ہے" وہ کتنا بولے گا اسکے بارے میں؟؟؟ این الصبا کی کپکپاتی گرفت ٹرے پر سخت ہونے لگی

اس نے اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کیے خود کو نارمل کرنے میں اسے کچھ وقت لگا تھا چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی اس نے دروازے پر دستک دی--- شام والے ہی سوٹ میں ملبوس تھی وہ مگر اس وقت دوپٹہ سر پر ٹکا ہوا تھا

"چائے" اس نے ٹرے بدرالزمان کی جانب پڑے چھوٹے میز پر رکھ دی اسفندیار نے ایک کے بعد دوسری نگاہ اس پر نہیں ڈالی تھی

"شکریہ این بیٹا" وہ پلٹ رہی تھی جب بدرالزمان سرسری انداز میں بولے---وہ چہرہ موڑ کر ہلکے سے مسکرائی اور باہر نکل گئی--- اسفندیار کی نگاہیں اسکی پُشت پر جمی رہ گئیں جبکہ وہ پلک جھپکتے میں غائب ہوئی تھی

وہ اسکی جانب سے پہل کا خواہاں تھا اور وہ؟؟؟ وہ تو اسکی جانب نگاہ بھی نہیں کر رہی تھی وہی ازلی بے نیازی و مغرور انداز آج بھی اسکی ذات کا حصہ تھا--- شاید وہ کبھی نہ بدلے, کبھی اسکے سامنے اپنا دل کھول کے نہ رکھے اور وہ اس سے ضد لگائے بیٹھا تھا وہ کیوں بھول گیا تھا انا والوں سے ضد نہیں لگاتے بھرم ٹوٹ جاتے ہیں

قربت بھی نہیں دل سے اتر بھی نہیں جاتا

وہ شخص کوئی فیصلہ کر بھی نہیں جاتا

آنکھیں ہیں کہ خالی نہیں رہتی ہیں لہو سے

اور زخم جدائی ہے کہ بھر بھی نہیں جاتا

وہ راحت جاں ہے مگر اس دربدری میں

ایسا ہے کہ اب دھیان ادھر بھی نہیں جاتا

ہم دوہری اذیت کے گرفتار مسافر

پاؤں بھی ہیں شل شوق سفر بھی نہیں جاتا

****

آج حویلی میں قرآن خوانی کا انتظام کیا گیا تھا--- دور دراز سے آنے والے مہمان تشریف لا چکے تھے خواتین کیلیے حویلی کے اندر وسیع لانج میں انتظام کیا گیا تھا جبکہ مردوں کیلیے حویلی کے باہر کا حصہ مخصوص تھا--- این الصبا بھی بختاور بیگم کے ساتھ ساتھ لگی ہوئی تھی اسفندیار تو اس کا یا پلٹ پر ہی ششدر تھا جو این الصبا کہتی تھی اسے کھانا بنانا نہیں آتا وہ اپنے سسر جی کیلیے پالک گوشت بنا رہی تھی تو کبھی بھنڈی گوشت سب کو لفٹ کروائی جا رہی تھی ایک اسی کو نظر انداز کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا اس نے---

وہ گلاب کے پھولوں سے سجے ہار ایک ٹوکری میں جمع کر رہی تھی جو فریج میں رکھے تھے تاکہ فریش رہیں تبھی کسی نے پیچھے سے آکر اسے گھیر لیا

"بھابھی" وہ گل زرین تھی این الصبا نے ٹوکری چھوڑ کر فریج بند کی---اسکے گلے لگی وہ بہت چہک رہی تھی

"آپ کا کام کر دیا ہے میں نے" اس نے این الصبا کے کان میں شرارت سے سرگوشی کی وہ جھینپ کر رہ گئی

"بابا بھی آئے ہیں؟؟؟" اس سے الگ ہوتے پوچھا

"جی وہ باہر ہی سب سے مل رہے ہیں" باہر قرآن خوانی شروع ہو چکی تھی مرد حضرات جمع ہو چکے تھے تبھی وہ وہیں ٹھہر گئے تھے

"بہت خوبصورت لگ رہی ہیں---کیسی لگی میری چوائس؟؟؟" کبھی گل زرین اسکی ڈریسنگ سے متاثر ہوتی تھی اور آج کل این الصبا اسکی پسند کے لباس پہن رہی تھی---سفید لیلن کی گھٹنوں سے تھوڑی نیچے تک آتی فراک اور چوڑی پجامے کے ساتھ فل چوڑیوں والے بازو تھے اسکے ساتھ سترنگی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا---بال بالکل نظر نہیں آرہے تھے نہ کوئی میک اپ اور جیولری نظر آرہی تھی

"اچھی ہے مگر یہ ریشمی, شیفون کے دو پٹے سنبھالنا بہت مشکل ہے "اس نے ابھی بھی کرنکل شیفون کا دوپٹہ لے رکھا تھا ناک سکیڑ کر بولی

"ہاہاہا اچھے لگتے ہیں "اس نے ہنس کرٹال دیا

"لالہ سے کوئی بات ہوئی "اس نے ابھی تک این الصبا کے ہاتھ تھام رکھے تھے سرگوشی میں بولی

"گل جاؤ فریش ہو کر آؤ---دعا ہونے والی ہے "مسکاء بیگم نے اسے آواز لگائی اور این الصبا سے سادہ پھول مانگنے لگیں گل زرین کھسک گئی---

"امی ہار کہاں ہیں ؟؟؟ "اسفندیار عجلت میں کچن کی طرف آیا جہاں این الصبا فریج کے پاس کھڑی ہار ہی نکال رہی تھی

"امام صاحب آ گئے ہیں جلدی کریں "وہ بہت بے صبرا ہو رہا تھا

"این الصبا نے رکھے ہیں "وہ پلیٹ میں پھل سجاتے بے نیازی سے بولیں

"یہ یہ رہے "این الصبا نے ٹوکری سے چار پانچ ہار نکال کر اسے پکڑائے---اس نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی اور جھپٹنے کے انداز میں ہار پکڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا این الصبا اپنا سا منہ لے کر رہ گئی

"اینالصبا فریج سے کھجوریں دو" اس سے پہلے کہ وہ مزید اسکے رویے کے بارے میں سوچتی بختاور بیگم نے آواز لگا دی

"جی لائی" اینالصبا دھیمی سی آواز میں کہہ کر فریج کی طرف بڑھ گئی

دعا شروع ہونے لگی تھی اینالصبا بھی کچن سے نکل کر گل زرین کے پاس دری پر آ بیٹھی-

-- گل زرین نے سپارہ مکمل کر کے بند کیا اور اسکی جانب دیکھ کر مسکرائی

کوئی بلند آواز میں اسماء اللہ الحسنیٰ پڑھ رہا تھا--- مائیک کے باعث آواز صاف اور بلند تھی--

-سحر زدہ کر دینے والے طرز میں ایک روانگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پڑھے جا رہے تھے---اینالصبا نے گل زرین کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے اس آواز کے سحر میں محو ہو چکی تھی یہ آواز اور کسی کی نہیں اسفندیار کی تھی---اسقدر خوبصورت طرز و روانگی کہ بار بار سننے کو دل چاہے---اینالصبا بھی پوری توجہ سے اسے سُن رہی تھی

توحیدِ اسماء و صفات اللہ تعالیٰ کی توحید کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی ربوبیت والوہیت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی ایمان لایا جائے کہ اللہ رب العزت اپنے تمام ناموں اور صفات میں کامل واکمل ہے، اس کا ہر نام اور ہر صفت ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک ہے۔ پوری کائنات میں اس کے نام اور صفات میں کوئی اس کا ہم مثل ہے اور نہ شریک---

****

"اسلام و علیکم بابا" این الصبا نے ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سلام کیا---وہ ٹی وی پر نیوز لگائے بیٹھے تھے اسے دیکھ کر مسکرائے

"و علیکم اسلام کیسا ہے میرا بیٹا؟؟؟" اسکے قریب آنے پر سر پر دست شفقت رکھتے بولے

"الحمداللہ" این الصبا نے اللہ کا شکر ادا کیا

"دل لگ رہا ہے یہاں؟؟؟" انہوں نے کسی خدشے کے زیرِاثر دریافت کیا

"کوشش کر رہی ہوں" این الصبا پھیکے سے مسکرائی

چاہ کر بھی جھوٹ نہیں بول سکی

"سب ٹھیک ہیں نہ تمہارے ساتھ؟؟؟" وہ مطمئن تھی مگر خوش نہیں یہ بات پرویز خان کو کھٹک رہی تھی

"جی سب اچھے ہیں" اس نے اپنے ناخنوں کی جانب دیکھتے یاسیت سے کہا

"پھر کیوں اُداس ہو این الصبا؟؟؟" انہیں لگا وہ کچھ کہنا چاہتی ہے---ان کے پوچھنے کی دیر تھی اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں

"این الصبا؟؟؟" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئے

"ادھر آؤ" اسے اپنے پہلو میں جگہ دی

"کیا بات ہے؟؟؟" اسکے جھکے سر کی جانب دیکھتے دریافت کیا

"آئی ایم سوری بابا میں نے آپ کو بہت ہرٹ کیا ہے--- ہمیں قسمت و نصیب پر یقین رکھنا چاہیے مگر میں ہمیشہ اپنی لائف کے اپ اینڈ ڈاؤنز کا کسی نہ کسی کو ذمہ دار ٹھہراتی آئی ہوں جیسے مما کی ڈیتھ کا آپ کو اور حویلی والوں کو--- بٹ آئی واز رونگ" اس نے اپنے دائیں گال پر لڑھکتی آنسوؤں کی لکیر پونچھی

"یو وارنٹ رونگ مائے چائلڈ--- اپنے پیاروں کی موت پر صبر کرنا مشکل ہے اور جب موت کا سبب تکلیف دہ ہو تو صبر کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے--- میری بے وفائی تمہاری مما کو کھا گئی ورنہ وہ اپنی بیماری سے لڑ سکتی تھی وہ کبھی اتنی کم ہمت نہیں رہی تھی مگر" انہیں کینسر ڈائگناز ہوا تھا جن دنوں انہیں اس بیماری کا پتا چلا تھا پرویز خان اُکھڑے اُکھڑے اور چڑے چڑے سے رہتے تھے وہ انہیں اپنی بیماری کیا بتاتیں وہ تو اپنے خاندان سے کٹنے کا دکھ نہیں بھول پا رہے تھے اور جب وہ ایک ماہ بعد مسکاء بیگم کے ساتھ ان کے روبرو آئے تو انکی ساری ہمتیں ختم ہو گئیں مزید ایک ہفتہ زندگی سے لڑنے کے بعد وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر گئیں--- سات آٹھ سال کی این الصبا نے اپنی ماں کی جو حالت دیکھی تھی اسکے بعد باپ کو معاف کرنا اور دوسری ماں, اسکے خاندان کو قبول کرنا اسکے

ظرف میں نہیں رہا تھا---اور جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اسکو اپنی ماں کی موت کے پیچھے کا سبب سمجھ آنے لگا

"بابا پلیز مت روئیں" این الصبا نے ان کے ہلکی ہلکی جھریاں پڑے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے نرمی سے صاف کیا ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں

عزیز تر مجھے رکھتا ہے وہ رگ جاں سے

یہ بات سچ ہے مرا باپ کم نہیں ماں سے

****

"لالہ سے بات کیوں نہیں کر رہیں آپ؟؟؟" گل زرین نے اسے بالکنی میں ٹہلتے دیکھ کر پکڑ لیا---رات بارہ بجنے کو تھے

"میں کیا بات کروں اُس سے" این الصبا اسکے پاس ہی ٹھہر گئی جو منڈیر پر کہنی ٹکائے اس پر سر رکھے اسے دیکھ رہی تھی

"کیا مطلب کیا بات کروں---آپ نے لالہ کو انسلٹ کر کے اپنے کمرے اور گھر سے نکالا تھا یہ بات بھول رہی ہیں آپ" گل زرین نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گئی---این الصبا جو دور فلک پر تارے جھانک رہی تھی جھٹکے سے سر گھما کر اسے دیکھا

"میں نے اُسے انسلٹ نہیں کیا تھا" وہ ایسے بولی جیسے گل زرین نے اس پر کوئی بڑی تہمت لگا دی ہو

"آپ نے خود بتایا تھا کہ لاسٹ ٹائم آپ نے انہیں"---

"بس کر جاؤ غصے میں انسان کہہ ہی دیتا ہے" این الصبا نے بیچ میں ہی اسکی بات کاٹ دی

"غصہ کنٹرول کرنا چاہیے--- غصے کو اس لیے تو حرام کہا گیا ہے کہ غصے میں انسان کیا کچھ کہہ ڈالتا ہے اسے احساس بھی نہیں ہوتا" گل زرین قائل کرنا جانتی تھی

"آخر وجہ کیا ہے آپ لوگ کیوں دو parallellines کی طرح بے ہیو کر رہے ہیں جو ساتھ ساتھ چل تو سکتی ہیں مگر meet نہیں کر سکتیں" گل زرین اُکتا کر بولی

"اتنے رشتے دار اکٹھے ہیں یہاں اب میں سب کے سامنے اُسے مخاطب نہیں کر سکتی یو نو انکل کو پسند نہیں" اسکا اشارہ بدرالزمان کی جانب تھا

"آپ بات کرنے والی بنیں مواقع میں فراہم کردوں گی" گل زرین نے اسکے ہر بہانے کو ہوا میں اُڑا دیا تھا

"ایسا کریں ابھی جائیں لالہ باڑے کے پچھلے والے حصے میں آگ سینک رہے ہیں ابھی ابھی چائے بھجوائی ہے میں نے اُنہیں--- وہ یقیناً اکیلے ہوں گے اگر زیادہ لوگ ہوتے تو گُلے ایک کپ چائے نہ لے کر جاتی" اسکے اندازے کمال کے تھے

"ااا---ابھی؟؟؟ نن---نہیں ابھی نہیں" این الصبا کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اسفندیار کا سامنا کرنے کی وہ یقیناً ناراضگی دکھائے گا وہ کیسے منائے گی اسے---سوری کر کے؟؟؟

"ابھی کیوں نہیں؟؟؟ جلدی جائیں دیر مت کریں" گل زرین نے اسے بازو سے پکڑ کر سیڑھیوں کی طرف گھسیٹا

"اچھا اچھا جا رہی ہوں دھکے تو مت دو" این الصبا اسکی جلد بازی پر احتجاج کرتی بولی

"جائیں جائیں" این الصبا سیڑھیاں اُترنے لگی ایک دو سیڑھی اُتر کر مُڑ کر اسے دیکھتی وہ بیسٹ آف لک کا سائن دیتی

اللہ اللہ کر کے وہ حویلی کے داخلی دروازے سے نکلی

"یا اللہ کہاں پھنس گئی" پورا لان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا چھپ چھپ کر باڑے والے دروازے کی جانب جاتے اسے اپنی دو سال پہلے کی ساری یادیں تازہ ہوتی دکھائی دے رہی تھیں---وہ باڑے میں داخل ہوئی سناٹا چھایا ہوا تھا---ایک آدمی بھینسوں کی طرف چارپائی ڈال کر سویا ہوا تھا این الصبا باڑے کے پچھلے حصے میں یعنی حویلی کے باہر آگئی سامنے ہی اسفندیار کین کی کرسی پر بیٹھا تھا آگے آگ کا دہکتا آلاؤ رکھا تھا اس نے کرسی کی پُشت سے ٹیک لگا رکھی تھی پتا نہیں جاگ رہا تھا یا یونہی آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا---آگ کی روشنی میں اسکا وجود مزید نمایاں ہو رہا تھا

دور لگے بڑے بڑے درخت سائیں سائیں کر رہے تھے---رات کے اس پہر موسم سرد ہو جاتا تھا ٹھنڈی ہوائیں اس جانب کا رخ کر لیتی---این الصبا نے سیاہ وسفید لکیروں والے کھلے سے کرتے کے ساتھ سیاہ رنگ کی شلوار پہن رکھی تھی---پیروں میں انگوٹھے والی چپل تھی شلوار کے پائنچے پیروں میں لٹک رہے تھے---بالوں کا رف سا جوڑا بنا کر کیچر لگا رکھا تھا---دونوں شانوں پر سیاہ رنگ کی شال ڈال رکھی تھی اسے آگے سے تھامے وہ اسفندیار کی جانب بڑھی جس نے نیوی بلیو ٹرواؤزکے ساتھ سفید رنگ کی ڈھیلی سی ہاف سلیوس کی شرٹ زیب تن کر رکھی تھی جس میں سے اسکے سڈول بازو جھانک رہے تھے---این الصبا اسکی چیئر کے پاس آکر ٹھر گئی---وہ آسمان کی طرف چہرہ اُٹھائے آنکھیں موندے بے خبر پڑا تھا این الصبا نے جھر جھری سی لی اس خوفناک ماحول میں اسکا سکون قابل دید تھا

کشادہ پیشانی بال پیچھے ڈھلکنے کے باعث صاف نمایاں تھی---عنابی ہونٹ باہم پیوست تھے

بھوری نشیلی آنکھیں اس سمے بند تھیں---پلکیں ساکت اور مغرور ناک کھڑی تھی---این الصبا کا دل اسکی ناک کھینچنے کو اُکسا رہا تھا مگر وہ ہاتھوں کو قابو کیے کھڑی تھی---

"اہمم" اس نے گلا کھنکار کر اسے متوجہ کیا اسفندیار نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں---شاید وہ سوچکا تھا حالانکہ وہ اتنا لاپرواہ لگتا نہیں تھا---این الصبا نے اپنا دایاں ہاتھ آرام سے اسکے چہرے کی جانب بڑھایا اس سے پہلے اسکا ہاتھ اسفندیار کی داڑھی کو چھوتا اس نے این الصبا کا ہاتھ اپنی چوڑی ہتھیلی میں قدرے سختی سے قید کرلیا اسکا نازک سا ہاتھ مڑ ہی تو گیا تھا---این الصبا غلط فہمی میں ماری گئی کہ وہ سو رہا ہے---اسفندیار نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا وہ اسکی پُشت پر کھڑی تھی وہ اسے دیکھے بغیر پہچان گیا تھا اسفندیار اسکے بولنے کا منتظر تھا

"اتنی سردی میں یہاں کیوں بیٹھے ہو؟؟؟" این الصبا اس سے تقریباً دو ماہ بعد مخاطب ہو رہی تھی بھیچ میں آئے فاصلے نے بے تکلفی ختم سی کردی تھی

"جاؤ یہاں سے" وہ بغیر کسی تمہید کے بے لچک لہجے میں بولا---این الصبا نے اپنے ہاتھ شال کے اندر کر لیے سردی بڑھ رہی تھی

"مم---میں ایکچوئلی" این الصبا نے ہاتھ اٹھا کر جیسے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی مگر کہہ نہ سکی

"مہربانی کر کے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں آپ کو تماشے لگانے کا بہت شوق ہے مگر میں اس وقت کسی تماشے کا حصہ نہیں بننا چاہتا" اتنی اجنبیت تھی اسکے انداز میں کہ این الصبا گنگ رہ گئی وہ اپنی نشست چھوڑ کر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا---اسکی پُشت پر

دہکتے آلاؤ کی روشنی این الصبا کے چہرے پر بے ترتیب سے نقش ڈال رہی تھی اسکی آنکھیں صرف اسفندیار کو دیکھ رہی تھیں---اسفندیار نے سوالیہ اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اب تک کیوں کھڑی ہو یہاں؟؟؟

"میں کوئی تماشہ لگانے نہیں آئی تھی میں صرف تم سے بات کرنے آئی تھی" این الصبا نے نظریں جھکا کر کہا جیسے کوئی غلط کام کرنے آئی ہو

"ہوں, کرو بات" وہ اپنے ورزشی بازو سینے پر باندھتا اسکے عین سامنے آٹھرا---این الصبا اپنے ہونٹ کاٹنے لگی اپنی غلطی کا اعتراف کرنا یا کسی روٹھے کو منانا انا والوں کیلیے خودکشی کرنے کے مترادف ہوتا ہے کیونکہ ایسے عمل میں آپ کی "میں" مرجاتی ہے اور جب میں مرجائے نہ تو انسان کو سمجھ آتا ہے غرور و تکبر کسی کام کا نہیں ہماری تو جان بھی اللہ کی امانت ہے

"سوری" این الصبا جلدی سے کہہ کر پلٹنے لگی تھی جب اسفندیار نے شال کے اوپر سے ہی اسکا بازو گرفت میں لے کر واپس اپنے مقابل کھڑا کرلیا

"بات کلیئر کر کے جاؤ--- کس چیز کیلیے سوری" اسکا انداز ہنوز تھا این الصبا کو لگ رہا تھا وہ آنکھوں سے ہی نگل لے گا اسے---گرفت میں خودبخود سختی اُتر آئی تھی---این الصبا سر اُٹھا کر اسکی غصے سے دہکتی بھوری آنکھوں میں نہیں جھانک پائی تھی

"تم ابھی غصے میں ہو ہم بعد میں بات کرتے ہیں" این الصبا نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا

وہ واحد لڑکی تھی جس پر اسفندیار کو سب سے زیادہ غصہ آتا تھا اور وہی ایک لڑکی تھی جس پر وہ اپنا غصہ نہیں نکال سکتا تھا--- عجیب بات تھی

"میں نے مارا تمہیں؟؟؟ چیخا چلایا؟؟؟ کون سا غصہ دکھایا ہے؟؟؟" اس نے این الصبا کے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دے کر اپنے قریب گھسیٹا این الصبا نے کبوتر کی طرح فوراً آنکھیں میچ لیں

"ابھی تک پیار سے ڈیل کرتا آیا ہوں تمہیں اس لیے میرا ایک سخت جملہ بھی تمہیں غصہ لگتا ہے--- میرا غصہ ابھی آپ نے دیکھا نہیں ہے مس این الصبا" وہ سر جھکائے اسکے چہرے کی جانب دیکھتا بولا--- اسکی بند آنکھیں اور بھینچے لب اسفندیار کو اس پر رحم کھانے پر مجبور کر رہے تھے--- کیا تھی یہ لڑکی کبھی اتنی معصوم اور کبھی بالکل پتھر

مگر نہیں اب وہ اسے اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا--- اسکے فراق میں جو اذیت جھیلی ہے اُسکا مداوا اسکی تڑپ دیکھ کر ہی مکمل ہو سکتا تھا---

"بات مکمل کروا پنی" این الصبا نے چہرہ موڑ رکھا تھا اتنے قریب سے اسے دیکھنا اپنے آپ کو کسی امتحان میں ڈالنے سے کم نہیں تھا

"صبح بات کریں گے" وہ تو آکر پھنسی تھی---اس نے اپنا بازو اسفندیار کی گرفت سے نکالنے کی ناکام کوشش کی

"ابھی بات ہوگی" وہ تو ضد پر ہی اڑ گیا تھا

"مم---میں بس سوری کرنے آئی تھی---تت----تم ناراض تھے" این الصبا کو اپنا کانفیڈنس واپس لانے کیلیے خاصا وقت درکار تھا---اسفندیار کا یوں خود پر غلبہ پانا اسے ذرا اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر حقیقت یہی تھی کہ وہ اِس پر سوار ہو چکا تھا وہ اس سے شکست کھا چکی تھی---بس اپنا آپ اسکے حوالے کرنے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں اور وہ اسی حوصلے کا اسکی جانب سے منتظر تھا

"میں ناراض ہوں" اس نے ہوں پر زور دیتے اسکی تصیحح کی

"سوری کر تو رہی ہوں" این الصبا نے پورے دورانیے میں پہلی بار اسے دیکھا

"احسان کر رہی ہو؟؟؟" اسکا انداز ایسا ہی تھا

"میں نے ایسا کب کہا؟؟؟"

"تمہارا انداز تو یہی کہہ رہا ہے" وہ دوبدو بولا

"تمہیں ایسا لگ رہا ہے تو میں کیا کروں" وہ واپس اپنے اصلی رنگ میں آچکی تھی

"اپنا انداز بدلو"

"تم مجھ پر منسٹر نہیں لگے---زیادہ پھیلو مت" این الصبا اپنے ازلی تیکھے لہجے میں بولی تو اسفندیار نے بھنویں سُکیڑ کر اسے دیکھا

"میں بتاؤں پھر کون کس پر منسٹر لگا ہے؟؟؟" اس نے این الصبا کی آنکھوں میں جھانکتے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا ساتھ ہی اسکا دوسرا بازو بھی قید کرتے اپنے قریب گھسیٹ لیا

"آآآ---" این الصبا اس حملے کیلیے تیار نہیں تھی---ہلکی سی چیخ لبوں سے آزاد ہوئی اسفندیار کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے

"ششش" اس نے این الصبا کے قریب جھکتے آواز نکالی بھوری آنکھیں تنبیہہ کر رہی تھیں---این الصبا کے سیاہ نینوں میں ہرنی سا خوف لہرا گیا---اتنی سردی میں بھی اسکی گردن پر پسینہ پھوٹنے لگا

"ڈر کیوں رہی ہو؟؟؟

Iwouldn'tbiteyou"

اسکے کان کے قریب جھکتے گھمبیر آواز میں بولا این الصبا نے اپنے نچلے لب کا کونہ دانت میں دبا لیا---اسفندیار نے اسکی طرف دیکھا

(کتنا فری ہو رہا ہے یہ دل پھینک آدمی---گل زرین تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں) این الصبا نے دانت پیسے

"تم شاید یہاں میری ناراضگی دور کرنے آئی تھی" اسے نظریں چراتا دیکھ کر وہ شریر سی مسکراہٹ سے بولا بہت چاہا تھا کہ اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے مگر نہیں کر سکا
"سوری کہنے آئی تھی کہہ دیا---اب زبردستی تم نے روک رکھا ہے" این الصبا نے نخوت سے کہا اسفندیار نے جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا---
"آؤٹ"
غلطی اسکی ہی تھی اسکی جانب سے تھوڑی سی توجہ پا کر ہی وہ اپنا ضبط کھو دیتا تھا اور وہ ہر بار اپنی ناک اونچی رکھتی تھی
این الصبا حیرت سے اسکے بدلتے مزاج کو دیکھ رہی تھی
"جاؤ" اس نے بمشکل اپنی آواز کو بلند ہونے سے روکا تھا
این الصبا تیزی سے حویلی کی جانب بڑھ گئی---اسکی شال ڈھلک رہی تھی وہ بھاگ رہی تھی---اسفندیار نے ایک مکا کرسی پر رسید کیا پھر کرسی کو زوردار ٹھوکر ماری وہ دور جا کر اُلٹ گئی
اس نے دل کا حال بتانا چھوڑ دیا

ہم نے بھی گہرائی میں جانا چھوڑ دیا

جب اس کو ہی دوری کا احساس نہیں

ہم نے بھی احساس دلانا چھوڑ دیا

****

این الصبا نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ لاک کیا---دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی---ایک امتحان تھا اسفندیار سے گفتگو کا آغاز کرنا بھی

"کیا ہوا؟؟؟" گل زرین کی آواز پر اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں وہ بیڈ پر ایل ای ڈی کا ریموٹ لیے بیٹھی تھی---گود میں مکس ڈرائے فروٹس کا باؤل تھا جنہیں مزے سے نگلا جا رہا تھا اسے اتنے سکون میں دیکھ کر این الصبا جل بھن گئی

"کیا ہوا؟؟؟ مجھے اپنے ڈریکولہ بھائی کے حوالے کر کے تم یہاں ٹام اینڈ جیری دیکھ رہی ہو" این الصبا ایل ای ڈی کی جانب اشارہ کرتے بولی

"استغفراللہ چاند کا ٹکڑا ہیں لالہ, لڑکیاں مرتی ہیں اُن پر وہ تو بس لالہ شریف ہیں جو آپ کے سواء کسی کو گھاس بھی نہیں ڈالتے" اسکے لہجے میں بھائی کیلیے مان تھا

"لمبی نہ کرو, میں بھی کم نہیں ہوں ڈھونڈنے سے بھی اُسکو ایسی لڑکی نہیں ملے گی" یہی تو این الصبا کا کانفیڈنس تھا جس سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا

"اچھا اب بتائیں بھی لالہ مانے ؟؟؟" اسکی آنکھوں میں شرارت تھی باؤل وہیں چھوڑ کر بیڈ کے کنارے پر آگئی

"ٹھک "

"ٹھک " این الصبا نے مُڑ کر پہلے دروازے کی جانب دیکھا پھر گل زرین کو

"اس ٹائم کون آگیا" وہ گل زرین سے بولی

"لالہ ہوں گے "وہ پرسکون تھی ہاتھ جھاڑ کر بیڈ سے اُتری

"کیا مطلب ؟؟؟ وہ اس وقت یہاں کیوں آئے گا ؟؟؟" این الصبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"ہاں تو آپ کی صلح ہوگئی ہے نا تو ممم ---ملنے آئے ہوں گے " گل زرین نے کندھے اُچکائے مگر این الصبا اسکی چوری پکڑ چکی تھی

"گل زرین سچ سچ بتاؤ تم نے کوئی گڑبڑ تو نہیں کی ؟؟؟" این الصبا نے اُنگلی اُٹھا کر کہا

"وہ بھابھی" گل زرین نے مسکین صورت بنائی

"میں نے آپ کے منگوائے تحفے لالہ کے کک---کمرے میں سجاااا"

"اوایم جی، گل زرین "این الصبانے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے آنکھیں میچ لیں

"سسس---سوری" گل زرین نے شہادت کی اُنگلی دانتوں میں دباتے شرمندگی طاری کرتے کہا

"ٹھک"

"ٹھک" دروازہ پھر بجنے لگا

"بھابھی کھولیں جا کر ورنہ کوئی اُٹھ جائے گا" گل زرین پریشانی سے بولی

"بالکل نہیں، میں نہیں کھول رہی اس ٹائم تمہارا بھائی ڈائناسور بنا ہوا ہے اسکے منہ سے بڑے بڑے آگ کے گولے نکل رہے ہیں---کین یو امیجن؟؟؟ آگ کے گولے" این الصبانے ہاتھ سے بڑی سی گیند کا نقشہ کھینچا

"ٹھک"

"ٹھک"

"پلیز ابھی آپ ڈائناسور برداشت کر لیں کیونکہ ڈائناسور کے ابا اُٹھ گئے نا تو بڑی گڑبڑ ہو جانی ہے" گل زرین کا اشارہ سمجھ کر این الصبانے اپنا دایاں ہاتھ پیشانی پر مارا---اسے غصے سے گھورتی اُٹھی گل زرین دروازے کے پیچھے ہو گئی این الصبانے دروازہ کھولا---سامنے ہی وہ کھڑا تھا نہ اسکی کچھ سنی نہ اپنی کہی اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچ لیا اور اسی طرح اپنے ساتھ

گھسیٹتا راہداری کے آخر میں موجود اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا این الصبا کچھ بولنے کی کوشش میں ادھ کھلے ہونٹ لے کر رہ گئی

"یس" گل زرین نے ان کے جاتے ہی ہاتھوں کی مٹھی سی بنا کر ہوا میں بلند کر کے نیچے لینڈ کی

اسفندیار نے اپنے کمرے کا لاک کھولتے اسے اندر دھکیلا---اندر گھپ اندھیرا تھا اسکے پیچھے آکر دروازہ بند کیا اور لائٹ آن کر دی---پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا اور این الصبا کی آنکھیں منظر سے آشنا ہوتے ہی پھٹنے لگیں

"کیا ہے یہ سب؟؟؟" اسفندیار نے سامنے قالین پر اشارہ کیا---جس پر وائٹ شیٹ بچھی تھی اور اس پر گلاب کی پتیوں سے آئی اور یو کے درمیان دل بنا ہوا تھا---بیڈ پر بڑا سا پنک کلر کا بھالو پڑا تھا---کمرے میں لال رنگ کے دل والے غبارے بھی پھیلے ہوئے تھے---بیڈ پر دو شاپنگ بیگز بھی تھے ان میں نجانے کیا تھا teddybear---کی گود میں سفید و سرخ گلابوں کا بُکے پڑا تھا---این الصبا نے کمرے کا جائزہ لیتے تھوک نگلا

(تم بچو گل, تمہاری فٹ بال بنا کر حویلی سے لاہور نہ پھینکی تو میں بھی این الصبا نہیں) وہ دل ہی دل میں اسے دھمکیاں دے رہی تھی جواب مزے سے اپنے کمرے میں تشریف لے جاتی شاید سو بھی چکی تھی

"مم---میں نے نہیں کیا یہ "این الصبا جلدی سے بولی

"پھر تمہارے فرشتے یہ حرکت کر کے گئے ہیں؟؟؟ "ظاہر ہے این الصبا کے سوا کون اسے اسطرح وش کر سکتا تھا

"کس سے منگوایا ہے یہ سب؟؟؟ "وہ قدرے سختی سے بولا--- بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگ وہیں ڈھیر کر دیے

اندر سے چاکلیٹس ہی چاکلیٹس نکلیں---اسفندیار نے شاپنگ بیگ بیڈ پر پٹخا

"میں کوئی کالج گرل نظر آتا ہوں تمہیں جو یہ Choclates,balloons,teddy دیکھ کر بہل جائے گا یا پاگلوں کی طرح خوش ہونے لگے گا "اس نے بھالو اور چاکلیٹس کو ہاتھ مارا---این الصبا نے اسکی سڑی شکل دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی روکی

"اتنا اچھا teddy ہے, بلیو می بالکل تمہارے جیسا لگ رہا ہے--- ٹوئنز لگ رہے ہو"

اسفندیار نے آنکھیں سُکیڑ کر اسے دیکھا

"سچی" وہ خود پر سنجیدگی طاری کرتی بولی

"مزاق کر رہا ہوں میں؟؟؟ "وہ بیڈ سے ہٹ کر اسکے پاس آ کھڑا ہوا

"نہیں, بہانے کر رہے ہو---خود ہی یہ سب ڈیکوریٹ کیا اور خود ہی مجھ پر الزام بھی لگا دیا---میں ایسی امچیور حرکتیں نہیں کرتی پتا نہیں کونسی مویز سے امپریس ہو تم---مجھے یہ چاکلیٹس

کی شوقین اور گلاب پر مرنے والی لڑکیوں کی سمجھ نہیں آتی آخران دو چیزوں میں ایسا کیا رکھا ہے ---اینی ویز تم خود ہی انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہو کیوں کہ مجھے تو اس گندگی سے وحشت ہو رہی ہے" این الصبا کا اشارہ بکھری چاکلیٹس, پھول اور غباروں کی جانب تھا---خاصی ناگواری سے کہہ کر اس نے اپنی جان چھڑانی چاہی

"ادھر آؤ" وہ جو جلدی سے نکلنے کے ارادے میں تھی اسفندیار کے بازو پکڑ کر واپس گھسیٹ لینے پر غصے سے آنکھیں نکالنے لگی

"یہ گندگی جسکی پھیلائے ہوئی ہے وہی صاف کرے گی--- چلو شاباش "اسفندیار نے اسے بیڈ کی جانب دھکیلا کہ یہ سب اُٹھائے---این الصبا نے مٹھیاں بھینچتے اسے گھورا

"میں کیا بکواس کر رہی ہوں کہ یہ سب میں نے نہیں کیا" وہ زچ آگئی تھی اسکی ایک ہی رٹ سن سن کر

"تمیز سے بات کرو" وہ اسکے سر پر پہنچ گیا

"جہاں پناہ سردار اسفندیار خان یہ میں نے نہیں کیا!!!!" این الصبا کے تاثرات دیکھنے والے تھے اسکے عنابی لبوں کی تراش میں مسکراہٹ کھل سی گئی---این الصبا اسے ہنستا دیکھ کر اور تپ گئی---جلدی جلدی ساری چاکلیٹس شاپنگ بیگ میں ڈالنے لگی وہ بڑے

غور سے اسے دیکھ رہا تھا اس رف حلیے میں رات کے اس پہر وہ اسکی آرام گاہ میں تھی
تصور حقیقت ہو چکا تھا مگر وہ ضبط کیے کھڑا تھا
"اور اس کچرے کو بھی ہٹاؤ" اس نے قدرے سختی سے کہتے قالین پر بنے محبت کے
لفظوں کی جانب اشارہ کیا
" یہ سب منگوایا کس سے ہے تم نے؟؟؟" وہ جانتا تھا گاؤں میں یہ teddy اور اتنی مہنگی
چاکلیٹس ملنا مشکل تھا اور غبارے بھی
"گل زرین سے" چاکلیٹس سمیٹتے عجلت میں اسکے منہ سے سچ نکل گیا سٹپٹا کر اِسے دیکھا جو
بھنویں اچکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا
"پچ کیا سوچتی ہو گی وہ" اسفندیار نے اسے شرم دلانی چاہی
"کچھ نہیں سوچتی, وہ بہت آگے کی چیز ہے" این الصبا نے ناک سے مکھی اُڑائی
مطلب؟؟؟ کہیں یہ سب تم نے اُس سے تو نہیں کروایا" افففف اب کیا بولے وہ---این
الصبا کا دل چاہا اپنا سر سامنے دیوار میں دے مارے
"نن---نہیں تو-- یہ تو سب میں نے کیا ہے" وہ جلدی سے بولی
"اچھاااا" اس نے اچھا کو لمبا سا کھینچا پھر اسکے پاس آنے لگا---این الصبا کی شاپنگ بیگ
پر گرفت مضبوط ہو گئی

"ابھی تم کہہ رہی تھی یہ تم نے نہیں کیا---تو تم نے جھوٹ بولنا بھی شروع کر دیا ہے---ہوں؟؟؟" اسکے ہاتھ سے شاپنگ بیگ لے کر بیڈ پر اُچھال دیا---چاکلیٹس پھر بکھر گئیں

"نن--نہیں تو میں سچ کہہ رہی تھی" اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا---اسفندیار نے ایک اور قدم اسکے نزدیک بڑھایا

"پہلے سچ کہہ رہی تھی تو ابھی جو کہا وہ جھوٹ تھا؟؟؟" وہ اسے اُلجھا رہا تھا

"اففففف کیا ہے؟؟؟ تم مجھے خوامخواہ کنفیوز کر رہے ہو" این الصبا چڑ کر کہتی اسکی سائیڈ سے نکل گئی

"یہ جو لکھنے میں اتنی محنت کی ہے ذرا اسے بولنے کی بھی زحمت کر لو" اسکی شال پکڑ کر قالین پر لکھے ان حروف کے پاس لا کھڑا کیا

"یہ تو کچرا ہے نا؟؟؟" این الصبا کو اسکے تھوڑی دیر پہلے کے کہے الفاظ نہیں بھولے تھے---اسفندیار اپنے گھنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرایا

"یار اتنی محنت کی تم نے---ماننے میں کیا جا رہا تھا کہ یہ سب تم نے ہی کیا ہے---ہر چیز کا مزہ کرکرا کر دیتی ہے تمہاری بحث والی عادت" وہ گھٹنے کے بل نیچے بیٹھتا پھولوں کی پتیاں سمیٹنے لگا

"سوری" این الصبا اسکے پاس بیٹھتی اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر سرگوشی میں بولی

"یہ سوری لفظ بہت فارمل لگتا ہے مجھے اسکی جگہ اگر تم اپنی فیلنگز بیان کروگی تو مجھے زیادہ خوشی ہوگی" اس نے چہرہ موڑ کر این الصبا کو نہیں دیکھا تھا

"ہم صبح بات کریں گے ابھی بہت لیٹ ہوگیا ہے" این الصبا اسکے بازو سے ہاتھ ہٹا کر کھڑی ہونے لگی تھی جب اسفندیار نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اسے بیٹھنا پڑا---اسفندیار نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا

"صبح اُسی پہاڑ کے پاس والے جنگل میں میں تمہارا انتظار کروں گا اور یہ آخری موقع ہوگا یاد رکھنا" اس نے سنجیدگی سے کہتے این الصبا کے ہاتھ سے اپنا مضبوط ہاتھ ہٹالیا---این الصبا کو یوں لگا جیسے برستی بارش میں کسی نے اس پر سے چھتری ہٹالی ہو

این الصبا نے دھیرے سے اسکے کندھے پر اپنی پیشانی ٹکا دی---اسفندیار نے حیرت سے اسے دیکھا وہ ساکت سا بیٹھا رہ گیا---این الصبا کی شال اس کے وجود سے لپٹ رہی تھی---کچھ فسوں خیز لمحے دھڑکنوں کی تال پر گزر گئے این الصبا نے اپنا سر اٹھایا اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں وہ تیزی سے اسکے کمرے سے نکل گئی---اسفندیار نے اپنے کندھے کی جانب نوے ڈگری پر چہرہ گھما کر دیکھا اسکی شرٹ پر این الصبا کے آنسوؤں کی نمی تھی---اس نے ہاتھ لگا کر محسوس کیا

"یہ لڑکی جان لے گی میری" وہ دھیرے سے بڑبڑایا

این الصبا کے نرم و گداز ہاتھوں کا لمس اسے اپنے مسلز پر ابھی تک محسوس ہو رہا تھا--- دل گدگدانے لگا

نہ جانے کب اُسکی آنکھیں جھلکیں گی میرے غم میں

نہ جانے کس دن مجھے یہ برتن بھرے ملیں گے

****

"کہاں جا رہے ہو اسفی؟؟؟" وہ لانج سے باہر نکل رہا تھا جب نماز کی صورت دوپٹہ لیے مسکاء بیگم اسکے قریب آئیں وہ ابھی اپنے کمرے سے نکلی تھیں

"اصطبل جا رہا ہوں--- بابا سائیں نے نیا گھوڑا لیا ہے آج اُسے گھمانے کا ارادہ ہے میرا"

اسکے گھوڑوں کے شوق سے کون نہیں واقف تھا بدر الزمان بچپن سے اسکی ناراضگی دور کرنے کیلیے اسے گھوڑے تحفے میں دیتے تھے جو کہ ایک سستہ تحفہ نہیں تھا

"این الصبا سے بات کیوں نہیں کر رہے تم؟؟؟" انہوں نے دوپٹہ ڈھیلا کرتے پوچھا

"وہ مجھ سے بات نہیں کر رہی" اس نے ان کی تصحیح کرتے کہا

"تم جانتے تو ہو اُسے"

"نہیں میں نہیں جانتا" اس نے نفی میں سر ہلایا

"اُس سے صدمت لگا یا کرو اسفی--- وہ ایسی ہی ہے" اسفندیار نے انکی جانب دیکھتے ہونٹ بھینچے پھر گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے انہیں دیکھا

"اگر وہ ضدی ہے تو میں اُس سے زیادہ ضدی ہوں--- آپ فکر مت کریں وہ آہستہ آہستہ ٹریک پر آجائے گی--- مجھے پتا ہے اُسے کس موقع پر کیسے ڈیل کرنا ہے--- اڑیل گھوڑی ہے میری" اسکے کہنے پر مسکاء بیگم کو ہنسی آگئی

"بہت چاہتی ہے تمہیں ہمیشہ اُسکا خیال رکھنا--- تھوڑی منہ پھٹ ہے مگر دل کی اچھی ہے"

"بحث بہت کرتی ہے پھوپھو--- کیا کھاتی ہے ویسے؟؟؟" وہ شرارت سے بولا

"ہاہاہا سبزیاں"

"تبھی بکری کی طرح میں میں کرتی رہتی ہے"---

"اسفیییی" انھوں نے ایڑیاں اُٹھا کر اسکا کان مروڑا

"سوری ساسوماں" اسکی شرارتیں عروج پر تھیں

"بدتمیز" اسکا کان چھوڑ کر بڑبڑائیں

"اچھا سنیں" وہ ان کی جانب جھکتا بولا

"این الصبا کو تو جگا دیں"

"کیوں؟؟؟" اسے گھورا

"اسے کہیں اسفی بلا رہا ہے" سر کھجاتا بولا

"کوئی ضرورت نہیں ہے"

"کیسے ضرورت نہیں ہے---ابھی تو آپ نے کہا تم بات نہیں کر رہے اور اب جب بات کرنے کیلیے بلا رہا ہوں تو کہہ رہی ہیں ضرورت نہیں---میں جاؤں تو جاؤں کس طرف؟؟؟" اسکی تو جیسے ٹرین چھوٹ گئی تھی

"بھیج رہی ہوں" وہ اس پر احسان کرتی پلٹ گئیں

****

"این الصبا اٹھو" انہوں نے اوندھی لیٹی این الصبا کو ہلایا

"نماز پڑھ لی ہے میں نے" وہ کمبل کھینچ کر کان پر کشن رکھتی غنودگی میں ڈوبی آواز میں بولی

"تمھیں اسفی بلا رہا ہے" انہوں نے کمبل کھینچا این الصبا جھٹکے سے اُٹھ بیٹھی

"اوہ نو---ٹائم کیا ہو رہا ہے؟؟؟" اس نے فوراً کمبل دور پھینکا اور بیڈ سے اُتر گئی---مسکاء بیگم کو ہنسی آ گئی---انہیں ہنستا دیکھ کر وہ شرمندہ سی ہو گئی

"منہ ہاتھ دھو کر آؤ میں تمہارے لیے اچھا سا ڈریس نکال دیتی ہوں" وہ الماری کی جانب بڑھ گئیں---جب تک وہ فریش ہو کر واپس آئی وہ اسکے لیے لباس منتخب کر چکی تھیں

"یہ؟؟؟" این الصبا نے ان کے تھمائے سوٹ کی جانب دیکھا

"ہاں یہی جلدی کرو" انہوں نے اسے واپس واش روم میں دھکیلا

"یہ بہت ہیوی لگ رہا ہے" وہ باہر آئی انہوں نے اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے سیٹ پر بٹھا دیا--- رائل بلیو گھٹنوں تک کلیوں والے فراک کے بارڈر پر سلور کلر کے دھاگے سے چھوٹے چھوٹے شیشے لگے ہوئے تھے--- گول گلے پر بھی سلور دھاگے کا کام تھا--- کلائیوں تک آتے شیفون کے بازو ساتھ چوڑی دار پجامہ وہ تو اتنے دنوں سے ایسے ہی لباس پہن رہی تھی

"بہت اچھی لگ رہی ہو" انہوں نے اسکے لمبے سیاہ بال سلجھانے شروع کیے

"وہ تو ٹھیک ہے مگر میں سادہ کپڑوں میں بھی اچھی لگتی ہوں" اس نے ناک چڑھائی

"مگر تمہیں اسطرح تیار دیکھ کر اسفی کو اچھا لگے گا"

"کیا اچھا لگے گا؟؟؟"

"تم اچھی لگو گی بھئی"

"تو کیا میں ویسے اُسے اچھی نہیں لگتی؟؟؟" وہ ڈریسنگ میں نظر آتے ان کے عکس کی جانب دیکھتے بولی

"یہ تم اُسی سے پوچھ لینا" اسفندیار صحیح کہتا تھا وہ بہت بحث کرتی تھی

"تو آپ مجھے اتنا تیار کیوں کر رہی ہیں؟؟؟" وہ رونے والی ہوگئی تھی

"این الصبا تم اسفی سے ملنے جا رہی ہو"

"تو؟؟؟" مسکاء بیگم نے غصے سے اسکے بال جھٹکے

"لڑکوں کی تیار ہوئی لڑکیاں اٹریکٹ کرتی ہیں---اور جب ہسبینڈ ناراض ہوتے ہیں تو بیویاں اُنہیں تیار ہو کر مناتی ہیں" انہوں نے اسکی کم عقلی پر ماتم کیا

"وہ تو پتا ہے مجھے---بچی تھوڑی ہوں میں" اس نے ناک سکیڑ کر انہیں دیکھا

"تو پھر بحث کیوں کر رہی ہو؟؟؟"

"مجھے نہیں بننا ایسی ٹیپیکل ٹائپ کی بیوی" اس نے نچلا ہونٹ مروڑا

"اس میں کچھ ٹیپیکل نہیں ہے---تم اپنی ماڈرن بیوی اپنے پاس رکھو اور چپ چاپ بال بنواؤ" انہوں نے اسے ڈپٹ کر کہا پھر اسکے بال بنانے لگیں

"دوپٹہ کہاں ہے؟؟؟" انہوں نے اسکے بالوں کا خوبصورت سا اسٹائل بنایا تو این الصبا نے پوچھا

"یہ رہا" انہوں نے فراک کے ہم رنگ کشمیری شال اسکے سامنے کی

"یہ کیا بنا رہی ہیں آپ مجھے؟؟؟ آج نہیں ہے میرا ولیمہ خدا کا خوف کریں"

"اوور نہ ہو---یہاں سب ایسے ہی کپڑے پہنتے ہیں" انہوں نے نے کشمیری چادر اسکے کندھوں پر ڈالی جسکے پلو پر شیشے جڑے تھے

"میں جوکر لگ رہی ہوں" این الصبا رونے والی ہوگئی

"یہ پہنو" انہوں نے سلور یٹل کے جھمکے اسے پہنائے---اس سے پہلے این الصبا مزید چوں چراں کرتی انہوں نے اسے کمرے سے باہر دھکیلا

"جلدی جاؤ سب اُٹھنے والے ہوں گے "

"killer"

گل زرین اپنے کمرے سے نکلتی شوخی سے بولی

"تم نے جورات کو حرکت کی ہے نا اسکے بارے میں تو میں آکر تم سے بات کرتی ہوں "

این الصبا اسے دھمکی دیتی سیڑھیاں اُترنے لگی

"جلدی آئیے گا ,ہم انتظار کریں گے---ہاہاہا" اس نے این الصبا کا دل جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

****

"اسفی"

"اسفی" ابن الصبا کو دور سے ہی گھوڑے کی لگام پکڑ کر چلتا اسفندیار نظر آ گیا--- صبح صادق کا وقت تھا آس پاس بالکل سناٹا تھا جنگل ہی جنگل، لمبے لمبے سفیدے کے درخت سر دھوا میں ٹھٹھر رہے تھے---ابن الصبا تقریباً بھاگ رہی تھی

اسفندیار نے دور سے بھاگ کر آتی کسی لڑکی کو دیکھا جو بلند آواز میں اسکا نام لے رہی تھی سناٹے کے باعث اسکی آواز درختوں سے ٹکرا کر ایک گونج سی پیدا کر رہی تھی---وہ قریب آتی جا رہی تھی اسفندیار اپنی جگہ ٹھہر گیا

"اسفی" اسکا ادھورا نام پھوپھو کے سواء وہی لے سکتی تھی

ابن الصبا اس سے دس بارہ فٹ کے فاصلے پر ٹھہر کر گہرے گہرے سانس لینے لگی--- گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکی ہوئی تھی اسکی ادھ کھلی زلفیں آگے لٹک رہی تھی کانوں میں موجود آویزے ابھی تک جھول رہے تھے---سورج کی روشنی چادر پر لگے شیشوں پر پڑتی ابن الصبا کے چہرے کو دیکھنے میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی--- کچھ دیر بعد وہ سیدھی کھڑی ہوئی "کتنا تیز بھاگتا ہے تمہارا گھوڑا" وہ اسکے پاس ٹھہر کر قدرے غصے میں جھنجھلائی سی کہہ رہی تھی---جبکہ وہ اسکے جوگرز سے سر کے بالوں تک گہرائی سے اسکی تیاری کا جائزہ لے رہا تھا اسکے یوں دیکھنے پر ابن الصبا نے خوامخواہ اپنی چادر سمیٹی جو ایک جانب سے پیروں کو چھو رہی تھی

"کون ہیں آپ؟؟؟" وہ بہت مشکل سے اپنے تاثرات چھپائے ہوئے تھا---این الصبا نے ماتھے پر آئیں لٹوں کو اپنی مخروطی اُنگلیوں سے کانوں کے پیچھے کیا تو کان میں پہنا آویزہ چھنچھنا اُٹھا--- سورج کی روشنی میں مقابل کی بھوری آنکھیں اور غضب کی لگ رہی تھیں جن میں اسکا عکس اُترا ہوا تھا

"مذاق مت اُڑاؤ" وہ پلکیں جھپکتی بولی تو اسفندیار کے عنابی لبوں پر تبسم سا بکھر گیا

"میرا آپ سے کیا مذاق محترمہ" وہ اب تک گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا تھا

این الصبا آگے بڑھی اور زور سے اپنے نازک ہاتھ کا مکا اسے جڑ دیا

"این الصبا ہوں میں" اسکے یوں کہنے پر اسفندیار کا کب سے دبا قہقہہ گونج پڑا---این الصبا اسے ہنستا دیکھ کر دو تین اور مکے مارنے لگی

"بری لگ رہی ہوں؟؟؟" وہ رونے والی ہوگئی---اپنی ڈریسنگ اور میک اپ اپنے لُکس کو لے کر وہ بہت محتاط رہتی تھی اسفندیار جانتا تھا

"بہت زیادہ, چچ چچ" اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا

"میں نے کہا بھی تھا مجھ پر یہ سب سوٹ نہیں کرتا" وہ اپنے آویزوں کو چھیڑتی شرمندگی سے بولی

"بالکل بھی نہیں کر رہا، نائنٹیز کی ہیروئن لگ رہی ہو" این الصبا نے اسکے چہرے پر ناگواریت دیکھتے اپنے آویزے اُتارنے شروع کیے

"مذاق کر رہا ہوں--- بالکل پٹھانی لگ رہی ہو" وہ ہنسا

"اسفییی" این الصبا چیخی

"سچ کہہ رہا ہوں" اسکے آویزوں کو ہاتھ میں پکڑی ہینڈ گن سے چھو کر بولا تو این الصبا کا دھیان بٹ گیا

"یہ؟؟؟" اسکا اشارہ گن کی جانب تھا

"حفاظتی تدابیر تفتیشی آفیسر" اس نے گن سے این الصبا کی گردن کی ہڈی کو چھوا

"پلیز دور رکھو اسے" این الصبا نے نخوت سے کہتے اسکا بازو پکڑ کر دور کیا

"ہاہاہاہا" اسفندیار نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنے پاس کھڑا کیہ ا

"یہ جگہ یاد ہے؟؟؟" این الصبا نے نظر گھما کر اپنے اطراف میں کھڑے درخت دیکھے

"یہ وہی جگہ ہے جہاں"----

"جہاں تم نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا--- تم کتنے برے تھے اسفی" این الصبا اسکی بات کاٹ کر بولی تو اسفندیار نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا--- گھوڑا شرافت سے کھڑا تھا اسکی لگام اب اسفی کے ہاتھ میں نہیں تھی

For more visit (exponovels.com)

"صرف ڈرایا تھا"

"whatever"

این الصبا نے اپنی کلائی چھڑائی

"تم رونے لگی تھی" اس نے یاد کروایا

"جی نہیں" اس نے سختی سے تردید کی

"جی ہاں" اسفندیار نے اسکے دہکتے گلابی عارض پر اپنی اُنگلیوں کا لمس پھیرا

"تم تھے ہی اتنے برے---ایک گولی مار کر یہیں دفنا دیتے مجھے کیا پتا چلتا کسی کو---ہونہہ" اس نے اسفندیار کا ہاتھ جھٹکنا چاہا جواب اسکے کان میں پہنے آویزے سے چھیڑ خانیاں کر رہا تھا

"اتنا بھی برا نہیں تھا میں"

"تم تھے" این الصبا اپنی بات پر زور دے کر بولی

"سناٹا کتنا ہے یہاں اور دور دور تک لمبے لمبے درخت ہیں نہ کوئی بندہ نہ بندے کی ذات صرف تم اور میں---" وہ این الصبا کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا جو سر اٹھا کر اسکی بھوری نشیلی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی---اسفندیار کا ایک ہاتھ اب تک اسکے آویزے پر ٹھہرا ہوا تھا

"ایک گولی مار کر اب بھی میں تمھیں یہاں دفنا سکتا ہوں اینڈ ٹرسٹ می کسی کو پتا نہیں چلیے گا" اسکے اگلے الفاظ سُن کر این الصبا کے تاثرات تیزی سے بدلے

"مجھے پتا ہے تم کسی کا قتل نہیں کر سکتے اور میرا تو کبھی نہیں" اسکے لہجے میں بھرپور اعتماد تھا

"اچھا؟؟؟---مگر تمہارے نزدیک تو قبائلی علاقوں کے مردوں کیلیے کسی کا قتل کرنا عام بات ہے اور میں یہیں اسی جنگل میں انہیں بندوقوں سے کھیل کر بڑا ہوا ہوں---میری جڑیں جُڑی ہیں ان سے" وہ اب اسے کون سے امتحان میں ڈال رہا تھا

"تم مجھے ڈرا رہے ہو اسفی---پلیز ایسی باتیں مت کرو"

"تمھیں ڈرنا نہیں چاہیے تمھیں یقین ہونا چاہیے کہ میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس سے کسی کو ایذاء پہنچے---میں نہیں چاہتا تم میرے ماضی کو لے کر مستقبل میں مجھ پر اعتبار نہ کرو" وہ چاہتا تھا این الصبا اسکی تبدیلیوں پر بھروسہ رکھے---گھوڑا تھوڑا سا ہلا تو این الصبا فوراً اسفندیار کی جانب ہو گئی

"اسے باندھنا پڑے گا---تمھیں کھا نہ جائے کہیں" وہ گھوڑے کو درخت سے باندھنے لگا ساتھ ساتھ اس سے باتیں بھی کر رہا تھا

"ویسے بابا سائیں نے چاچو کو منایا کیسے؟؟؟"

"وہ بابا کے آفس گئے تھے بابا نے بتایا وہ گل زرین کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے انہیں دکھ اس بات کا تھا کہ بچوں نے خود ہی اپنی زندگی کا فیصلہ کرلیا انہیں ہماری کوئی ضرورت نہیں--- بابا کو بھی ان سے کافی گلے شکوے تھے مگر شکر ہے سب سورٹ آؤٹ ہوگیا"

"اور تم سے بابا سائیں نے کچھ کہا؟؟؟" وہ گھوڑے کو باندھ کر سیدھا کھڑا ہوتا ہاتھ جھاڑ کر بولا

این الصبا نے نفی میں سر ہلایا

"تو تم کیسے راضی ہوگئی ہم جاہلوں میں آنے کو" این الصبا کو وہ دو سال پہلے والا ناشتہ یاد آیا وہ اُسی بات کا طعنہ مار رہا تھا کیا؟؟؟

"تم نے مجھے یہاں طعنے مارنے کو بلایا ہے؟؟؟"

"نہیں تو" وہ اسکے پاس ٹھہر گیا

"پھر اس سوال کا مقصد؟؟؟" این الصبا نے بازو سینے پر باندھتے پوچھا

"اسکول بنوایا ہے میں نے گاؤں میں تاکہ پھر کوئی پڑھی لکھی میم آکر ہمیں جاہل ہونے کا طعنہ نہ دے" این الصبا کو اس سے ایسے جواب کی توقع نہیں تھی

"وہ تو میں نے غصے میں کہہ دیا تھا"

"تم نے غصے میں مجھے بہت کچھ کہا ہے---یاد کرواؤں؟؟؟"اس نے این الصبا کے تیکھے نقوش دیکھے

"کیا کہتی ہو تم مجھے؟؟؟

"دل پھینک آدمی "اس نے خود ہی جواب دیا

"ہاں تو نہیں ہو تم؟؟؟"این الصبا نے آنکھیں سُکیڑیں---ماتھے پر بل پڑ گئے

"کون تھی وہ لڑکی ریسٹورینٹ میں تمہارے ساتھ؟؟؟"اسفندیار نے دماغ پر زور ڈالا

"اوہ مائی گاڈ تم تو ٹیپیکل بیویوں کی طرح بی ہیو کر رہی ہو"اس نے مذاق اُڑایا

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے"این الصبا کے کڑے تیور دیکھ کر وہ بتانے لگا

"اسٹوڈنٹ ہے میری"

"تو اسٹوڈنٹ کے ساتھ تم ڈنر کرنے چل دیے"اسکا انداز ہنوز تھا---اور اسفندیار کٹہرے میں

"ہاں---مطلب نہیں---میرا برتھ ڈے تھا اُس نے کہا پوری کلاس آپ کا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنا چاہتی ہے بہت اصرار کیا تو میں چلا گیا وہاں پہنچ کر جو ہوا"اس نے کندھے اُچکائے

"تمہارا اور دانی کا برتھ ڈے ایک ہی دن آتا ہے---امیزنگ"

"بس اتنی سی بات پر تم مجھے دل پھینک قرار دے چکی تھی" وہ آگے کو چل دیا این الصبا نے اسکی قدموں کے نشانات پر پیر دھرے

"گل ورین بھی تو تم سے محبت کرتی ہے"

"یہ اُسکا مسئلہ ہے" اسفندیار جانتا تھا وہ اس شادی سے خوش نہیں ہے این الصبا نے بھی یہ بات محسوس کی ہوگی

"وہ تمہارے لیے بیسٹ میچ تھی---آئی مین لائف اسٹائل کے حساب سے" وہ اب بھی اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی---اسفندیار آگے پڑے پتھر پر بیٹھ گیا

"یوں تو دانیال اور تمہاری بھی اچھی انڈرسٹینڈنگ ہے" اس نے این الصبا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس پتھر پر بچی تھوڑی سی جگہ پر بٹھالیا

"وہ تو ہے مگر"----

"مگر کیا؟؟؟" اس نے این الصبا کے دائیں ہاتھ کی اُنگلیوں میں اپنی اُنگلیاں پھنسائیں

"عجیب بات ہے تم دانی کے بارے میں یوں بات کر رہے ہو مجھے لگا جب بھی میں اُسکا نام لوں گی تمہیں غصہ آئے گا"

"areyoutalkingaboutjealousyfactor???

اس نے این الصبا کی جانب دیکھا جو اپنے پیروں پر نظریں ڈالے ہوئے تھی اس نے چوڑی پجامے کے ساتھ جو گرز پہن رکھے تھے آخر این الصبا تھی وہ,اس سے کچھ بھی اُمید کی جا سکتی ہے

"وہ بچپن سے تمہارا دوست رہا ہے--- تمہارا غم خوار تمہارا چارہ گر لیکن میں چاہوں گا کہ تم دانیال کی جگہ مجھے دے دو--- اس طرح اپنی ذات کو دو حصوں میں split نہیں کرنا چاہیے--- اگر مجھے شوہر والا روعب ڈالنے کو بیوی چاہیے ہوتی تو میرے پاس ایک طویل لسٹ تھی لڑکیوں کی مگر مجھے لائف پارٹنر چاہیے تھی جسے میری طرح غصہ بھی آتا ہو, محبت بھی کرے, اپنی ویلیو بھی رکھے اور مجھے بھی میرا صحیح مقام دے--- صرف سر ہلانے والی عورتیں ہی احترام کا ایوارڈ نہیں لیتیں اور جو احترام آپ سے آزادیِ رائے چھین لے ایسے احترام کا کیا کرنا--- تم میں صرف انا کو چھوڑ کر ہر چیز مکمل ہے" این الصبا اسکی جانب دیکھتی غور سے اسے سُن رہی تھی

"تمہارے لیے انا چھوڑ دی ہے میں نے" اس نے این الصبا کی جانب دیکھا

"تو پھر کچھ اچھا سا بول دو" اسفندیار نے خواہش کی

"ہاہاہا اچھا سا سے کیا مراد ہے تمہاری" این الصبا نے دوسرے ہاتھ سے چہرے پر آئے بال ہٹاتے نظریں جھکا کر ہنستے ہوئے کہا---اسکا یہ شرمانا اسفندیار کو بتاتا تھا کہ اسکے لیے یہ رنگ یہ انداز نئے ہیں---اچھوتے ہیں

"تم اتنی نا سمجھ تو نہیں ہو" اس نے این الصبا کے جکڑے ہوئے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی اسکی انگلیاں دب سی گئیں

"تم سیدھی سیدھی باتیں کرتے پھر عجیب باتیں شروع کر دیتے ہو"

"نہیں یہ عجیب باتیں نہیں ہیں---محبت کی باتیں ہیں---ذرا دیکھو کتنا خوبصورت موسم ہے اور کتنی حسین لڑکی میرے پاس بیٹھی ہے اب اتنا ستم تو نہ کرو" وہ پھر سے ضد کرنے لگا

"اسفی پلیز" این الصبا نے اپنا دوسرا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا اسے لگا پورے جسم کا خون چہرے پر جھلکنے لگا ہے---اسکے رخسار تپ رہے تھے

"تین لفظ ہی تو ہیں" اسفندیار کے دوسرے ہاتھ میں پسٹل تھا ورنہ اسکا دوسرا ہاتھ بھی جکڑ لیتا

"ہاں مگر میں نے یہ لفظ کبھی کسی سے نہیں کہے" کیسی معصومیت تھی؟؟؟ اسکا حلق پھاڑ قہقہہ جنگل میں گونجا کوئل بھی خاموش ہوگئی

"ہر کوئی پہلی بار کسی نہ کسی سے کہتا ہے تم مجھ سے کہہ دو---کم آن" وہ ابھی تک ہنس رہا تھا

"ہاں مگر تم نے بھی تو کبھی نہیں کہا" اسفندیار کو اسکے ہاتھ کی ہتھیلی میں پانی اُترتا محسوس ہوا--وہ اتنی بھی بولڈ نہیں تھی

"ذہ تا سرہ مینہ کوم" وہ اٹک اٹک کر بولی آج اس نے اسفندیار کے قہقہے لگوا دیے تھے وہ کافی دیر ہنستا رہا کیوں کہ وہ بول پشتو رہی تھی مگر اکسنٹ ویسا نہیں تھا

"یہ کس نے سکھایا ہے تمہیں؟؟؟"اس نے این الصبا کے بگڑے تیور دیکھتے پوچھا

"گل زرین نے"

"ہاہاہاہا"---

"اچھا پھر سے کہو" وہ ایسے بولا جیسے کسی بچے کو بار بار نظم سنانے کو کہتے ہیں

"ذہ تا سرہ مینہ کوم

)مجھے تم سے محبت ہے"(

"اي زمہ یارا

(او میری جان)"اسفندیار نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے چور لہجے میں کہا

"اسکا کیا مطلب ہے؟؟؟" این الصبا کو سمجھ نہیں آئی

"میں نے تم سے مطلب پوچھا؟؟؟"

"it'snotfair"

این الصبا نے اسکے ہاتھ جھٹکے --- نچلا لب مروڑا

"اي زمه بنایستہ جانانہ" بن کوخ پڑھا جاتا ہے اور یوسف زئی ش کی جگہ بھی بن ہی

استعمال کرتے ہیں --- اسفندیار کا لہجہ بھی اسکے الفاظ کا ساتھ دے رہا تھا

اس نے این الصبا کا چہرہ اپنی جانب موڑا

"مجھے پشتو سیکھنی پڑے گی" این الصبا نے پکا ارادہ کیا

"میں سکھادوں گا ٹینشن کس بات کی ہے؟؟؟" وہ شریر ہوا

"پتا نہیں کیا کیا بولے جارہے ہو مجھے" اسکی پریشانی اپنی جگہ قائم تھی

"وہی بول رہا ہوں جو تم ہو"

"کیا ہوں میں؟؟؟"

"mybeautifuldarling"

اسکا خمار آلود لہجہ این الصبا کو پلکیں جھکانے پر مجبور کر گیا

"اور کچھ سننا ہے یا اتنا کافی ہے؟؟؟" اس نے این الصبا کا ہاتھ کھینچتے اپنے قریب جھکایا

"بہت ہے" وہ منمنائی

"میری طرف دیکھو" اس نے پسٹل این الصبا کی ٹھوڑی پر رکھ کر چہرہ اونچا کیا---اسکی سیاہ گہری آنکھوں میں اسفندیار کی شبیہہ تھی

"زہ پہ تا مین یم" این الصبا کا اسکی نشیلی بھوری آنکھوں میں دیکھنا دوبھر ہوگیا

"افففف" اسکا پسٹل والا ہاتھ جھٹکا

"اردو میں بات کرو چہرہ" موڑ کر بولی جبکہ وہ تب تک اسی کو دیکھ رہا تھا---نرم گرم نگاہیں اسکی زلفوں سے اُلجھ رہی تھیں

"پشتو کس نے شروع کی تھی"

"غلطی ہوگئی" این الصبا نے جیسے ہار مان لی ہو

"چلو پھر سوری کرو"

"کیوں؟؟؟"

"کیونکہ تم نے غلطی کی ہے"

"میرا دماغ مت کھاؤ---یہ بتاؤ ابھی کیا کہہ رہے تھے"

"گل زرین سے پوچھ لینا" وہ ہنسا

"میری توبہ" اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے

"تم نے کوئی ایسی ویسی بات ہی بولی ہوگی" وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی

"اب ایسے کیوں دیکھے جا رہے ہو؟؟؟"

"سردی لگ رہی ہے--- تمہاری چادر میں تھوڑی سی جگہ مل سکتی ہے؟؟؟" اس نے این الصبا کے پیروں میں لٹکتی چادر کا پلو کھینچا

"بالکل نہیں" اس نے ہاتھ آزاد کیا تو چادر پکڑلی

"تھوڑی سی" اس نے آنکھیں میچیں

"بدتمیزی مت کرو اسفی--- تمیز سے بیٹھو--- نہیں تو جا رہی ہوں میں" اس نے چادر کھینچتے ڈپٹ کر کہا

"تمہیں جانے کی ضرورت نہیں میں ہی چلا جاتا ہوں" وہ پتھر سے اُٹھتا بولا

"یہ پھر ناراض ہوگیا" این الصبا کی جان جانے لگی--- وہ گھوڑا کھول رہا تھا--- اسکی جانب دیکھے بغیر گھوڑے پر بیٹھ گیا--- این الصبا تیزی سے اسکی طرف آئی--- وہ گھوڑے پر بیٹھا بہت اونچا لگ رہا تھا

سفید بالوں والا گھوڑا اور اس پر سفید کرتا شلوار پہنے اسفندیار--- وہ این الصبا کا شہزادہ تھا---وجیہہ و خوبصورت ہونا اسکی کبھی ڈیمانڈ نہیں رہی تھی مگر ایسا شہزادہ جو اپنے غرور و تکبر

میں رعایا کو رگید دے اسے منظور نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے شہزادے کا دل بدل دیا تھا

وہ جتنے حسین خدوخال رکھتا تھا اس سے کئی زیادہ خوبصورت احساسات رکھتا تھا

"اسفی "این الصبا کی آواز سفیدے کے درختوں سے ٹکراتی اسفندیار کے کانوں میں پڑی---اس نے نیچے کھڑی اپنی شریک سفر کو دیکھا----جو جیسا ملنے جانے پر قناعت کرنے کے بجائے اسے بدلنے کا حوصلہ رکھتی تھی

"مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو؟؟؟ "اسکی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اسفندیار کو اتنے فاصلے سے بھی نظر آگئی---اسفندیار نے جھک کر اسکی طرف اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی---مضبوط مردانہ ہاتھ پر اس نے جھجھک کر اپنا نازک سا ہاتھ رکھ دیا

"آؤ---" اسفندیار نے اسکے ہاتھ کو جھٹکا دیا

"نن---نہیں "گھوڑا کافی بڑا اور اونچا تھا

"یہاں پیر رکھو "اس نے پیڈل سے اپنا پیر ہٹاتے کہا

"رکھو "این الصبا نے پیر رکھا اسفندیار نے اسے اوپر کھینچ لیا---اس نے دونوں ٹانگیں ایک طرف کر رکھیں تھیں گھوڑے کی لگام تھامنے سے این الصبا بالکل اسکے حصار میں آگئی

تھی---گھوڑاان کی وزن پر ہلکا سا احتجاج کرتا اُچھلا این الصبا نے اسفندیار کا کرتا بازو سے پکڑلیا

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم یوں میرے ساتھ میرے گھوڑے پر بیٹھو گی---تمہیں اپنا کیمرہ لانا چاہیے تھا"اس نے گھوڑے کی لگام کھینچی

"ہم پیدل نہیں جاسکتے؟؟؟"این الصبا کا چہرہ اسکے سینے سے ٹکرا رہا تھا اور اسفندیار کی نظریں اسکے بالوں پر تھیں---اسکی بکھری زلفیں کچھ یاد دلا گئیں

"غزل سنو گی؟؟؟ گھوڑ"ے پر بیٹھی این الصبا کی جان جارہی تھی اور اسے غزل کی پڑی تھ

آپ اس طرح تو ہوش اُڑائیا نہ کیجیے

یوں بن سنور کر سامنے آیا نہ کیجیے

کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو

ہمیں زندہ رہنے دو اے حسن والو

این الصبا نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا مزید گنگنایا

نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں

بہت زخم سینے پر کھائے ہوئے

ستمگر ہو تم خوب پہچانتے ہیں

تمہارے اداؤں کو ہم جانتے ہیں

این الصبا نے اسکے سینے پر مکا رسید کیا

"سنبھالو ذرا اپنا آنچل گلابی"

"It'sblue"

این الصبا نے ہنستے ہوئے اپنی چادر کا پلو اسکے سامنے لہراتے ٹوکا

"ہاہاہاہا---"اس نے گھوڑے کی لگام اب کی بار زور سے کھینچی گھوڑے کے قدموں کی آواز گونجنے لگی این الصبا نے اسفندیار کا بازو زور سے دبوچ لیا

"اسے کہو تمیز سے چلے"وہ چیخی

"چچ ڈرپوک این الصبا"اس نے بچوں کی طرح اسکا مذاق اُڑایا

"یہ مجھے گرادے گا اسفی"این الصبا پہلی بار گھوڑے پر بیٹھی تھی

"ساتھ گریں گے"وہ انجوائے کر رہا تھا

"میں کبھی گھوڑے پر نہیں بیٹھی"اس نے بتایا

"تم نے کبھی ٹریول نہیں کیا؟؟؟"وہ حیران ہوا---این الصبا نے نفی میں سر ہلایا

"کوئی تھا ہی نہیں ساتھ جانے والا"

"اب مل گیا ساتھ جانے والا؟؟؟" اس نے جھک کر این الصبا کے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کی

"ہاں مجھے مردان، شنگریلا، بابوسر، سکردو، ایبٹ آباد گھومنے کا بہت شوق ہے---میں نے تو مری بھی نہیں دیکھا---اسلام آباد بھی گھومنا ہے مجھے--- ہم راکاپوشی بھی دیکھیں گے" وہ بھول گئی تھی وہ گھوڑے پر بیٹھی ہے اسکی زبان گھوڑے کی رفتار کا مقابلہ کر رہی تھی

"چلو--- تمہیں ہاتھ پکڑایا تم نے تو بازو ہی پکڑلیا" اسفندیار بڑبڑایا

"اسفی" این الصبا نے اسکے بازو پر مکا رسید کیا

"میں نے عینی کو بھی انوائٹ کیا ہے ہمارے ریسیپشن پر"

"دانیال اور علی کو تم انوائٹ کروگے" اس نے حکم دیا

"میں کیوں؟؟؟" وہ چونکا دھیان سامنے درختوں کے مابین بنی راہ پر تھا

"انکل کو کیا بولوں گی میں، دانیال اور علی میرے دوست ہیں میرا ولیمہ اٹینڈ کرنے آئے ہیں؟؟؟" اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا جو سامنے دیکھ رہا تھا

"اور کوئی حکم؟؟؟"

"کچھ نہیں"

"تم نے میک اپ کرنا چھاڑ دیا ہے" وہ بولا

"میں صرف لپ اسٹک لگاتی تھی" این الصبا نے ناک چڑھائی "جو بھی---چھوڑی کیوں؟؟؟"

"میری مرضی"

"جوڑا بنانا بھی چھوڑ دیا ہے"

"تمہیں کیا مسئلہ ہے" وہ چڑ کر بولی

"ہاہاہا --کس کیلیے چھوڑا ہے ؟؟؟" وہ اسے زچ کر رہا تھا

"اسفی تت----تم---اففففف" این الصبا زچ آچکی تھی

"کہہ دو تمہارے لیے" وہ ہنس کر بولا

"اگر نہ کہوں تو؟؟؟" این الصبا نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا

"میں تمہیں گھوڑے سے نیچے پھینک دوں گا" اس نے دھمکی دی

"تم ایسا نہیں کرو گے" این الصبا نے انگلی اُٹھا کر سختی سے کہا

"میں ایسا ہی کروں گا اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو" وہ گھوڑا روک چکا تھا

"اسفیییی" این الصبا چیخی

"این الصبااااا" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا

For more visit (exponovels.com)

ہم چلتے ہیں ان کے جھگڑے کبھی ختم نہیں ہونے---کبھی کوئی کسی پر بازی لے جائے گا
کبھی کوئی کسی پر جہاں رشتے کی بنیاد برابری پر رکھی جائے وہاں کسی ایک فریق کا جھکنا بنتا بھی
نہیں

ختم شد